جلد اوّل
نورُ الانوار
اُردو ترجمہ
عَبقاتُ الانوار
بجواب
تحفۂ اثنا عشریہ
موضوع
حدیثِ ثقلین
مؤلف
فردوس مآب علّامہ میر حامد حُسین ہندی

نور الانوار

ترجمۂ

عبقات الانوار

(حدیث ثقلین)

(ج ۱)

مؤلف

فردوس مآب

علامه میر حامد حسینؒ هندی

مترجم

سید شجاعت حسین گوپال پوری

ممتاز الافاضل۔ واعظ

ناشر

مدرسة الامام علی بن ابی طالب (ع)

Noor-ul-Anwaar

Tarjuma-Abaqat-ul-Anwar

(Hadith-e-Saqlain) vol.1

By Allama Mir Syed Hamid Husain Musvi

Translated By Shujaat Husain Gopalpuri

Year of Publication-2004

شناسنامه

سلسلۂ مطبوعات الرسول پبلیکیشنز۔۱

نام کتاب : نورالانوار ترجمہ عبقات الانوار (حدیث ثقلین) جلد اول

مؤلف : فردوس مآب علامہ میر حامد حسین موسوی ھندی

مترجم : سید شجاعت حسین گوپال پوری ممتاز الافاضل واعظ

سن اشاعۃ : ۲۰۰۴ عیسوی ۱۴۲۵ ہجری قمری

مطبع : امیر المومنین (ع)

تعداد : ۱۵۰۰

ناشر: مدرسۃ الامام علی بن ابی طالب (ع)

شابک: 964-8139-42-3

شابک دوره: 964-8139-44-x

انتساب

والدمحترم مولانا سید لیاقت حسین صاحب قبلہ مدظلہ

ممتاز الافاضل، واعظ

کے نام

جو چالیس سال سے بڑی خاموشی سے تبلیغ دین کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

مترجم

بسم اللہِ الرَّحمنِ الرَّحیم

« ن وَالقَلَمِ و مَا یَسطُرُونَ »

پژوهشگر ارجمند جناب آقای سید شجاعت حسین رضوی(زید عزه)

با سلام و تحیت

رشد و بالندگی فرهنگ دینی پیوند تنگاتنگی با تلاش های خالصانه و فراگیر فرهیختگان دین مدار و اندیشمندان حق باور و شیفتگان قرآن و عترت(ع) دارد.

نوشتار وسیله ای برای گسترش اندیشه ها و پایاسازی انگیزه ها و پویاگری افکار بشری است و رویکرد به نوآوری در ارائه ی اندیشه های ناب دینی و عرضه ی قالب های زیبا و کارآمد، در گرو کوشش های مستمر است.

به پاسداشت همت والای شما در پاسخ گویی به

فراخوان کتاب سال

و پدید آوردن **نورالانوار** در موضوع **روایی** به زبان **اردو**

که با رتبه ی **دوم** ازسوی هیئت داوران برگزیده شده است،این لوح سپاس، یادمان

پنجمین جشنواره ی پژوهشی شیخ طوسی (ره)

به حضورتان تقدیم می شود. توفیقات روز افزون شما را از درگاه ذات اقدس الاهی خواستاریم.

علیرضا اعرافی

رئیس مرکز جهانی علوم اسلامی

فہرست

پیشگفتار از: حضرت آیةالله العظمی مکارم شیرازی(مدّظلّه)

بسم الله الرّحمن الرّحیم

عالم فرزانه و محقّق گرانمایه مرحوم «میرحامد حسین هندی» در عصر خود یکی از نوابغ جهان اسلام و از بزرگان عالمان مجاهد در طریق نشر آثار اهل‌بیت علیهم السلام بود و در شصت سال عمر پربرکت خود[۱] توانست یکی از بزرگترین آثار علمی را در زمینهٔ ولایت اهل‌بیت علیهم السلام از خود به یادگار بگذارد

«عبقات» که مهمترین اثر علمی اوست، یکی از وسیعترین کتبی است که در رشتهٔ ولایت با بهره‌گیری از منابع مختلف اسلامی مخصوصاً از منابع معروف و مشهور «اهل تسنّن» نگاشته شده و قبل و بعد از آن عالم مجاهد، کمتر کسی اثری به این گستردگی و وسعت در زمینهٔ ولایت نوشته است.

او مردی بسیار پرکار و پرتلاش بود تا آنجا که شب و روز مطالعه می‌کرد و می‌نوشت، به حدی که انگشتان دست راست او از کثرت نوشتن از کار افتاد، و از آن به بعد تا آخر عمر، از دست چپ استفاده می‌کرد!

او دارای هوشی بسیار سرشار و حافظه‌ای بسیار قوی و سلیقه‌ای کم‌نظیر بود و دسترسی به کتابخانه‌های بزرگ و غنی هندوستان داشت و با استفاده از این نعمت‌های بزرگ الهی، کار خود را در زمینه «عبقات» شروع کرد و سالها قلم زد تا آن را در ده مجلد بزرگ به پایان رسانید.

هنگامی که این اثر بدیع انتشار یافت و به نجف اشرف رسید، بزرگان آن زمان مانند نابغهٔ عصر و زمان، میرزای شیرازی و شیخ زین‌العابدین مازندرانی و اکثر اکابر آن عصر،

---

۱. *این عالم بزرگ در ماه محرم ۱۲۴۶ دیده به جهان گشود و در ماه صفر سال ۱۳۰۶ به دیار باقی شتافت.*

تقریظهای بسیار بلندی بر آن نوشتند و این اثر برجسته را ستودند تا آنجا که عالم بزرگوار شیخ عباس هندی شیروانی، رساله‌ای مخصوص به نام «سواطع الانوار فی تقریظات عبقات الانوار» تألیف نمود، و در بعضی از آنها آمده که به برکت این کتاب بزرگ در یک سال، جمع کثیری از دورافتادگان، مکتب اهل‌بیت علیهم السلام را برگزیدند.

* * *

از آنجا که گستردگی و وسعت این اثر نفیس سبب می‌شد که همهٔ اقشار نتوانند از آن بهرهٔ کافی بگیرند، بعضی از محققان بر آن شدند که برای آن گروه از علاقمندان که مجال وسیعی برای مطالعه نداشتند تلخیصی از این کتاب بزرگ را منتشر سازند و توفیق این کار، نصیب جناب عالم بزرگوار جناب آقای میلانی دامت افاضاته شد و آن را در نوزده مجلد فشرده به نام «نفحات الازهار فی خلاصة عبقات الانوار» تلخیص نمود. و از آنجا که کتاب «عبقات» در اصل به زبان فارسی (آمیخته با متون عربی) تألیف یافته بود و مسلمانان اردو زبان که از جهاتی احق و اولی به آن بودند نمی‌توانستند از آن استفاده کنند، جناب فاضل محترم **حجّة‌الإسلام آقای شجاعت حسین هندی** بر این شد که آن را به زبان اردو ترجمه و به کمک مؤمنان و مخلصان آن دیار، نشر دهد. بحمدالله این هدف مقدّس به وسیلهٔ ایشان و دوستانشان جامهٔ عمل به خود پوشید و نخستین مجلّد آن در افق مطبوعات آشکار شد و روح تازه‌ای در عاشقان مکتب اهل‌بیت علیهم السلام دمید، امید است برادران و خواهران اردو زبان که عموماً علاقهٔ خاصّی به مکتب اهل‌بیت علیهم السلام دارند، این اثر مفید را گرامی بدارند و مخصوصاً جوانان عزیز خود را به مطالعهٔ آن ترغیب کنند خداوند از همه قبول فرماید و همهٔ ما را از خادمین اهل‌بیت گرامی پیامبر اسلام صلی الله علیه و آله قرار دهد.

قم - حوزهٔ علمیّه

ناصر مکارم شیرازی - محرم‌الحرام ۱۴۲۲

ناصر مکارم الشیرازی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ تقریظ

مرجع عظیم الشان مفسر قرآن حضرت آیة الله العظمیٰ ناصر مکارم شیرازی (مد ظله)

عالم فرزانہ اور محقق گرانقدر ''میر حامد حسین مرحوم ھندی'' اپنے عہد کے عالم اسلام کے ایک نابغہ اور علوم اہلبیتؑ کی نشر و اشاعت میں دنیا کے ایک بڑے مجاہد تھے۔ انہوں نے اپنی ساٹھ سالہ پُر برکت زندگی میں ولایت اہلبیت علیہم السلام کے سلسلہ میں اپنی ایک عظیم یادگار چھوڑی ہے۔

''عبقات الانوار'' ان کا ایک نہایت اہم علمی کارنامہ ہے یہ ایک ایسی وسیع کتاب ہے جو ولایت کے موضوع پر مختلف اسلامی مصادر، خاص کر اہلسنت کے مشہور و معروف ماخذوں سے استفادہ کر کے لکھی گئی ہے۔ اس مجاہد عالم دین کے پہلے اور بعد میں ولایت کے موضوع پر شاید ہی کسی نے اتنی تفصیلات سے قلم اٹھایا ہو۔ وہ نہایت مشقت کرنے والے محقق تھے۔

یہاں تک کہ شب و روز مطالعہ و تصنیف و تالیف میں منہمک رہتے ۔ وہ اتنا کثرت سے لکھنے کا کام کرتے تھے کہ داہنے ہاتھ کی انگلیاں مفلوج ہوگئی تھیں ۔ جس کے سبب آخر عمر تک بائیں ہاتھ سے لکھتے رہے ۔ ان کی معلومات بہت وسیع ، حافظہ بہت قوی اور ان کا طریق تحقیق بے نظیر تھا ۔ ہندوستان کے بڑے اور اہم کتاب خانوں تک انکی رسائی تھی اور انہوں نے خدا وند متعال کی اس نعمت سے فیض اٹھا کر ''عبقات'' کی تالیف کا کام شروع کیا اور برسوں خامہ فرسائی کرتے رہے ۔ یہاں تک کہ دس ضخیم جلدوں میں اپنے کام کو تکمیل تک پہونچا دیا ۔ جس وقت یہ نادر روزگار تالیف شائع ہوئی اور نجف اشرف پہونچی ''میرزائے شیرازی'' اور ''شیخ زین العابدین مازندرانی'' جیسے عظیم علما نیز اس عہد کے اکثر اکابرین نے جن کا شمار اپنے زمانے کے نابغوں میں ہوتا تھا ، اس کتاب پر نہایت اہم تقریظیں لکھیں اور اس عظیم تالیف کی ستائش کی ۔ یہانتک کہ ''شیخ عباس هندی شیروانی'' جیسے بزرگ عالم دین نے ''سواطع الانوار فی تقریظات عبقات الانوار'' نام سے ایک مخصوص کتاب لکھی ۔ ان تقریظوں میں سے بعض میں آیا ہے کہ ایک سال کے اندر اس عظیم کتاب کی برکت سے بہت سے لوگوں نے مکتب اہلبیت علیہم السلام میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا ۔

اس اہم کتاب کی وسعت اور پھیلاؤ کے سبب مختلف طبقات کے لوگوں کا مستفیض ہونا ممکن نہیں تھا بعض محققین کی یہ رائے ہوئی کہ ان لوگوں کے لئے جن کو اس عظیم اور ضخیم کتاب کے مطالعہ کا موقع نہیں ہے اس وسیع کتاب کی تلخیص شائع کی جائے اور تلخیص کے لئے قرعہ فال حجۃ الاسلام جناب میلانی دامت افاضہ کے نام نکلا ، مصوف نے ''نفحات الازهار فی

خلاصۃ عبقات الانوار'' کے نام سے ۱۹ جلدوں میں اسکی تلخیص کی۔عبقات کی زبان فارسی اور عربی آمیز ہے اوران مسلمانوں کا جن کی مادری زبان اردو ہے اس سے کما حقہ استفادہ ممکن نہیں تھالہذا افاضل محترم حجۃ الاسلام جناب شجاعت ھندی نے اس کا اردو زبان میں ترجمہ کیا جس سے برصغیر کے مسلمانوں اور مومنین کی بڑی مدد ہوتی ہے۔الحمدللہ کہ یہ مقدس مقصدان کے اوران کے احباب کے ذریعہ عملی صورت اختیار کررہاہے اوراس کی پہلی جلد زیورطبع سے آراستہ ہورہی ہے۔اس کی اشاعت سے مکتب اہلبیتؑ کے عاشقوں میں ایک نئی روح دوڑ گئی ہے۔امید ہے کہ اردوزبان حضرات جومکتب اہلبیتؑ سے خصوصی وابستگی اور عقیدت رکھتے ہیں اس مفیداوراہم کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔بالخصوص اپنے نوجوانوں کواس کے مطالعہ کی ترغیب دینگے، خداوند عالم اسے قبول فرمائے اور ہم سب کو پیغمبرؐ اسلام کے اہلبیتؑ کے خادمین میں شمار کرے۔

تقریظ

مبلغ اسلام، مترجم تفسیر المیز ان علامہ سید سعید اختر رضوی مدظلہ ✿

عمید بلال مسلم مشن تنزانیا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد للّٰه وكفىٰ و سلام علىٰ عبده الذى اصطفى

زیر نظر کتاب نورالانوار ہے جو عبقات الانوار کا اردو ترجمہ ہے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی نے تحفۂ اثنا عشریہ لکھ کر برصغیر میں سنی شیعہ مجادلہ کا دروازہ اس طرح کھولا کہ وہ پھر کبھی بند نہ ہو سکا۔ تحفہ ۱۲۰۴ھ (۹۰-۱۷۸۰ء) میں شایع ہوئی اور فوراً ہی تمام پھیل گئی۔ مولوی اسلم مدراسی (متوفی ۱۲۷۲ھ، ۵۶-۱۸۵۵ء) نے اس کا ترجمہ عربی میں کیا اور نواب علی محمد والا جاہ کے بیٹے نے اس ترجمہ کو عرب بھیجا۔ بعد کے زمانے میں اس کا ایک اختصار مصر میں چھپا۔ سر سید احمد خان علیگڑھ نے تحفہ کے دسویں اور بارہویں باب کا اردو میں ترجمہ تحفۂ حسن کے نام سے کیا جسے ۱۸۴۴ء (۱۲۶۰ھ) میں شایع کیا۔

تحفہ کا جواب اس کی اشاعت کے دو سال کے اندر ہی (۱۲۰۶ھ، ۱۷۹۲ء) میں

✿ نورالانوار ج احدیث نور میں یہ تقریظ شائع ہو چکی ہے، اہمیت کے پیش نظر دوبارہ ہدیۂ قارئین ہے، مگر افسوس کہ مبلغ اعظم نے چند ماہ قبل دار آخرت کا سفر کیا۔ ناشر

شہید رابع مرزا محمد کامل کشمیری دہلوی نے نزہۃ اثنا عشریہ کے نام سے بارہ جلدوں میں لکھا (یعنی ہر باب کے جواب میں ایک جلد)۔ جس کی پہلی، تیسری، چوتھی، پانچویں، اور نویں جلدیں شائع ہوئیں، باقی جلدوں کا پتہ نہیں چلا، مرزا محمد کامل کو اکبر شاہ ثانی کے رشتہ دار نے زہر دے کر ۱۲۳۵ھ (۲۰-۱۸۱۹ء) میں شہید کر دیا۔

کشف الحجب والاستار کے بیان کے مطابق تحفہ کے پہلے اور دوسرے باب کا جواب مرزا محمد اخباری نیشاپوری (شہادت ۱۲۳۳ھ ،۱۸-۱۸۱۷ء) نے سیف مسلول کے نام سے لکھا تھا، چونکہ ادھر کچھ دنوں سے سنی حلقوں سے یہ آواز بلند ہونے لگی ہے کہ تحفہ اثنا عشریہ کا جواب آج تک نہ ہو سکا۔ اس لئے یہاں پر تحفہ کے جوابات کی ایک مختصر فہرست درج کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا:

۱۔ تحفہ کے پہلے باب کے جوابات (شیعہ مذہب کی ابتدا اور اس کے فرقے):

(ا) سیف مسلول (مرزا محمد اخباری نیشاپوری)

(ب) نزہۃ اثنا عشریہ (مرزا محمد کامل) جلد اول۔ مطبوعہ لکھنؤ

(ج) سیف ناصری (مفتی محمد قلی) اس کے دو قلمی نسخوں کا مجھے علم ہے جس میں سے ایک خود میرے ذاتی کتب خانہ ریاض معارف میں ہے۔

۲۔ تحفہ کے دوسرے باب کے جوابات (شیعوں کے مکائد)

(ا) سیف مسلول (مرزا محمد اخباری نیشاپوری)

(ب) تقلیب المکائد (مفتی محمد قلی) مطبوعہ دہلی

۳۔تحفہ کے تیسرے باب (شیعہ علماء اوران کی کتابیں) کا جواب:

ا۔نزہئہ اثناعشریہ (مرزامحمد کامل) جلد سوم، اسکا قلمی نسخہ انڈیا آفس لائبریری کے ''دہلی پرشین کلکشن'' میں ہے۔اب انڈیا آفس لائبریری برٹش لائبریری میں منضم ہوگئی ہے

۴۔تحفہ کے چوتھے باب (شیعہ احادیث اوران کے راوی) کا جواب:

ا۔نزہئہ اثناعشریہ (مرزامحمد کامل) جلد چہارم مطبوعہ لودھیانہ ۱۲۷۹ھ (۶۳-۱۸۶۲ء)

۵۔تحفہ کے پانچویں باب (الہیات) کے جوابات:

(ا) نزہئہ اثناعشریہ (مرزامحمد کامل) جلد پنجم

(ب) صوارم الہیہ (سید دلدار علی غفران مآب) مطبوعہ کلکتہ ۱۲۱۸ھ (۰۴-۱۸۰۳ء)

۶۔تحفہ کے چھٹے باب (نبوت) کا جواب

ا۔حسام الاسلام (سید دلدار علی غفراں مآب) مطبوعہ کلکتہ ۱۲۱۸ھ (۰۴-۱۸۰۳ء)

۷۔تحفہ کے ساتویں باب (امامت) کے جوابات

(ا) رسالۂ غیبت (سید دلدار علی غفران مآب) مطبوعہ کلکتہ ۱۲۱۸ھ (۴-۱۸۰۳)

(ب) بوارق موبقہ (سلطان العلماء سید محمد بن غفران مآب)

(ج) جواہر عبقریہ (مفتی سید محمد عباس شوشتری) مطبوعہ لکھنو ۱۲۷۱ھ (۵۵-۱۸۵۴ء)

(د) برہان سعادت (مفتی محمد قلی) مخطوطہ رضا لائبریری۔رام پور

(ہ) عبقات الانوار (میر سید حامد حسین موسوی) اس کا مزید ذکر آئندہ آئے گا۔

۸۔تحفہ کے آٹھویں باب (معاد) کا جواب:

ا۔احیاء السنۃ (سید دلدار علی غفران مآب) مطبوعہ لکھنو و لودھیانہ ۱۲۸۱ھ (۶۵۔۱۸۶۴ء)

۹۔تحفہ کے نویں باب (مسائل فقہ) کے جوابات:

(ا) نزہئہ اثنا عشریہ (مرزا محمد کامل) مخطوطہ رضا لائبریری۔رام پور

(ب) مہجۃ البرہان (سید جعفر ابوعلی) مخطوطہ رضا لائبریری۔رام پور

۱۰۔تحفہ کے دسویں باب (مطاعن) کے جوابات:

(ا) طعن الرماح (سلطان العلماء سید محمد) مطبوعہ لکھنو ۱۲۳۸ھ (۱۸۲۳۔۱۸۲۲ء)

(ب) تشئید المطاعن (مفتی محمد قلی) جلد اول ۱۹۱۰ صفحات، جلد دوم ۴۴۲ صفحات مطبوعہ لودھیانہ ۱۲۸۳ھ (۶۷۔۱۸۶۶ء) حال میں قم میں آفسٹ کے ذریعہ چھاپی گئی ہے۔

(ج) بارقہ ضیغمیہ در موضوع متعہ (سلطان العلماء سید محمد)

(د) تکسیر الصنمین (سید جعفر ابوعلی)

۱۱۔تحفہ کے گیارہویں باب (شیعہ مذہب کے خصوصیات) کا جواب:

ا۔مصارع الافہام (مفتی محمد قلی) مخطوطہ ناصریہ لائبریری لکھنو

۱۲۔تحفہ کے بارہویں باب (تولا و تبرا) کے جوابات:

(ا) ذوالفقار (سید دلدار علی غفران مآب) مطبوعہ لودھیانہ ۱۲۸۱ھ (۶۵۔۱۸۶۴ء)

(ب) طرد المعاندین (سلطان العلماء سید محمد)

تحفہ فارسی میں تھی اس لئے اس کے یہ جوابات بھی فارسی میں لکھے گئے،۔اردو میں اس کا جواب مشہور ادیب مرزا محمد ہادی رسوا (متوفی ۱۲۵۰ھ،۳۲۔۱۹۳۱ء) نے تحفۃ السنۃ کے نام سے ۱۵ جلدوں میں لکھا جو مطلع انوار کی رپورٹ کے مطابق مدرسۃ الواعظین کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

عبقات الانوار تحفہ کے ساتویں باب (امامت) کے جواب میں ہے۔مفتی محمد قلی (متوفی ۱۲۶۰ھ،۱۸۵۵ء) کے دوسرے صاحبزادے میر سید حامد حسین موسوی نے اس کا منصوبہ بنایا پھر اپنے بڑے بھائی سید اعجاز حسین کے ساتھ حج وزیارت کے لئے روانہ ہوئے ۔اور حجاز، قاہرہ ،شام،عراق اور ایران میں ہزاروں نادر کتابیں خریدیں یا اپنے ہاتھوں سے نقل کیں۔آج ناصریہ لائبریری (لکھنو) میں جو تقریبا دس ہزار مخطوطات ہیں وہ زیادہ تر انہیں دونوں بزرگوں نے فراہم کئے تھے۔اس طویل سفر سے واپس آکر میر حامد حسین نے عبقات الانوار لکھنی شروع کی۔

کتاب کا پلان انہیں مرحوم نے مرتب کیا تھا، اور ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے ناصر الملۃ سید ناصر حسین نے انہیں خطوط پر اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے تقریباً پایہ تکمیل تک پہنچا دیا۔۱۳۶۱ھ میں ناصر الملۃ کی وفات کے بعد ان کے دوسرے صاحبزادے سعید الملۃ سید محمد سعید صاحب نے دو حدیثوں کو مکمل کیا، میر حامد حسین موسوی نے اپنے زمانے کے اسلوب تحریر کو حد کمال تک پہونچا دیا ہے۔یعنی ان کی عربی وفارسی کے مسجع و مقفیٰ عبارتیں دو دو صفحہ تک چلی جاتی ہیں جن میں مترادفات کی بھر مار ہوتی ہے۔

نفحات الازھار اس مشہور عبقات الانوار کی عربی میں تلخیص ہے۔ عبقات اور نفحات کا مقابلہ کرنے سے نفحات کے مصنف حجۃ الاسلام سید علی میلانی حفظہ اللہ کے خدمات کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے کس طرح اصل کتاب کے تمام نکات ومباحث کو حشو وزوائد سے پاک کر کے عربی دنیا کے سامنے پیش کردیا ہے۔ فجزاہ اللہ عن الاسلام و اھلہ خیر الجزاء نفحات کے دیباچہ میں اس اجمال کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

عبقات الانوار کی اس پہلی جلد کا ترجمہ اردو میں عزیز گرامی قدر حجۃ الاسلام سید شجاعت حسین رضوی نے کیا ہے۔ موصوف اپنے عنفوان شباب سے مضمون نگاری، ادارت اور ترجمہ کا تجربہ رکھتے ہیں، ان کا قلم ترجمہ کی سنگلاخ وادیوں کو اس طرح طے کرتا ہے کہ ترجمہ پر اصل تصنیف کا گمان ہوتا ہے۔ عبقات کی پہلی جلد کا یہ ترجمہ کسی مادی منفعت کی امید کے بغیر کیا گیا ہے۔ اور یہ مترجم کے خلوص نیت کی دلیل ہے۔

اگر کوئی صاحب ہمت آگے بڑھے اور بقیہ چودہ جلدوں کے ترجمہ کے منصوبہ کو اپنی سرپرستی میں لے لے تو مترجم موصوف پوری تندہی سے اس کام کو جلد از جلد انجام تک پہنچا سکتے ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

دارالسلام۔ تانزانیا

الاحقر سید سعید اختر رضوی ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ

ڈاکٹر سیّد حسن عباس
شعبۂ فارسی، بنارس ہندو یونیورسٹی، وارانسی

تعارف

ہماری بستی گوپال پور ضلع سیوان (بہار) کے معروف بستیوں میں سے ایک ہے۔ سادات کی اس بستی کی شہرت کی خاص وجہ ہر دور میں بڑی تعداد میں یہاں علماء وفضلا اور شعرا وادبا کی موجودگی تھی۔ جن کی دینی اور علمی وادبی کاوشوں نے اس چھوٹی سی بستی کا نام بڑی بڑی جگہوں تک پہنچایا۔ نصف صدی پیشتر آیۃ اللہ العظمیٰ مولانا سیّد راحت حسین صاحب گوپال پوری اعلیٰ اللہ مقامہ کی مشہور تفسیر انوار القرآن، کی اشاعت کے سبب بھی ملک اور بیرون ملک اس بستی کا نام پہنچا۔ عراق اور ایران میں کم وبیش علمائے عصر مولانا موصوف کی علمی عظمت وفضیلت سے پوری طرح واقف تھے۔ مرجع عالی قدر آیۃ اللہ العظمیٰ مرعشی نجفی طاب ثراہ اکثر مولانا مرحوم کا نام لے کر ان سے اپنی گہری وابستگی کا اظہار فرماتے تھے۔ مولانا کے صاحبزادے حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سیّد علی رضوی قمی اعلیٰ اللہ مقامہ کی شہرت ان کے علم اور زہد وتقوا کے سبب ہے۔ ان کی علمی اور دینی مصنفات میں الفرقۃ الناجیہ مشہور ترین کتاب ہے جسے اپنے موضوع پر منفرد کتاب کہنا بجا ہے۔ آپ کے چھوٹے بھائی حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید محمد محسن رضوی گوپال پوری اعلیٰ اللہ مقامہ مدرسۃ الواعظین جیسے علمی اور مذہبی ادارے کے پرنسپل ہوئے۔ مولانا سیّد نذر حسن صاحب گوپال

پوری مرحوم کے رشحات قلم نے علمی اور مذہبی دنیا میں ان کے نام کے ساتھ بستی کی شہرت کو بھی عام کیا۔ مولانا مرحوم پابندی سے اپنے نام کے ساتھ گوپال پوری کا لاحقہ استعمال کیا کرتے تھے۔ حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید سعید اختر رضوی گوپال پوری مرحوم کی شخصیت عصر حاضر کی ایک اہم اور قابل ذکر شخصیت ہے۔ انہوں نے ملک اور بیرون ملک تبلیغ واشاعت دین کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ انہوں نے تقریر وتحریر دونوں کا بخوبی استعمال کیا ہے۔ ایک طویل عرصے تک دارالسلام (تنزانیا) میں مقیم رہے اور وہاں بلال مشن جیسے عظیم ادارے کے بانی اور سرپرست ہونے کے ساتھ افریقہ، یورپ اور امریکہ میں تبلیغ دین کی ہر ممکن کوشش فرماتے رہے۔ یوں تو ان کی علمی اور دینی تصنیفات کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن ان کا سب سے بڑا کارنامہ تفسیر المیز ان کا انگریزی ترجمہ ہے جسے ایران کے ایک ادارے Wofis نے بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے۔ حال ہی میں خورشید خاور، (تذکرۂ علمائے امامیہ) شائع ہوئی ہے جسے مولانا کا ایک اور اہم کارنامہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ مولانا کے صاحبزادے حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید محمد صاحب قبلہ کناڈا میں تبلیغ دین کے کاموں میں مصروف ہیں۔ ان کی زیادہ تر تصانیف انگریزی زبان میں ہیں ۔ وہ اپنی مسلسل علمی اور دینی سرگرمیوں کے سبب عالم تشیع میں اپنا ایک خاص مقام رکھتے ہیں ۔ مولانا سید علی اختر رضوی شعور گوپال پوری مرحوم اگرچہ ایک مقامی کالج (محمد صالح انٹر کالج حسین گنج سیوان) میں اردو فارسی کے استاد کی حیثیت سے ملازمت سے منسلک تھے لیکن اپنی مسلسل اور انتھک علمی ادبی سرگرمیوں کے سبب پورے ملک میں جانے جاتے ہیں۔

شاعری اور افسانہ نویسی کا بھی شوق تھا۔ان کی شاعری اور افسانوں میں کربلائی علامتیں اور استعارے جس خوبصورتی سے پیش کئے گئے ہیں ان پر علاحدہ گفتگو کی جانی چاہئے۔ادھر چند برسوں میں انہوں نے ترجمہ نگاری پر توجہ صرف کی تھی اور کئی اہم کتابوں کا عربی اور فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا تھا جس میں مشہور زمانہ کتاب الغدیر (علامہ امینیؒ) کا اردو ترجمہ و تلخیص کا نام لیا جاسکتا ہے۔افسوس کہ یہ کام مکمل صورت میں منظر عام پر نہ آسکا اگر چہ مولانا نے اپنا کام مکمل کر دیا تھا لیکن ممبئ سے وطن آتے ہوئے بھوپال میں ان کا سامان چوری ہو گیا جس میں یہ قیمتی مسودہ بھی ضائع ہو گیا۔

اس دور میں مولانا سیّد شجاعت حسین رضوی گوپال پوری نے اسلاف کے نقش قدم کو اپنے لئے راہنما اور مشعل راہ بنایا ہے اور ترجمہ نگاری کے میدان کو منتخب کیا ہے۔ان کے دادا مولانا سید رسول احمد صاحب قبلہ مرحوم (۱۹۰۳۔۱۹۷۸ء) اپنے وقت کے جید عالم دین شمار ہوتے تھے۔آپ نے مولانا سید راحت حسین صاحب قبلہ کی زیر سرپرستی تعلیم حاصل کی تھی اور مدرسہ ایمانیہ (بنارس) اور مدرسہ سلیمانیہ (پٹنہ) سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہیں مدرس ہوئے پھر ناظمیہ عربی کالج لکھنؤ میں رہے۔آخر عمر تک اس مدرسے میں مدرس کے عہدے پر کام کرتے رہے۔کچھ عرصہ گجرات کے مہوا اور بھاونگر میں تبلیغ دین کا کام کیا۔ مولانا سید شجاعت حسین کے والد محترم مولانا سید لیاقت حسین صاحب قبلہ واعظ اور عم محترم مولانا سید لطافت حسین صاحب قبلہ صدر الافاضل نائب مدرس اعلیٰ مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ عالم دین اور مبلغ کی حیثیت سے اپنی خاص پہچان رکھتے ہیں۔ایسے مذہبی اور علمی گھرانے کے

ماحول میں پرورش و پرداخت کے علاوہ مولانا رسول احمد صاحب قبلہ کی زیرنگرانی ناظمیہ عربی کالج لکھنؤ میں تعلیم پائی۔ پھر مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں زیر تعلیم رہے اوراس کے بعد حوزۂ علمیہ قم کی راہ لی۔شروع ہی سے ان میں علم وادب کا خاص ذوق پایا جاتا تھا۔اتفاق سے میں ان دنوں ایران میں ہی تھا۔جب مولانا شجاعت حسین صاحب قم تشریف لے گئے تھے ۔ان لوگوں نے اپنے ذوق کی تکمیل کے لئے مختلف علمی اداروں کے ساتھ ہم کاری کرنا شروع کیااورایک سہ ماہی مجلّہ ''الحسین'' کے نام سے اردو میں نکالا''الحسین'' اردو کے علاوہ فارسی،عربی اورانگریزی زبانوں میں بھی شائع ہوتا تھا۔اس کے دوشماروں کے لئے مجھ سے بھی مضامین لکھوائے۔اس مجلّے کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں صرف امام حسین علیہ السلام سے متعلق مضامین یا کتابیات شائع ہوتی تھیں۔ایک ضخیم کتاب ''نہج البلاغہ کی سیر'' (سیری درنہج البلاغہ،شہید مطہری) کا اردو میں ترجمہ بھی ان لوگوں نے مل جل کر کیا تھا۔درس و تدریس سے فراغت کے بعد بقیہ اوقات میں کتابوں کے ترجمے کرنا ان کا معمول تھا جو آج ایک بہت اہم کام کی صورت میں ہمارے سامنے آیا ہے۔

میر حامد حسین موسوی مرحوم (۱۲۴۶۔۱۳۰۶ھ) کا نام لکھنؤ کے عمائدین علماء ومصنفین میں ایک بہت اہم نام ہے۔ان کا گھرانہ علمی اور مذہبی گھرانا تھا۔ان کے والد مفتی محمد قلی متکلم،محقق،مناظر اور جامع علوم معقولات ومنقولات تھے۔یہ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔میر حامد حسین کے بھائی سید اعجاز حسین صاحب کشف الحجب والاستار......بھی علمی اور مذہبی دنیا میں اپنے کارناموں کی بدولت معروف شخصیت کی حیثیت سے جانے جاتے

ہیں۔ میر حامد حسین کے فرزند سید ناصر حسین المقلب بہ ناصر الملت اور ان کے دیگر بھائیوں کی علمی اور مذہبی خدمات سے زمانہ واقف ہے۔ کتب خانہ ناصریہ ان ہی لوگوں نے اگر چہ اپنی علمی اور مذہبی ضرورتوں کے تحت قائم کیا تھا لیکن بہت جلد ایک ایسے عظیم اور وسیع کتب خانے میں بدل گیا جو نوادرات کے اعتبار سے بھی قابل ذکر ہے اور کتابوں کی تعداد کے لحاظ سے بھی۔ اس کتب خانے نے اہل علم کی نظر میں بہت جلد اہمیت حاصل کر لی۔ صاحب الغدیر علامہ امینیؒ اپنی کتاب الغدیر کی تالیف کے سلسلے میں ایران سے آ کر چھ مہینے تک اس کتب خانے سے علمی مواد جمع کرتے رہے۔ اسی طرح ایک اور ایرانی عالم آقا بزرگ طہرانی صاحب الذریعہ الی تصانیف الشیعہ نے بھی اس کتب خانے کی عظمت اور وسعت پر بڑے اچھے انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ ان حضرات کے علاوہ کئی ایرانی علما و مصنفین نے اس کتب خانے سے فیض اٹھایا اور اس کا ذکر بھی کیا ہے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی (۱۱۵۹۔۱۲۳۹ھ) کی کتاب تحفۂ اثناعشریہ، کے ساتویں باب امامت کا میر حامد حسین موسوی نے عبقات الانوار کے نام سے نہایت مدلل اور مفصل جواب فارسی زبان میں لکھا تھا۔

میر حامد حسین موسوی ''صاحب عبقات الانوار'' کی شہرت اسی کتاب کی وجہ سے دنیا کے گوشہ و کنار میں ہے۔ یہ گیارہ جلدوں میں ہندوستان سے طبع ہو چکی ہے۔ ایران میں بھی یہ کتاب آفسیٹ پر شائع ہوئی ہے مگر ان میں حدیث غدیر اور حدیث ثقلین شامل نہیں ہیں۔ تقریباً چالیس سال قبل حدیث ثقلین و سفینہ دو جلدوں میں ہندوستان میں چھپی تھیں و

ایران میں چھ جلدوں میں شائع ہوئی ہیں اور حدیث غدیر کی بھی دو جلدیں شائع ہوئی ہیں۔ مولانا بروجردی نے اپنی تحقیق کے ساتھ انہیں دس جلدوں میں دوبارہ شائع کیا۔ ایرانی محقق حجۃ الاسلام سید علی میلانی نے عربی زبان میں عبقات کا ترجمہ اور خلاصہ کیا جس میں ۱۹ جلدیں عبقات سے متعلق ہیں جس کا نام ''نفحات الازہار'' ہے۔ یہ شائع ہو چکی ہیں۔ جناب میلانی نے اس اہم اور عظیم کام میں ۲۵ ر سال صرف کیے تب کہیں جا کر اسے اپنی تحقیق اور تعریب و تلخیص سے مزین کیا۔ سید شجاعت حسین رضوی گوپال پوری۔ نے ''نور الانوار'' کے نام سے عبقات الانوار کا ترجمہ اردو زبان میں شروع کیا ہے جس کی پہلی جلد حدیث نور سے متعلق ایران سے شائع ہو چکی ہے۔ ''حدیث ثقلین'' اب شائع ہو رہی ہے۔

واضح رہے کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی کی کتاب تحفۂ اثنا عشریہ کے مختلف ابواب کے عربی اور اردو ترجمہ بھی شائع ہوئے ہیں اور ان کا جواب بھی لکھا گیا ہے۔ ''تحفہ حسن'' کے نام سے سر سید احمد خاں نے اس کتاب کے دسویں اور بارہویں باب کا اردو ترجمہ ۱۸۴۴ء/۱۲۶۰ھ میں شائع کیا۔ میر حامد حسین موسوی کے والد مفتی محمد قلی نے بھی تحفہ کے باب اول، باب دوم، باب ہفتم، باب دہم اور باب یازدہم کے جوابات لکھے ہیں۔ تحفہ کے جواب اور جواب الجواب میں بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں جن کی ایک فہرست مولانا سید سعید اختر رضوی گوپال پوری کی تقریظ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ مرزا محمد ہادی رسوا نے بھی تحفہ کا ایک مفصل جواب ''تحفۃ السنۃ'' کے نام سے ۱۵ ر جلدوں میں لکھا تھا جو مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے کتب خانے میں موجود ہے۔

سید شجاعت حسین رضوی گوپال پوری نے ایک اہم اور عظیم کام کا بیڑا اٹھایا ہے خدا انہیں اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے ۔ ترجمہ میں بہت دقت سے کام لیا گیا ہے اور مفید مطالب کا اضافہ بھی حاشیہ میں کیا گیا ہے۔

یہ کتاب ''**الرسول پبلیکیشنز**'' گوپال پور کی جانب سے شائع کی جارہی ہے۔ یہ اس پبلی کیشن کی پہلی کتاب ہوگی ۔ اس کے بعد اس ادارے سے بقیہ جلدوں کی اشاعت کا بھی اہتمام کیا جائے گا۔ یہ ادارہ......مترجم نے اپنے جد گرامی مولانا سید رسول احمد صاحب قبلہ مرحوم کے نام نامی پر قائم کیا ہے اور اس کا مقصد اشاعت دین ہی ہے۔

میں نے اس ضخیم کتاب کا سرسری مطالعہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ ماشاءاللہ مولانا سید شجاعت حسین رضوی ترجمہ نگاری کے میدان میں ایک منفرد اسلوب کے مالک بنتے جارہے ہیں ۔ موجودہ دَور میں ہندوستان میں مذہب امامیہ کے اہل قلم جس تیزی کے ساتھ ہمارے نظروں سے اوجھل ہوتے گئے ہیں اور ان کی خالی جگہوں کو پُر کرنے کے لیے کہیں سے کوئی امید کی کرن نہیں دکھائی دے رہی ہے، مجھے خوشی ہے کہ ایسے عالم میں مولانا شجاعت حسین رضوی کے مخلصانہ علمی کاموں سے یہ امید بندھی ہے کہ وہ جلد ہی اس میدان میں اپنا مقام بنا لیں گے اور اپنی علمی اور دینی خدمات سے قوم کے علمی سرمائے میں اضافہ کرتے رہیں گے جس سے صاحبان علم کے ساتھ عام قارئین بھی مستفید ہوں گے۔

ڈاکٹر سید حسن عباس

۵ رمئی ۲۰۰۴ء

نتیجۂ فکر

شیخ الشعراء مولانا سید محمد باقر باقری صاحب قبلہ جوراسی ✿

نگراں اعلیٰ مجلّہ اصلاح

قطعات

طوفاں بدوش سیل ضلالت تھی اس طرح   موجوں کے پیچ وخم میں تھا بیڑا ہدایت کا
کوثر کے ناخدا نے دیا ساحل مراد   دامان آل ہے کہ سفینہ نجات کا

✿✿✿✿✿

حدیث پاک کی لفظیں مطالب کے خزینے ہیں
حروف ترجمہ گویا جواہر کے نگینے ہیں
وسائل ہیں نجات دو جہاں کے جس کے دھارے میں
اسی دریائے عصمت میں رواں چودہ سفینے ہیں

✿✿✿✿✿

✿ معظم لہ اور آپ کے خلف صالح مولانا سید غلام السیدین صاحب حاشر جوراسی نے حدیث سفینہ کے لئے اپنی نظمیں عنایت کی تھیں مگر بعض وجوہات کی بناء پر اسی جلد میں شائع کی جا رہی ہیں۔

ناشر

نتیجۂ فکر

مولانا سید علی اختر صاحب قبلہ شعور گوپالپوری ❁
مترجم و ملخّص الغدیر

زہے اقدام طرب زار و شجاعت آثار — اب ہے اردو میں میسر عبقات الانوار
تحفۂ خائن و مردود کی شوریدہ سری — اہل حق کے لئے تھی عمرو کی گویا للکار
جیسے مرحب کا رجز جیسے طبل ہندہ کا — جیسے چلتی ہوئی حارث کی زبانی تلوار
علماء منہ نہ لگانے کی قسم کھائے تھے — کابلی رنگ میں آمیز تھا دہلی زنگار
اس طرح روندی ہے آشفتہ سطر تحفے کی — میر حامد نے حقائق سے بصد ناز و وقار
ہر سطر بن گئی صحرا کی صدائے منحوس — داد تحقیق جو تحریر کی تھی صاعقہ بار
وہ سقیفہ کا تھا اور یہ ہے غدیری تحفہ — واہ یہ بلبل دانش کی سلگتی منقار
ہائے اظہار لیاقت کی لطافت کوشی — جو عبارت ہے وہ اردوئے معلیٰ کی بہار
ترجمہ، جیسے کہ ہے متن کی سادہ تشریح — قند پارس کے لئے چاہئے ترسیل نگار

❁❁❁❁❁

❁ افسوس کہ جب یہ نظم شائع ہو رہی ہے مولانا ہمارے درمیان نہیں رہے۔

نتیجۂ فکر

مولانا سید غلام السیدین حاشر باقری جوراسی

ہیں کلک شجاعت کے درخشاں رشحات ــــ کہ ہے نور ہدایت کی چمن میں برسات

کیا ظلمت باطل کو دلوں سے کافور ــــ ہوئے مصحف ھذا کے جو شایع صفحات

ہے حدیث سفینہ کا یہ اردو میں سفر ــــ رہ حق کے مسافر کے لئے اک سوغات

نہ یہ ترجمہ ہو کس لیے انعام اللہ؟ ــــ کہ ہے بحر متلاطم میں یہ کشتیٔ نجات

ملا آلؑ پیمبرؐ کا سفینہ جس کو ــــ اسے لے گئی ساحل پہ بہار جنات

ہوئے خدمت حق میں جو شجاعت مصروف ــــ ملے دونوں جہاں میں انھیں اعلیٰ درجات

تھا جو دین حسن کے لئے کار احسن ــــ ملا نامۂ اعمال بہ رنگ حسنات

سنہ ترجمہ ہجری میں یہ لکھ دو حاشر ــــ ہے حدیث سفینہ گل نازِ عبقات

١٤٢٣ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میر حامد حسینؒ

حیات اور کارنامے ❁

آپ کا نام سید مہدی اور کنیت ابوالظفر تھی لیکن سید حامد حسین کے نام سے مشہور ہوئے اور اس شہرت کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ آپ کے والد ماجد نے خواب میں اپنے جد امجد سید حامد حسین کو دیکھا جیسے ہی خواب سے بیدار ہوئے آپ کو فرزند (صاحب عبقات) کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اسی وجہ سے آپ حامد حسین کے نام سے مشہور ہوئے (۱)۔

میر حامد حسین کی ولادت ۵ محرم ۱۲۴۶ھ کو میرٹھ میں ہوئی اور جب سات سال کے تھے تو آپ کے والد نے آپ کی بسم اللہ شیخ کرم علی سے کرائی اور چودہ سال کی عمر تک والد ہی سے کسب فیض کیا جب آپ ۱۵ سال کے ہوئے تو آپ کے والد لکھنؤ تشریف لائے اور وہیں دعوت اجل کو لبیک کہا پھر آپ نے تحصیل علوم کے لئے دوسروں کی طرف رجوع کیا

۱۔ تکملہ نجوم السماء ج ۲ ص ۲۴

❁ یہ مقدمہ نورالانوار ج ۱ میں شائع ہو چکا ہے، تھوڑی ترمیم اور بعض اضافے کے ساتھ دوبارہ ہدیۂ قارئین ہے
مترجم

مقامات حریری اور دیوان متنبی مولوی سید برکت علی سے پڑھی، نہج البلاغہ مفتی محمد عباس صاحب سے، معقولات سید مرتضی بن سلطان العلماء سے اور منقولات سلطان العلماء سید محمد اور سید العلماء سید حسین فرزندان غفرانمآبؒ سے پڑھا۔(۱)

تکمیل تحصیل کے بعد والد ماجد علامہ مفتی قلی صاحب کی کتابوں کی تصحیح وتہذیب میں مشغول ہوئے اور پہلے فتوحات حیدریہ کی تصحیح کی پھر رسالہ تقیہ کی اور اس کے بعد تشئید المطاعن کی تصحیح اور اشاعت میں مصروف ہوئے، ابھی یہ کام پایہ تکمیل تک نہیں پہونچا تھا کہ مخالفین کی طرف سے منتہی الکلام شائع ہوئی اور اس میں چیلنج کیا گیا کہ اولین وآخرین میں کوئی بھی شیعہ اس کا جواب نہیں دے سکتا ہے لیکن آپ نے چند ماہ میں استقصاء الافہام فی نقض منتہی الکلام لکھی اور جب یہ کتاب شائع ہوئی تو مؤلف منتہی الکلام سرگردان ہندوستان کا چکر لگاتے رہے اور استقصاء الافہام کا جواب نہ دے سکے۔ اس کتاب کی تصنیف کے بعد عبقات الانوار کی تالیف میں مشغول ہوئے اور مدارک کے لئے بیرون ہند کا سفر کیا۔ ۱۲۸۲ھ میں حج اور عتبات عالیہ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے اور وہاں نادر کتابیں حاصل کیں۔

۱۔ تکملہ نجوم السماء ج ۲ ص ۲۷

تصنیفات

آپ کی درج ذیل تصنیفات ہیں:

۱۔عبقات الانوار فی امامۃ الآئمہ الاطہار ۲۔استقصاء الافہام فی نقض منتہی الکلام ۳۔شوارق النصوص ۴۔کشف المعضلات فی حل المشکلات ۵۔العضب التبار فی بحث آیۃ الغار ۶۔النجم الثاقب فی مسئلۃ الحاجب فی الفقہ ۷۔الدر السنیۃ فی المکاتیب والمنشآت العربیۃ ۸۔زین الوسائل الی تحقیق المسائل ۹۔الذرائع فی شرح الشرائع فی الفقہ ۱۰۔اسفار الانوار عن وقائع افضل الاسفار۔

یہ کتابیں جن میں اکثر کئی جلدوں میں ہیں ان کی تالیف وتصنیف میں اپنی زندگی کو وقف کر دیا تھا اور اگر یہ کہا جائے کہ اس سلسلہ میں انہوں نے اپنے کو فنا کر دیا تھا تو شاید مبالغہ آرائی نہ ہوگی، جب وہ داہنے ہاتھ سے لکھتے لکھتے تھک جاتے تھے تو بائیں ہاتھ سے لکھنا شروع کرتے تھے، جب بیٹھ کر لکھتے ہوئے تھک جاتے تھے تو لیٹ کر کتاب سینے پر رکھ کر لکھتے تھے یہی ان کا رات دن کا معمول تھا، ضروری کاموں کے علاوہ اٹھتے نہیں تھے ضرورت بھر کھاتے اور سوتے تھے اور عبادات میں صرف واجبات پر اکتفا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ بیمار پڑ گئے مگر زندگی کے آخری لمحہ تک لکھنا نہیں چھوڑا۔آیۃ اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین نجفی مرعشیؒ نے ناصر الملۃؒ کے حوالے سے نقل کیا تھا کہ جب غسل کے لئے میر حامد حسین کے لباس کو اتارا گیا تو سینہ پر کتاب رکھ کر کثرت مطالعہ کی وجہ سے وہاں گڑھا ہو گیا تھا۔

عبقات الانوار اور اس پر لکھی جانے والی تقریظیں

عبقات الانوار کا جو شخص بھی دقیق نظر سے مطالعہ کرے گا اسے آئمہ معصومینؑ کی امامت کے ثبوت کے علاوہ امامت سے متعلق مخالفین کے اشکالات کا قاطع جواب ملے گا، اس کتاب میں اصول عقائد، تفسیر، حدیث، درایہ، تاریخ، رجال اور ادب سے بحث کی گئی ہے۔ جن موضوعات کو مورد بحث قرار دیا ہے ان میں چند یہ ہیں۔

ا۔ جعلی حدیثیں

حضرت علیؑ کی شان میں رسولؐ اللہ نے بے شمار حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں جن کی صحابہ اور تابعین نے روایت کی ہے اور آئمہ وحفاظ اہلسنت نے ان حدیثوں کی توثیق اور ان کے طرق واسناد کو صحیح قرار دیا ہے، جب علمائے اہلسنت نے ان حدیثوں کو حضرت علیؑ کی شان میں دیکھا تو وہ اس نتیجے پر پہونچے کہ یہ تو آپ کی امامت پر واضح طور سے دلالت کر رہی ہیں لہذا انہوں نے ان احادیث میں کتر بیونت کیا اور آپ کے مقابلہ میں ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ بلکہ سارے صحابہ کی شان میں حدیثیں گڑھنا شروع کیں۔ تاریخ کی رو سے جعل حدیث کا آغاز معاویہ کے زمانہ سے ہوا اور اس میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا اور بعض اہلسنت نے عمداً یا نادانی کی وجہ سے ان احادیث کو صحیح بھی قرار دیا، لیکن بہت سے علماء حقیقت شناس تھے لہذا انہوں نے اس کے جعلی ہونے کی تصریح کی ہے مثلا ابن جوزی نے الموضوعات میں ان کے جعلی ہونے کی وضاحت کی ہے اور ابن ابی الحدید نے فضائل علیؑ کے مقابلہ میں ابوبکر کی فضیلت میں گڑھی جانے والی حدیثوں کو بیان کیا ہے۔ بعض علمائے

اہلسنت نے مسئلہ امامت میں ان ہی گڑھی ہوئی حدیثوں کو صحیح احادیث کے معارض قرار دیا ہے۔ چنانچہ یہی چیز موجب بنی کہ صاحب عبقات ان روایات کے اسناد و مدلول کو حدیث شناس علماء کے اقوال کی روشنی میں موردتنقید قرار دیں۔

فضائل علیؑ کے مقابلہ میں جن احادیث میں کتر بیونت یا ان کو جعل کیا گیا ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو اس دوستی کے لئے ابوبکر کا انتخاب کرتا لیکن خداوند عالم نے تمہارے صاحب کو بعنوان دوست انتخاب کرلیا ہے۔

۲۔ اس مسجد کے سارے دروازوں کو بند کردو سوائے درِ ابوبکر کے۔

۳۔ خدا نے کسی چیز کو میرے سینے میں اتارا ہی نہیں مگر یہ کہ اسے سینہ ابوبکر میں میں نے اتارا۔

۴۔ میرے بعد اگر کوئی نبیؐ ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔

۵۔ تمہارے درمیان اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو عمر مبعوث ہوتے۔

۶۔ عمر سے بہتر کسی چیز کو سورج نے نہیں دیکھا۔

۷۔ ابن عمر کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے لئے کاسئہ شیر لایا گیا ہے میں نے اسے پیا اس کے بعد دیکھا کہ میرے ناخن سے آب گوارا جاری ہے پھر بچے ہوئے دودھ کو میں نے عمر کو دیا لوگوں نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ اس خواب کی کیا تاویل ہے فرمایا علم ہے۔

۸۔ابو بکر اور عمر میرے لئے ایسے ہی ہیں جیسے ہارون موسیٰ کے لئے۔

۹۔میرے بعد ابو بکر و عمر کی اقتدا کرو۔

۱۰۔خدا نے اپنے نور سے مجھے خلق کیا، ابو بکر کو میرے نور سے، عمر کو ابو بکر کے نور سے اور میری امت کو عمر کے نور سے خلق کیا ہے اور عمر اہل بہشت کے لئے چراغ ہیں۔

۱۱۔نصف دین اس حمیرا (عائشہ) سے لو۔

۱۲۔تمہارے لئے میری سنت اور میرے بعد ہدایت یافتگان خلفائے راشدین کی سنت ہے تم لوگ ان سے تمسک کرنا اور ان سے وفاداری کرنا۔

۱۳۔میری امت میں میری امت پر مہربان ترین یا دلسوز ترین فرد ابو بکر کی ہے، دستور الٰہی کے اجرا میں سخت ترین فرد عمر کی ہے، شرم و حیا میں صادق ترین فرد عثمان بن عفان کی ہے، حلال و حرام کی آگاہ ترین فرد معاذ بن جبل کی ہے، واجبات پر سب سے زیادہ عمل کرنے والی ذات زید بن ثابت کی ہے، سب سے بہترین قرائت ابی ابن کعب کی ہے اور ہر امت میں ایک امین ہے اور اس امت کے امین ابو عبیدہ جراح ہیں۔

۱۴۔میں شہر علم ہوں، ابو بکر اس کے پایہ، عمر اس کی دیواریں، عثمان اس کی چھت اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

۱۵۔میں شہر علم ہوں، علی اس کا دروازہ اور ابو بکر و عمر و عثمان اس کی دیوار و پایہ ہیں۔

۱۶۔میں شہر علم ہوں، ابو بکر اس کے پایہ، عمر اس کی دیوار، عثمان اس کی چھت اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

۱۷۔ میں شہر علم ہوں، علی اس کا دروازہ اور معاویہ اس کا حلقہ ہیں۔

۱۸۔ میں شہر علم ہوں، علی اس کا دروازہ اور ابوبکر اس کی محراب ہیں۔

۱۹۔ میں سچائی کا شہر ہوں اور ابوبکر اس کا دروازہ ہے، میں عدالت کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے، میں حیا کا شہر ہوں اور عثمان اس کا دروازہ ہے، میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔

۲۰۔ ابوبکر و عمر و عثمان و علی کے بارے میں سوائے اچھائیوں کے کچھ نہ کہنا۔

۲۱۔ میرے اصحاب ستاروں کے مانند ہیں جس کی بھی اقتداء کی ہدایت پائی۔

اسی طرح کی نہ جانے کتنی حدیثیں ہیں جن کو جعل کیا گیا ہے اور میر حامد حسین نے ان احادیث کو حقیقت سے دور ہونے کی وجہ سے عقلی اعتبار سے اور معتبر اہلسنت کی کتابوں سے ان کے وضعی اور گڑھی ہونے کو عبقات الانوار کی مختلف جلدوں میں ثابت کیا ہے۔

۲۔ عدالت صحابہ

مسائل اسلامی میں جس مسئلے کو اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے وہ سارے صحابہ کے عادل ہونے کا ہے، بعض فرقے قائل ہیں کہ بعد پیغمبرؐ سارے کے سارے صحابہ کافر ہو گئے تھے لیکن اہلسنت کے درمیان مشہور یہ ہے کہ سارے صحابہ عادل اور مورد اطمینان تھے مگر حق یہ ہے کہ صحابہ عادل بھی تھے اور غیر عادل بھی۔ اس نظریئے کی تفتازانی، مارزی، ابن عماد شوکانی اور محمد عبدہ جیسی اہلسنت کی عظیم شخصیات نے تائید کی ہے۔

عبقات الانوار میں معتبر کتابوں سے مشہور صحابہ کی سوانح حیات کو پڑھنے کے بعد میں

نہیں سمجھتا ہوں کہ کوئی سارے صحابہ کے عادل ہونے کا قائل ہو جائے۔

۳۔حسن وقبح عقلی

علم کلام کے اہم مباحث میں سے ایک، حسن وقبح عقلی کا مسئلہ ہے جس کے عدلیہ قائل ہیں جب کہ اشاعرہ اس کے منکر۔ میر حامد حسین نے اس موضوع پر عبقات الانوار کی حدیث منزلت میں سیر حاصل بحث کی ہے اور حسن وقبح عقلی کے قائل علمائے اہلسنت کو ان کی کتابوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔

۴۔حقیقت صحیحین

اہلسنت صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو بڑی قداست کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ان کے مصنفین نے کچھ شرائط بیان کیں اور اس پر پابند رہنے کا وعدہ کیا تھا لیکن کہاں تک انہوں نے اپنے اس قول پر عمل کیا اس کا تو قارئین ہی فیصلہ کریں گے کہ کیا تمام شرائط کی پوری کتاب میں رعایت کی گئی ہے یا بہت سی جگہوں پر یہ اپنی بات سے ہٹ گئے ہیں۔ ان ساری باتوں سے قطع نظر بخاری اور مسلم دونوں انسان تھے جن سے غلطی اور فراموشی ہوسکتی ہے۔ درج ذیل دلیلوں کی روشنی میں صحیحین میں غور کرنے سے انسان اسی نتیجہ پر پہونچے گا کہ ان دونوں کتابوں میں موجود ساری کی ساری حدیثیں صحیح نہیں ہیں۔

۱۔ بخاری اور مسلم کے ہم عصر بزرگ ائمہ حدیث نے ان پر ایراد واعتراض کیا ہے اور ان کی حدیثوں کو نقل نہیں کیا ہے بلکہ وہ لوگوں کو ان کے پاس جانے سے روکتے تھے۔ علامہ ذہبی کی کتاب سیر اعلام النبلاء میں ان دونوں کے حالات پڑھ کر اس کی تصدیق ہو جائے گی

۲۔علمائے جرح وتعدیل نے ان دونوں کتابوں کے بہت سے راویوں کی قدح او
مذمت کی ہے جیسا کہ ھدی الساری فی مقدمہ فتح الباری (شرح صحیح بخاری) اس بات ک
گواہ ہے۔

۳۔ان دونوں کے بارے میں بزرگ علماء کے نظریات اوران کی کتابوں میں موجو
صریح جھوٹی حدیثوں کو دیکھ کر ساری روایتوں کو صحیح ماننا سوائے تعصب کے اور کچھ نہیں ہے
بعض علماء کی عبارتیں عبقات الانوار میں حدیث غدیر کے ضمن میں موجود ہیں۔

۴۔اسماعیلی، مغلطائی، ابن حزم، ابن جوزی، میاطی، غزالی، امام الحرمین، ابن عبدا
،نووی، ابن حجر، کرمانی، داؤدی، حمیدی اور ابن قیم جیسے بزرگ محققین اہلسنت نے بخاری
مسلم کی بہت ساری حدیثوں کی سند اور دلالت پر قدح کیا ہے تفصیل جاننے کے ل
عبقات الانوار حدیث غدیر کی طرف رجوع کریں۔

اس کے علاوہ وہ کونسی دلیل ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جس سے بخار
مسلم حدیث نقل نہ کریں وہ صحیح نہیں ہے تا کہ جب بھی کسی روایت کو رد کرنا ہو فوراً کہد
کہ یہ صحیحین میں نہیں ہے جیسا کہ فخر رازی نے بخاری ومسلم کے نقل نہ کرنے کی وجہ
حدیث غدیر کی سند میں خدشہ کیا ہے۔اسی طرح ابن تیمیہ نے عنقریب میری امت میں ت
فرقے ہوں گے" والی حدیث کو صرف اس لئے رد کیا ہے کہ وہ صحیحین میں نہیں ہے ......
اور بعض تو تعصب میں اتنا اندھے ہو گئے کہ وہ روایتیں جنہیں صحیحین نے نقل کیا ہے انہ

رد کر دیا اور یہ بھول گئے کہ وہ صحیحین کے بارے میں قائل ہوئے ہیں کہ اس کی ساری حدیثیں قطعی الصدور ہیں اور میر حامد حسینؒ نے عبقات الانوار کی حدیث منزلت میں ان کا نام پیش کیا ہے جیسے ابن تیمیہ اور ابن جوزی جنہوں نے حدیث ثقلین کو رد کیا ہے درانحالیکہ وہ صحیح مسلم میں موجود ہے اسی طرح آمدی اور ان کے پیروکاروں نے حدیث منزلت کو باطل کیا ہے جب کہ یہ صحیحین میں موجود ہے اسی طرح محدث دہلوی نے جناب فاطمہ زہرؑا کے آخر عمر تک ابوبکر سے قطع رابطہ سے انکار کیا ہے جب کہ یہ بات صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے۔

۵۔راویان حدیث کی چھان بین

عبقات الانوار میں سینکڑوں بزرگ صحابہ، تابعین، راویوں اور مختلف علوم وفنون میں لکھنے والے مصنفین کے حالات موجود ہیں اس سے میر حامد حسینؒ کا اہم مقصد کسی کے ثقہ یا ضعیف ہونے کو ثابت کرنا تھا انہوں نے ثقہ، ضعیف، مدلسین اور جن محدثین ورواۃ پر اعتراضات ہوئے ہیں ان کی ایک فہرست بتائی ہے اور جن کو ثقہ کہا ہے اس پر دلیل بھی پیش کیا ہے مثلاً عباد بن یعقوب رواجنی کی وثاقت کو کئی دلیلوں سے ثابت کیا ہے مثلاً وہ بخاری، ترمذی، ابن ماجہ کے اساتیذ ومشائخ میں سے ہیں.....ابوحاتم، بزار، ابن خزیمہ جیسے بزرگ محدثین نے ان سے حدیثیں نقل کی ہیں۔ ابوحاتم، ابن خزیمہ نیشاپوری نے ان کی توثیق کی ہے۔ دارقطنی، حافظ ابن حجر نے انہیں صدوق کہا ہے۔ اسی طرح حدیث ولایت کے سلسلۂ سند میں اجلع بن عبداللہ ہیں جن کے بارے میں محدث دہلوی نے کہا ہے کہ وہ

شیعہ ہیں اور ان کی حدیث لائق اعتبار نہیں ہے میر حامد حسین نے اس کے تیس جوابات دیئے ہیں۔اسی طرح سبط ابن جوزی پر سیر حاصل بحث کی ہے کیونکہ احمد بن حنبل سے حدیث نور کے نقل کرنے میں ان ہی پر تکیہ کیا ہے۔

۶۔کتابوں کی تحقیق

میر حامد حسین نے عبقات الانوار میں سینکڑوں کتابوں اور ان کے مصنفین کی چھان بین کی ہے مثلاً احمد بن حنبل کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں احادیث کے نقل کرنے میں احتیاط کی ہے یا نہیں اور جن حدیثوں کو صحیح سمجھا ان ہی کی روایت کی ہے یا اس کی رعایت نہیں کی ہے۔میر حامد حسینؒ نے قضیہ کی تحقیق کے بعد پہلے نظریئے کی تائید کی ہے۔اسی طرح حافظ ابوالفرج ابن جوزی نے ''الموضوعات'' میں بہت سی صحیح حدیثوں کو ذکر کیا ہے اسی لئے ابن صلاح،ابن جماعۃ کنانۃ،طیبی،ابن کثیر،حافظ ابن حجر،سکاوی،سیوطی اور محمد بن یوسف شامی نے ان پر اعتراض کیا ہے اور اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ابن جوزی نے الموضوعات میں بہت سی صحیح اور حسن حدیثوں کو جعلی اور گڑھی ہوئی قرار دیا ہے۔

اسی طرح اور بھی دیگر موضوعات ہیں جن پر میر حامد حسینؒ نے اپنی کتاب عبقات الانوار میں سیر حاصل بحث کی ہے،گویا یہ کتاب ایک دائرۃ المعارف ہے۔کتاب کی اہمیت کے پیش نظر مراجع عظام اور علماء و محققین کرام نے اس پر تقریظیں لکھی ہیں،برطانیہ کے خلاف حرمت تمباکو کا فتوا دینے والے مجدد شیرازی نے اس پر تین تقریظیں،خاتم المحدثین

میرزا نوری مؤلف مستدرک الوسائل، آیۃ اللہ شیخ زین العابدین مازندرانی، فقیہ بزرگوار سید محمد حسین شہرستانی نے طویل تقریظیں لکھی ہیں اس میں مجدد شیرازی نے اس کتاب کے پڑھنے کو سارے مسلمانوں پر واجب قرار دیا ہے اور آیۃ اللہ مازندرانی نے اپنے مقلدین کو حکم دیا تھا کہ بقیہ جلدوں کو اسرع وقت میں شائع کرائیں ان کے علاوہ دیگر علماء و محققین نے بھی تقریظیں لکھی ہیں جن کو جمع کر کے ''سواطع الانوار'' نامی کتاب شائع کی گئی ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

ا۔ میرزا ابوالفضل مؤلف شفاء الصدور تحریر کرتے ہیں:

........عبقات الانوار، سید جلیل، محدث عالم کامل، نادرۃ الفلک وحسنۃ الھند ومفخرۃ لکھنؤ وغرۃ العصر خاتم المتکلمین مولوی میر حامد حسین ہندی لکھنوی قدس سرہ وضوعف برہ کی تصنیف ہے۔

علم کلام کی تاسیس سے اس کتاب کی تالیف تک ایسی کوئی کتاب لکھی نہیں گئی جس میں مخالفین کے اقوال اور فضائل آئمہ میں خود مخالفین کی کتابوں سے روایات کو جمع کیا گیا ہو فجزاہ اللہ عن آبائہ الاماجد خیر جزاء۔ (۱)

۲۔ سید محسن امین عاملی مؤلف اعیان الشیعۃ لکھتے ہیں:

فارسی زبان میں لکھی جانے والی عبقات الانوار فی امامۃ الائمۃ الاطہار ایک ایسی کتاب ہے کہ اس موضوع (امامت) پر گذشتہ اور حال میں ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

ا۔ شفا الصدور ۱۰۰۔۹۹

شاہ عبدالعزیز دہلوی کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ کے باب امامت کے جواب میں یہ کتاب لکھی گئی ہے، مؤلف تحفہ نے (مختلف بہانوں سے) ان ساری احادیث سے انکار کیا ہے جو امامت حضرت علیؑ پر دلالت کرتی ہیں۔ لیکن صاحب عبقات نے ان احادیث کے تواتر کو خود اہلسنت کی کتابوں سے ثابت کیا ہے، چند جلدوں میں لکھی جانے والی اس کتاب سے مصنف کی معلومات کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے ان ہی میں ایک جلد حدیث طیر سے متعلق ہے وہ ساری جلدیں ہندوستان میں چھپی ہیں، میں نے تھوڑا سا اس کا مطالعہ کیا اور اسے چشمۂ جوشاں اور بہتا ہوا دریا پایا اسی سے مصنف کی تبحر علمی کا پتہ چلتا ہے۔(۱)

۳۔شیخ بزرگ تہرانی مؤلف الذریعہ الی تصانیف الشیعہ تحریر کرتے ہیں:

اس موضوع (امامت) پر صدر اسلام سے آج تک جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سب سے عظمت کی حامل یہی کتاب (عبقات الانوار) ہے۔(۲)

شیخ بزرگ تہرانی دوسری جگہ لکھتے ہیں، یہ کتاب کلامی، رجالی اور تاریخی کتابوں میں سے ایک ہے اس میں ایسے مطالب پیش کئے گئے ہیں جو اس کے پہلے کسی اور کتاب میں دیکھنے میں نہیں آتے۔(۳)

۱۔اعیان الشیعہ ج۱۸ص۳۷۱ ۲۔اعلام الشیعہ ج۱ص۳۴۸

۳۔مصفی المقال فی مصنفی علم الرجال ص۱۴۹

۴۔شیخ عباس قمی مؤلف سفینۃ البحار کا بیان ہے:

صدر اسلام سے آج تک عبقات جیسی کتاب نہیں لکھی گئی ہے ایسی کتاب کی تصنیف توفیق وتائید الٰہی اور توجہ وعنایت حضرت حجت عجل اللہ فرجہ الشریف کے بغیر امکان پذیر نہیں ہے۔(۱)

۵۔محقق شیخ محمد علی تبریزی مؤلف ریحانۃ الادب کا کہنا ہے:

جو شخص عبقات الانوار کی طرف رجوع کرے گا وہ اس نتیجہ پر پہونچے گا کہ علم کلام میں خاص طور سے موضوع امامت میں صدر اسلام سے ہمارے زمانے تک اس روش پر کسی نے ایسی کتاب نہیں لکھی ہے اور ایسا احاطۂ علمی تائید الٰہی اور حضرت ولی عصر عجل اللہ فرجہ الشریف کی توجہ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔(۲)

٦۔علامہ امینی مؤلف الغدیر لکھتے ہیں:

میر حامد حسین فرزند سید محمد قلی موسوی ہندی لکھنوی کہ جن کا ٦٠ سال کی عمر میں ۱۳۰٦ھ میں انتقال ہوا تھا، انہوں نے حدیث غدیر کے طرق وتواتر اور اس کے معنی ومفاد کو ۱۰۸۰ صفحات پر مشتمل دو بزرگ جلدوں میں تالیف کیا ہے، یہ دونوں جلدیں عبقات الانوار کی دیگر جلدوں سے بزرگ ہیں، یہ سید پاک وبزگوار اپنے مقدس والد کی طرح دشمنان حق

۱۔ھدیۃ الاحباب ص ۱۷۷ اور فوائد رضویہ

۲۔ریحانۃ الادب فی المعروفین بالکنیۃ واللقب ص ۹۱، ۹۲

کے لئے شمشیر برہنہ، دین وحق کی کامیابی کے پرچمدار، اورآیات الٰہی کی بزرگ نشانی تھے (خدانے) ان ہی کے ذریعہ حجت کوتمام اورراہ کوآشکار کیا، ان کی کتاب عبقات کی خوشبو تمام عالم میں پھیل گئی اوران کی داستان مشرق ومغرب پر چھا گئی جوبھی اس کتاب کا مطالعہ کرے گا وہ اسی نتیجہ پر پہونچے گا کہ یہ ایک کھلا معجزہ ہے جس کے سامنے باطل آہی نہیں سکتا ہے اس کتاب میں موجود بہت سے علوم سے میں نے استفادہ کیا ہے۔(۱)

۷۔امام خمینیؒ کشف الاسرار میں لکھتے ہیں:

سید بزرگوار میر حامد حسین کی عبقات الانوار جیسی کتاب آج تک لکھی نہیں گئی، میں نے سنا ہے کہ اس کی تیس جلدیں ہیں، ایران میں ۱۵ جلدیں دستیاب ہیں اور میں نے سات آٹھ جلدیں دیکھی ہیں علماء کی فرمائش پر تجدید چاپ کا عمل انجام پا رہا ہے اور قبل اس کے کہ یہ عظیم گنجینہ ہمارے ہاتھ سے نکلے جس کے بھی امکان میں ہواس پر واجب ہے کہ اس کتاب کی نشر واشاعت کرے کیونکہ دشمن اس کی نابودی کی تاک میں ہے۔(۲)

تحفہ اثنا عشریہ اور عبقات الانوار

محدث عبدالعزیز بن ولی اللہ دہلوی کا سلسلۂ نسب حضرت عمر بن خطاب پر ختم ہوتا ہے، وہ ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۳۹ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ان کی مشہور زمانہ تصنیف تحفہ اثنا عشریہ ہے جسے سید دلدار علی غفران مآبؒ کے مشن کو روکنے کے لئے لکھا تھا اسی لئے سب سے پہلے اس کا جواب غفران مآبؒ نے دیا تھا، تحفہ قرن ۱۳ کے اوائل میں فارسی زبان

۱۔الغدیر ج۱ص۱۵۶
۲۔کشف الاسرار ص۱۴۲

میں غلام حلیم کے اسم مستعار سے چھپی لیکن اس کا دوسرا ایڈیشن عبد العزیز محدث دہلوی کے نام سے منظر عام پر آیا، اس کتاب میں محدث دہلوی نے شیعوں کے توحید، نبوت، امامت اور معاد جیسے دیگر عقائد سے بحث کی ہے جس کا مقصد سوائے مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کے کچھ نہیں تھا، کیونکہ محدث دہلوی نے آغاز کتاب میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اس میں وہی باتیں لکھی جائیں گی جو فریقین کی نظر میں متفق ہیں لیکن جو بھی ان کی کتاب کا مطالعہ کرے گا وہ اسی نتیجہ پر پہونچے گا کہ وہ اپنی بات پر قائم نہیں رہے اور ان کی کتاب حقیقت و واقع کے خلاف مطالب سے پر ہے، خاص طور سے مسئلہ امامت میں تو انہوں نے ان ساری احادیث و آیات سے انکار کیا ہے جو امامت حضرت علیؑ پر دلالت کرتی ہیں اور ایسی تہمت پردازی کی ہے جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ تحفہ اثنا عشریہ نصر اللہ کابلی کی کتاب الصواعق کا سرقہ ہے جس کا انہوں نے تھوڑے اضافے کے ساتھ فارسی میں ترجمہ کیا ہے ان کی کتاب بارہ ابواب پر مشتمل ہے جس کی تفصیل اور ان کے جوابات کی فہرست مبلغ اسلام، فخر ملت، علامہ سید سعید اختر رضوی مدظلہ مقیم تنزانیا نے اپنی تقریظ میں پیش کی ہے۔

میر حامد حسینؒ نے قدیم شیعہ علماء کی روش اختیار کرتے ہوئے پہلے محدث دہلوی یا دوسروں کی عین عبارت کو نقل کیا ہے اس کے بعد مخاطب کی عبارت کو جملوں جملوں میں قولہ اور اپنا جواب اقول کے عنوان سے تحریر کیا ہے اور اس میں کسی بھی پہلو کو چھوڑا نہیں ہے بلکہ جن اشکالات کو مخاطب (محدث دہلوی) نے بیان نہیں کیا ہے اس کو بھی پیش کر کے شافی

جواب دیا ہے، مثلاً ابن جوزی نے حدیث ثقلین کوالعلل المتناھیۃ فی الاحادیث الواھیۃ میں نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، صاحب عبقات نے ابن جوزی کی بات کومختلف جہات سے ۱۵۶دلیلوں سے رد کیا ہے، اسی طرح محدث دہلوی نے حدیث سفینہ کے بارے میں کہا ہے کہ یہ امامت علیؑ پر دلالت نہیں کرتی ہے میر حامد حسینؒ نے پہلے ۹۲ان افراد کا نام پیش کیا ہے جنہوں نے اس حدیث کونقل کیا ہے اس میں پہلا نام شافعی کا پھر احمد کا پھر مسلم کا یہاں تک کہ سلسلے کو اپنے زمانے تک پہونچایا ہے اوران کی عین عبارت کونقل کیا ہے کیونکہ بحث سند، بحث دلالت پر مقدم ہے اور ایسا اس لئے کیا کہ محدث دہلوی نے تو حدیث سفینہ کی سند کونہیں چھیڑا مگر ابن تیمیہ نے اس کی سند میں شک وشبہ ایجاد کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث سفینہ کی سند کسی معتبر کتاب میں نقل نہیں ہوئی ہے۔

میر حامد حسینؒ نے بہت سی حقیقتوں کی نقاب کشائی بھی کی ہے اور مخاطب کی باتوں کی چھان بین میں اس کی جڑ تک پہونچ گئے ہیں، سب سے پہلے انہوں نے ثابت کیا ہے کہ محدث دہلوی نے کوئی نئی بات نہیں کہی ہے بلکہ وہ ساری گھسی پٹی باتیں ہیں جنہیں ان کے بزرگوں نے کہی ہیں اوران کے سینکڑوں جوابات دیئے گئے ہیں اور اس بات کوثابت کیا ہے کہ تحفہ، نصر اللہ کابلی کی کتاب الصواعق کا سرقہ ہے جس میں اپنے والد اور حسام الدین سہارنپوری کی کچھ باتوں کا اضافہ کردیا ہے، اسی طرح محدث دہلوی کی بستان المحدثین تاج الدین دھان کی کفایۃ المتطلع کا چربہ ہے۔

میر حامد حسینؒ نے محدث دہلوی کا جواب دینے کے دوران بہت سی بے اساس باتوں

کا انکشاف کیا ہے مثلا:

ا۔ایک گروہ کا کہنا ہے کہ ابن جوزی نے حدیث طیر کو جعلی حدیثوں میں شمار کیا ہے جب کہ یہ جھوٹی نسبت ہے اور انہوں نے ایسا نہیں کہا ہے۔

۲۔حافظ یحییٰ بن معین کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے حدیث انا مدینۃ العلم کے ذیل میں کہا ہے کہ اس حدیث کی کوئی حقیقت نہیں ہے جب کہ یہ بالکل غلط نسبت ہے۔

۳۔ترمذی کے لئے کہا گیا ہے کہ انہوں نے حدیث مدینہ کو منکر وغریب کہا ہے جب کہ ترمذی نے ایسی کوئی بات نہیں کہی ہے۔

۴۔شمس الدین ابن جوزی کے لئے کہا گیا ہے کہ ان کی نظر میں حدیث مدینہ قابل قبول نہیں ہے جب کہ یہ نسبت غلط ہے۔

۵۔ابن تیمیہ نے ایک حدیث سے استدلال کیا ہے اور اس کی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی طرف نسبت دی ہے جب کہ وہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نہیں ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے ابوبکر وعمر سے اسراء کے بارے میں مشورہ کیا ابوبکر نے کہا ان سے فدیہ لیا جائے اور عمر نے کہا انہیں قتل کر دیا جائے جس کو سن کر رسالتمآبؐ نے ابوبکر کی مثال حضرت ابراہیمؑ اور عیسیٰؑ سے دی اور حضرت نوح سے عمر کی مثال دی جب کہ بخاری و مسلم میں ایسی کوئی حدیث نہیں ہے۔

۶۔علامہ حلیؒ نے حدیث اشباہ (یعنی جو آدم کا علم،نوح کا زہد.....دیکھنا چاہتا ہے اسے علی بن ابی طالب کی طرف دیکھنا چاہئے) کو بیہقی سے نقل کرنے کے بعد اس سے استدلال

کیا ہےلیکن بعض نے بیہقی کی طرف اس نسبت سے انکار کیا ہےاور میر حامد حسینؒ نے اس کا تفصیل سے جواب دیا ہے۔

۷۔امام رازی نے ادعیٰ کیا ہے کہ ابن اسحٰق نے حدیث غدیر کی روایت نہیں کی ہے جو اس کے ضعف پر دلالت کرتا ہے جب کہ یہ ادعیٰ حقیقت سے دور ہے کیونکہ ابن اسحٰق نے اس حدیث کے نقل سے اعراض نہیں کیا ہے بلکہ وہ اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں اور ایک گروہ نے ابن اسحٰق ہی سے روایت کی ہے۔

۸۔شیخ علی قاری اور ولی اللہ دہلوی نے اس جعلی حدیث ''میرے بعد آنے والے دو افراد (یعنی) ابوبکر وعمر کی اقتدا کرو'' کی بخاری اور مسلم کی طرف نسبت دی ہے جب کہ یہ غلط ہے بلکہ حاکم نیشاپوری نے اپنی کتاب المستدرک علی الصحیحین میں اس کو نقل کرنے کے بعد اس بات کی وضاحت کی ہے کہ یہ بخاری اور مسلم میں نہیں ہے........اس کے علاوہ میر حامد حسینؒ نے عبقات الانوار میں بہت سی حدیثوں میں تحریفات وتصرفات کو بھی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

ان ہی دقتوں کی وجہ سے مخالفین نے اپنی عزت بچانے کے لئے بے اساس باتوں کا سہارا لیتے ہوئے تحفہ کے بعض جوابات کے جواب تو دیئے ہیں لیکن کسی نے آج تک عبقات الانوار کا جواب نہیں دیا۔اس سلسلہ میں عالم اہلسنت مولانا عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۴۱ھ اپنی کتاب نزھۃ الخواطر میں مولوی امیر حسن سہسوانی متوفی ۱۲۹۱ھ کے حالات میں لکھتے ہیں:

''میں نے بعض فضلاء سے سنا ہے کہ مولانا حیدر علی فیض آبادی نے انہیں (امیر حسن سہسوانی کو) حیدر آباد آنے کی دعوت دی اور (اس زمانے میں) ان کے لئے ہر مہینہ ۳۰۰ روپیہ وظیفہ معین کیا تا کہ وہ رقم عبقات کی رد میں لکھی جانے والی کتاب میں تعاون کر سکے کیونکہ حکومتی مشاغل کی کثرت کی وجہ سے ان (حیدر علی) کے پاس وقت نہیں تھا لیکن انہوں (امیر حسن سہسوانی) نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے میں اسے کہاں رکھوں گا اور کہاں خرچ کروں گا۔(۱)

کیا حقیقت یہی ہے؟ اور کیا حیدر علی فیض آبادی کی نظر میں حکومتی امور عبقات کا جواب دینے سے زیادہ اہم تھے؟ اور کیا امیر حسن سہسوانی اس رقم کے خرچ کرنے کی راہ نہیں جانتے تھے؟ یہ سب کچھ نہیں تھا بلکہ بات یہ ہے کہ وہ اس کے جواب کے سلسلے میں لاجواب تھے ورنہ جس طرح میر حامد حسینؒ نے سارے کاموں کو ترک کر کے صرف تحفہ کے جواب کے لئے اپنے کو وقف کر دیا تھا اسی طرح وہ بھی ایسا کر سکتے تھے مگر ناتوانی کی وجہ سے ایسا نہ کر سکے اور اتنی خطیر رقم اپنے ہاتھوں سے گنوادی اور پھر فیض آباد واپسی پر تو حیدر علی کے وہ مشاغل بھی ختم ہو گئے تھے اس وقت انہوں نے کیوں جواب نہیں لکھا؟ اسی لئے علمائے شیعہ کا اس پر اجماع ہے کہ ماضی و حال میں عبقات جیسی کتاب نہیں لکھی گئی ہے۔

عبقات الانوار اور مومنین کا تعاون

۱۔ نزہۃ الخواطر ج ۷ ص ۷۹

افراط وتفریط بڑی بری چیز ہے، اس سے کام بگڑتے زیادہ ہیں بنتے کم، اس کا ربط کسی خاص فعل سے نہیں ہے جس کام میں بھی ان میں سے کسی ایک کا دخل ہوا بنا بنایا کام بگڑنے لگتا ہے۔ مال کے سلسلے میں بھی لوگوں نے افراط وتفریط سے کام لیا ہے، بعض لوگ ایسے نظر آتے ہیں جو مال کو سب کچھ سمجھ بیٹھتے ہیں اور اس کے حصول کی خاطر خدا کو بھی بھول جاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو اس سے اتنا چڑھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جائز طریقے سے حاصل کرنا چاہے تو اس کو پاپی سمجھنے لگتے ہیں اور بات بنانے کے لئے تو آیات واحادیث مل ہی جاتی ہیں، مگر یہ بھول جاتے ہیں کہ اگر مال بری شئی ہوتا تو رسول خداؐ جناب خدیجہؑ کے ساتھ ان کی دولت کو قبول نہیں کرتے، اگر اسلام کی نشر و اشاعت میں رسولؐ اسلام کے اخلاق کا اہم کردار رہا ہے تو اسی اسلام کی تبلیغ میں جناب خدیجہؑ کی دولت نے بھی کلیدی رول ادا کیا ہے۔

کوئی بھی مشن ہو اس کی کامیابی میں دولت بہت بڑا سہارا بنتی ہے، نہ جانے کتنے کھوکھلے عقائد وافکار اس دنیا میں ہیں جو صرف دولت کے بدولت دنیا پر حکومت کر رہے ہیں، لہذا اگر ایک ایسے دین کی پشت پناہی دولت کرے جس کی باتیں عقل ومنطق پر استوار ہیں تو کیا وہ دنیا پر حکومت نہیں کرسکتا؟

تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ جن علماء کی دولتمندوں نے پشت پناہی کی انہوں نے عظیم کارنامے انجام دیئے۔ اگر علامہ حلی کو امراء وسلاطین کی پشت پناہی حاصل نہ ہوتی تو جو کارنامے انہوں نے انجام دیئے، دیکھنے میں نہیں آتے، اگر صفوی بادشاہ نے علامہ مجلسی کی

حوصلہ افزائی نہ کی ہوتی تو بحارالانوار جیسا شاہکار آج ہم نہیں دیکھتے۔

خود عبقات الانوار کو دیکھئے کہ اس کی تالیف میں جہاں فردوس مآب علامہ میر حامد حسینؒ کی زحمتوں کا دخل ہے وہیں اس کی تکمیل میں امراونوابین کی دولت کا بھی دخل ہے، کیونکہ عالم اپنے علم کو اسی وقت منظر عام پر لاسکتا ہے جب اس کے وسائل فراہم ہوں اور ان وسائل کی فراہمی میں صرف دولت مدد کرسکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر صاحبان ثروت نے اپنی فراخدلی کا مظاہرہ نہ کیا ہوتا تو آج جس شکل وصورت میں عبقات ہم دیکھ رہے ہیں نظر نہیں آتی، کیونکہ عبقات جن کتابوں سے تشکیل پائی ہے ان میں کی صرف دس فیصد کتابیں اس وقت مطبوعہ تھیں باقی مخطوطہ تھیں کہ ان میں کی کئی ایسی کتابیں تھیں جن کے صرف ایک یا دو نسخے تھے وہ بھی مختلف شہروں اور ملکوں میں، ظاہری بات ہے کہ ان کی فراہمی کوئی آسان کام نہیں تھا اس کے لئے عظیم مادی سرمایے کی ضرورت تھی، جس کو اس دور کے امراء نے اس طرح پورا کیا جس کو سن کر تعجب ہوتا ہے۔

مجھ سے مولانا علی اختر صاحب مرحوم مترجم الغدیر نے بتایا تھا کہ حسین آباد شیخ پورہ بہار کے نواب صاحب نے اپنے اسٹیٹ (کہ جو اس وقت شیعوں کے بڑے اسٹیٹ میں سے ایک تھا) کی آمدنی کا دسواں حصہ عبقات کی نشر واشاعت کے لئے وقف کردیا تھا حتی بعضوں نے قلم، کاغذ، دوات کے نام پر زمین وقف کی تھیں۔ البتہ ان لوگوں نے ایسا کرکے میر حامد حسینؒ پر کوئی احسان نہیں کیا تھا اپنی آخرت بنائی تھی، میر حامد حسین اپنی ذات کے لئے ایک پیسہ کے محتاج نہیں تھے، اگر لوگوں نے عبقات کی نشر واشاعت کے لئے زمینیں

وقف کیں تو میر حامد حسینؒ نے اپنے کو عبقات کے لئے وقف کر دیا تھا۔ آج بھی جو مذہبی خدمات انجام پا رہی ہیں ان میں بھی دولت کا دخل ہے کہ اگر دولتمند اپنی دولت کو خلوص سے خرچ کرے تو اس کی دنیا بھی بنتی ہے آخرت بھی۔

عبقات الانوار جیسی کتاب کے ترجمے کی اشاعت کوئی آسان کام نہیں ہے، مترجم نے اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اردو کا ملبوس تو دیدیا تھا مگر دسیوں جلد میں اس کی اشاعت ایک مسئلہ بنا ہوا تھا، کہ ایک ملاقات میں جناب محسن جعفر صاحب (چیرمین I E B) سے اس کی طباعت کے بارے میں گفتگو ہوئی موصوف نے اس کی اشاعت کی ذمہ داری اسلامک ایجوکیشن بورڈ شعبہ خوجہ اثنا عشری ورلڈ فیڈریشن لندن کی جانب سے قبول کر لی، اس سلسلے میں میں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

برصغیر کے علماء نے کسی بھی موضوع کو تشنہ نہیں چھوڑا ہے، ہر موضوع پر بڑی ٹھوس کتابیں لکھی ہیں، بس ہم کو ان کی خبر نہیں ہے، اگر نئی نسل کی تلاش اور دولتمندوں کی دولت مل جائیں تو اور بھی بہت سارے کام انجام پا سکتے ہیں۔

خانوادۂ صاحب عبقات اور ان کے کارنامے

ا۔ مفتی محمد قلی

میر حامد حسینؒ نے علمی اور مذہبی ماحول میں آنکھ کھولی تھی آپ کے والد مفتی محمد قلی تھے جن کا سلسلۂ نسب ۲۴ واسطوں سے امام موسیٰ کاظمؑ پر ختم ہوتا ہے، وہ متکلم، محقق، مناظر اور

ا۔ الفضل الجلی

جامع علوم معقولات ومنقولات تھے۔

۵ ذی قعدہ ۱۱۸۸ھ کو کنتور میں پیدا ہوئے (۱)۔ ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی اور ان کے بزرگ اساتذہ میں سوائے غفران مآبؒ کے کسی اور کا نام نہیں ملتا ہے آپ کی وفات ۹ محرم ۱۲۶۰ھ کو لکھنؤ میں ہوئی، مفتی محمد عباسؒ نے آپ کی تاریخ وفات ' لموته هو اقبال يوم عاشوراء ' نکالی تھی۔ حسینیہ غفران مآب لکھنؤ میں دفن ہوئے آپ کے درج ذیل شاہکار یادگار ہیں:

۱۔ تطہیر المومنین عن نجاسۃ المشرکین ۲۔ تکمیل المیزان فی علم الصرف ۳۔ رسالہ تقیہ ۴۔ تقریب الافہام فی تفسیر آیات الاحکام ۵۔ رشید الدین دہلوی کی کتاب شوکت عمریہ کا جواب الشعلۃ الظفریۃ ۶۔ حکم احادیث صحیحین ۷۔ عبدالحق دہلوی کی کتاب صراط مستقیم کا جواب فتوحات حیدریہ ۸۔ احکام العدالۃ العلویۃ ۹۔ الحواشی والمطالعات ۱۰۔ رسالہ فی الکبائر ۱۱۔ الاجوبۃ الفاخرۃ فی ردالاشاعرہ ۱۲۔ سیف ناصری تحفہ کے باب اول کا جواب ہے ۱۳۔ تقلیب المکائد تحفہ کے باب دوم کا جواب ہے ۱۴۔ برہان سعادت تحفہ کے باب ہفتم کا جواب ہے ۱۵۔ تشئید المطاعن تحفہ کے باب دہم کا جواب ہے ۱۶۔ مصارع الافہام تحفہ کے باب ۱۱ کا جواب ہے۔

۲۔ سید اعجاز حسین

آپ مفتی قلیؒ کے بیٹے اور میر حامد حسینؒ کے بھائی تھے، ۱/ رجب ۱۲۴۰ھ کو میرٹھ میں

۱۔ نزھۃ الخواطر ج ۷ ص ۳۱

پیدا ہوئے (۱) اور اپنے والد اور بھائی میر حامد حسینؒ سے کسب فیض کیا تحقیق ومطالعہ سے عشق تھا اور یہ انہیں والد سے میراث میں ملا تھا، شیعہ وسنی کے درمیان اختلافی مسائل پر تسلط حاصل تھا۔ عبقات الانوار کے لئے کتابوں کے حصول کی خاطر میر حامد حسین کے ہمراہ کئی ممالک کا سفر کیا.........ان کی تالیفات درج ذیل ہیں:

۱۔ کشف الحجب والاستار عن وجہ الکتب والاسفار ۲۔ شذور العقبان فی تراجم الاعیان ۳۔ القول السدید ۴۔ محمد جان لاہوری سے مناظرہ ۵۔ میرزا محمد دہلوی مؤلف نزھۃ اثنا عشریہ کی سوانح، ۱۷ شوال ۱۲۸۶ھ کو لکھنؤ میں آپ کی وفات ہوئی۔

۳۔ ناصر حسین

آپ میر حامد حسین کے فرزند اور ناصر الملۃ کے لقب سے مشہور تھے، ۱۹ جمادی الثانی ۱۲۸۴ھ کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور علوم دینی اپنے والد میر حامد حسینؒ اور مفتی محمد عباس وغیرہ سے حاصل کیا، آپ ''اگر پدر نتواند پسر تمام کند'' کے مصداق کامل تھے۔ میر حامد حسینؒ نے عبقات الانوار کی حدیث غدیر، حدیث منزلت، حدیث ولایت، حدیث تشبیہ اور حدیث نور لکھی لیکن اجل نے مہلت نہیں دی کہ دیگر احادیث کو پایہ تکمیل تک پہونچاتے چنانچہ آپ کے خلف صالح ناصر الملۃ ناصر حسینؒ نے باپ ہی کے اسلوب پر حدیث طیر از حیث سند دلالت، حدیث باب (انا مدینۃ العلم وعلی بابھا) از حیث سند ودلالت، حدیث ثقلین (بہ ہمراہ حدیث سفینہ) از حیث سند ودلالت تحریر کیا اور انہیں میر حامد حسینؒ ہی کے نام سے شائع کیا اس کے علاوہ آپ کی تصنیفات درج ذیل ہیں:

ا۔نفحات الازھار فی فضائل الائمۃ الاطہار (۱۶ جلدیں غیر مطبوعہ) ۲۔کتاب المواعظ ۳۔دیوان الخطب ۴۔کتاب الانشاء ۵۔دیوان شعر ۶۔اسباغ النائل بتحقیق المسائل ۷۔مسند فاطمہ بنت الحسین ۸۔ماظہر من الفضائل لامیر المومنین یوم خیبر ۹۔نفحات الانس ۱۰۔اثبات ردّالشّمس لامیر المومنین ۱۱۔سبائک الذھبان فی الرجال و الاعیان ۱۲۔فہرست انساب السمعانی ۱۳۔افحام الاعداء والخصوم، ان کتابوں کی تالیف وتصنیف کے لئے ٹھیک دس بجے صبح کتب خانہ تشریف لاتے تھے اور سہ پہر ۴ بجے تک رہتے تھے اس دوران کسی سے نہیں ملتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ نظام حیدرآباد آپ سے ان ہی اوقات میں ملنے کے لئے آگئے چونکہ اس وقت ملاقات کرنا اصول کے خلاف تھا لہذا نظام کے احترام میں کھڑکی کھولی سلام کیا اور پھر اسے بند کردیا۔سرکار ناصر الملۃ کا یہ عمل ہمارے لئے درس ہے اگر ہم کچھ کرنا چاہتے ہیں تو ہم کو بھی وقت کی قدر کرنی چاہئے، علم کا یہ چراغ ارجب ۱۳۶۱ھ کو ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگیا اور حسب وصیت، شہید ثالث (آگرہ) کا مزار، آخری آرامگاہ قرار پایا۔

آپ کی تعریف وتمجید سید محسن امین عاملی (۱) شیخ عباس قمی (۲) علامہ محقق شیخ تبریزی (۳)۔محقق شیخ محمد ہادی امینی (۴) علامہ سید محمد مہدی اصفہانی۔(۵)، وغیرہ جیسے

ا۔اعیان الشیعہ ج ۹ ص ۱۰۷، ۱۰۸

۲۔ھدیۃ الاحباب ص ۱۷۷۔

۳۔ریحانۃ الادب ج ۴ ص ۱۴۴، ۱۴۵

۴۔معجم رجال الفکر والادب ص ۳۹۰

۵۔احسن الودیعہ ص ۱۰۴

بزرگ علماء نے اپنی کتابوں میں کی ہے ان سب نے آپ کو علم کا پہاڑ اور فقہ، حدیث، رجال اور ادب کا امام و پیشوا کہا ہے۔

۴۔سید ذاکر حسین

آپ میر حامد حسینؒ کے فرزند اور ناصر الملۃ کے بھائی تھے اور ناصر الملۃ سے کسب فیض کیا تھا۔ آپ کی کتاب الادعیہ الماثورہ ہے جو ناصر الملۃ کی تقریظ کے ساتھ شائع ہوئی تھی آپ نے عبقات الانوار کی تکمیل میں ناصر الملۃ کی کمک کی تھی اور اس پر حاشیہ لکھا تھا فارسی اور عربی میں آپ کا دیوان ہے۔

۵۔سید محمد نصیر

آپ ناصر الملۃ کے بڑے صاحبزادے اور نصیر الملۃ سے مشہور تھے، ۱۳۱۷ھ کو پیدا ہوئے، ہندوستان میں تحصیل علم کے بعد نجف اشرف تشریف لے گئے اور وہاں علمائے بزرگ کے دروس میں شرکت کی، نجف سے آنے کے بعد علمی کارنامے انجام دیئے اور پھر سیاسی امور کو انجام دینے لگے ۱۳۸۶ھ میں انتقال ہوا اور آپ کے جسد کو کربلائے معلیٰ منتقل کیا گیا جہاں صحن مطہر میں مقبرۂ شیرازی میں دفن ہوئے۔ ۱۔التطہیر ۲۔مجمع الادب ۳۔وجوب السورۃ فی الصلاۃ اور اردو زبان میں دیوان آپ کے شاہکار ہیں۔

۶۔سید محمد سعید

آپ ناصر الملۃ کے چھوٹے صاحبزادے اور سعید الملۃ سے مشہور تھے، ۸ محر

۱۳۴۴ھ کولکھنؤ میں پیدا ہوئے اور بزرگ علماء سے کسب فیض کیا جن میں سرفہرست ناصر الملۃ ہیں ،اس کے بعد نجف اشرف تشریف لے گئے اور وہاں ابوالحسن اصفہانی اور ضیاء الدین عراقی جیسے بزرگ مراجع تقلید سے کسب فیض کیا، ہندوستان واپسی پر کتب خانہ ناصریہ کی ترتیب اوراس میں اضافہ کے علاوہ علمی کاوشوں میں مشغول ہو گئے جس کے نتیجے میں درج ذیل کتابیں وجود میں آئیں

۱۔الامام الثانی عشر ۲۔مسانید الآئمہ یہ کئی جلدوں میں ہے ۳۔الایمان الصحیح اس میں قرآن کی روشنی میں صحیح عقائد سے بحث کی ہے ۴۔معراج البلاغہ یہ رسولؐ اللہ کے خطبوں کا مجموعہ ہے ۵۔مدینۃ العلم اس کتاب میں حدیث انا مدینۃ العلم سے بحث کی ہے ۶۔ آیۃ تطہیر ۷۔آیت ولایت ۸۔شرح خطبۂ زہرا اور عبقات الانوار کی حدیث مناصبت از حیث سند و دلالت اور حدیث خیبر از حیث سند تحریر کی جو کہ غیر مطبوعہ ہیں ۔۱۱ جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ کولکھنؤ میں انتقال کیا اور آگرہ میں ناصر الملۃ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

آپ نے اولاد نرینہ میں تین فرزند چھوڑے سب سے بڑے مولانا سید علی ناصر سعید آغا روحی صاحب ہیں جوفن خطابت اور شاعری میں خداداد صلاحیتوں کے مالک ہیں اور سب سے چھوٹے صاحبزادے مولانا سجاد ناصر سعید ہیں جو قم میں زیر تعلیم اور مجھ سے خاص محبت کرتے ہیں جب انہیں عبقات الانوار کے ترجمے کی خبر ملی تو کئی مرتبہ میرے پاس آئے اور اپنی خوشی کا اظہار کیا خدا انہیں توفیق دے تاکہ وہ اپنے گھر کے علمی وقار کو محفوظ رکھ سکیں، ان سے بڑے حسین ناصر سعید صاحب ہیں جو شاعری کے علاوہ خاندان کے علمی کارناموں

کومنظرِ عام پر لانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں مولانا سید سجاد ناصر سعید صاحب آپ ہی کی کوششوں کی بدولت ایران گئے تھے۔

کتب خانہ ناصریہ

اس کتب خانہ کی سب سے پہلے بنیاد محمد قلی نے رکھی تھی، پھر میر حامد حسینؒ نے دنیا کے گوشہ و کنار سے عبقات الانوار کے لئے ضروری اور اہم کتابیں حاصل کیں ان کے بعد ناصر الملۃ نے اس کی توسیع کی اسی لئے یہ کتب خانہ ناصریہ سے مشہور ہوا، اس میں ۲۵ ہزار مطبوعہ اور ۵ ہزار خطی نفیس، قیمتی اور منحصر بہ فرد کتابیں تھیں، محققین اس کتب خانہ میں آکر اپنی تحقیق کو آخری صورت دیتے تھے، علامہ امینیؒ اپنی کتاب ''الغدیر'' کے سلسلے میں چھ مہینے اس کتب خانہ میں رہے اور کتابوں میں اس طرح کھو گئے کہ انہیں سردی گرمی کا بھی احساس نہیں ہوا۔

اس کتب خانہ کے بارے میں بہت سے محققین نے اپنی آرا کا اظہار کیا ہے لیکن اختصار کے پیش نظر صرف دو شخصیتوں کے نظریات پر اکتفا کر رہا ہوں۔

شیخ بزرگ تہرانی میر حامد حسین کے حالات میں لکھتے ہیں:

''میر حامد حسین کا قیمتی کتب خانہ ہے جو لکھنؤ میں بلکہ سرزمین ہند پر منحصر بہ فرد ہے مفاخر عالم تشیع میں اس کا شمار ہوتا ہے، اس کتب خانہ میں تیس ہزار خطی اور مطبوعہ نفیس اور قیمتی کتابیں ہیں خاص طور سے متقدمین و متاخرین اہلسنت کی تصانیف کا ایک بڑا ذخیرہ ہے، میرے استاد حاج میرزا حسین (

محدث) نوری مرحوم (مؤلف مستدرک الوسائل) نے مجھ سے نقل کیا تھا کہ میر حامد حسینؒ نے لکھنؤ سے کسی کتاب کے بارے میں میرے پاس خط لکھا تھا جس کے جواب میں میں نے ان کے پاس اس کتاب کے نہ ہونے پر اظہار تعجب کیا تو میر حامد حسینؒ نے اس کا جواب دیا کہ اس کتاب کے کئی نسخے میرے پاس ہیں مگر جتنے وقت میں آپ کے پاس سے وہ کتاب آئے گی اس سے زیادہ وقت کتب خانہ میں اس کی تلاش میں صرف کرنا پڑے گا اسی سے اس کتب خانہ کی عظمت و وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ (۱)

سید محسن امین کا کہنا ہے:

''لکھنؤ میں ایک کتب خانہ ہے جو مختلف علوم وفنون خاص طور سے غیر شیعی کتابوں کی کثرت کی وجہ سے منحصر بہ فرد ہے، اس میں موجود مطبوعہ اور مخطوطہ کی تعداد ۳۰ ہزار کے لگ بھگ ہے، اس سلسلے میں شیخ محمد رضا شیبی مجلّہ ''العرفان'' میں لکھتے ہیں: ہمارے زمانے میں مشرقی کتب خانوں میں سب سے زیادہ ذخیرہ امامت کے متعلق لکھی جانے والی کتاب عبقات الانوار کے مؤلف سید حامد حسین لکھنوی کے کتب خانہ میں ہے، انہوں نے کتابوں کی جمع آوری پر بہت توجہ دی ہے اور نسخہ برداری پر کافی سرمایہ لگایا ہے اس کتب خانہ میں ہزاروں کتابیں ہیں جن میں قدیم وخطی نسخوں کی کمی نہیں ہے'' (۲)

۱۔ اعلام الشیعہ۔ نقباء البشر ج ۱ ص ۳۴۸ ۲۔ اعیان الشیعہ شرح حال سید حامد حسینؒ

اس کتب خانہ میں موجود جن کتابوں کو میر حامد حسینؒ نے عبقات الانوار کی حدیث نور یا دوسری مختلف جلدوں میں نسخۂ قدیم اور نسخۂ عتیقہ سے تعبیر کیا ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

ا۔ابن جوزی کی العلل المتناهیة فی الاحادیث الواهیة

۲۔شیخ احمد نخلی کی بغیة الطالبین۔رسالة الاسانید

۳۔ابوالحسن محمد بن عبداللہ کسائی کی قصص الانبیاء

۴۔عبدالوهاب روداوری کی نقاوة الملل وطرواة النحل

۵۔بلوی کی الف باء فی المحاضرات

۶۔جلال الدین سیوطی کی زاد المسیر

۷۔ابوالحجاج مزّی کی تهذیب الکمال فی اسماء الرجال

۸۔ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی کی العلل (جزء ۳۰)

۹۔ذہبی کی میزان الاعتدال فی نقد الرجال (۳ نسخے)

۱۰۔ابن حجر مکی کی المنح المکیة فی شرح القصیدة الهمزیة (یہ نسخہ شارح کے اصل نسخہ سے استنساخ ہوا ہے)

۱۱۔علقمی کی الکوکب المنیر فی شرح الجامع الصغیر

۱۲۔شمس الدین سخاوی کی الضوء اللامع لاهل القرن التاسع (اس نسخہ کو عبدالعزیز بن فہد مکی نے تحریر کیا ہے جس پر مصنف نے اپنے قلم سے ابن فہد کو اجازہ دیا ہے)

۱۳۔نورالدین ابن صباغ مالکی کی الفصول المهمة فی معرفة الائمة (دو نسخے)

۱۴۔شمس الدین سخاوی کی المقاصد الحسنۃ فی الاحادیث المشتھر ۃ علی الالسنۃ (متعدد نسخے)

۱۵۔عبدالوھاب شعرانی کی لواقع الانوار فی طبقات السادۃ الاخیار(۳ نسخے ہیں ایک پر متعمد خان بدخشانی کا حاشیہ ہے)

۱۶۔عیدروس کی النور السافر عن اخبار القرن العاشر

۱۷۔ابواسحٰق ثعلبی کی العرائس فی قصص الانبیاء

۱۹۔عطاء الدین فضل اللہ محدث شیرازی کی الاربعین فی فضائل امیر المومنین

۲۰۔صالح بن مہدی مقبلی صنعانی کی ملحقات الابحاث المسددۃ فی الفنون المتعددہ

۲۱۔محمد بن اسمعیل بخاری کی التاریخ الصغیر

۲۲۔ابن جوزی کی الموضوعات

۲۳۔برہان الدین عبداللہ بن محمد عبری فرغانی کی شرح منھاج البیضاوی

۲۴۔کمال الدین محمد بن محمد ابن امام الکاملیۃ کی شرح منھاج البیضاوی (اس نسخہ کی مصنف کے سامنے قرائت ہوئی اور اس پر مصنف کی تحریر ہے)

۲۵۔محمد بن سعد کی الطبقات الکبریٰ

۲۶۔ابوحامد غزالی کی اقتصاد الاعتقاد

۲۷۔نسائی کی خصائص امیر المومنین (دو نسخے)

۲۸۔مسند احمد بن حنبل

۲۹۔ابن حبیب بغدادی کی المنمق

۳۰۔ابن حبان کی الثقات

۳۱۔حکیم ترمذی کی نوادرالاصول

۳۲۔طبرانی کی المعجم الصغیر

۳۳۔شمس الدین محمد بن مظفرخلخالی کی المفاتیح فی شرح المصابیح

۳۴۔سعیدالدین محمد بن مسعودکازرونی کی المنتقی فی سیرۃ المصطفی

۳۵۔جلال الدین سیوطی کی احیاء المیت بفضائل اھل البیت (اس کے دو نسخے ہیں ایک میں چالیس حدیثیں اور دوسرے میں ساٹھ حدیثیں ہیں)

۳۶۔ابونعیم اصفہانی کی حلیۃ الاولیاء

۳۷۔ابن مغازلی کی مناقب امیرالمومنین

چند گزارشیں

۱۔میرے کسی بھی ترجمے کو ادبی نقطہ نگاہ سے نہ دیکھئے گا، اپنی کم علمی اور وقت کے تقاضے کے تحت بول چال کی زبان میں قارئین تک مطالب منتقل کرنے کی کوشش کرتا ہوں، گرچہ اس میں بھی بہت سارے نقائص نظرآئیں گے۔

۲۔اس کتاب کا ترجمہ، میں نے عام مومنین کے لئے کیا ہے لہذا جہاں عبارتیں صرف مسجع ومقفی تھیں ان کا ترجمہ نہیں کیا ہے، اور جہاں رجالی بحث ہوئی ہے، اور کسی کی توثیق یا تضعیف میں کئی ایک کی تقریباً ایک ہی جیسی عبارتیں تھیں وہاں ایک کی عبارت کے

ترجمے پر اکتفاء کیا ہے باقی کا حوالہ دے دیا ہے۔

۳۔ میر حامد حسینؒ نے ۱۸۷ راویان وناقلین سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے اور محقق عبدالعزیز طباطبائیؒ نے ۱۲۶ اور روایتوں کی جمع آوری کی تھی جس کو علامہ میلانی نے خلاصہ عبقات الانوار ج ۲ میں مستدرک حدیث ثقلین کے عنوان سے شائع کیا ہے، میں نے اس کا بھی ترجمہ کر کے اس کتاب میں اضافہ کر دیا ہے۔

۴۔ اس کتاب میں جتنے بھی حوالے جلد اور صفحہ نمبر کے عنوان سے ہیں سب کے سب علامہ میلانی کی زحمتوں کا نتیجہ ہیں، میں نے ان ہی کی کتاب ''تلخیص عبقات الانوار'' پر بھروسہ کرتے ہوئے انہیں نقل کر دیا ہے۔

خدا میری اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے

والسلام

سید شجاعت حسین رضوی

گوپالپور۔ باقر گنج

سیوان، بہار

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ

محدث دہلوی کی باتیں

بارہویں حدیث: زید بن ارقم نے نبیؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:
''انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی ، احدھما اعظم من الآخر ، کتاب اللہ و عترتی ''(یعنی میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم ان دونوں سے وابستہ رہے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے، ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے، ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت)

اس حدیث کا بھی احادیث ماسبق کی طرح اصل مدعیٰ سے کوئی ربط نہیں ہے، کیونکہ ضروری نہیں ہے کہ جس سے تمسک کیا جائے وہ صاحب ریاست کبریٰ ہو۔

اور اگر اسے مان بھی لیں تو اس کے مقابلہ میں ایک اور صحیح حدیث ہے کہ '' علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین من بعدی .تمسکوا بھا و عضوا علیھا بالنواجذ''(یعنی تم پر میری سنت اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے، اسے تھام لو اور مضبوطی کے ساتھ دانتوں سے پکڑ لو)

اور اگر ہم آپ کی بات مان لیں تو لغت عرب میں عترت، اقارب کے معنی میں آتا ہے ، اگر اس کی دلالت امامت پر ہو تو اس کا لازمہ یہ ہوگا کہ حضورؐ کے تمام اقارب ائمہ واجب الاطاعۃ ہوں، خصوصاً عبداللہ بن عباس، محمد بن حنفیہ، زید بن علی، حسن مثنیٰ، اسحاق بن جعفر

صادق رحمهم اللہ اوران جیسے دیگر اہلبیت ۔

اورحدیث صحیح میں یہ بھی ہے کہ ''خذو شطردینکم عن ھذا الحمیرا '' (یعنی عائشہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اپنا آدھا دین اس حمیرا سے لےلو) اور''اھتدوا بھدی عمار و تمسکوا بعھد ابن ام عبد '' (یعنی عمار سے روش ہدایت سیکھواور عبداللہ بن مسعود کی وصیت کو مضبوطی سے تھام لو) اور''رضیت لکم مارضی لکم ابن ام عبد '' (یعنی عبداللہ بن مسعود تم سے جس بات پر خوش ہوں میں بھی اس پر خوش ہوں) اور ''اعلمکم بالحلال والحرام معاذبن جبل '' (یعنی تم میں معاذ بن جبل حلال و حرام کا زیادہ جاننے والا ہے) اس جیسی اور بھی بے شمار احادیث صحیحہ موجود ہیں ، خصوصاً آپ کا یہ فرمان ''اقتدوابالّذ ین من بعدی ابی بکر وعمر '' (یعنی میرے بعد دین میں ابوبکر وعمر کی پیروی کرو) اور یہ حدیث تو شہرت وتواتر کی حدتک پہونچی ہوئی ہے،تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ سب ہی اشخاص امام ہوں ۔

اس کے علاوہ اگر یہ حدیث،عترت کی امامت پر دلالت کرے تو جناب امیرؑ سے جو حدیث مروی ہےاور جسے شیعہ متواتر مانتے ہیں کہ '' انما الشوریٰ للمھاجرین والانصار '' (یعنی مشورہ کا حق مہاجرین وانصار کو ہے) کس طرح درست ثابت ہوگی ✿

✿✿✿✿✿

✿ یہاں تک حدیث ثقلین کی بحث تھی اسی حدیث کے ذیل میں محدث دہلوی نے حدیث سفینہ پر بحث کی ہے، چنانچہ میر حامد حسینؒ نے بھی حدیث ثقلین ہی کے ذیل میں ان کا جواب دیا ہے، اور وہ مجلد حدیث ثقلین ہی کے ساتھ شائع ہوئی، مگر حجم کی زیادتی کی وجہ سے مجلدِ حدیث سفینہ کا ترجمہ جدا کیا ہے ا ور وہ نورالانوار کی چوتھی جلد ہوگی ۔ مترجم

میر حامد حسینؒ کا جواب

حق وحقیقت کی تلاش کرنے والے پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی خلافت بلافصل پر بہترین اور قاطع دلیل، حدیث ثقلین ہے جو آپ کے علاوہ آپ کے فرزندوں کی امامت پر بھی دلالت کرتی ہے، مخاطب (دہلوی) نے اس بات کی پوری کوشش کی کہ اہلبیتؑ کی امامت پر اس حدیث کی دلالت کو باطل قرار دیں لہذا حق وحقیقت سے دور پیترے بدلنے لگے، لیکن خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے میں ان کے سارے تانے بانے کو ان ہی کی صحاح ومسانید میں موجود روایتوں سے غلط ثابت کروں گا۔

حدیث ثقلین کے متعلق جن باتوں کی انہوں نے رعایت نہیں کی اور انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑا ہے، حسب ذیل ہیں۔

ا۔ حدیث ثقلین مختلف طرق اور معتبر اسناد سے بیس صحابہ سے نقل ہوئی ہے اور وہ تواتر کی آخری حد تک پہونچی ہوئی ہے، جب کہ صاحب تحفہ نے اسے صرف زید بن ارقم کے سلسلۂ روایت سے نقل کیا ہے تا کہ حدیث ثقلین کے مقابلہ اس جعلی حدیث آحاد کو معارض

قرار دیں اور پھر ہر طرح کے جوابات کی زحمت سے بچ جائیں۔

۲۔اس حدیث کو متواتر نہیں کہا جب کہ یہ حدیث مشہور ترین احادیث متواترہ میں سے ہے اور اس کے قطعی الصدور ہونے کو آئندہ بیان کریں گے۔

۳۔بالفرض ان کی نظر میں یہ حدیث متواتر نہیں تھی تو لااقل ''مستفیض'' (یعنی جو حد تواتر تک نہ پہونچی ہو لیکن یہ مفید یقین ہے) تو تھی پھر کیوں اسے مستفیض نہیں کہا!

۴۔مخاطب نے جہاں حدیث ثقلین کے تواتر یا مستفیض ہونے سے تجاہل کیا وہیں اجمالی طور پر ہی سہی اس بات کو بھی بیان نہیں کیا کہ حدیث ثقلین متعدد طرق واسناد سے نقل ہوئی ہے۔

۵۔مخاطب (دہلوی) نے حدیث ثقلین کے صحیح ہونے کے بارے میں اصلاً کچھ کہا ہی نہیں جب کہ ان کی تحفہ کے باب چہارم میں شیعہ وسنی دونوں طرق سے اس کا صحیح ہونا بالکل واضح ہے۔

۶۔بالفرض یہ حدیث نہ متواتر ہے نہ مستفیض نہ اسناد متعدد رکھنے والی اور نہ ہی صحیح لیکن کم از کم حسن تو ہے مگر مخاطب (دہلوی) نے یہ لکھنے سے بھی اجتناب کیا۔

۷۔حدیث کے اس حصے کو جس میں عترت کی اہلبیت سے تفسیر ہوئی ہے، حذف کر دیا ہے جب کہ یہ تفسیری عبارت حدیث کی مشہور ترین کتاب صحیح ترمذی اور دیگر کتب حدیث میں موجود ہے اور پھر عترت کو اقارب سے تعبیر کیا ہے تاکہ پیغمبر اسلامؐ کے سارے اقارب شامل ہو جائیں اور اس حدیث سے امامت ثابت نہ ہو پائے۔

۸۔حدیث کے اس حصہ "انهما لن يفترقا حتى يردا علیّ الحوض "
بھی حذف کر دیا جو اہلبیتؑ کی عصمت کی وضاحت کرتا ہے، جب کہ مسند احمد بن حنبل، صحیح
ترمذی اور دیگر معتبر کتابوں میں موجود حدیث ثقلین میں یہ فقرہ موجود ہے۔

۹۔اہلبیتؑ کی عظمت پر بالعموم اور حضرت علی علیہ السلام کی منزلت پر بالخصوص دلالت
کرنے والی اس حدیث ثقلین کو کامل طور پر نقل نہ کرنے میں ان کا یہ عذر قابل قبول نہیں ہے
کہ انہیں اس کی خبر نہیں تھی کیونکہ خود وہ اور ان کے پیروکار وسیع معلومات رکھنے کے دعویدار
ہیں، یہ اور بات ہے کہ یہ ان کا صرف دعویٰ ہے۔

۱۰۔مخاطب (دہلوی) نے اس حدیث سے امامت حضرت علی پر اہل حق کی دلیلوں کی
طرف اشارہ بھی نہیں کیا ہے۔

❁❁❁❁❁

سند حدیث

حدیث ثقلین کے روّات وناقلین :

اہلسنت کے بہت سے مشہورو معروف راویوں نے اس حدیث کی روایت کی ہے جن کا سلسلہ دوسری صدی ہجری سے شروع ہوتا ہے اور ہم انہیں سن وفات کی ترتیب سے پیش کررہے ہیں.

دوسری صدی

۱۔سعید بن مسروق متوفی ۱۲۶ھ

۲۔رکین بن ربیع بن عمیلہ فزاری ابوالربیع کوفی متوفی ۱۳۱ھ

۳۔ابوحیان یحییٰ بن سعید بن حیّان تیمی کوفی متوفی ۱۴۵ھ

۴۔عبدالملک بن ابی سلیمان میسرہ عرزمی متوفی ۱۴۵ھ

۵۔سلیمان بن مہران اسدی کاہلی معروف بہ اعمش متوفی ۱۴۷ھ

۶۔محمد بن اسحاق بن یسار مدنی متوفی ۱۵۱ھ

۷۔اسرائیل بن یونس سبیعی ابو یوسف کوفی متوفی ۱۶۰ھ

۸۔عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کوفی مسعودی متوفی ۱۶۰ھ

۹۔محمد بن طلحہ بن مصرف یامی کوفی متوفی ۱۶۷ھ

۱۰۔ابوعوانہ وضاح بن عبداللہ یشکری واسطی بزّاز متوفی ۱۷۵ھ

۱۱۔شریک بن عبداللہ قاضی متوفی ۱۷۷ھ

۱۲۔حسان بن ابراہیم بن عبداللہ کرمانی متوفی ۱۸۶ھ

۱۳۔جریر بن عبدالحمید بن قرط ضبی کوفی متوفی ۱۸۸ھ

۱۴۔ابوبشر اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم اسدی بصری معروف بہ ابن علیہ متوفی ۱۹۳ھ

۱۵۔ابوعبدالرحمٰن محمد بن فضیل بن غزوان ضبی کوفی متوفی ۱۹۴ھ

۱۶۔عبداللہ بن نمیر ہمدانی متوفی ۱۹۹ھ

تیسری صدی

۱۷۔محمد بن عبداللہ ابواحمد زبیری حبّال متوفی ۲۰۳ھ

۱۸۔ابوعامر عبدالملک بن عمرو عقدی متوفی ۲۰۴ھ

۱۹۔اسود بن عامر شاذان شامی متوفی ۲۰۸ھ

۲۰۔یحییٰ بن حماد بن ابی زیاد شیبانی متوفی ۲۱۵ھ

۲۱۔ابوجعفر محمد بن حبیب ہاشمی بغدادی متوفی ۲۲۵ھ

۲۲۔ابوعبداللہ محمد بن سعد زہری بصری متوفی ۲۳۰ھ

۲۳۔ابومحمد خلف بن سالم مخزمی مہلبی متوفی ۲۳۱ھ

۲۴۔زہیر بن حرب بن شداد ابوخیثمہ نسائی متوفی ۲۳۴ھ

۲۵۔ابوالفضل شجاع بن مخلد فلاس بغوی متوفی ۲۳۵ھ

۲۶۔ابوبکر عبداللہ بن محمد معروف بہ ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ

۲۷۔محمد بن بکار بن ریان ہاشمی متوفی ۲۳۸ھ

۲۸۔ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن مطر حنظلی معروف بہ ابن راہویہ متوفی ۲۳۸ھ

۲۹۔ابومحمد وہبان بن بقیہ بن عثمان واسطی متوفی ۲۳۹ھ

۳۰۔احمد بن محمد بن حنبل شیبانی متوفی ۲۴۱ھ

۳۱۔نصر بن عبدالرحمٰن بن بکار ناجی کوفی وشاء متوفی ۲۴۸ھ

۳۲۔ابومحمد عبد بن حمید کسّی متوفی ۲۴۹ھ

۳۳۔عباد بن یعقوب رواجنی اسدی متوفی ۲۵۰ھ

۳۴۔نصر بن علی بن نصر بن علی جہضمی متوفی ۲۵۰ھ

۳۵۔محمد بن مثنی ابوموسی عنزی متوفی ۲۵۲ھ

۳۶۔ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن بہرام دارمی سمرقندی متوفی ۲۵۵ھ

۳۷۔علی بن منذر طریقی کوفی متوفی ۲۵۶ھ

۳۸۔مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری متوفی ۲۶۱ھ

۳۹۔ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی متوفی ۲۷۳ھ

۴۰۔ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ

۴۱۔ابوقلابہ عبدالملک بن محمد رقاشی بصری متوفی ۲۷۶ھ

۴۲۔ابوبکر محمد بن احمد بن ابی عوام بن یزید بن دینار ریاحی تمیمی متوفی ۲۷۶ھ

۴۳۔ابوعیسیٰ بن سورہ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ

۴۴۔ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس اموی بغدادی معروف بہ ابن ابی الدنیا متوفی ۲۸۱ھ

۴۵۔ابوعبداللہ محمد بن علی حکیم ترمذی متوفی ۲۸۵ھ

۴۶۔ابوبکر احمد بن عمرو بن ابی عاصم نبیل معروف بہ ابن ابی عاصم شیبانی متوفی ۲۸۷ھ

۴۷۔ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن احمد بن حنبل شیبانی متوفی ۲۹۰ھ

۴۸۔ابوالعباس احمد بن یحییٰ شیبانی بغدادی معروف بہ ثعلب متوفی ۲۹۱ھ

۴۹۔ابوبکر احمد بن عمر بن عبدالخالق بزّار متوفی ۲۹۲ھ

۵۰۔ابونصر احمد بن سہل فقیہ قبانی متوفی ۲۹۲ھ

چوتھی صدی

۵۱۔ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی نسائی متوفی ۳۰۳ھ

۵۲۔ابویعلی احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ تمیمی موصلی متوفی ۳۰۷ھ

۵۳۔ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ

۵۴۔ابو بشر محمد بن احمد دولابی متوفی ۳۱۰ھ

۵۵۔ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری متوفی ۳۱۱ھ

۵۶۔ابو بکر محمد بن محمد بن سلیمان بن حارث باغندی واسطی بغدادی متوفی ۳۱۲ھ

۵۷۔ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید نیشاپوری اسفرائنی متوفی ۳۱۶ھ

۵۸۔ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بغوی متوفی ۳۱۷ھ

۵۹۔ابوعمر احمد بن محمد بن عبدربہ قرطبی متوفی ۳۲۸ھ

۶۰۔ابو بکر محمد بن قاسم بن محمد بن بشار معروف بہ ابن انباری متوفی ۳۲۸ھ

۶۱۔ابوعبداللہ حسین بن اسماعیل بن محمد ضبی محاملی متوفی ۳۳۰ھ

۶۲۔ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید معروف بہ ابن عقدہ متوفی ۳۳۲ھ

۶۳۔ابومحمد دعلج بن احمد بن محمد سجزی معدل متوفی ۳۵۱ھ

۶۴۔ابو بکر محمد بن عمر بن محمد بن سلم تمیمی معروف بہ ابن جعابی متوفی ۳۵۵ھ

۶۵۔ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ

۶۶۔ابو بکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک بن شبیب قطیعی متوفی ۳۶۸ھ

۶۷۔ابومنصور محمد بن احمد بن طلحہ ازہری لغوی متوفی ۳۷۰ھ

۶۸۔ابوالحسین محمد بن مظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ بغدادی متوفی ۳۷۹ھ

۶۹۔ابوالحسن علی بن عمر بن احمد دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ

۷۰۔ابوطاہر محمد بن عبدالرحمٰن مخلص ذہبی متوفی ۳۹۳ھ

۷۱۔محمد بن سلیمان بن داؤد بغدادی

پانچویں صدی

۷۲۔ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ

۷۳۔ابوسعد عبدالملک بن محمد واعظ نیشاپوری خرگوشی متوفی ۴۰۷ھ

۷۴۔ابواسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی متوفی ۴۲۷ھ

۷۵۔ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ

۷۶۔ابونصر محمد بن جبار عتبی

۷۷۔ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ

۷۸۔ابوغالب محمد بن احمد بن سہل نحوی معروف بہ ابن بشران متوفی ۴۶۲ھ

۷۹۔ابوعمر یوسف بن عبداللہ معروف بہ ابن عبدالبر نمری قرطبی متوفی ۴۶۳ھ

۸۰۔ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ

۸۱۔ابومحمد حسن بن احمد بن موسیٰ غندجانی متوفی ۴۶۷ھ

۸۲۔ابوالحسن علی بن محمد بن طیب جلابی معروف بہ ابن مغازلی متوفی ۴۸۳ھ

۸۳۔ابوعبداللہ محمد بن فتوح بن عبداللہ بن حمید بن یصل ازدی حمیدی متوفی ۴۸۸ھ

۸۴۔ابوالمظفر منصور بن محمد سمعانی متوفی ۴۸۹ھ

چھٹی صدی

۸۵۔ابوعلی اسماعیل بن احمد بن حسین بیہقی متوفی ۵۰۷ھ

۸۶۔ابوالفضل محمد بن طاہر بن علی شیبانی مقدسی معروف بہ ابن قیسرانی متوفی ۵۰۷ھ

۸۷۔ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرو دیلمی ہمدانی متوفی ۵۰۹ھ

۸۸۔ابومحمد حسین بن مسعود فراء بغوی معروف بہ محیی السنۃ متوفی ۵۱۶ھ

۸۹۔ابوالحسن رزین بن معاویہ عبدری متوفی ۵۳۵ھ

۹۰۔ابوالبرکات عبدالوھاب بن مبارک بن احمد انماطی بغدادی متوفی ۵۳۸ھ

۹۱۔قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ یحصبی متوفی ۵۴۴ھ

۹۲۔ابومحمد احمد بن محمد بن علی عاصمی

۹۳۔ابوالمؤید موفق بن احمد مکی معروف بہ اخطب خوارزم متوفی ۵۶۸ھ

۹۴۔ابوالقاسم علی بن حسین بن ھبۃ اللہ معروف بہ ابن عساکر متوفی ۵۷۱ھ

۹۵۔محمد بن عمر بن احمد بن عمر اصفہانی معروف بہ ابوموسیٰ مدینی متوفی ۵۸۱ھ

۹۶۔ابوعبداللہ محمد بن مسلم بن ابی الفوارس رازی

۹۷۔سراج الدین ابومحمد علی بن عثمان بن محمد اوشی فرغانی حنفی متوفی ۵۹۶ھ

ساتویں صدی

۹۸۔ابوالفتوح اسعد بن محمود بن خلف عجلی اصفہانی متوفی ۶۰۰ھ

۹۹ مبارک بن محمد بن عبدالکریم معروف بہ ابن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ

۱۰۰۔فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ

۱۰۱۔محمد عبدالعزیز بن اخضر جنابذی بغدادی متوفی ۶۱۱ھ

۱۰۲۔ابوالحسن علی بن محمد بن محمد بن عبدالکریم معروف بہ ابن اثیر متوفی ۶۳۰ھ

۱۰۳۔ضیاءالدین محمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی متوفی ۶۴۳ھ

۱۰۴۔ابوعبداللہ محمد بن محمود بن حسن بن ھبۃ اللہ معروف بہ ابن نجار متوفی ۶۴۲ھ

۱۰۵۔رضی الدین حسن بن محمد صنعانی متوفی ۶۵۰ھ

۱۰۶۔ابوسالم محمد بن طلحہ قرشی نصیبی شافعی متوفی ۶۵۲ھ

۱۰۷۔شمس الدین ابومظفر یوسف بن قزغلی سبط ابن جوزی متوفی ۶۵۴ھ

۱۰۸۔ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن محمد گنجی شافعی متوفی ۶۵۸ھ

۱۰۹۔ابوالفتح محمد بن ابی بکر ابیوردی شافعی متوفی ۶۶۸ھ

۱۱۰۔ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ

۱۱۱۔محبّ الدین ابوالعباس احمد بن عبداللہ طبری مکی شافعی متوفی ۶۹۴ھ

۱۱۲۔سعیدالدین محمد بن احمد فرغانی متوفی ۶۹۹ھ

۱۱۳۔نظام الدین حسن بن محمد بن حسین قمی نیشاپوری معروف بہ نظام اعرج

آٹھویں صدی

۱۱۴۔جمال الدین ابوالفضل محمد بن مکرم انصاری افریقی مصری متوفی ۷۱۱ھ

۱۱۵۔صدرالدین ابوالجامع ابرہیم بن محمد بن مؤید حمّوئی متوفی ۷۲۲ھ

۱۱۶۔نجم الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن مکی بن یاسین قمولی متوفی ۷۲۷ھ

۱۱۷۔علاءالدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی معروف بہ خازن متوفی ۷۴۱ھ

۱۱۸۔فخر الدین ھانسوی

۱۱۹۔ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب

۱۲۰۔ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمٰن بن یوسف مزّی متوفی ۷۴۲ھ

۱۲۱۔حسن بن محمد طیبی متوفی ۷۴۳ھ

۱۲۲۔شمس الدین محمد بن مظفر شاہرودی خلخالی متوفی ۷۴۵ھ

۱۲۳۔شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ

۱۲۴۔جمال الدین محمد بن یوسف بن حسن زرندی مدنی انصاری متوفی حدود ۷۵۰ھ

۱۲۵۔سعید الدین محمد بن مسعود بن محمد بن مسعود کازرونی متوفی ۷۵۸ھ

۱۲۶۔اسماعیل بن کثیر بن ضوء قرشی دمشقی متوفی ۷۷۴ھ

۱۲۷۔سید علی بن شہاب الدین ہمدانی متوفی ۷۸۶ھ

۱۲۸۔سید محمد طالقانی

۱۲۹۔سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۱ھ

۱۳۰۔حسام الدین ابوعبداللہ حمید بن احمد محلی

نویں صدی

۱۳۱۔نورالدین علی بن ابی بکر بن سلیمان ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ

۱۳۲۔مجد الدین محمد بن یعقوب فیروزآبادی شیرازی متوفی ۸۱۷ھ

۱۳۳۔محمد بن محمد حافظی بخاری نقشبندی معروف بہ خواجہ پارسا متوفی ۸۲۲ھ

۱۳۴۔ ملک العلماء شہاب الدین بن شمس الدین زاولی دولت آبادی متوفی ۸۴۹ھ

۱۳۵۔ نورالدین علی بن محمد معروف بہ ابن صباغ مالکی متوفی ۸۵۵ھ

دسویں صدی

۱۳۶۔ ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی متوفی ۹۰۲ھ

۱۳۸۔ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ

۱۳۹۔ نورالدین علی بن عبداللہ سمہودی متوفی ۹۱۱ھ

۱۴۰۔ فضل بن روزبہان خنجی شیرازی

۱۴۱۔ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی شافعی متوفی ۹۲۳ھ

۱۴۲۔ شمس الدین محمد علقمی متوفی ۹۲۹ھ

۱۴۳۔ عبدالوھاب بن محمد بن رفیع الدین بخاری متوفی ۹۳۲ھ

۱۴۴۔ شمس الدین محمد بن یوسف دمشقی صالحی متوفی ۹۴۲ھ

۱۴۵۔ محمد بن احمد شربینی خطیب متوفی ۹۶۸ھ

۱۴۶۔ شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن حجر ھیتمی مکی متوفی ۹۷۳ھ

۱۴۷۔ علی بن حسام الدین متقی متوفی ۹۷۵ھ

۱۴۸۔ محمد طاہر فتنی گجراتی متوفی ۹۸۶ھ

۱۴۹۔ عباس بن معین الدین مشہور بہ میرزا مخدوم جرجانی شیرازی متوفی ۹۸۸ھ

۱۵۰۔ شیخ بن عبداللہ بن شیخ بن عبداللہ عیدروس یمنی متوفی ۹۹۰ھ

۱۵۱۔ کمال الدین بن فخر الدین جہرمی

۱۵۲۔ محمد بن احمد بن مصطفیٰ بن ابراہیم صوفی معروف بہ بدر الدین رومی

۱۵۳۔ عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی معروف بہ جمال الدین محدث متوفی ۱۰۰۰ھ

گیارہویں صدی

۱۵۴۔ علی بن سلطان محمد ہروی معروف بہ قاری متوفی ۱۰۱۴ھ

۱۵۵۔ عبدالرؤف بن تاج العارفین مناوی متوفی ۱۰۳۱ھ

۱۵۶۔ ملا یعقوب بنیانی لاہوری

۱۵۷۔ نورالدین علی بن ابراہیم بن احمد بن علی حلبی شافعی متوفی ۱۰۳۳ھ

۱۵۸۔ احمد بن فضل بن محمد باکثیر مکی متوفی ۱۰۴۷ھ

۱۵۹۔ محمود بن محمد بن علی شیخانی قادری مدنی

۱۶۰۔ سید محمد بن سید جلال ماہ عالم بخاری

۱۶۱۔ شیخ عبدالحق دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ

۱۶۲۔ شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی مصری متوفی ۱۰۶۹ھ

۱۶۳۔ علی بن احمد بن محمد بن ابراہیم عزیزی بولاقی شافعی متوفی ۱۰۷۰ھ

بارہویں صدی

۱۶۴۔ صالح بن مہدی بن علی مقبلی صنعانی متوفی ۱۱۰۸ھ

۱۶۵۔ احمد آفندی مشہور بہ منجم باشی متوفی ۱۱۱۳ھ

۱۶۶۔محمد بن عبدالباقی بن یوسف ازہری زرقانی مالکی متوفی ۱۱۲۲ھ

۱۶۷۔حسام الدین بن محمد بایزید بن بدیع الدین سہارنپوری

۱۶۸۔میرزا محمد بن معتمد خان حارثی بدخشی

۱۶۹۔رضی الدین بن محمد بن علی بن حیدر حسینی شامی شافعی متوفی ۱۱۴۲ھ

۱۷۰۔محمد صدر عالم

۱۷۱۔ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ

۱۷۲۔محمد معین بن محمد امین سندھی

۱۷۳۔محمد بن اسماعیل امیر یمانی صنعانی متوفی ۱۱۸۲ھ

۱۷۴۔محمد بن علی صبان

۱۷۵۔ابوالفیض محب الدین محمد مرتضی واسطی زبیدی حنفی

۱۷۶۔احمد بن عبدالقادر بن بکری عجیلی شافعی متوفی ۱۱۸۲ھ

تیرہویں صدی

۱۷۷۔محمد مبین بن محب اللہ لکھنوی متوفی ۱۲۲۵ھ

۱۷۸۔محمد اکرام الدین بن محمد نظام الدین بن محب الحق دہلوی

۱۷۹۔جمال الدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالعلی معروف بہ میرزا حسن علی محدث لکھنوی

۱۸۰۔عبدالرحیم بن عبدالکریم صفی پوری

۱۸۱۔ولی اللہ بن حبیب اللہ لکھنوی متوفی ۱۲۷۰ھ

۱۸۲۔رشیدالدین خان دہلوی

۱۸۳۔عاشق علی خان

۱۸۴۔شیخ حسن عدوی حمزاوی

۱۸۵۔شیخ سلیمان بن ابراہیم معروف بہ خواجہ کلان حسینی بلخی قندوزی

۱۸۶۔مولوی حسن زمان

۱۸۷۔مولوی صدیق حسن خان قنوجی

نصوص حدیث ثقلین

۱۔روایت سعید بن مسروق ثوری

اس حدیث کو مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں مجھ سے محمد بن بکار بن ریان نے بیان کیا انہوں نے حسان (بن ابراہیم) سے انہوں نے سعید بن مسروق سے انہوں نے یزید بن حیان سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے، مسروق کہتے ہیں کہ ہم لوگ زید بن ارقم کے پاس گئے اور کہا کہ آپ نے رسول اللہ کی صحبت اختیار کی اور آنحضرت کے پیچھے نماز پڑھی ....حدیث کو ابو حیان کی حدیث کی طرح نقل کیا اس تفاوت کے ساتھ کہ آخر میں کہا کہ حضرت نے فرمایا:''انی تارک فیکم الثقلین احدھما کتاب الله هو حبل الله من اتبعه کان علی الهدی و من ترکه کان علی الضلالة ''یعنی میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا تا ہوں، ایک کتاب خدا جو اللہ کی رسی ہے، جس نے اس کی پیروی کی ہدایت پائی اور جس نے اسے چھوڑ

دیا گمراہ ہوا۔

اسی حدیث میں ہے کہ زید بن ارقم سے دریافت کیا گیا: آنحضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں شامل ہیں؟ جواب دیا خدا کی قسم نہیں کیونکہ بیوی، شوہر کے ساتھ برسوں رہتی ہے اور جیسے ہی شوہر طلاق دیتا ہے وہ اپنے باپ اور رشتہ داروں کے گھر چلی جاتی ہے، حضرت کے اہل بیت آپ کے نزدیک ترین رشتہ دار ہیں کہ جن پر حضرت کے بعد صدقہ حرام ہے(۱)

احوال و آثار

۱۔مقدسی لکھتے ہیں: ''سعید بن مسروق بن عدی ثوری، ثور بن عبد مناۃ بن ادہ بن طابخہ تمیمی کوفی کے قبیلے سے اور سفیان ثوری کے باپ ہیں. بخاری و مسلم کے بقول انہوں نے عبایہ بن رفاعہ اور عبدالرحمٰن بن ابی نعیم سے سماع حدیث کیا اور صحیح بخاری کے مطابق منذر ثوری سے اور صحیح مسلم کی رو سے ابوالضحی، سلمہ بن کہیل، شعبی، یزید بن حیان اور خیثمہ سے روایت کی ہے. ان کے بیٹے سفیان اور شعبہ اور ابوالاحوص نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ان سے روایت کی ہے، صحیح بخاری میں ابوعوانہ اور عمرو بن عبید نے ان سے روایت کی ہے اور صحیح مسلم میں حسان بن ابراہیم، عمر بن سعید، اسماعیل بن مسلم اور زائدہ نے ان سے روایت کی ہے. احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ ۱۲۸ھ میں ان کا انتقال ہوا'' (۲)

۲۔ذہبی کا کہنا ہے: سعید بن مسروق ثوری نے ابو وائل اور شعبی سے اور سعید بن

۱۔صحیح مسلم ج ۷ ص ۱۲۳۔۱۲۲ ۲۔اسماء رجال الصحیحین ج ۱ شمارہ ۱۱۶۹

مسروق سے ان کے دو بیٹوں اور ابوعوانہ نے حدیث نقل کی ہے، وہ ثقہ ہیں اور ۱۲۶ھ میں وفات پائی''(۱)

۳۔ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: ''سعید بن مسروق ثوری نے ابراہیم تیمی، خیثمہ بن عبداللہ، سعید بن عمر، اشوع (اشرع)، سلمہ بن کہیل، ابو وائل، شعبی، عبایہ بن رفاعہ، عبدالرحمٰن بن ابی نعیم، ابوالضحیٰ، منذر ثوری، یزید بن حیان، عون بن ابی جحیم اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور خود ثوری سے ان کے ہم عصر اعمش، ان کے بیٹے سفیان اور عمر مبارک، شعبہ، ابوالاحوص، زائدہ، ربعی بن علیہ، ابوعوانہ اور ایک جماعت نے حدیثیں نقل کی ہیں، ابن معین، شعبہ بن حجاج، ابوحاتم، عجلی اور نسائی نے انہیں ثقہ کہا ہے اور ابن ابی عاصم نے ان کا سن وفات ۱۲۶ھ بتایا ہے جب کہ احمد بن حنبل نے ۱۲۸ھ، ابن قانع نے ۷ھ اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کے حالات میں سن وفات ۸ھ ذکر کیا ہے (۲)، ابن خلفون نے ان کی وثاقت کو ابن مدینی سے نقل کیا ہے''(۳)

۴۔ ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں: ''سفیان کے باپ سعید بن مسروق ثوری ثقہ اور چھٹے طبقے میں ہیں. ۱۲۶ھ میں ان کا انتقال ہوا. اور کہا جاتا ہے کہ سن مذکور کے بعد فوت ہوئے. (۴)

۲۔ روایت رکین بن ربیع

۱۔ الکاشف ج۱ص۲۷۲ ۲۔ ابن حبان کی ''الثقات'' میں ان کا سن وفات ۱۲۸ھ مرقوم ہے (مترجم)

۳۔ تہذیب التہذیب ج۴ص۸۲ ۴۔ تقریب التہذیب ج۱ص۳۵۰

احمد بن حنبل نے رکین کی حدیث کو یوں نقل کیا ہے: اسود بن عامر نے شریک سے انہوں نے رکین سے انہوں نے قاسم بن حسان سے اور انہوں نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''انی تارک فیکم خلیفتین کتاب الله حبل ممدود ما بین السماء والارض (اوما بین السماء الی الارض) وعترتی اهل بیتی وانهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض ''یعنی میں تم میں اپنے دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں، ایک کتاب خدا جو ایک دراز رسی ہے آسمان سے زمین تک، دوسرے میری عترت واہل بیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں۔(۱)

احمد بن حنبل نے اس حدیث کو رکین کے طریق کے علاوہ بھی نقل کیا ہے جس کو آئندہ پیش کریں گے۔

احوال وآثار

۱۔ابن حبان لکھتے ہیں: ''رکین بن ربیع بن عمیلہ فزاری کوفی نے ابن زبیر اور ابن عمر سے اور خود ان سے ثوری اور شریک نے روایت کی ہے، ۱۳۱ھ میں ان کا انتقال ہوا'' (۲)

۲۔مقدسی کا کہنا ہے: رکین بن ربیع بن عمیلہ ابوالربیع فزاری کوفی نے ادبیات میں اپنے والد سے کسب فیض کیا اور رکین سے معتمر بن سلیمان اور جریر بن عبدالحمید نے روایت کی ہے''(۳)

۱۔مسند احمد بن حنبل ج۵ص۱۸۲۔۱۸۱ ۲۔الثقات ۳۔اسماء رجال الصحیحین ج۱ص۱۴۱

۳۔ سمعانی کا بیان ہے: ''رکین بن ربیع بن عمیلہ فزاری کوفی نے ابن عمر اور ابن زبیر سے اور خود رکین سے ثوری اور شریک نے روایت کی ہے، ۱۳۱ھ میں انتقال ہوا''۔(۱)

۴۔ ذہبی کہتے ہیں: رکین بن ربیع بن عمیلہ فزاری نے اپنے والد اور ابن عمر سے اور خود رکین سے ان کے پوتے ربیع بن سہل، شعبہ اور معتمر نے روایت کی ہے اور احمد (بن حنبل) نے ان کی توثیق کی ہے''(۲)

۵۔ ابن حجر عسقلانی تحریر کرتے ہیں: ''رکین بن ربیع عمیلہ فزاری ابوالربیع کوفی نے اپنے والد، ابن عمر، ابن زبیر، ابوالطفیل، حصین بن قبیصہ، قیس بن مسلم، عدی بن ثابت، یحیٰی بن معتمر اور دوسروں سے روایت کی ہے اور ان کے پوتے ربیع بن سہل بن رکین، اسرائیل، زائدہ، شعبہ، ثوری، مسعر، جریر بن عبدالحمید، شریک، عبیدہ بن حمید، معتمر بن سلیمان اور ایک جماعت نے رکین سے روایت کی ہے، احمد (ابن حنبل) اور ابن معین نے انہیں ثقہ اور ابوحاتم نے صالح کہا ہے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور سن وفات ۱۳۱ھ بتایا ہے، ہیثم اور ابن قانع نے اسی سن وفات کا ذکر کیا ہے اور یعقوب بن سفیان نے کہا ہے وہ کوفی ہیں''(۳)

۶۔ ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں: ''رکین بن ربیع بن عمیلہ فزاری ابوالربیع کوفی ثقہ اور چوتھے طبقے میں ہیں، ۱۳۱ھ میں ان کا انتقال ہوا''(۴)

۱۔ الانساب۔ الفزاری　　۲۔ الکاشف ج۱ ص۳۱۲

۳۔ تہذیب التہذیب ج۳ ص۲۸۶　　۴۔ تقریب التہذیب ج۱ ص۲۵۲

۳۔روایت ابوحیان

ابوحیان یحییٰ بن سعید تیمی کی روایت کواحمد نے مسند میں اور مسلم نے اپنی صحیح میں اپنے طریق سے نقل کیا ہے جسے آئندہ بیان کریں گے۔

احوال وآثار

ا۔ابن حبان کہتے ہیں: ''یحییٰ بن سعید بن حیان تیمی ،کوفہ کے رہنے والے تھے انہوں نے شعبی سے اور اعمش ،ثوری اور کوفیوں نے ان سے روایت کی ہے، ۱۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔'' (۱)

۲۔مقدسی کا بیان ہے: ''یحییٰ بن سعید بن حیان تیمی ،تیم الرباب کوفی نے ابوزرعہ، شعبی اور یزید بن حیّان سے سماع حدیث کیا، اسماعیل بن علیہ، ابواسامہ اور وہیب بن خالد نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابوحیّان سے روایت کی ہے، ان کے علاوہ صحیح بخاری میں ابن مبارک، یحییٰ قطان، محمد بن (ابی) عبید نے اور صحیح مسلم میں محمد بن بشر، علی بن مسہر، عبدالرحیم بن سلیمان، جریر بن عبدالحمید، ایوب سختیانی، محمد بن فضیل، عبداللہ بن نمیر، سفیان ثوری، عیسیٰ بن یونس اور عبداللہ بن ادریس نے ابوحیّان سے روایت کی ہے۔'' (۲)

۳۔ذہبی کا کہنا ہے: ''یحییٰ بن سعید بن حیان ابوحیان تیمی ....کی ثوری نے تعریف و توثیق کی ہے، احمد بن عبداللہ عجلی کا بیان ہے کہ وہ (ابوحیان) ثقہ، صالح، مبرّز اور صاحب

ا۔الثقات ۲۔اسماء رجال الصحیحین ج ۳ ص ۵۶۱

سنت ہیں، ابن حبان نے ان کا سن وفات ۱۴۵ھ بتایا ہے۔"(۱)

۴۔ذہبی، محمد بن سوقہ کے شرح حال میں لکھتے ہیں: "ابن عیینہ کا بیان ہے کہ کوفہ میں تین افراد ایسے ہیں جن سے اگر کہا جائے کہ کل تم مرجاؤ گے (تو اس کہنے سے) وہ اپنے اعمال میں کسی چیز کا اضافہ نہیں کریں گے اور وہ محمد بن سوقہ، ابوحیان تیمی اور عمر بن قیس ملائی ہیں۔ (۲)

۵۔ذہبی الکاشف میں لکھتے ہیں: "یحیٰ بن سعید بن حیان، ابوحیان تیمی نے ابوزرعہ اور شعبی سے اور ابوحیان سے یحیٰ بن قطان اور اسامہ نے روایت کی ہے وہ امام وثبت ہیں ۱۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا"(۳)

٦۔ذہبی العبر میں تحریر کرتے ہیں: "یحیٰ بن سعید تیمی ثقہ، امام اور صاحب سنت ہیں، شعبی وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے"(۴)

۷۔یافعی کا کہنا ہے: "یحیٰ بن سعید تیمی کوفی ثقہ، امام اور صاحب سنت ہیں"۔(۵)

۸۔ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: "یحیٰ بن سعید بن حیان ابوحیان تیمی کوفی چھٹے طبقے کے ثقہ اور عابدوں میں ہیں، ۱۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا"(٦)

۹۔شیخ عبدالحق دہلوی "اسماء رجال المشکاۃ" میں لکھتے ہیں: "یحیٰ بن سعید بن حیان، ابوحیان تیمی کوفی، تیم الرباب سے ہیں یحیٰ نے ان کو ثقہ، عجلی نے ثقہ، صالح، مبرّز اور

۱۔تذھیب التہذیب۔خطی
۲۔تذھیب التہذیب۔خطی
۳۔الکاشف ج۳ص۲۵٦
۴۔العبر ج۱ص۲۰۵
۵۔مرآۃ الجنان ج۱ص۳۰۱
٦۔تقریب التہذیب ج۲ص۳۴۸

صاحب سنت کہا ہے، ابوحاتم نے کہا ہے کہ وہ صالح ہیں، ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے اور محمد بن فضیل نے کہا ہے کہ انہوں نے مجھ سے حدیث بیان کی ہے اور وہ سچے ہیں، یحیٰ بن سعید نے اپنے والد، ابوزرعہ اور شعبی سے روایت کی ہے اور یحیٰ قطان، حماد بن سلمہ، ثوری اور دیگر افراد نے ان سے روایت کی ہے وہ امام وثبت ہیں ۱۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا''۔

۴۔ روایت عبدالملک

احمد بن حنبل نے حدیث ثقلین کو عبدالملک کی سند سے نقل کیا ہے. ابن نمیر نے عبدالملک (یعنی ابن ابی سلیمان) سے انہوں نے عطیہ سے انہوں نے ابوسعید خدری سے اور انہوں نے رسول اللہؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''انی قد ترکت فیکم الثقلین احدهما اکبر من الآخر کتاب الله عزوجل حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی الا انهما لن یفترقا حتی یردا علّی الحوض (۱)''

یعنی میں نے تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑی ہیں ان میں سے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے. ایک کتاب خدا جو ایک دراز رسی ہے آسمان سے لے کر زمین تک دوسرے میری عترت واہل بیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں۔

۱۔ مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۲۶

عبدالملک بن ابی سلیمان نے اس حدیث کو دوسرے الفاظ میں بھی نقل کیا ہے جو مسند احمد بن حنبل، مناقب احمد اور تفسیر ثعلبی میں موجود ہے، ان کتابوں کے پورے متن کو آئندہ انشاءاللہ بیان کریں گے۔

احوال وآثار

ا۔ ابن حبان لکھتے ہیں: ''عبدالملک بن ابی سلیمان عرزمی ،فزارہ کے غلام اور محمد بن عبداللہ عرزمی کے چچا تھے، ان کا نام سلیمان میسرہ اور کنیت عبدالملک ابوعبداللہ تھی. عبدالملک نے سعید بن جبیر اور عطا سے اور ثوری، شعبہ اور اہل عراق نے عبدالملک سے روایت کی ہے ،ان سے کبھی کبھار غلطی بھی ہو جاتی تھی ، مجھ سے محمد بن منذر نے بیان کیا کہ میں نے ابو زارعہ کو کہتے ہوئے سنا کہ احمد بن حنبل اور یحیٰ بن معین کہتے تھے کہ عبدالملک بن ابی سلیمان ثقہ ہیں. ابو حاتم کا بیان ہے کہ عبدالملک کوفہ کے نیک لوگوں اور وہاں کے حفاظ میں سے ہیں .جو چیز عام طور سے حفظ کرنے والوں اور حدیث بیان کرنے والوں کو لاحق ہوتی ہے وہ یہ کہ کبھی وہ غلطی کر جاتے ہیں لیکن انصاف کا تقاضہ یہ نہیں ہے کہ جس شیخ کی عدالت ثابت ہو چکی ہو، تھوڑی سی غلطیوں کی وجہ سے اس کی حدیث کو ترک کر دیا جائے ، ورنہ زہری، ابن جریح ،ثوری اور شعبہ کی بھی حدیثیں ترک کر دینی چاہیئے اس لئے کہ ان سے بھی غلطی ہوئی تھی اور وہ اہل حفظ و اتقان سے تھے اور حدیثوں کی اپنے حافظے سے روایت کرتے تھے، لیکن وہ معصوم نہیں تھے کہ نقل روایات میں کبھی غلطی نہ کریں، لہذا ایسے موارد پر احتیاط کا تقاضہ ہے کہ جن روایتوں کو اہل ثبت نے نقل کیا ہے ان کو لے لیں اور جن حدیثوں کے

غلط ہونے کا یقین ہوا اس کو ترک کر دیں، عبدالملک نے ۱۴۵ھ میں وفات پائی تھی، مجھ سے محمد بن اسحاق ثقفی نے بیان کیا انہوں نے محمد بن عبدالعزیز بن ابی زرعہ سے انہوں علی بن حسین شقیق سے اور انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے نقل کیا ہے کہ سفیان ثوری سے عبدالملک بن ابی سلیمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ (عبدالملک) میزان وترازو ہیں"۔(۱)

۲۔مقدسی کا بیان ہے کہ: عبدالملک بن ابی سفیان فزاری عرزمی کوفی کی کنیت ابوعبداللہ ، نام ابی سلیمان میسرہ، فزارہ کے غلام اور محمد بن عبداللہ کے چچا تھے، کہا جاتا ہے کہ عرزم سیاہ پوست اور نخع کے غلام تھے، عبدالملک نے سعید بن جبیر، عطا بن ابی رباح، ابوزبیر، سلمہ بن کہیل ، عبیداللہ بن عطار مکی، انس بن سیرین، اسماء کے غلام عبداللہ اور مسلم بن نیاق (یناق) سے سماع حدیث کی اور یحیٰ قطان ، ابن مبارک ، ابن ابی زائدہ ، ابن نمیر، عبدالرزاق ، اسحاق بن یوسف، ہشیم ، خالد بن عبداللہ، عیسیٰ بن یونس، یزید بن ہارون، علی بن مسہر، حفص بن غیاث اور عبدالرحیم بن سلیمان نے عبدالملک سے روایت کی ہے۔"(۲)

۳۔سمعانی تحریر کرتے ہیں: "ابوعبدالملک بن ابی سلیمان ......کی احمد بن حنبل اور یحیٰ بن معین نے توثیق کی ہے، ابوحاتم ابن حبان کا بیان ہے کہ عبدالملک اہل کوفہ کے نیک لوگوں اور وہاں کے حافظان حدیث میں تھے.... عبدالملک نے انس بن مالک، عطاء بن ابی رباح، سعید بن جبیر، سلمۃ بن کہیل ، انس بن سیریں اور ایک جماعت سے روایت کی ہے

۱۔الثقات ۲۔اسماء رجال الصحیحین ج۱ص۳۱۶

اور سفیان ثوری، شعبہ بن حجاج، یحییٰ بن سعید، عبداللہ بن مبارک، خالد بن عبداللہ طحان، حریز بن عبدالحمید، اسحاق بن یوسف ارزق، عبدۃ بن سلیمان، یزید بن ہارون، یعلی بن عبید اور ایک جماعت نے عبدالملک سے روایت کی ہے، سفیان ثوری کا بیان ہے کہ لوگوں کے درمیان حدیث کے حافظین یہ ہیں اسماعیل بن خالد، عبدالملک بن ابی سلیمان عرزمی اور یحییٰ بن سعید انصاری. عبدالملک کے حافظہ پر شعبہ تعجب کرتے تھے، ابوداؤد سجستانی کا بیان ہے کہ میں نے احمد سے عبدالملک بن ابی سلیمان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا وہ ثقہ ہیں، میں نے پوچھا وہ غلطی کرتے ہیں بولے ہاں اور شعبہ ان کے حافظہ پر تعجب کرتے تھے وہ کوفہ کی حافظ ترین فرد تھے مگر انہوں نے عطاء سے بطور مرفوع حدیثیں نقل کی ہیں'' (۱)

۴۔ عبدالغنی مقدسی لکھتے ہیں: ''عبدالملک نے انس بن مالک، عطاء بن ابی رباح، سعید بن جبیر، انس بن سیرین، سلمۃ بن کہیل، ابوزبیر، عبداللہ بن عطا مکی، اسماء بنت ابوبکر کے غلام عبداللہ اور مسلم بن نیاق سے روایت کی ہے اور عبدالملک سے سفیان ثوری، شعبہ، عبداللہ بن مبارک، یحییٰ بن سعید قطان، خالد بن عبداللہ طحان، ہشیم بن بشیر، جریر بن عبدالحمید، اسحاق بن یوسف ازرق، عبدۃ بن سلیمان، یزید بن ہارون، یعلی بن عبید طنافسی اور عبداللہ بن ادریس نے روایت کی ہے. سفیان کا بیان ہے کہ وہ ثقہ، متقن اور فقیہ ہیں، یعقوب بن سفیان نے انہیں ثقہ بتایا ہے، سفیان ثوری کا کہنا ہے کہ وہ حفاظ میں سے ہیں، صالح بن احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ میرے باپ نے انہیں حفاظ میں شمار کیا ہے لیکن ان کی

۱۔ الانساب۔ العرزمی

اور ابن جریج کی حدیث کے اسناد میں اختلاف ہے اور ابن جریج اثبت ہیں اور عبداللہ بن احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ میرے باپ نے انہیں ثقہ کہا ہے".(۱)

۵۔مقدسی ہی لکھتے ہیں: "احمد بن عبداللہ نے انہیں ثقہ اور ثبت بتایا ہے اور سفیان ثوری نے میزان قرار دیا ہے".(۲)

۶۔ذہبی تحریر کرتے ہیں: "حافظ بزرگ عبدالملک بن ابی سلیمان عرزمی کوفی نے انس بن مالک، سعید بن جبیر، عطا بن ابی رباح اور ایک جماعت سے اور جریر ضبی، اسحاق ازرق، حفص بن غیاث، یحییٰ قطان، ابن نمیر، عبدالرزاق اور ایک جماعت نے روایت کی ہے، وہ حفاظ اور افراد ثبت میں سے ہیں، عبدالرحمٰن بن مہدی کا کہنا ہے کہ شعبہ، عبدالملک کے حافظہ پر تعجب کرتے تھے، احمد بن حنبل نے انہیں ثقہ اور نسائی نے ان کی توثیق کی ہے، بخاری نے ان سے احتجاج تو نہیں کیا البتہ استشہاد کیا ہے. ۱۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا".(۳)

۷۔ذہبی الکاشف میں لکھتے ہیں: "عبدالملک بن ابی سلیمان کوفی نے انس، سعید بن جبیر اور عطا سے اور قطان اور یعلی بن عبید نے عبدالملک سے روایت کی ہے، احمد کا بیان ہے کہ وہ ثقہ ہیں اور کبھی غلطی بھی کر جاتے تھے، کوفیوں میں سب سے بڑے حافظ تھے انہوں نے عطاء سے بطور مرفوع حدیثیں نقل کی ہیں، ۱۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا".(۴)

۱۔الکمال فی اسماء الرجال۔خطی
۲۔الکمال فی اسماء الرجال۔خطی
۳۔تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۵۵
۴۔الکاشف ج ۲ ص ۲۰۹

۸۔ذہبی العبر میں لکھتے ہیں: ''حافظ عبدالملک بن ابی سلیمان عرزمی کوفی بزرگ محدثین میں سے ہیں، شعبہ اپنی عظمت وجلالت کے باوجود ان کے حفظ پر تعجب کرتے تھے، انہوں نے انس اوران کے بعد والوں سے روایت کی ہے''(۱)

۹۔یافعی کا بیان ہے: ''عبدالملک بن ابی سلیمان کوفی بزرگ محدثین میں سے ایک ہیں شعبہ اپنی بزرگی کے باوجود ان کے حفظ پر تعجب کرتے تھے''(۲)

۱۰۔ابن حجر عسقلانی کا کہنا ہے: ''عبدالملک بن ابی سلیمان نے انس بن مالک، عطاء بن ابی رباح، سعید بن جبیر..........سے روایت نقل کی ہے، ابن مہدی کا بیان ہے کہ شعبہ ان کے حفظ پر تعجب کرتے تھے، ابن مبارک نے سفیان سے نقل کیا ہے کہ لوگوں میں حفاظ اسماعیل بن ابی خالد، عبدالملک بن ابی سلیمان (اور چند دیگر افراد) ہیں، ابن عینیہ نے ثوری سے نقل کیا ہے کہ وہ (عبدالملک) میزان ہیں یہی بات ابن مبارک نے کہی ہے اور ابوداؤد کا کہنا ہے کہ ان (عبدالملک) کے ہوتے ہوئے احمد کی ضرورت نہیں ہے، حسن بن حیان کا کہنا ہے کہ باب شفعہ میں جابر سے مروی حدیث عطار کے بارے میں یحیٰی بن معین سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اس حدیث کی سوائے عبدالملک کے کسی نے روایت نہیں کی ہے لوگوں نے اسے برا سمجھا اور انکواس سے روکا اگر عبدالملک اس جیسی دوسری حدیث کی روایت کرتے تو ان کی حدیث کو دور پھینک دیتے عبداللہ بن حنبل نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے اور عبدالملک ثقہ اور راستگو ہیں، صالح بن احمد نے اپنے والد

۱۔العبر ج۱ص۲۰۴ ۲۔مرأۃ الجنان ج۱ص۳۰۰

سے نقل کیا ہے کہ عبدالملک حفاظ میں سے ہیں لیکن وہ ابن جریج کی مخالفت کرتے تھے اور ابن جریج ہماری نظر میں ان سے اثبت ہیں، میمونی نے احمد سے نقل کیا ہے کہ عبدالملک بزرگان واعیان کوفہ میں سے ہیں، امیہ بن خالد کا کہنا ہے کہ میں نے شعبہ سے کہا کہ آپ عبدالملک بن ابی سلیمان سے کیوں حدیث نقل نہیں کرتے جب کہ وہ حسن الحدیث ہیں ؟انہوں نے جواب دیا کیا میں نے ان کی صحیح حدیثیں نقل نہیں کیں !ابوزرعہ دمشقی کا بیان ہے کہ احمد و یحیٰ کو کہتے ہوئے سنا کہ عبدالملک بن ابی سلیمان ثقہ ہیں، اسحاق بن منصور نے یحیٰ بن معین سے نقل کیا ہے کہ وہ ضعیف ہیں اور عطا سے نقل روایت میں قیس بن ابی سعید سے اثبت ہیں، عثمان دارمی کا بیان ہے کہ میں نے ابن معین سے کہا کہ عبدالملک بن سلیمان اور ابن جریج میں آپ کی نظر میں کون زیادہ محبوب ہے ابن معین نے کہا دونوں ہی ثقہ ہیں ،ابن عمار موصلی کا کہنا ہے کہ وہ (عبدالملک) ثقہ اور حجت ہیں ، عجلی کا کہنا ہے کہ وہ (عبدالملک) ثقہ اور ثبت ہیں، یعقوب بن سفیان کا کہنا ہے کہ عبدالملک قبیلۂ فزاری سے ہیں (نہ کہ اسکے موالی میں سے) اور ثقہ ہیں، نسائی نے انہیں ثقہ کہا ہے، ہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ ذی الحجہ ۱۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا اور چند افراد نے ان کا یہی سن وفات بتایا ہے .میں کہتا ہوں کہ ان ہی میں عدہ بن سعد ہیں جنہوں نے عبدالملک کو ثقہ، مامون اور ثبت کہا ہے .ساجی نے ان کو صدوق کہا ہے اور ان سے یحیٰ بن سعید قطان نے بہت سی حدیثوں کی روایت کی ہے، ترمذی نے ان (عبدالملک) کو ثقہ، مامون اور ثبت کہا ہے اور شعبہ کے علاوہ کوئی ایسا ہم کو نظر نہیں آیا جس نے ان کے خلاف کوئی بات کہی ہو خود شعبہ نے پہلے ان سے

حدیثیں نقل کیں اور پھر انہیں ترک کر دیا، اس کی وجہ حدیث شفعہ کی روایت بتایا جاتا ہے،
ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ کبھی ان سے غلطی بھی ہو جاتی تھی
وہ کوفہ کے اچھے لوگوں میں تھے''.(۱)

مختصر یہ کہ حدیث ثقلین کے راوی عبدالملک کی وثاقت پر سارے علمائے اہلسنت کا
اتفاق ہے سوائے شعبہ کے جزئی اشکال کے، جس کی عقلاء کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں ہے.

۵۔روایت سلیمان بن مہران اعمش

سلیمان بن مہران اعمش کی روایت کو بہت سے بزرگ علماء نے اپنی کتاب میں نقل کیا
ہے ہم صرف روایت ترمذی پر اکتفا کر رہے ہیں، وہ کہتے ہیں۔

ہم سے علی بن منذر کوفی نے بیان کیا انہوں نے محمد بن فضل سے انہوں نے اعمش
سے انہوں نے عطیہ سے انہوں نے ابوسعید سے اور اعمش ہی نے حبیب بن ابی ثابت سے
اور انہوں نے زید ابن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''انی تارك فيكم
ما ان تمسكتم به لن تضلوا بعدي ،احدهما اعظم من الآخر كتاب
الله حبل ممدود من السماء الى الارض وعترتي اهل بيتي و لن
يفترقا حتى يردا علىّ الحوض فانظروا كيف تخلفوني فيهما ''(۲) یعنی
میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر تم ان سے متمسک رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو ان میں
ایک دوسرے سے بڑی ہے کتاب خدا جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی اور

۱۔تہذیب التہذیب ج ٦ ص ٣٩٦　۲۔صحیح ترمذی ج ۵ ص ٦٢٢

دوسرے میری عترت واہل بیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں دیکھنا میرے بعد تم ان سے کیونکر پیش آتے ہو یہ حدیث حسن اور غریب ہے۔

احوال وآثار

ا۔ابن حبان لکھتے ہیں: ''سلیمان بن مہران اعمش بنی کاہل کے غلام تھے اوران کی کنیت ابومحمد تھی، ان کے باپ ''دنیاوند'' کے اسراء میں تھے، انہوں نے انس بن مالک سے واسط اور مکہ میں ملاقات کی اوران سے تقریباً ۵۰ حدیثیں نقل کیں لیکن چند حروف اور چند جملوں کے سوا بلا واسطہ ان سے نہیں سنا تھا، ان کو اس طبقے میں اس لئے ذکر کیا کہ وہ اچھی طرح سمجھتے اورانہیں حفظ کرتے تھے، اگرچہ انس کے توسط سے حدیث مسند کا سننا ان کے لئے صحیح ثابت نہیں ہوا ہے، وہ جس سال حسین بن علی علیہما السلام قتل ہوئے (یعنی ۶۱ھ میں) پیدا ہوئے تھے اور بعض نے قتل حسین علیہ السلام سے دو سال قبل تاریخ ولادت بتائی ہے وہ تھوڑا شوخ مزاج اور بہت زیادہ مزاح کرتے تھے، ۱۴۸ھ میں انتقال ہوا اور بعض نے سن وفات ۴۷ھ اور بعض نے ۴۵ھ بتائی ہے''۔(۱)

۲۔مقدسی کا کہنا ہے: ''سلیمان بن مہران کاہلی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کا اصل وطن طبرستان کا دباوند قریہ تھا، ان کے والد چھپا کر انہیں کوفہ لائے اور وہاں انہیں بیچ دیا، قبیلہ بنی اسد کے بنی کاہل کے ایک آدمی نے خرید کر انہیں آزاد کر دیا، صحیح بخاری اور صحیح

ا۔الثقات

مسلم کی رو سے انہوں نے ابو صالح ذکوان ، ابو وائل ، ابراہیم نخعی ، مجاہد ، مسلم بطین ، شعبی ،سعید بن جبیر اور زید بن وھب سے روایتیں کیں اور حدیثیں سنیں ، صحیح مسلم میں ابوسفیان ، اسماعیل بن رجاء ، عدی بن ثابت ، عبداللہ بن مرہ ، ابوظبیان حصین ، سلیمان بن مسہر ، ابوحازم ، ابراہیم تیمی ...... سے بھی روایت کی ہے ، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں شعبہ ، ثوری ، ابن عیینہ ، ابومعاویہ محمد ، ابوعوانہ ، جریر اور حفص بن غیاث نے ان سے روایت کی ہے اور صحیح مسلم میں شیبان بن عبدالرحمٰن ، عیسی بن یونس ، جریر ، علی بن مسہر ، عبداللہ بن نمیر نے بھی ان سے روایت کی ہے"۔(۱)

۳۔سمعانی کا کہنا ہے: "کاہلی کی نسبت بنی کاہل کی طرف ہے ، اس سے منسوب ابومحمد سلیمان بن مہران اعمش کاہلی کوفہ کے پیشواؤں میں سے تھے ، ان کے باپ دنیاوند کے اسراء میں سے تھے ، انہوں نے انس بن مالک کو واسط اور مکہ میں دیکھا اور تقریباً پچاس حدیثیں ان سے روایت کیں لیکن صرف چند جملے ان سے بلا واسطہ سنا تھا"۔(۲)

۴۔عبدالغنی مقدسی لکھتے ہیں: "محمد بن خلف تیمی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ابوبکر بن عیاش کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم اعمش کو "سندالمحدثین" سے یاد کرتے ہیں ، عجلی کا کہنا ہے ۱۴۹ھ میں ان کا انتقال ہوا یہ ثقہ اور ثبت ہیں" (۳)

۵۔ابن خلکان کا کہنا ہے: "ابومحمد سلیمان بن مہران معروف بہ اعمش کوفی امام ، ثقہ اور عالم و فاضل تھے ، ان سے سفیان ثوری ، شعبہ بن حجاج ، حفص بن غیاث اور دیگر عظیم الشان

۱۔اسماء رجال الصحیحین ج۱ ص۱۷۹ ۲۔الانساب۔کاہلی ۳۔الکمال۔خطی

علماء نے روایت حدیث کی ہے، یہ شوخ مزاج اور مزاح کرنے والے تھے چنانچہ ایک مرتبہ ابوحنیفہ ان کی عیادت کے لئے آئے اور بہت دیر تک بیٹھے رہے جب جانے لگے تو کہا لگتا ہے میں آپ پر بوجھ تھا، اس پر ابومحمد سلیمان بن مہران نے جواب دیا خدا کی قسم اگر تم اپنے گھر میں رہو تب بھی مجھ پر بوجھ ہو! ابومعاویہ ضریر کا بیان ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے کسی کو اعمش کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ وہ اس (ہشام) کے لئے عثمان کے مناقب اور علی کی برائیاں لکھ کر بھیجیں، اعمش نے کاغذ اٹھایا اور بکری کے منھ میں ڈال دیا بکری اس کاغذ کو چبانے لگی اور ہشام کے ایلچی سے کہا جاؤ اور ہشام سے کہدو کہ یہ تمہارا جواب ہے، ایلچی نے کہا ہشام نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں جواب لئے بغیر گیا تو مجھے قتل کردے گا یہ سن کر ان کے دوستوں نے کہا اے ابومحمد اس شخص کی جان بچایئے، جب لوگوں نے بہت اصرار کیا تو لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد: اے امیر المومنین! عثمان کے پاس اگر ساری خوبیاں رہی ہوں گی تو وہ تمہیں فائدہ نہیں پہونچا سکتیں اور اگر علی کے پاس ساری برائیاں رہی ہوں گی تو وہ تمہیں نقصان نہیں پہونچا سکتیں تم اپنی فکر کرو والسلام! زائدہ بن قدامہ کا کہنا ہے کہ ایک دن اعمش کا تعاقب کر رہا تھا کہ دیکھا وہ قبرستان میں داخل ہوئے اور ایک تیار قبر میں جاکر لیٹ گئے، تھوڑی دیر کے بعد مٹی جھاڑتے ہوئے باہر آئے اور کہہ رہے تھے ہائے اس جگہ کی تنگی......''(۱)

۶۔ ذہبی کہتے ہیں: ''حافظ، ثقہ، حجۃ الاسلام ابومحمد سلیمان بن مہران اسدی کاہلی اعمش

۱۔ وفیات الاعیان ج۲ص۱۳۶

کے بارے میں ابن مدینی نے کہا ہے کہ ان کی تقریباً تیرہ سو حدیثیں ہیں، ابن عینیہ کا کہنا ہے کہ کتاب خدا کو دوسروں سے بہتر اعمش پڑھتے تھے وہ حدیث میں حافظ تر، فرائض وواجبات میں دوسروں کی نسبت دانا تر تھے اور فلاس کے بقول اعمش اتنے سچے تھے کہ وہ ''مصحف'' کے نام سے پکارے جاتے تھے، یحییٰ قطان کا کہنا ہے کہ اعمش علامۂ اسلام تھے، حربی کا کہنا ہے کہ اعمش کے بعد کوئی شخص ان سے زیادہ خدا کی عبادت کرنے والا نہ تھا، وکیع کا کہنا ہے کہ اعمش نے تقریباً ستر سال کی زندگی گذاری مگر ایک دن بھی اول وقت کی تکبیر فوت نہ ہوئی، اگر اعمش کی سیرت کو بیان کروں تو بحث طول پکڑ جائے گی، ان کی سیرت میری تاریخ اور طبقات القراء میں موجود ہے، ان کی حدیثیں صحیح بخاری میں ہیں، ان کا علم نافع اور عمل صالح تھا'' (۱)

۷۔ ذہبی الکاشف میں لکھتے ہیں: ''سلیمان بن مہران ابو محمد کاہلی اعمش بزرگ محدثین میں سے ہیں، ابن مدینی نے ان کی تیرہ سو حدیثیں بتائی ہیں'' (۲)

۸۔ ذہبی العبر میں تحریر کرتے ہیں: ''امام ابو محمد سلیمان بن مہران اسدی کاہلی کا ربیع الاول میں انتقال ہوا، وہ کتاب خدا کی سب سے بہتر قرائت کرتے تھے، فرائض میں دانا تر اور حدیث میں حافظ تر تھے'' (۳)

۹۔ یافعی کا کہنا ہے: ''ابو محمد سلیمان بن مہران اسدی کاہلی کوفہ کے امام ومحدث و دانشور تھے یہ ثقہ اور عالم وفاضل تھے اور سمعانی کا کہنا ہے کہ انہیں حجاز میں زہری کا ہم ردیف کہتے

۱۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۵۴ ۲۔ الکاشف ج ۱ ص ۴۰۱ ۳۔ العبر ج ۱ ص ۲۰۹

تھے''(۱)

۱۰۔ولی الدین خطیب کا بیان ہے:''اعمش کا نام سلیمان بن مہران کاہلی اسدی ہے ......قرائت وعلم حدیث کی عظیم شخصیتوں میں ان کا شمار ہوتا ہے،اکثر کوفیوں کا دارومدار ان ہی پر ہے،بے شمار لوگوں نے ان سے روایت کی ہے''.(۲)

۱۱۔ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:''سلیمان بن مہران اسدی کاہلی کے بارے میں شعبہ کا کہنا ہے کہ حدیث میں جتنی تشفی اعمش سے ہوئی کسی سے نہیں ہوئی،عجلی کا بیان ہے کہ وہ ثقہ اور ثبت تھے،اپنے زمانے کے کوفہ کے محدث تھے،ان کی کوئی کتاب نہیں تھی اور وہ ہمیشہ قرائت کرتے رہتے تھے،وہ بداخلاق تھے مگر فرائض کو اچھی طرح جانتے تھے،کبھی غلط بات نہیں کہتے تھے وہ شیعیت کی طرف مائل تھے،ابن معین نے انہیں ثقہ کہا ہے اور نسائی نے ثقہ اور ثبت سے یاد کیا ہے''(۳)

۱۲۔جلال الدین سیوطی تحریر کرتے ہیں:''سلیمان بن مہران اعمش اسدی کاہلی عظیم محدثین میں سے ہیں انہوں نے انس اور ابا بکرہ کو دیکھا اور عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت کی ہے،ابن مدینی کا کہنا ہے کہ کوفہ میں امت پیغمبر میں ابواسحاق سبیعی اور اعمش نے علم کی حفاظت کی،عجلی نے انہیں ثقہ اور ثبت کہا ہے''.(۴)

۱۳۔شیخ عبدالحق دہلوی لکھتے ہیں:''ابو محمد سلیمان بن مہران اعمش کاہلی اسدی کوفی نے

۱۔مرآۃ الجنان ج۱ص۳۰۵ ۔ ۲۔الاکمال(مشکاۃ ج۳کے ساتھ طبع ہوئی ہے)
۳۔تہذیب التہذیب ج۴ص۲۲۲ ۔ ۴۔طبقات الحفاظ ص۶۷

انس بن مالک کو درک کیا تھا اور کہا جاتا ہے کہ ان سے حدیث بھی سنی تھی، یحییٰ کا بیان ہے کہ اعمش نے جو انس سے روایت کی ہے وہ مرسل ہے، ابن خلف کا کہنا ہے کہ وہ ''سید المحدثین'' ہیں، نسائی نے انہیں ثقہ، ثبت اور صاحب فضیلت کہا ہے، خدا ان پر رحمت نازل کرے''۔

محققین بالا کے نظریات کی روشنی میں اعمش کی عظمت وجلالت واضح ہوگئی، اس جیسی عظیم شخصیت کا اس حدیث کی روایت کرنا، منکرین حدیث ثقلین کے رخسار پر طمانچہ ہے۔

۶۔روایت محمد بن اسحاق

محمد بن اسحاق بن یسار مدنی کی روایت کو ابن منظور نے یوں نقل کیا ہے: ازہری کا کہ ہے کہ زید بن ثابت کی روایت میں ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: ''انی تارک فیک الثقلین خلفی: کتاب الله وعترتی فانهما لن یفترقا حتی یردا عل الحوض ''یعنی اپنے بعد میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا ا میری عترت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں محمد ابن اسحاق نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی زید بن ارقم اور ابوسعید خدری بطور مرفوع روایت کی ہے اور بعض روایتوں میں اس طرح آیا ہے ''انی تارک فیک الثقلین: کتاب الله وعترتی اهل بیتی'' (یعنی میں تم میں دو گرانقدر چیز چھوڑے جاتا ہوں اپنے پروردگار کی کتاب اور اپنی عترت واہلبیت) کہ عترت کو اہلبی

قرار دیا ہے۔(۱)

احوال وآثار

۱۔ابن حبّان لکھتے ہیں: ''عبداللہ بن قیس بن مخرمہ کے غلام محمد بن یسار، مدینہ کے رہنے والے تھے ان کی کنیت ابو بکر اور ان کے دادا عین التمر کے اسراء میں تھے، وہ پہلے قیدی تھے جو عراق سے مدینہ آئے، انہوں نے زہری اور نافع سے اور ثوری، شعبہ اور ایک جماعت نے ان سے روایت کی ہے، ابن اسحاق کے بارے میں دو آدمیوں نے شک وتردید کیا ہے ہشام بن عروہ اور مالک بن انس، لیکن مالک اپنی بات سے پھر گئے تھے اور جو صحیح بات تھی وہ کہی، بات یہ ہے کہ حجاز میں عرب کے انساب ووقائع کو محمد بن اسحاق سے زیادہ کوئی نہیں جانتا تھا، چنانچہ محمد بن اسحاق کا کہنا تھا کہ مالک، بنی اصبح کے غلاموں میں تھے جب کہ مالک اپنے کو خود ان ہی میں شمار کرتے تھے، یہاں تک کہ بات طول پکڑ گئی اور جب مالک نے ''موطا'' لکھی تو ابن اسحاق نے کہا اس کتاب کو میرے پاس لاؤ تا کہ میں اس کی تیمارداری (نظر ثانی) کروں! جب اس کی خبر مالک تک پہونچی تو انہوں نے کہا یہ شخص (ابن اسحاق) چپ رہنے والا نہیں ہے! یہ دجّال ہے! یہودیوں سے روایت کرتا ہے یہ چپقلش ان کے درمیان رہی یہاں تک کہ محمد بن اسحاق عراق گئے وہاں جا کر مالک سے دوستی کرلی مالک نے خدا حافظی کے وقت اس سال کے خرما کی آمدنی سے پچاس دینار ان کو دیئے، مالک نے ابن اسحاق پر حدیث کی وجہ سے شک وتردید نہیں کیا تھا، بلکہ اس تردید کی وجہ یہ تھی کہ

۱۔لسان العرب ج۴ ص۵۳۸

ابن اسحاق یہودیوں میں ہونے والے مسلمانوں سے غزوات پیغمبرؐ اور خیبر وقریظہ و بنی نضیر جیسی داستانوں کے بارے میں جوانہوں نے (سابق یہودیوں نے) اپنے بزرگوں سے سنا تھا، تحقیق کرر ہے تھے، اس سلسلے میں ابن اسحاق ان لوگوں سے پوچھتے تھے اوراس پرغور وفکر کرتے تھے لیکن اس سے احتجاج واستدلال نہیں کرتے تھے، جب کہ مالک کا نظریہ تھا کہ صرف افراد متقن، صدوق اور فاضل سے روایت کرنی چاہئے نہ ہرکس وناکس سے، محمد بن عبدالرحمٰن دغلوی ابن فہر سے اور وہ علی بن حسین سے روایت کرتے ہیں کہ میں (علی بن حسین) ایک مرتبہ ابن مبارک کے پاس گیا اور وہ تنہا بیٹھے ہوئے تھے میں نے کہا اے عبدالرحمٰن میں بہت دنوں سے آپ سے تنہائی میں ملنا چاہتا تھا، انہوں نے کہا جو کہنا چاہتے ہو کہو، میں نے کہا کہ محمد بن اسحاق کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟ انہوں نے تین مرتبہ کہا ان کو میں نے سچا پایا، محمد ابن اسحاق ثقفی نے مفضل بن غسان غلابی سے سنا کہ انہوں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حدیث میں محمد بن اسحاق ثبت ہیں۔ ابوحاتم کا بیان ہے کہ مدینہ میں کوئی بھی محمد بن اسحاق کا ہم پلہ نہیں اور علم وجامعیت میں ان تک کوئی نہیں پہونچا، شعبہ اور سفیان کا کہنا ہے کہ حدیث میں محمد بن اسحاق ''آیۃ المحدثین'' یا ''آیۃ المومنین'' ہیں، اخبار میں بہترین روش رکھنے والے اور متون حدیث کے حافظ ترین فرد ہیں، بعض جگہوں پر انہوں نے ضعیف افراد سے روایت کی ہے لیکن جہاں انہوں نے کہا ہے کہ میں نے اس حدیث کو سنا ہے تو اس سلسلے میں وہ ثبت ہیں اور ان کی روایت سے

احتجاج کیا جا سکتا ہے''۔(۱)

۲۔ سبط ابن جوزی نے حدیث وفات فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے ذکر کے بعد کہا ہے:
''مغازی و سیر میں احمد نے ابن اسحاق کی بات مانی ہے اور علماء کی ایک جماعت نے ان کی ستائش کی ہے، یہ شیعوں کی عظیم شخصیت تھے، مالک کے ان پر طعن اور ان کی مذمت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب مالک نے موطا لکھی تو ابن اسحاق نے کہا اس کتاب کو میرے پاس لاؤ تاکہ اس کی تیمارداری (نظر ثانی) کروں! یہ سن کر مالک ناراض ہو گئے''.(۲)

۳۔ ابن خلکان کہتے ہیں: ''محمد (ابن اسحاق) کو علماء کی اکثریت حدیث میں راسخ جانتی ہے اور مغازی و سیر میں بھی ان کی شخصیت ڈھکی چھپی نہیں ہے، ابن شہاب زہری کا بیان ہے جو شخص غزوات کی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے اس پر واجب ہے کہ وہ ابن اسحاق کی طرف رجوع کرے، بخاری نے اپنی تاریخ میں ان سے نقل کیا ہے، ساجی کا کہنا ہے کہ زہری کے شاگرد جب زہری کی کسی حدیث کے بارے میں شک کرتے تھے تو وہ ابن اسحاق کی طرف رجوع کرتے تھے، کیونکہ انہیں ابن اسحاق کے حافظہ پر اطمینان تھا''۔(۳)

۴۔ مزّی کا کہنا ہے: ''یحییٰ نے ان (ابن اسحاق) کو ثقہ اور حَسَن الحدیث کہا ہے، ابن مدینی کا بیان ہے کہ حدیث پیغمبرؐ چھ (۶) افراد کے پاس ہے اور پھر انہوں نے ان کا نام لیا اور اس کے بعد کہا کہ ان چھ کا علم بارہ افراد تک پہونچا کہ ان میں ایک ابن اسحاق ہیں، ابن

۱۔ الثقات ۔ ۲۔ تذکرۃ خواص الامۃ ص ۳۱۸ ۔ ۳۔ وفیات الاعیان ج ۴ ص ۴۰۵

مدنی کا کہنا ہے کہ جب سفیان سے کہا گیا کہ مدینے والے ابن اسحاق سے روایت نہیں کرتے تو انہوں نے جواب دیا کہ تقریباً سات سال تک ان کے پاس بیٹھا مگر مدینہ کے کسی آدمی نے نہ ان کو متہم کیا اور نہ ان کے بارے میں کچھ کہا، احمد نے انہیں حَسن الحدیث کہا ہے ،شعبہ نے حفظ کی وجہ سے انہیں ''امیر المحدثین'' کہا ہے، ابوزرعہ دمشقی کا کہنا ہے کہ ابن اسحاق سے بے شمار محدثین نے اخذ حدیث کیا جیسے دونوں سفیان، دونوں حماد، شعبہ، ابن مبارک، محدثین نے آزمایا اور انہیں سچا پایا، ابن شہاب نے ان کی تعریف کی ہے اور مالک نے ان کے بارے میں جو کچھ کہا تھا اس کا حدیث سے ربط نہیں تھا اور ابن مدینی نے کہا ہے کہ میری نظر میں ان کی حدیث صحیح ہے (۱)

۵۔ عبدالوہاب سبکی کہتے ہیں: ''محمد بن اسحاق کے بارے میں شعبہ نے کہا ہے کہ وہ حدیث کے امیر المومنین ہیں اور احمد بن حنبل نے انہیں حسن الحدیث سے یاد کیا ہے، میں کہتا ہوں کہ وہ موثق ، شیعہ اور انکی باتوں کے معتبر ہونے میں کسی نے اختلاف نہیں کیا ہے''۔(۲)

۶۔ ذہبی لکھتے ہیں: ''محمد بن اسحاق بن یسار نے انس کو دیکھا تھا اور عطا اور ان کے ہم طبقہ افراد سے روایت کی ہے، وہ علم کا دریا اور سچ بولنے والے تھے، ایک جماعت نے ان کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے''.(۳)

۷۔ یافعی تحریر کرتے ہیں: ''امام محمد بن اسحاق بن یسار علم کے سمندروں میں سے ایک

۱۔ تہذیب الکمال خطی　　۲۔ طبقات الشافعیہ ج ۱ ص ۸۵　　۳۔ الکاشف ج ۳ ص ۱۹

سمندر تھے، ذکی، حافظ اور مورخ تھے، حدیث میں علماء کی اکثریت ان کو راسخ جانتی ہے اور مغازی و سیر میں تو ان کی امامت سے انکار ہو ہی نہیں سکتا'' (۱)

۷۔ روایت اسرائیل بن یونس

حدیث ثقلین کو احمد بن حنبل نے اس سند سے نقل کیا ہے: ہم سے اسود بن عامر نے بیان کیا انہوں نے اسرائیل سے، انہوں نے عثمان بن مغیرہ سے اور انہوں نے علی بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ ربیعہ نے زید بن ارقم سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ''انی تارك فیكم الثقلین ''؟ زید نے جواب دیا: ہاں (۲)

اس روایت کو سبط ابن جوزی نے اپنی کتاب تذکرہ میں احمد کی کتاب الفضائل سے نقل کیا ہے جسے آئندہ پیش کریں گے۔

احوال وآثار

۱۔ مقدسی لکھتے ہیں: ''صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یحییٰ بن آدم، نضر بن شمیل، عبیداللہ بن موسیٰ، محمد بن یوسف فریابی نے اسرائیل بن یونس سے روایت کی ہے اور صحیح بخاری میں شبابہ نے اور صحیح مسلم میں وکیع، اسحاق بن منصور، مصعب بن مقدام، یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ، ابواحمد زبیری، ابونعیم ملائی اور عثمان بن عمر نے بھی اسرائیل بن یونس سے روایت کی ہے (۳)

۱۔ مرآۃ الجنان ج ۱ ص ۳۱۳ ۲۔ مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۳۷۱ ۳۔ اسماء رجال الصحیحین ج ۱ ص ۴۲

۲۔مزّی کہتے ہیں: ''ان کی حدیث بے خوف وخطر قبول کی جاسکتی ہے، احمد نے ایک بارانہیں ''راسخ الحدیث'' سے یاد کیا ہے، یحییٰ قطان نے ابویحییٰ قتات کے حالات میں ان سے روایت کی ہے اور اسرائیل بن یونس ہی کے سر پر چھوڑ دیا ہے، یعقوب بن شیبہ نے صالح الحدیث اور یحییٰ وعجلی نے ثقہ کہا ہے اور ابوحاتم نے کہا ہے کہ وہ ثقہ، صدوق اور محدثین کی متقن ترین فرد ہیں، انہوں نے اسرائیل کی حدیث کو شریک سے صحیح تر جانا ہے''۔(۱)

۳۔ذہبی کا کہنا ہے: ''اسرائیل بن یونس حافظ حدیث تھے، صالح تھے اور وفور علم کی وجہ سے خضوع وخشوع میں رہتے تھے، اور جنہوں نے ان کو ضعیف کہا ہے ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ شیخین نے ان سے احتجاج کیا ہے، یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ اسرائیل ثقہ تھے'' (۲)

۴۔ذہبی الکاشف میں لکھتے ہیں: ''اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق سبیعی نے اپنے دادا، زیاد بن علاقہ اور آدم بن علی سے روایت کی ہے اور یحییٰ بن آدم، ابن مہدی، محمد بن کثیر اور ایک جماعت نے اسرائیل بن یونس سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے ابواسحٰق کی حدیث کو اسی طرح حفظ کرتا ہوں جس طرح قرآن کے سوروں کو، احمد نے ثقہ کہا ہے اور ان کے حفظ پر تعجب کیا ہے، ابوحاتم کا بیان ہے کہ ابواسحاق کے شاگردوں میں وہ (اسرائیل) متقن تھے''۔(۳)

۵۔ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: ''علی بن مدینی نے یحییٰ قطان سے نقل کیا ہے کہا اسرائیل

۱۔تہذیب الکمال۔خطی　۲۔تذکرۃ الحفاظ ج۱ص۲۱۴　۳۔الکاشف ج۱ص۱۱۶

،ابوبکر بن عیاش سے بالاتر ہیں، حرب، احمد بن حنبل سے نقل کرتے ہیں کہ وہ شیخ وثقہ ہیں اوراحمد ان کے حافظے پر تعجب کرتے تھے، ابو طالب کا بیان ہے کہ احمد سے دریافت کیا گیا کہ شریک اوراسرائیل میں کون اثبت (راسخ الحدیث) ہے؟ جواب دیا اسرائیل جو بھی سنتے تھے ادا کرتے تھے وہ شریک سے اثبت تھے میں نے کہا ابواسحاق کی روایات میں یونس اور اسرائیل میں کون زیادہ محبوب ہیں؟ کہا اسرائیل اس لئے کہ ان کی کتاب ہے، ابوداوٴد کا کہنا ہے کہ میں نے احمد بن حنبل سے پوچھا اگر کسی حدیث کو صرف اسرائیل نے نقل کیا ہو تو کیا اس سے احتجاج کیا جاسکتا ہے؟ جواب دیا اسرائیل ثبت الحدیث ہیں۔ ابوحاتم کا کہنا ہے یہ ثقہ، صدوق اور ابواسحاق کے متقن شاگردوں میں ہیں، عجلی نے کہا ہے یہ کوفی اور ثقہ ہیں، یعقوب بن شیبہ کا بیان ہے کہ یہ صالح الحدیث ہیں، عیسی بن یونس کا کہنا ہے کہ سفیان و شریک وغیرہ جیسے شاگرد جب ابواسحٰق کی حدیث کے بارے میں اختلاف کرتے تھے تو وہ میرے باپ کے پاس آتے تھے اور میرے باپ کہتے تھے جاوٴ میرے بیٹے اسرائیل کے پاس وہ مجھ سے زیادہ روایتیں کرنے والا اور مجھ سے زیادہ متقن ہے وہ اپنے جد کا امام ہے .....ابوعیسی ترمذی کا کہنا ہے کہ ابواسحٰق کی روایات میں اسرائیل ثبت ہے، ابن عدی نے ان کے حالات کو تفصیل سے لکھا ہے اور ان احادیث کا ذکر کیا ہے جن کی صرف انہوں نے روایت کی ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ ان افراد میں ہیں جن سے احتجاج کیا جاسکتا ہے اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے (۱)

۱۔تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۶۱

۶۔ابن حجر تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں: ''اسرائیل بن یونس بن ابی اسحٰق سبیعی ہمدانی ،ابو یوسف کوفی ثقہ ہیں ان کے متعلق کچھ باتیں بغیر کسی دلیل کے کہی گئیں ہیں''۔(۱)

۸۔روایت عبدالرحمٰن کوفی

ان کی روایت کو طبرانی کی کتاب ''المعجم الصغیر'' سے آئندہ بیان کریں گے۔

احوال وآثار

۱۔محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں: ''عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود ہذلی کوفی نے مسروق سے سماع حدیث کیا اوران کے بیٹے معن نے ان سے روایت کی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے(۲)

عبدالغنی مقدسی تحریر کرتے ہیں: ''ابوبکر اثرم کا کہنا ہے کہ جب ابوعبداللہ سے ابوعمیس اور مسعودی کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ ان دونوں میں کون زیادہ آپ کی نظر میں محبوب ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ دونوں ثقہ ہیں، عبداللہ مسعودی نے دوسروں سے زیادہ حدیثیں نقل کی ہیں اور کہا کہ احادیث عبدالرحمٰن بہت زیادہ ہیں ، میں نے کہا کیا دونوں بھائی ہیں؟ کہا ہاں ، میں نے پوچھا کیا دونوں فرزندان عبداللہ بن مسعود ہیں یا فرزندان عتبہ؟ کہا دونوں فرزندان عبداللہ بن مسعود ہیں، یحیٰی بن معین کا کہنا ہے کہ مسعودی ثقہ ہیں جب وہ عاصم اور سلمہ بن کہیل سے نقل کریں، اور قاسم اور معن بن عبدالرحمٰن کے توسط سے ان کی جو حدیثیں نقل ہوئی ہیں انہیں صحیح قرار دیا گیا ہے''۔(۳)

۱۔تقریب التہذیب ج۱ص۶۴ ۲۔اسماء رجال الصحیحین ج۱ص۲۸۵ ۳۔تہذیب الکمال۔خطی

۳۔ذہبی لکھتے ہیں: ''ابومحمد عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کوفی امام اور فقیہ تھے ابن معین اور ابن مدینی نے انہیں ثقہ کہا ہے''.(۱)

۴۔یافعی حوادث ۱۶۰ھ میں تحریر کرتے ہیں: ''اس سال عبدالرحمٰن بن عبداللہ (مسعودی) بن عتبہ بن مسعود کوفی نے انتقال کیا، ابوحاتم کا بیان ہے کہ یہ ابن مسعود کی حدیث سے اپنے زمانے میں سب سے زیادہ واقف تھے''(۲)

۹۔روایت محمد بن طلحہ یامی

مسند احمد بن حنبل، مناقب ابن مغازلی اور فرائد السمطین میں محمد بن طلحہ یامی کوفی سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔جس کو آئندہ بیان کریں گے۔

احوال وآثار

مقدسی نے الکمال میں، مزّی نے تہذیب الکمال میں، ذھبی نے تذھیب التہذیب میں اور ابن حجر نے تقریب التہذیب اور تہذیب التہذیب میں انکی تعریف وتمجید کی ہے۔ انکی عظمت کیلئے بس یہی کافی ہے کہ صحاح ستہ کے مؤلفین (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن داوٗد) نے اپنی کتابوں میں ان سے اخذ حدیث کیا ہے۔

۱۰۔روایت ابوعوانہ یشکری

نسائی نے ''خصائص امیرالمومنین'' میں، حاکم نے ''المستدرک علی الصحیحین'' میں اور

۱۔تذکرۃ الحفاظ ج۱ص۱۹۷　۲۔مرآۃ الجنان ج۱ص۳۴۱

خوارزمی نے اپنی ''مناقب'' میں ان سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

احوال وآثار

۱۔محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں: ''صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں قتیبہ، حامد بن عمر اور یحییٰ بن حماد نے ان سے روایت کی ہے اور صحیح بخاری میں موسی بن اسماعیل، عبدالرحمٰن بن مبارک، عارم اور مسدد نے اور صحیح مسلم میں بے شمار لوگوں نے ان سے روایت کی ہے، عبداللہ بن اسود کہتے ہیں کہ ۱۷۶ھ میں ان کا انتقال ہوا'' (۱)

۲۔مزّی لکھتے ہیں: ''ابوطالب کا بیان ہے کہ احمد (بن حنبل) سے دریافت کیا گیا کہ ابو عوانہ اور شریک میں کون ''اثبت'' ہے؟ جواب دیا ابوعوانہ جب کتاب سے حدیث بیان کریں تو وہ اثبت ہیں اور جب وہ مکتوب حدیث بیان نہ کریں تو اس میں غلطی کا امکان ہے ،ابوحاتم کا کہنا ہے کہ ان کی لکھی ہوئی حدیث صحیح ہے لیکن اگر اپنے حافظے سے روایت کریں تو اس میں بہت سی غلطیاں ہیں یہ ثقہ اور صدوق ہیں، احمد اور یحییٰ (تعجب سے) کہتے تھے کہ ان کی حدیث، ثوری اور سفیان سے کتنی مشابہ ہے''۔(۲)

۳۔ذہبی تحریر کرتے ہیں: ''ابوعوانہ یشکری واسطی اعلام و بزرگان میں سے ایک ہیں، ہشام بن عبداللہ کا کہنا ہے کہ ابن مبارک سے میں نے پوچھا کہ مغیرہ سے بہتر کون حدیث نقل کرتا ہے، کہا: اعوانہ: عبدالرحمٰن بن مہدی کا بیان ہے کہ ابوعوانہ کے مکتوبات ہشام کے حفظ سے بہتر اور اثبت ہیں، مسدود کا کہنا ہے کہ میں نے یحییٰ بن قطان کو (تعجب سے)

۱۔اسماء رجال الصحیحین ج۳ص ۵۴۵ ۲۔تہذیب الکمال۔خطی

کہتے ہوئے سنا کہ کہ سفیان وشعبہ سے ابوعوانہ کی حدیث کتنی مشابہ ہے، عفان کا بیان ہے کہ ابوعوانہ صحیح لکھتے تھے اس پر نقطہ واعراب دیتے تھے اور وہ ثبت تھے میری نظر میں ان کی حدیث شعبہ سے صحیح تر ہے، ابن معین کا کہنا ہے کہ حدیث ابوعوانہ جائز ہے، ابوزرعہ کا بیان ہے کہ اگر وہ اپنے لکھے ہوئے سے بیان کریں تو موثق وقابل اطمینان ہیں، ابوحاتم کا کہنا ہے کہ ان کے مکتوبات صحیح، خود ثقہ اور حماد بن سلمہ سے بہتر حفظ کرتے تھے''۔(۱)

۴۔ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں: ''ابوعوانہ وضّاح بن عبداللہ، یزید بن عطا یشکری واسطی کے غلام اور ثقات میں سے ایک ہیں، انہوں نے حسن اور ابن سیرین کو دیکھا اور قتادہ سے نقل حدیث کیا، عفان کا بیان کہ ہماری نظر میں ان (ابوعوانہ) کی حدیث شعبہ سے صحیح تر ہے، احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ ان کی مکتوب حدیثیں صحیح ہیں، یحییٰ قطّان (تعجب سے) کہتے تھے ان کی حدیث شعبہ اور سفیان سے کتنی مشابہ ہے، عفان کا کہنا ہے کہ شعبہ نے ہم سے کہا کہ ابوعوانہ اگر ابوہریرہ کی روایت تم سے بیان کریں تو اسکی تصدیق کردینا''۔(۲)

۵۔ذہبی الکاشف میں لکھتے ہیں: ''وضّاح بن عبداللہ حافظ ابوعوانہ یشکری.........ثقہ اور حدیث کے قلمبند کرنے میں متقن تھے''۔(۳)

۶۔ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: ''وضّاح بن عبداللہ یشکری.........ثقہ، ثبت اور ساتویں طبقے سے ہیں''۔(۴)

۷۔سیوطی کا کہنا ہے: ''ابوعوانہ وضاح بن عبداللہ یشکری واسطی نے اعمش، ابن منکدر،

۱۔تذھیب التہذیب۔خطی
۲۔تذکرۃ الحفاظ ج۱ص۲۳۶
۳۔الکاشف ج۳ص۲۳۵
۴۔تقریب التہذیب ج۲ص۲۳۱

ابو زبیر ،سماک بن حرب اور ایک جماعت سے روایت کی اور شعبہ، ابن مہدی، ابن مبارک اور ایک جماعت نے ان (ابوعوانہ) سے روایت کی ہے، عفان کا کہنا ہے کہ ان کے مکتوبات صحیح، خود ثبت اور حدیث پر نقطہ و اعراب دیتے تھے''۔(۱)

۱۱۔روایت شریک قاضی

ان سے مروی حدیث ثقلین کو احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے۔(۲)

احوال و آثار

۱۔محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں: ''شریک بن عبداللہ بن سنان بن انس کہ جنہیں شریک بن عبداللہ بھی کہتے ہیں، کی کنیت ابوعبداللہ تھی، انہوں نے زیاد بن علاقہ، عمار دھنی، ہشام بن عروہ، سعید، یعلی بن عطا، عبدالملک بن عمیر، عمارہ بن قعقاع اور عبداللہ بن شہرمہ سے حدیث سنی اور ابن ابی شیبہ، علی بن حکیم، یونس بن محمد، فضل بن موسی، محمد بن صباح اور علی بن حجر سے روایت کی ہے''۔(۳)

۲۔عبدالغنی مقدسی تحریر کرتے ہیں: ''شریک بن عبداللہ نیشاپور (خراسان) میں پیدا ہوئے اور بخارا بھی جائے ولادت بتائی جاتی ہے، ۹۵ھ میں جب قتیبہ بن مسلم کا قتل ہوا تو انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کو درک کیا تھا، ابواسحاق سبیعی، عبدالملک بن عمیر، سماک بن حرب، اسماعیل بن ابی خالد، سلمہ بن کہیل، اعمش اور حبیب بن ابی ثابت سے حدیث سنی، زید بن حسن نے اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن معین سے جب کہا گیا کہ کوفیوں میں

۱۔طبقات الحفاظ ص۱۰۰ ۲۔مسند احمد بن حنبل ج۵ ص۱۸۲ ۳۔اسماء رجال الصحیحین ج۱ ص۲۱۴

سب سے زیادہ سفیان سے شریک نے روایت کی ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ سفیان سے تو کسی کا موازنہ نہیں کیا جا سکتا لیکن دکین اور عباس بن زریع جیسے بعض اساتیذ و مشائخ حدیث کی بہ نسبت شریک نے زیادہ روایتیں کی ہیں۔ یزید بن ہیثم کا بیان ہے کہ میں نے یحییٰ کو کہتے ہوئے سنا کہ شریک ثقہ اور میری نظر میں ابوالاحوص اور جریر سے زیادہ محبوب ہے ان کا شریک سے موازنہ نہیں کرنا چاہئے انہوں نے ان لوگوں سے روایت کی ہے جن سے سفیان نے روایت نہیں کی، ابویعلی احمد بن علی مثنی موصلی کا کہنا ہے کہ میں نے جریر سے کہا آپ کی نظر میں جریر اور شریک میں کون محبوب ہے جواب دیا جریر پھر پوچھا شریک اور ابو الاحوص میں آپ کسے زیادہ چاہتے ہیں کہا شریک کو اور وہ ثقہ ہیں''۔(۱)

۳۔ابن خلکان کا کہنا ہے: ''وہ (ابوعبداللہ شریک) مہدی عباسی کی حکومت میں کوفہ کے قاضی تھے لیکن بعد میں موسی ہادی نے ان کو معزول کر دیا، شریک عالم، فقیہ اور ذکی وفہیم تھے۔ ایک مرتبہ مہدی عباسی کے سامنے شریک اور مصعب کے درمیان تُو تُو میں میں ہوئی، مصعب نے کہا تم ابو بکر وعمر کو برا بھلا کہتے ہو شریک نے جواب دیا خدا کی قسم میں تمہارے دادا کو برا نہیں کہتا جو ان سے کم تھے۔ کسی موقع پر معاویہ کا ذکر ہوا کہ وہ (معاویہ) حلیم و بردبار تھا، شریک نے کہا جو حق کو نہ پہچانے، حق کے ساتھ نادانی کرے اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے جنگ کرے وہ حلیم نہیں ہو سکتا۔ حریری ''درۃ الغواص'' میں نقل کرتے ہیں کہ شریک کا ایک اموی ہمنشین تھا ایک دن شریک نے فضائل علی بیان کیا اس اموی نے کہا

۱۔الکمال فی اسماء الرجال۔ خطی

کہ ''علی اچھے آدمی تھے''! اس کا یہ کہنا شریک کے غیظ وغضب کے لئے کافی تھا، شریک نے کہا کیا علی کے بارے میں صرف اتنا کہدینا کہ ''وہ اچھے آدمی تھے'' اور اس میں کسی چیز کا اضافہ نہ کیا جائے، کافی ہے؟ اموی خاموش رہا یہاں تک کہ شریک کا غصہ ٹھنڈا ہوا اس کے بعد اس نے کہا اے ابوعبداللہ (شریک) کیا خدا نے اپنے بارے میں نہیں کہا: فقدرنا فنعم القادرون (اس کا ایک اندازہ مقرر کیا ہم کیا اچھا اندازہ مقرر کرنے والے ہیں ۔مرسلات آیت ۲۳) حضرت ایوب کے لئے فرمایا: انا وجدناہ صابراً نعم العبد انہ اواب (ہم نے ایوب کو یقیناً صابر پایا وہ کیا اچھے بندے تھے۔ص آیت ۴۴) حضرت سلیمان کے لئے ارشاد فرمایا: ''ووھبنا لداؤد سلیمان نعم العبد'' (اور ہم نے داؤد کو سلیمان (سا بیٹا) عطا کیا سلیمان بھی کیا اچھے بندے تھے ص آیت ۳۰) تو پھر خدا اور اس کے رسول نے علی بن ابی طالب کے لئے جو چیز پسند کی، کیا تم اس کو پسند نہیں کرو گے؟ یہ سن کر شریک اپنی غلطی کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کے دل میں اس اموی کی عظمت ومنزلت بڑھ گئی۔(۱)

۴۔ذہبی کہتے ہیں: ''اسحاق بن ازرق کا بیان ہے کہ اس نے شریک سے نو ہزار حدیثیں اخذ کی تھیں، ابن مبارک کا کہنا ہے کہ شریک اپنے شہر کے محدثین کی حدیثیں سفیان سے زیادہ جانتے تھے، نسائی کا بیان ہے کہ ان کی احادیث بے خوف وخطر قبول کی جاسکتی ہے، عیسیٰ بن یونس کا کہنا ہے کہ شریک سے زیادہ علم والا اور پرہیزگار کوئی نہیں دیکھا۔ میں کہتا

۱۔وفیات الاعیان ج۲ص۱۶۹

ہوں کہ شریک حسن الحدیث، امام، فقیہ اور محدث تھے، بخاری نے ان کی حدیثیں شہادت میں پیش کی ہیں اور مسلم نے بھی ان سے استخراج حدیث کیا ہے اور یحییٰ بن معین نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے''(۱)

۵۔ ذہبی الکاشف میں لکھتے ہیں: ''ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے اور نسائی نے کہا ہے کہ ان کی احادیث بے خوف وخطر قبول کی جاسکتی ہے، یہ (شریک) کوفیوں کی حدیثیں سفیان سے بہتر جانتے تھے''(۲)

۶۔ ذہبی العبر میں لکھتے ہیں: ''قاضی شریک بن عبداللہ کوفی اعلام میں سے ایک ہیں، اسّی سال سے زیادہ انہوں نے عمر پائی اور سلمہ بن کہل اور بزرگوں سے روایت کی ہے، ان سے اسحاق ازرق نے سات ہزار حدیثیں سنی تھیں، ابن مبارک کا بیان ہے کہ وہ کوفیوں کی حدیثیں سفیان ثوری سے زیادہ جانتے تھے، نسائی نے کہا ہے کہ ان کی حدیث بے خوف و خطر قبول کی جاسکتی ہے، اور دوسروں نے انہیں امام کہا ہے''(۳)

۷۔ یافعی کہتے ہیں: ''قاضی شریک بن عبداللہ نخعی کوفی اعلام و بزرگان میں سے ایک ہیں وہ اسّی (۸۰) سال سے زیادہ زندہ رہے''(۴)

۸۔ سیوطی کا کہنا ہے: ''شریک بن نخعی بن عبداللہ بن ابی شریک عاصمی نخعی ابوعبداللہ کوفی اعلام میں سے ایک ہیں، انہوں نے زیاد بن علاقہ، بیان بن بشر، حبیب بن ثابت، ابو

۱۔ تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص۲۳۲ ۲۔ الکاشف ج۲ ص۱۰
۳۔ العبر ج۱ ص۲۷۰ ۴۔ مرآۃ الجنان ج۱ ص۳۱۰

اسحاق سبیعی اور بے شمار محدثین سے روایت کی ہے، ابن معین نے انہیں صدوق وثقہ کہا ہے"
(۱)

۱۲۔روایت حسان بن ابراہیم کرمانی

مسلم نے اپنی صحیح (ج ۷ص ۱۲۳۔۱۲۲) میں اور حاکم نے المستدرک علی الصحیحین میں
حسان بن ابراہیم کرمانی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے (جو آئندہ بیان ہوگی)

احوال وآثار

۱۔مقدسی لکھتے ہیں: "حسان بن ابراہیم عنزی کرمانی نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں
یونس بن یزید اور صحیح مسلم میں سعید بن مسروق کی موجود حدیث کا سماع کیا، صحیح بخاری میں علی
بن مدینی اور محمد بن ابی یعقوب نے اور صحیح مسلم میں سعید بن منصور، علی بن حجر اور محمد بن
بکّار نے حسان بن ابراہیم سے روایت کی ہے"(۲)

۲۔ ذہبی تحریر کرتے ہیں: "قاضی کرمان حسان بن ابراہیم کرمانی عنزی ثقہ ہیں
"(۳) ذہبی نے یہی بات العبر میں کہی ہے(۴)

۳۔ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: "حسان بن ابراہیم بن عبداللہ کرمانی کے بارے میں
حرب کرمانی کا کہنا ہے کہ میں نے احمد کو حسان بن ابراہیم کی توثیق کرتے ہوئے سنا احمد کہہ
رہے تھے کہ ان کی حدیث اہل صدق کی حدیث ہے، عثمان دارمی اور دوسروں نے ابن معین

۱۔طبقات الحفاظ ص ۹۸
۲۔اسماء رجال الصحیحین ج۱ ص ۹۴
۳۔الکاشف ج۱ ص ۲۱۵
۴۔العبر ج۱ ص ۲۹۳

سے نقل کیا ہے کہ ان (حسان) میں کوئی ضعف نہیں ہے، مفضل غلامی نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ یہ ثقہ تھے''(۱)

۱۴۳۔روایت جریر ضبّی کوفی

مسلم نے اپنی صحیح میں حدیث ثقلین کو بہ روایت اسماعیل نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے محمد بن فضیل سے، اسی طرح اسحاق بن ابراہیم نے جریر سے ابوحیان کے توسط سے اسماعیل ہی کی اسناد سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے، البتہ حدیث جریر میں اس عبارت کا اضافہ ہے:''كتاب الله فيه الهدى و النور من استمسك به وأخذ به كان على الهدى و من اخطاه، ضل ''(۲)

احوال وآثار

ا۔محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں:''جریر بن عبدالحمید بن جریر بن قرط بن ہلال بن انس ضبی ابوعبداللہ کا اصل وطن کوفہ تھا، جریر نے سلیمان اعمش، مغیرہ، منصور، اسماعیل بن خالد اور ابواسحاق سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود حدیث کا سماع کیا، عمارہ بن قعقاع، سہیل، ہشام بن عروہ، حسن بن عبداللہ، مختار بن فلفل، عبدالملک بن عمیر، ہشام بن حسان، سلیمان تیمی، موسیٰ بن (ابی) عائشہ، محمد بن شیبہ، حصین، ابراہیم بن محمد بن منتشر، عبدالعزیز بن رفیع، یحیٰ بن سعید، بیان بن بشر، فضیل بن غزوان، مطرف، ابوفروہ ہمدانی، عاصم احول، ابوحیان تیمی، رکیع بن ربیع، طلق بن معاویہ اور علاء بن میسّب سے صحیح مسلم میں موجود حدیث کا سماع

ا۔تہذیب التہذیب ج۲ص۲۴۵
۲۔صحیح مسلم ج۷ص۱۲۳۔۱۲۲

کیا، صحیح مسلم میں ابوخیثمہ، اسحاق علی بن حجر، ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابوغسان محمد بن عمرو نے اور صحیح بخاری میں علی بن مدینی اور محمد بن سلام نے اور صحیح بخاری و صحیح مسلم میں قتیبہ بن سعد، یحییٰ بن یحییٰ اور عثمان بن ابی شیبہ نے جریر سے روایت کی ہے''(۱)

۲۔مزّی کا کہنا ہے: ''ابن سعد نے ان کو ثقہ اور اعلم کہا ہے، محدثین ان سے کسب فیض کے لئے دور و دراز سے آتے تھے، محمد بن حماد نے انہیں حجت اور ان کی کتابوں اور نوشتہ جات کو صحیح قرار دیا ہے، ابوخیثمہ سے دریافت کیا گیا کیا جریر تدلیس حدیث کرتے تھے؟ جواب دیا نہیں، ابوحاتم نے ثقہ اور لائق احتجاج قرار دیا ہے، ۱۰۷ھ میں اور بعض کے بقول ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے، عجلی نے انہیں ثقہ اور شہر رے ان کی محل سکونت بتائی ہے''(۲)

۳۔ذہبی لکھتے ہیں: ''ان (جریر) کے ثقہ ہونے اور حفظ و وسعت معلومات میں ان کا ثانی نہ ہونے کی وجہ سے محدثین اخذ حدیث کے لئے ان کے پاس حاضر ہوتے تھے، ان کی حدیث عالی السند ہے''(۳)

۴۔ذہبی نے کہا ہے: ''یہ صاحب تصنیف تھے اور ۱۸۸ھ میں انتقال کیا''(۴) ذہبی نے یہی بات العبر میں لکھی ہے(۵) یافعی نے مرآۃ الجنان میں اسی کا ذکر کیا ہے۔(۶)

۵۔ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: ''یوسف بن عما، موصلی کے بقول یہ (جریر) حجت اور ان کی ساری کتابیں صحیح ہیں، علی بن مدینی نے شب زندہ دار کہا ہے، ابوخیثمہ نے ان کے

۱۔اسماء رجال الصحیحین ج۱ص ۷۵۔۷۴
۲۔تہذیب الکمال۔خطی
۳۔تذکرۃ الحفاظ ج۱ص ۲۷۲
۴۔الکاشف ج۱ص ۱۸۲
۵۔العبر ج۱ص ۲۹۹
۶۔مرآۃ الجنان ج۱ص ۴۲۰

تدلیس حدیث سے انکار کیا ہے، عجلی نے ثقہ اور محل سکونت شہر رے بتایا ہے، ابن ابی حاتم کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے والد سے ابوالاحوص اور جریر کے بارے میں حدیث حصین کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا جریر، ابوالاحوص سے زیرکتر اور میری نظر میں محبوب تر ہیں، میں نے کہا کیا ان کی حدیث سے احتجاج کیا جا سکتا ہے؟ کہا ہاں جریر ثقہ ہیں اور ہشام بن عروہ کی حدیث میں یونس بن بکیر سے بہتر ہیں۔ نسائی نے انہیں ثقہ اور ابن خراش نے صدوق و راستگو کہا ہے، ابوالقاسم لالکائی نے ان کے ثقہ ہونے پر ادعائے اجماع کیا ہے، ابن حبان نے الثقات میں ان کی عبادت کی ستائش کی ہے اور خلیلی نے الارشاد میں انہیں ثقہ قرار دیا ہے قتیبہ کا بیان ہے جریر حافظ تھے اور ہم سے حدیث بیان کرتے تھے مگر معاویہ کو کھلم کھلا برا بھلا کہتے تھے'(۱)

ابن حجر عسقلانی نے تقریب التہذیب میں یہی باتیں کہی ہیں اور ان کی توثیق کی ہے (۲)۔

۱۴۔ روایت ابن علیہ بصری

احمد بن حنبل اور مسلم کی حدیث نقل کرتے وقت ان سے مروی حدیث ثقلین کو پیش کریں گے۔

احوال و آثار

۱۔ محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں: ''اسماعیل بن ابراہیم بن سہم بن مقسم اسدی بصری، بنی

۱۔ تہذیب التہذیب ج۲ص۷۵ ۲۔ تقریب التہذیب ج۱ص۱۲۷

اسد بن خزیمہ کے غلام تھے، ان کی کنیت ابو بشر تھی اور ان کی ماں بنی اسد کی کنیز تھیں، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ان سے ایوب، عبدالعزیز اور روح بن قاسم کی حدیثیں نقل ہوئی ہیں، صحیح مسلم میں مذکورہ افراد کے علاوہ یحیٰ بن سعید تیمی، ابن ابی عروبہ، خالد حذاء، منصور بن عبدالرحمٰن، یونس بن عبید، داؤد بن ابی ھند اور دوسروں کی حدیثیں ان سے نقل ہوئی ہیں، ان سے علی بن مدینی، صدقہ اور قتیبہ نے صحیح بخاری میں، ابن ابی شیبہ، زہیر، علی بن حجر اور دوسرون نے صحیح مسلم میں روایت کی ہے ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳ھ یا ۱۹۴ھ میں بغداد میں وفات پائی''۔(۱)

۲۔مزّی تحریر کرتے ہیں:''شعبہ نے انہیں ریحانۃ فقہا کہا ہے اور احمد کا بیان ہے کہ بصرہ میں حدیث کا ثبت وضبط ان پر ختم ہوا، ابن مہدی نے ہشیم سے اور قطان نے وہیب سے اثبت کہا ہے اور سوائے ابن علیہ اور بشر بن مفضل کے کوئی محدث ایسا نہیں ہے جس سے غلطی نہ ہوئی ہو، داؤد بن سلمۃ، ابن علیہ کی ثوری بن عبید سے تشبیہ دیتے تھے، غندر کا کہنا ہے کہ میں محدثین کے درمیان بڑا ہوا، حدیث میں کوئی بھی ابن علیہ پر مقدم نہیں ہے، عمر بن زرارہ کا بیان ہے کہ میں چودہ سال ابن علیہ کے ساتھ رہا اور کبھی انہیں ہنستا نہیں دیکھا اور سات سال کی ہمنشینی میں انہیں مسکراتے نہیں دیکھا اور ابن معین نے انہیں ثقہ، مامون، صدوق اور متقی و پرہیزگار کہا ہے''۔(۲)

۳۔ذہبی لکھتے ہیں:''یونس بن بکیر کا بیان ہے کہ میں نے شعبہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ابن

۱۔اسماء رجال الصحیحین ج۱ص۲۳ ۲۔تہذیب الکمال۔خطی

علیہ ''سید المحد ثین'' ہیں حماد بن سلمۃ ، یونس بن عبید کے شمائل سے ابن علیہ کے شمائل کی تشبیہ دیتے تھے، یزید بن ہارون کا کہنا ہے کہ میں بصرہ گیا اور وہاں کسی کو حدیث میں ابن علیہ سے برتر نہیں پایا''۔(۱) ذہبی نے الکاشف (۲) اور العبر (۳) میں اور یافعی نے مرأۃ الجنان (۴) میں یہی بات کہی ہے۔

۴۔ سیوطی لکھتے ہیں: ''شعبہ کا کہنا ہے کہ ابن علیہ سید المحد ثین اور ریحانۃ الفقہا ہیں، احمد کا بیان ہے کہ بصرہ میں حدیث میں تثبت ، ابن علیہ پر ختم ہوگئی تھی ،غندر کے بقول حدیث میں کوئی بھی ان پر مقدم نہیں تھا، ابن معین کا کہنا ہے ابن علیہ ثقہ، مامون، صدوق اور متقی و پرہیزگار تھے، قتیبہ کا بیان ہے حفاظ چار ہیں ابن علیہ، عبدالوارث، یزید بن زریع اور وہب، ابوداؤد کا کہنا ہے کہ ابن علیہ اور بشر بن مفضل کے سوا کوئی بھی محدث غلطی سے محفوظ نہیں رہا، ۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳ھ میں وفات پائی''۔(۵)

ابن حبان نے ''الثقات'' میں اور ابن حجر عسقلانی نے ''تہذیب التہذیب'' ج ۱ ص ۲۷۵ پر دوسروں کی ستائش نقل کی ہے۔

۱۵۔ روایت محمد بن فضیل ضبی

محمد بن فضیل ضبی کوفی کی روایت کو مسلم نے اپنی صحیح (ج ۷ ص ۱۲۳) میں اور ترمذی نے صحیح ترمذی (ج ۵ ص ۶۲۲) میں نقل کیا ہے، اسد الغابہ میں موجود ان سے مروی حدیث

۱۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۳۲۲ — ۲۔ الکاشف ج ۱ ص ۱۱۸ — ۳۔ العبر ج ۱ ص ۳۱۰
۴۔ مرآۃ الجنان ج ۱ ص ۴۴۳ — ۵۔ طبقات الحفاظ ص ۱۳۳

ثقلین آئندہ بیان ہوگی۔

احوال وآثار

۱۔محمد بن طاہر مقدسی کہتے ہیں: ''محمد بن فضیل بن غزوان ابوعبدالرحمٰن نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود اسماعیل بن ابی خالد، اعمش، اپنے والد اور دوسروں کی حدیث کا سماع کیا اور صحیح بخاری میں محمد بن نمیر، اسحاق حنظلی، ابن ابی شیبہ، محمد بن سلام، قتیبہ، عمران بن میسرہ اور عمرو بن علی نے اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عامر، ابوکریب، محمد بن طریف، واصل بن عبدالاعلی، زہیر، ابوسعید اشجع، محمد بن مثنی، محمد بن یزید، ابوہشام رفاعی، احمد، وکیع اور عبدالعزیز بن عمرابان نے محمد بن فضیل سے روایت کی ہے، ابوعیسی کا کہنا ہے کہ ۱۹۴ھ میں ان کی وفات ہوئی، ابن نمیر نے بھی ایسا ہی کہا ہے''۔(۱)

۲۔مزّی کا کہنا ہے: ''یہ (محمد بن فضیل) ثقہ ہیں، ابوزرعہ نے انہیں صدوق وعالم کہا ہے، ابوحاتم نے استاد وشیخ الحدیث سے یاد کیا ہے اور ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے''۔(۲)

۳۔ذہبی لکھتے ہیں: ''احمد نے انہیں شیعہ اور حسن الحدیث کہا ہے، عثمان دارمی کے بقول ابن معین کی نظر میں ثقہ ہیں، ابوزرعہ نے صدوق وعالم کہا ہے اور نسائی کا بیان ہے کہ ان میں کسی طرح کا جھول نہیں ہے''۔(۳)

۴۔ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں: ''یحییٰ بن معین نے ان کی توثیق کی ہے، احمد نے

۱۔اسماء رجال الصحیحین ج۱ص ۴۴۷ ۲۔تہذیب الکمال۔خطی ۳۔تذھیب التہذیب خطی

شیعہ اور حسن الحدیث کہا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ صرف دوستدار اہلبیت تھے، حمزہ کے سامنے قرآن کی قرائت کی اور منصور کے پاس سماع حدیث کے لئے گئے مگر انہیں مریض پایا"۔(۱) ذہبی نے یہی بات الکاشف میں کہی ہے۔(۲)

۵۔ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں: "یہ صدوق، عارف اور تشیع سے متہم ہیں" (۳)

۶۔سیوطی لکھتے ہیں: "محمد بن فضیل بن غزوان ضبی کے بارے میں احمد نے کہا ہے یہ شیعہ اور حسن الحدیث ہیں"۔(۴)

۱۶۔روایت عبداللہ بن نمیر

ان سے مروی حدیث ثقلین کو احمد نے اپنی مسند (ج۳ص۲۶) میں نقل کیا ہے، ان سے مروی احمد کی مسند اور مناقب میں موجود حدیث کو آئندہ بیان کریں گے۔

احوال و آثار

۱۔محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں: "عبداللہ بن نمیر ابو ہشام خارفی نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود اسماعیل بن ابی خالد، ہشام بن عروہ، عبداللہ بن عمر اور دیگر محدثین کی حدیث کا سماع کیا، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن نمیر کے بیٹے محمد نے، صحیح بخاری میں ابو قدامہ، سرخسی، زکریا بلخی، علی بن مسلم اور اسحاق نے اور صحیح مسلم میں احمد بن حنبل، ابو کریب، زہیر اور دیگر محدثین نے عبداللہ بن نمیر سے روایت کی ہے"۔(۵)۔

۱۔تذکرۃ الحفاظ ج۱ص۳۱۵ ۲۔الکاشف ج۳ص۱۸۹ ۳۔تقریب التہذیب ج۲ص۲۰۱

۴۔طبقات الحفاظ ص۱۳۰ ۵۔اسماء الرجال الصحیحین ج۱ص۲۶۰

۲۔ذہبی تحریر کرتے ہیں:''حافظ کبیر محمد کے والد عبداللہ بن نمیر حافظ امام ابوہشام ہمدانی خارفی کوفی نے ہشام بن عروہ، اعمش، اشعث بن سوار، اسماعیل بن ابی خالد، یزید بن ابی زیاد، عبداللہ بن عمر اور دیگر بے شمار محدثین سے حدیث نقل کی ہے اور عبداللہ بن نمیر سے احمد (ابن حنبل)، ابن معین، ابن مدینی، اسحاق کوسج، احمد بن فرات، حسن بن علی بن عفان اور دیگر علماء نے روایت کی ہے، ابن معین اور دیگر ناقدین حدیث نے ان کو ثقہ کہا ہے، یہ نہایت عظیم الشان محدثین میں سے تھے، ۱۹۹ھ میں چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی۔(۱) ذہبی نے الکاشف (۲) اور العبر (۳) میں یہی بات کہی ہے۔

۳۔ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:''ابونعیم کا کہنا ہے کہ سفیان سے ابوخالد احمر کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن نمیر اچھے آدمی تھے، عثمان دارمی نے یحیٰ بن معین سے پوچھا کہ اعمش کی روایت زیادہ بہتر ہے یا ابن نمیر کی؟ جواب دیا دونوں ثقہ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے، عجلی نے ثقہ، صالح الحدیث اور صاحب سنت کہا ہے اور ابن سعد کا بیان ہے کہ یہ ثقہ، کثیر الحدیث اور صدوق ہیں۔(۴)

ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں:''یہ ثقہ، اہلسنت کے محدث اور طبقۂ نہم کے اکابر میں سے ہیں''۔(۵)

۴۔سیوطی لکھتے ہیں:''عبداللہ بن نمیر ہمدانی خارفی ابوہشام کوفی نے اعمش، ہشام بن عروہ، یحیٰ انصاری اور دیگر محدثین سے روایت کی ہے اور عبداللہ بن نمیر سے ان کے بیٹے محمد

۱۔تذکرۃ الحفاظ ج۱ص۳۲۷ ۲۔الکاشف ج۲ص۱۲۷ ۳۔العبر ج۱ص۲۳۰

۴۔تہذیب التہذیب ج۶ص۵۶ ۵۔تقریب التہذیب ج۱ص۴۵۷

،احمد بن حنبل، ابن معین، ابن مدینی، ابوکریب اور دیگر بے شمار علماء نے روایت کی ہے ''۔(۱)

۱۷۔روایت ابواحمد زبیری

احمد بن حنبل نے ابواحمد زبیری حبال سے حدیث ثقلین کو یوں نقل کیا ہے: مجھ سے احمد زبیری نے بیان کیا انہوں نے شریک سے انہوں نے رکین سے انہوں نے قاسم بن حسان سے اورانہوں نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:''انی تارك فیکم خلیفتین کتاب الله وعترتی اهل بیتی وانهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض جمیعاً'' یعنی میں تم میں اپنے دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں.(۲)

احوال وآثار

۱۔محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں:''صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ان (زبیری) سے ثوری اور اسرائیل کی روایت نقل ہوئی ہے، صحیح بخاری میں موجود مسعر، عمرو بن سعید، عیسی بن طھمان کی حدیث کا سماع کیا اسی طرح صحیح مسلم میں موجود شیبان بن عبدالرحمٰن، قیس بن سلیم، حمزہ بن زیات، سعید بن حسان، عمار بن رزین، مالک بن مغول، محمد بن عبدالعزیز اور ولید بن جمیع کی حدیثوں کا سماع کیا، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابوبکر بن ابی شیبہ اور نصر بن علی نے،

۱۔طبقات الحفاظ ص ۱۳۷ ۲۔مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۱۸۹

صحیح بخاری میں ابوعبداللہ مسندی، محمود غیلان، محمد بن عبدالرحیم، ابوموسی اور یوسف قطان نے اور صحیح مسلم میں محمد بن رافع، حجاج بن شاعر، زہیر، عمرو ناقد، عبداللہ قواریری اور محمد بن عمرو بن جبلہ نے زبیری سے روایت کی ہے"۔(۱)

۲۔مزّی کہتے ہیں: "ابن نمیر کا کہنا ہے یہ صادق اللہجہ، طبقہ سوم کے روّات اور اصحاب ثوری میں سے ہیں، ان میں اچھائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا، حصول حدیث میں مشہور، ثقہ اور صحیح الکتاب ہیں، نصر بن علی کا کہنا ہے کہ میں نے زبیری کو کہتے ہوئے سنا کہ سفیان کی کتاب کے چوری کا مجھے ڈر نہیں ہے کیونکہ وہ ساری میرے حافظے میں موجود ہے، یحیٰی نے ثقہ اور عجلی نے ثقہ اور مائل بہ تشیع بتایا ہے، ابوحاتم کا بیان ہے کہ یہ حافظ حدیث، عابد و مجتہد تھے، ابوزرعہ اور ابن خراش نے انہیں صدوق کہا ہے"۔(۲)

۳۔ذہبی کا کہنا ہے: "ابواحمد زبیری محمد بن عبداللہ بن زبیر حافظ اور ثبت تھے، بندار کا کہنا ہے کہ کسی کو نہیں دیکھا جس نے ان سے زیادہ حدیث حفظ کی ہو، عجلی نے ثقہ اور شیعہ بتایا ہے اور ابوحاتم کا کہنا ہے یہ حافظ، عابد اور مجتہد تھے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ دائمی روزہ دار تھے"۔(۳)

۴۔ذہبی تذہیب التہذیب میں لکھتے ہیں: "ابواحمد زبیری کا بیان ہے کہ سفیان کی کتاب کے چوری ہونے کا کوئی خوف نہیں ہے کیونکہ اس کی ساری حدیثیں میرے حافظے میں ہیں، احمد بن خیثمہ نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ یہ ثقہ ہیں، بندار کی نظر میں ابواحمد زبیری سے

۱۔اسماء رجال الصحیحین ج۲ص۴۴۱ ۲۔تہذیب الکمال۔خطی ۳۔تذکرۃ الحفاظ ج۱ص۳۵۷

بڑا کوئی حافظ حدیث نہیں گزرا، ابو حاتم کا بیان ہے کہ یہ حافظ حدیث، عاقل اور مجتہد تھے، نسائی اور دیگر علماء نے کہا ہے کہ ان کی حدیثیں بے خوف وخطر قبول کی جاسکتی ہیں، احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ اہواز میں ۲۰۳ھ میں وفات پائی'' (۱) یہی بات ذہبی نے الکاشف (۲) اور العبر (۳) میں اور یافعی نے مرأة الجنان (۴) میں کہی ہے۔

۵۔ ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے: ''یہ ثقہ اور ثبت ہیں اور کبھی حدیث ثوری میں غلطی کر جاتے تھے'' (۵)

سیوطی نے بھی یہی بات کہی ہے (۶)

۱۸۔ روایت ابو عامر عقدی

ابن مغازلی نے اپنی مناقب میں حدیث ثقلین کی ابو عامر عقدی سے روایت کی ہے جسے آئندہ پیش کریں گے۔

احوال وآثار

۱۔ محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں: ''عبد الملک بن عمرو بن قیس، ابو عامر عقدی قیسی بصری منسوب بہ عقد، قبیلہ بنی قیس بن ثعلبہ کے حارث بن عباد کے آزاد کردہ تھے، انہوں نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود سلیمان بن بلال، قرۃ بن خالد، شعبہ اور دیگر محدثین کی حدیثوں کا سماع کیا، ان سے ابو قدامہ عبید اللہ بن سعید اور محمد بن مثنی نے روایت کی ہے، صحیح

۱۔ تذہیب التہذیب۔ خطی ۔۔۔ ۲۔ الکاشف ج ۲ ص ۶۰ ۔۔۔ ۳۔ العبر ج ۱ ص ۳۴۴

۴۔ مرأة الجنان ج ۲ ص ۸ ۔۔۔ ۵۔ تقریب التقریب ج ۲ ص ۱۷۶ ۔۔۔ ۶۔ طبقات الحفاظ ص ۱۵۲

بخاری میں عبداللہ مسندی، اسحاق حنظلی اور بندار نے اور صحیح مسلم میں عبد بن حمید، ابوایوب سلیمان غیلانی، عتبہ بن مکرم، احمد بن خراش، محمد بن عمرو بن جبلہ، حسن حلوائی، ابوبکر بن نافع اورابومعن نے روایت کی ہے، محمد بن سعد کا کہنا ہے کہ یہ ۲۰۴ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے''۔(۱)

۲۔ذہبی کہتے ہیں: ''ابوعامر عبدالملک بن عمرو قیسی عقدی حافظ، امام اور ثقہ تھے، نسائی نے ثقہ اور مامون کہا ہے اور دیگر علماء نے انہیں بصرہ کے حفاظ میں شمار کیا ہے''۔(۲)

۳۔ابن حجر عسقلانی تحریر کرتے ہیں: ''سلیمان بن داؤد قزاز نے احمد سے کہا کہ میں بصرہ جارہا ہوں وہاں کس سے حدیثیں اخذ کروں احمد نے کہا ابوعامر عقدی، وہیب بن جریر اور عثمان دارمی سے، ابوحاتم اور ابن معین نے صدوق اور نسائی نے ثقہ و مامون کہا ہے، ابن مہدی کا کہنا ہے، کہ ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن سعد نے ثقہ کہا ہے''۔(۳)

ابن حجر نے تقریب التہذیب میں انہیں ثقہ اور نویں طبقے میں بتایا ہے۔(۴) سیوطی نے بھی یہی کہا ہے۔(۵)

۱۹۔روایت اسود بن عامر شامی

احمد بن حنبل نے اپنی مسند (ج۴ص۳۷۱) میں اسود بن عامر شامی سے حدیث ثقلین

۱۔ اسماء رجال الصحیحین ج۱ص۳۱۴ ۲۔تذکرۃ الحفاظ ج۱ص۳۱۴ ۳۔تہذیب التہذیب ج۶ص۴۰۹
۴۔تقریب التہذیب ج۱ص۵۲۱ ۵۔طبقات الحفاظ ص۱۱۴

کی روایت کی ہے۔

احوال وآثار

ا۔ابن حبان لکھتے ہیں: ''اسود بن عامر ابوعبدالرحمٰن کا لقب شاذان تھا، ان کا اصل وطن شام تھا لیکن بغداد میں رہتے تھے، انہوں نے حماد بن یزید اور شریک سے اور اسود سے ابن ابی شیبہ اور اہل عراق نے روایت کی ہے، ۲۰۸ھ میں بغداد میں انتقال ہوا''(۱) یہی بات محمد بن طاہر مقدسی نے کہی ہے(۲)

۲۔مزی کا کہنا ہے: ''احمد اور ابن مدینی نے انہیں ثقہ کہا ہے اور یحییٰ نے کہا ہے کہ ان میں کسی طرح کا ضعف نہیں ہے، ابن ابی حاتم نے اپنے باپ کے حوالے سے صدوق و صالح بتایا ہے اور ابن سعد نے صالح الحدیث قرار دیا ہے''۔(۳)

۳۔ذہبی کہتے ہیں: ''حافظ شاذان راسخ الحدیث راویوں میں سے ایک ہیں، انہوں نے ہشام بن حسان، طلحہ بن عمر، شعبہ، ثوری، جریر بن حازم اور اپنے طبقے کے افراد سے روایت کی اور احمد، علی، ابوثور، احمد بن خلیل برجلانی، حارث بن ابی اسامہ، ابومحمد دارمی اور دیگر محدثین نے ان سے روایت کی ہے، علی اور دیگر ناقدین حدیث نے توثیق کی ہے اور بقیہ بن ولید نے، باوجودیکہ ان پر مقدم ہیں ان سے روایت کی ہے''۔(۴) ذہبی نے الکاشف(۵) اور العبر (۶) میں یہی بات کہی ہے۔

ا۔الثقات۔خطی ۲۔اسماء رجال الصحیحین ج۱ص ۳۷ ۳۔تہذیب الکمال خطی

۴۔تذکرۃ الحفاظ ج۱ص ۳۴۰ ۵۔الکاشف ج۳ص ۳۵۲ ۶۔العبر ج۱ص ۳۶۸

۴۔ابن حجر عسقلانی کا بیان ہے: ''بقیہ باوجودیکہ اسود بن عامر سے بزرگ تھے پھر بھی انہوں نے اسود سے روایت کی ہے، ابن معین نے ثقہ، ابو حاتم نے صدوق اور ابن سعد نے صالح الحدیث مانا ہے، ۲۰۸ھ میں ان کا انتقال ہوا، میں کہتا ہوں کہ ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے'' (۱)۔ابن حجر نے تقریب التہذیب میں انہیں ثقہ اور نویں طبقے میں شمار کیا ہے (۲) سیوطی نے انہیں ثقہ، صالح اور صدوق کہا ہے۔ (۳)

۲۰۔روایت یحییٰ بن حماد شیبانی

یحییٰ بن حماد سے منقول حدیث ثقلین کو نسائی نے خصائص میں، حاکم نے المستدرک علی الصحیحین (ج ۳ ص ۱۷۴) میں اور خوارزمی نے اپنی مناقب میں ذکر کیا ہے جسے آئندہ بیان کریں گے۔

احوال وآثار

۱۔محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں: ''یحییٰ بن حماد شیبانی کی کنیت ابو بکر تھی، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ابو عوانہ کی اور صحیح مسلم میں شعبہ اور عبدالعزیز بن مختار کی حدیثوں کا سماع کیا بخاری نے ذکر الخواص اور چند دیگر جگہوں پر ان سے روایت کی ہے، بخاری نے حسن بن مدرک سے نقل کیا ہے کہ ان کا ۲۱۵ھ میں انتقال ہوا''۔ (۴)

۲۔مزی تحریر کرتے ہیں: ''ابو حاتم نے ثقہ، محمد بن سعد نے ثقہ اور بہت زیادہ حدیثیں

۱۔تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۴۰
۲۔تقریب التہذیب ج ۱ ص ۷۶
۳۔طبقات الحفاظ ص ۱۵۵
۴۔اسماء الرجال الصحیحین ج ۲ ص ۵۵۹

بیان کرنے والا کہا ہے اور ابن حبان نے الثقات میں ان کا تذکرہ کیا ہے، محمد بن نعمان بن عبدالسلام کا بیان ہے کہ میں نے یحیی بن حماد سے بڑا عابد نہیں دیکھا شاید وہ اصلاً ہنسے نہیں'' (۱)

ذہبی نے یہی بات تذہیب التہذیب میں کہی ہے اور ان کا سن وفات ۲۱۵ھ بتایا ہے (۲)، ذہبی نے الکاشف (۳) اور العبر (۴) میں اور یافعی نے مرأة الجنان (۵) میں انہیں ثقہ اور متألہ کہا ہے اور ابن حجر نے ثقہ، عابد اور نویں طبقے کا کمسن محدث بتایا ہے۔ (۶)

۲۱۔ روایت محمد بن حبیب بغدادی

ابوجعفر محمد بن حبیب ہاشمی نے اپنی کتاب ''المنمق'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا: ''ترکت فیکم کتاب الله و عترتی لن تضلوا ما تمسکتم بهما'' ۔(۷) یعنی میں تم میں کتاب خدا اور اپنی عترت چھوڑے جاتا ہوں جب تک ان دونوں سے وابستہ رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔

احوال و آثار

سیوطی لکھتے ہیں: ''محمد بن حبیب ابوجعفر کے بارے میں یاقوت کا کہنا ہے کہ یہ بغداد کے عالم، لغت، شعر، اخبار، انساب کے جاننے والے اور ثقہ تھے، ثعلب کا بیان ہے کہ میں

۱۔ تہذیب الکمال۔ خطی　۲۔ تذہیب التہذیب۔ خطی　۳۔ الکاشف ج ۳ ص ۲۵۳

۴۔ العبر ج ۱ ص ۳۶۸　۵۔ مرأة الجنان ج ۲ ص ۶۳　۶۔ تقریب التہذیب ج ۲ ص ۳۴۶،

۷۔ المنمق ص ۹

ان کے درس میں گیا اورانہیں خستہ نہ پایا یہ حافظ وصدوق تھے، یعقوب ان سے اعلم اور یہ (بغدادی) انساب واخبار میں حافظ تھے،ان کی تصنیفات یہ ہیں: النسب ، الانساب علی افعل ، اخبار قریش ، المنمق ، غریب الحدیث ، الانوار ، المشجر ، الموشی ، المختلف و المؤ تلف فی اسماء القبائل ، طبقات الشعراء ، نقائض جریر والفرزدق ، تاریخ الخلفاء ، کنی الشعراء ، مقاتل الفرسان ، انساب الشعراء ، الخیل ، البنات ، من استجیب دعوته، القاب القبائل کلها ، شعر لبید ، شعرابن الصمه ، شعر الاقیسر وغیرہ،ذی الحجہ ۲۱۵ھ میں سامرہ میں وفات پائی"۔(۱)

خوارزمی (۲) اور سیوطی (۳) جیسے عظیم المرتبت علماء اہلسنت نے ان کی کتاب پر اعتما[د] کیا ہے۔

۲۲۔روایت محمد بن سعد زہری

سیوطی نے محمد بن سعید کے طریق سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: اب[ن] سعد، احمد اور طبرانی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا" ایھـ[ـا] الناس !انی تارك فیکم ما ان اخذ تم به لن تضلوا بعدی ، امرین احدهما اکبر من الآخر کتاب الله حبل الله ممدود ما بین السما[ء] والارض و عترتی اهل بیتی و انهما لن یفترقا حتی یردا علیّ

۱۔بغیۃ الوعاۃ ۳۰/۲۹، ۲۔المناقب ص ۱۳، ۳۔مسالک الحنفاء ص ۳۲

الحوض ''۔یعنی اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جارہاہوں کہ اگر انہیں پکڑے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے کتاب خدا جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں۔(۱)

احوال وآثار

۱۔عبدالکریم سمعانی لکھتے ہیں: ''یہ صاحب علم وفضل تھے، انہوں نے طبقات صحابہ، تابعین اور اپنے زمانہ تک کے صلحاء کے متعلق نہایت تفصیل سے ایک کتاب لکھی ہے اور حق مطلب کو بنحو احسن ادا کیا ہے۔حارث بن ابی اسامہ، حسین بن فہم اور ابو بکر بن ابی الدنیا نے ان سے روایت کی ہے، یحیٰ بن معین سے منقول ہے کہ یہ (ابن سعد) دروغگوئی سے متہم تھے لیکن نقل ناقل غلط یا وہم ہے اس لئے کہ یہ عادل تھے اور ان کی حدیث صحیح ہے، کیونکہ بہت سی روایات میں انہوں نے تحقیق کی تھی، ابراہیم حربی سے منقول ہے کہ احمد بن حنبل ہر جمعہ حنبل بن اسحاق کو ابن سعد کے پاس بھیجتے تھے تاکہ وہ ان سے حدیث واقدی کا دو جزلائیں اور احمد آئندہ جمعہ تک ان کا مطالعہ کرتے تھے اور پھر واپس کردیتے تھے اس کے بعد وہ دوسرا جزلاتے تھے، ان کا ۶۲ سال کی عمر میں جمادی الآخر ۲۳۰ھ میں انتقال ہوا''۔(۲)

۲۔ابن خلکان تحریر کرتے ہیں: ''ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع زہری، کاتب واقدی نہایت عظیم الشان عالم وفاضل تھے، کچھ عرصہ واقدی کی کتابیں لکھیں وہ ثقہ اور صدوق تھے،

۱۔الدر المنثور ج۲ص۶۰
۲۔الانساب۔الکاتب

کہا جاتا ہے کہ واقدی کی ساری کتابیں صرف چار آدمیوں کے پاس جمع ہوئی تھیں ان میں سے ایک ان کے کاتب، محمد بن سعد ہیں، یہ نہایت صحیح اور تعداد میں بہت زیادہ احادیث کی روایت کرتے تھے اسی لئے بہت سی کتابیں حدیث وفقہ وغیرہ میں لکھی ہیں، حافظ ابو بکر خطیب صاحب تاریخ بغداد کا کہنا ہے ہمارے درمیان محمد بن سعد اہل عدالت میں سے ہیں، ان کی حدیثیں ان کے صدق پر دلالت کرتی ہیں''۔(۱)

۳۔ذہبی لکھتے ہیں: ''ابن ابی الدنیا، احمد بن بلاذری، حارث بن ابی اسامہ، حسین بن فہم اور دیگر علماء نے ابن سعد سے روایت کی ہے، ابن فہم کا بیان ہے کہ یہ بہت زیادہ احادیث کی روایت کرتے تھے اور حدیث وفقہ وغریب حدیث میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں ''۔(۲)

۴۔ذہبی العبر میں لکھتے ہیں: ''صاحب طبقات وتاریخ امام الحبر ابوعبداللہ محمد بن سعد، کاتب واقدی کا ۷۲ سال کی عمر میں ۲۳۰ھ میں انتقال ہوا، انہوں نے سفیان بن عینیہ، ہشیم اور بے شمار محدثین سے روایت کی ہے، ابوحاتم نے انہیں صدوق کہا ہے''۔(۳) ذہبی نے الکاشف میں بھی یہی بات کہی ہے۔(۴) ابن حجر نے انہیں صدوق، عالم وفاضل اور دسویں طبقے میں شمار کیا ہے۔(۵)

۵۔سیوطی لکھتے ہیں: ''خطیب کا کہنا ہے کہ یہ صاحبان علم وفضل میں تھے، انہوں نے طبقات صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے حالات میں نہایت شرح وبسط سے کتاب لکھی ہے

۱۔وفیات الاعیان ج۳ص۴۷۳، ۲۔تذکرۃ الحفاظ ج۲ص۴۲۵، ۳۔العبر ج۱ص۴۰۷،
۴۔الکاشف ج۳ص۴۶، ۵۔تقریب التہذیب ج۲ص۱۶۳

"۔(۱) قنوجی نے بھی یہی بات کہی ہے۔(۲)

۲۳۔ روایت خلف بن سالم مہلبی

حاکم نے المستدرک علی الصحیحین میں اور خوارزمی نے اپنی مناقب میں خلف بن سالم مہلبی سے روایت کی ہے، جس کو آئندہ پیش کریں گے۔

احوال وآثار

۱۔ ابن حبان لکھتے ہیں: "خلف بن سالم (مخرمی) کی کنیت ابومحمد تھی، انہوں نے یحییٰ قطان اور ابن مہدی سے اور احمد بن حسین بن عبدالجبار ضبیعی صوفی نے خلف بن سالم سے روایت کی ہے، آخر ماہ رمضان ۲۳۱ھ میں انتقال ہوا، وہ متقن اور حافظان حدیث میں سے تھے"(۳) یہی بات سمعانی نے بھی کہی ہے۔(۴)

۲۔ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں تحریر کرتے ہیں: "خلف بن سالم حافظ ابومحمد سندی، مہلب کے غلام اور بغداد کے بزرگ حفاظ میں تھے، انہوں نے ہشیم، ابوبکر بن عیاش، عبدالرزاق اور اپنے طبقے کے دیگر محدثین سے روایت کی اور خلف بن سالم سے احمد بن خیثمہ، حسن بن علی معمری، ابوالقاسم بغوی اور دیگر علماء نے روایت کی ہے، ۲۳۱ھ میں ان کا انتقال ہوا، یہ غریب احادیث کی تلاش میں رہتے تھے، مروزی کا بیان ہے کہ میں نے ان کے بارے میں ابوعبداللہ سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے انہیں جھوٹ بولتے نہیں دیکھا، احادیث (غریب) کی جستجو باعث ہوئی کہ بعض ان پر اعتراض کریں، یحییٰ بن معین نے

۱۔ طبقات الحفاظ ص ۱۸۳ ۲۔ التاج المکلل ص ۲۳ ۳۔ الثقات ۴۔ الانساب۔ المخرمی

صدوق اور یعقوب بن شیبہ نے انہیں ثقہ، ثبت اور مسدد اور حمیری سے اثبت قرار دیا ہے
''ذہبی نے الکاشف میں بھی یہی بات کہی ہے۔(۱)

۳۔ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں: ''علی بن سہل بن مغیرہ نے احمد سے نقل کیا ہے کہ ان کی صداقت میں شک نہیں ہے، عبدالخالق بن منصور کے بقول یحیٰ بن منصور نے انہیں صدوق، یعقوب بن شیبہ نے ثقہ وثبت، نسائی نے ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے اور حمزہ کنائی نے ثقہ، مامون اور محدث کبیر کے لقب سے سے یاد کیا ہے(۲) سیوطی نے طبقات الحفاظ میں یہی بات کہی ہے۔(۳)

۲۴۔روایت زہیر بن حرب

مسلم نے اپنی صحیح میں زہیر بن حرب (ابوخیثمہ) سے حدیث ثقلین کی یوں روایت کی ہے: ''مجھ سے زہیر بن حرب اور شجاع بن مخلد نے ابن علیہ سے نقل کیا، زہیر کا کہنا ہے کہ ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا ان سے ابوحیان نے اور ان سے یزید بن حیان نے بیان کیا کہ میں (یزید) اور حصین بن سبرۃ اور عمرو بن اسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے، حصین نے کہا اے زید تم نے رسول خداؐ کی ہمنشینی اختیار کی اور ان سے حدیثیں سنیں اور ان کے ساتھ جہاد کیا اور ان کے پیچھے نماز پڑھی، اے زید تم نے بہت سے امور خیر انجام دیئے لہذا اے زید تم نے جو رسولؐ اللہ سے سنا اسے بیان کرو، زید نے کہا اے ابن اخ خدا کی قسم میرا سن زیادہ ہو گیا ہے اور میں بعید العہد ہو گیا ہوں، رسول خداؐ سے جن باتوں کو سنا ان میں بعض کو تو

۱۔الکاشف ج ۱ ص ۲۸۲، ۲۔تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۵۲ ۳۔طبقات الحفاظ ص ۲۰۷

فراموش کر چکا ہوں لیکن جن باتوں کو بیان کروں ان پر یقین کرنا اور جنہیں بیان نہ کروں ان کے لئے زحمت میں نہ ڈالنا اس کے بعد زید بن ارقم نے کہا:

ایک دن مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو خم کہلاتا ہے، پیغمبرؐ اسلام خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا اور پند ونصیحت کے بعد فرمایا ''اے لوگو میں ایک بشر ہی تو ہوں، قریب ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آئے اور مجھے اس کی آواز پر لبیک کہنا پڑے میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور وہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو'' آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد فرمایا اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، (پھر تین مرتبہ فرمایا) میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، حصین نے دریافت کیا حضرت کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی عورتیں اہلبیت میں داخل ہیں؟ زید نے جواب دیا وہ عورتیں آپ کے اہلبیت میں ہیں جن پر صدقہ حرام ہے، پوچھا وہ کون ہیں؟ جواب دیا آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس، حصین نے پوچھا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ جواب دیا ہاں''۔(۱)

احوال وآثار

۱۔محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں: ''زہیر بن حرب (بن شداد شامی) نسائی کی کنیت ابو

۱۔صحیح مسلم ج ۷ ص ۱۲۳۔۱۲۲،

خیثمہ تھی وہ بغداد میں رہتے تھے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی رو سے جریر بن عبدالحمید، یعقوب بن ابراہیم بن سعد، محمد بن فضیل اور وہب بن جریر سے اور صحیح مسلم کی رو سے مذکورہ افراد کے علاوہ حسب ذیل اشخاص سے بھی حدیث نقل کی ہے وکیع، ابن عینیہ، ابن علیہ، یزید بن ہارون، عمرو بن یونس، یحییٰ بن سعید قطان، عبدالصمد بن ہاشم بن قاسم، ابوالولید طیالسی، عفان (ابن ازرق)، اسحاق بن ازرق، حجین بن مثنی، عبداللہ بن منیر، روح بن عبادہ، ابو معاویہ، مغاذ بن ہشام، ابو عامر عقدی، عبید (عبد) اللہ بن مقری، ابن مہدی، ابو عاصم، شیابہ، مروان، ابواحمد زبیری، حسین بن محمد، عبداللہ بن ادریس، محمد بن عبید، علی بن حفص، حجاج بن محمد، عبدہ بن سلیمان، حسن بن موسی، ولید بن مسلم، عثمان بن عمر، ہشیم، اسحاق بن عیسی، اسماعیل بن اویس، محمد بن حمید معمری، معن بن عیسی، زید بن حباب، حمید بن عبدالرحمٰن رواسی، حباب بن ہلال، عمرو بن عاصم، یونس بن محمد، احمد بن اسحاق حضرمی، ابونعیم فضل، بشر بن سری، معلّٰی بن منصور بن مالک۔ ابوخیثمہ کا چوہتر سال کی عمر میں ربیع الآخر ۲۳۴ھ میں انتقال ہوا، وہ متقن وضابط تھے بخاری اور مسلم نے ان سے حدیث نقل کی ہے"۔(۱)

۲۔سمعانی لکھتے ہیں: "یہ ثقہ، ثبت، حافظ، متقن اور احادیث کی بہت زیادہ روایت کرتے تھے، محمد بن عبداللہ بن نمیر سے میں نے پوچھا کہ ابوخیثمہ اور ابوبکر بن ابی شیبہ میں کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ کہا ابوخیثمہ پھر انہوں نے ابوخیثمہ کی تعریف وتمجید اور ابوبکر کی تنقیص کی"۔(۲)

۱۔اسماء رجال الصحیحین ج۱ص۱۵۴۔۱۵۳ ۲۔الانساب۔نسائی

۳۔مزّی کہتے ہیں: ''ابوحاتم نے انہیں صدوق، یحیٰ نے ثقہ، حسین بن فہم نے ثقہ وثبت اورابوبکر خطیب نے ثقہ، حافظ اور متقن کہا ہے''۔(۱)

۴۔ ذہبی لکھتے ہیں: ''ابن معین اور دیگر ناقدین حدیث نے ان کی توثیق کی ہے، یعقوب بن شیبہ نے انہیں ابوبکر بن ابی شیبہ سے اثبت بتایا ہے اور نسائی نے ثقہ اور مامون کہا ہے''۔(۲) یہی بات ذہبی نے الکاشف (۳) اور العبر (۴) میں کہی ہے۔

۵۔ابن حجر عسقلانی تحریر کرتے ہیں: ''ابوالقاسم بغوی نے ابوخیثمہ سے حدیث اخذ کی ،ابن قانع نے انہیں ثقہ وثبت کہا ہے اور صاحب الزہرہ کا کہنا ہے کہ مسلم نے ایک ہزار دوسو اکیاسی حدیثیں ان سے نقل کی ہیں، ابن ابی حاتم ''الجرح والتعدیل'' میں لکھتے ہیں کہ میں نے ان (ابوخیثمہ) کے بارے میں اپنے والد سے سوال کیا تو انہوں نے ان کو ثقہ اور صدوق کہا، ابن وضاح کا بیان ہے کہ یہ ثقہ اور ثقات سے روایت کرتے تھے میں نے انہیں بغداد میں دیکھا تھا، ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔اور کہا ہے کہ وہ متقن، ضابط اور یحیٰ بن معین کے ہمردیفوں میں ہیں''۔(۵) ابن حجر عسقلانی نے تقریب التہذیب میں اسی عبارت کو نقل کیا ہے (۶)۔اور سیوطی نے ابن حجر ہی کی عبارت نقل کی ہے (۷)۔

۲۵۔روایت شجاع بن مخلد فلاس ابوالفضل بغوی

۱۔تہذیب الکمال۔خطی ۲۔تذکرۃ الحفاظ ج۲ص ۴۳۷ ۳۔الکاشف ج۱ص ۳۲۶ ۴۔العبر ج۱ص ۱۶

۵۔تہذیب التہذیب ج۳ص ۳۴۲ ۶۔تقریب التہذیب ج۱ص ۲۶۴ ۷۔طبقات الحفاظ ص ۱۹۱

مسلم نے اپنی صحیح میں جہاں ابوخیثمہ سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہیں شجاع بن مخلد سے بھی روایت کی ہے (۱)۔لہذا حدیث ثقلین کی روایت کرنے والوں میں شجاع بن مخلد بھی ہیں۔

احوال وآثار

۱۔محمد بن طاہر مقدسی کہتے ہیں: ''شجاع بن مخلد بغوی کی کنیت ابوالفضل تھی اور وہ بغداد میں رہتے تھے، یحییٰ بن زکریا، اسماعیل بن علیہ اور حسین جعفی سے انہوں نے روایت کی تھی ،۲۳۵ھ میں وفات پائی اور مسلم نے ان سے روایت کی ہے''۔(۲)

۲۔عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی لکھتے ہیں: ''عبداللہ بن احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے ان کے متعلق دریافت کیا انہوں نے جواب دیا میں انہیں پہچانتا ہوں وہ اچھے آدمی اور ثقہ ہیں، صالح بن محمد نے صدوق اور حسین بن فہم نے ثقہ کہا ہے، ۱۰صفر ۲۳۵ھ کو بغداد میں انتقال کیا، ان کی تشیع جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی اور مقبرۂ باب التین میں دفن کیا گیا''۔(۳)

۳۔مزّی نے مذکورہ عبارت کونقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔(۴)

۴۔ذہبی نے انہیں حجت اور اچھا آدمی کہا ہے ۲۳۵ھ سال وفات بتایا ہے۔(۵)

۱۔صحیح مسلم ج۷ص۱۲۳۔۱۲۲ ۲۔اسماء رجال الصحیحین ج۱ص۲۱۳ ۳۔الکمال۔خطی
۴۔تہذیب الکمال۔خطی ۵۔الکاشف ج۲ص۵

۵۔ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں: ''ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے، حسین بن فہم نے ثقہ اور ثبت کہا ہے، بغداد میں ماہ صفر ۲۳۵ھ میں انتقال کیا، ابن قانع اور میں کہتا ہوں کہ یہ ثقہ اور ثبت تھے، احمد نے بھی ثقہ کہا ہے اور لالکائی نے ان کی صحیح اور خطیب نے ان کی تفسیر کا ذکر کیا ہے''۔(۱)

۲۶۔روایت ابن ابی شیبہ

میرزا محمد بدخشانی لکھتے ہیں: ابوبکر عبداللہ بن محمد معروف بہ ابن ابی شیبہ اور خطیب نے ''المتفق و المتفرق'' میں جابر سے حدیث ثقلین کو یوں نقل کیا ہے''انی ترکت فیکم ما لن تضلوا بعدی ان اعتصمتم به کتاب الله و عترتی اهل بیتی''۔(۲) یعنی میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انہیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت۔

ابن ابی شیبہ نے حدیث ثقلین کی زید بن ارقم سے بھی روایت کی ہے جیسا کہ مسلم نے اپنی صحیح (ج ۷ ص ۱۲۲) میں نقل کیا ہے۔

احوال وآثار

۱۔مقدسی لکھتے ہیں: ''عبداللہ بن ابی شیبہ کا نام ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان عیسی کوفی تھا یہ عثمان وقاسم کے بھائی تھے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے مطابق ابواسامہ، سفیان بن عینیہ، جعفر بن عون اور ایک جماعت کی حدیثوں کا سماع کیا، بخاری اور مسلم نے ان سے روایت

۱۔تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۱۲ ۲۔مفتاح النجا خطی

کی ہے، بخاری کا کہنا ہے بروز پنجشنبہ محرم ۲۳۵ھ میں انتقال ہوا''۔(۱)

۲۔ذہبی تحریر کرتے ہیں: سید الحفاظ ابوبکر بن ابی شیبہ حافظ علم حدیث تھے، مسند اور دیگر تصانیف علم حدیث و احکام و تفسیر میں انہوں نے لکھی ہیں، یہ حافظ عثمان بن ابی شیبہ اور قاسم بن ابی شیبہ کے بھائی، حافظ ابراہیم کے والد اور حافظ ابوجعفر محمد بن عثمان کے چچا تھے، یہ اپنے علمی گھرانے کی اہم فرد تھے، سن، مولد اور حفظ کے لحاظ سے احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور علی بن مدینی کے ہم عصر و ہمردیف تھے، یحیٰ بن معین ان سے چند سال بڑے تھے، یہ علم کا دریا اور اپنے فن حدیث میں بے نظیر و بے عدیل تھے، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ان سے اور نسائی نے ان کے شاگردوں سے روایت کی ہے نیز ان (ابن ابی شیبہ) سے محمد بن سعد کاتب، محمد بن یحیٰ، احمد بن حنبل، ابوزرعہ، ابوبکر بن عاصم، بقی بن مخلد، حسن بن سفیان، ابویعلی موصلی اور دیگر محدثین نے روایت کی ہے۔

احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ وہ نہایت سچے اور دیندار تھے مجھے وہ ان کے بھائی عثمان سے بہتر معلوم ہوتے ہیں، عجلی کہتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے اور فلاس کا کہنا ہے کہ ان سے بہتر اور عمدہ علم حدیث کا حافظ میں نے نہیں دیکھا اور ابوعبید کا بیان ہے کہ علم حدیث چار علماء پر منتہی ہوتا ہے ان میں سے ابوبکر بن ابی شیبہ سب سے زیادہ حدیث میں چھان بین کرنے والے تھے، احمد بن حنبل سب سے زیادہ علم حدیث میں فقیہ تھے، ابن معین نے سب سے زیادہ حدیثیں جمع کی تھیں اور ابن مدینی سب سے بڑے عالم تھے، بخاری اور مطین کا کہنا ہے کہ محرم

۱۔ اسماء رجال الصحیحین ج۱ص۲۵۹

۲۳۵ھ میں ان کا انتقال ہوا اور جس نے سب کے آخر میں ان سے روایت کی ہے وہ ابوعمر یوسف بن یعقوب نیشاپوری ہیں"۔(۱)

۲۷۔روایت محمد بن بکار

مسلم نے اپنی صحیح (۲) میں محمد بن بکار بن ریان ہاشمی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جیسا کہ روایت سعید بن مسروق میں بیان کیا گیا ہے۔

احوال وآثار

مقدسی لکھتے ہیں: "محمد بن بکار بن ریان بغدادی کی کنیت ابوعبداللہ تھی، انہوں نے محمد بن طلحہ بن مصرف، اسماعیل بن ابی زکریا، حسن بن ابراہیم اور ابو عاصم نبیل سے حدیث کا سماع کیا، مسلم نے ان سے روایت کی ہے۔۱۴۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳ ربیع الثانی ۲۳۸ھ کو ۹۳ سال کی عمر میں انتقال کیا، یہ بات میں نے ان کے بیٹے سے سنی تھی"۔(۳)

۲۔مزّی تحریر کرتے ہیں: "یحیٰی نے شیخ الحدیث، دارقطنی نے ثقہ اور صالح بن محمد بغدادی نے صدوق کہا ہے اور ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے"۔(۴)

۳۔ذہبی نے الکاشف (۵) اور العبر (۶) میں ان کی توثیق کی ہے اور کہا ہے کہ ۲۳۸ھ میں انتقال کیا۔

۴۔ابن حجر عسقلانی نے انہیں ثقہ اور دسویں طبقے میں شمار کیا ہے۔(۷)

۱۔سیر اعلام النبلاء۔خطی ۲۔صحیح مسلم ج۷ص۱۲۳ ۳۔اسماء رجال الصحیحین ج۲ ص۴۶۹

۴۔تہذیب الکمال۔خطی ۵۔الکاشف ج۳ص۲۴ ۶۔العبر ج۱ص۴۲۸ ۷۔تقریب التہذیب ج۲ص۱۴۷

۲۸۔روایت ابن راہویہ

ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد معروف بہ ابن راہویہ نے اپنی مسند میں حدیث ثقلین کی امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے، علامہ سخاوی اس حدیث کے طرق کے بارے میں کہتے ہیں:

حدیث علی کی اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں کثیر بن زید کے طریق سے اور انہوں نے محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے جد علی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا: ''ترکت فیکم ماان اخذتم بہ لن تضلو اکتاب اللہ سببہ بیدہ و سببہ بایدیکم و اھل بیتی ''یعنی میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر تم ان سے تمسک اختیار کرو تو کبھی گمراہ نہ ہو ایک کتاب خدا جس کا ایک سرا اس (خدا) کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں اور دوسرے میرے اہلبیت دولابی نے ''الذریعۃ الطاھرہ'' میں اسی طرح اس حدیث کو نقل کیا ہے۔(۱)

سمہودی (۲) نے جواہر العقدین میں اور احمد بن فضیل بن محمد باکثیر نے وسیلۃ المآل (خطی) میں اسی طرح روایت کی ہے اور سمہودی نے اس سند کی تجلیل کی ہے۔

ابن راہویہ نے اس حدیث کی زید بن ارقم سے بھی روایت کی ہے جیسا کہ مسلم کی عبارت سے یہ بات واضح ہے۔

۱۔استجلاب ارتقاء الغرف۔خطی
۲۔جواہر العقدین ج۱ص۸۵قسم ثانی

احوال وآثار

۱۔ابن حبّان لکھتے ہیں: ''ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم حنظلی مروزی کہ جنہیں راہویہ کہا جاتا ہے، نے ابن عینیہ سے نقل حدیث کیا اور ۱۴ ماہ رمضان ۲۳۸ھ کو ستتر سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا، لوگ ان کی قبر کی زیارت کے لئے جاتے رہتے ہیں، یہ عظیم المرتبت فقیہ اور حافظ کبیر تھے یہ فروعات کا حدیث سے استنباط کرتے تھے اور جو اس کے خلاف ہوتا تھا اس کو رد کر دیتے تھے''۔(۱)

۲۔مقدسی تحریر کرتے ہیں: ''صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ابن عینیہ، وکیع، نضر، جریر بن عبدالحمید، ولید بن مسلم اور چند دیگر محدثین کی حدیثوں کا سماع کیا، بخاری اور مسلم نے ان سے روایت کی ہے''۔(۲)

۳۔ابن خلکان کہتے ہیں: ''یہ فقہ وحدیث وورع کے جامع اور پیشوایان اسلام میں سے ایک ہیں، دار قطنی نے ان لوگوں میں شمار کیا ہے جنہوں نے شافعی سے روایت کی ہے، بیہقی نے انہیں شافعی کا شاگرد بتایا ہے، احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ ہمارے پاس اسحاق ائمہ مسلمین میں سے ایک امام ہیں، خود اسحاق کا کہنا تھا کہ مجھے ستر ہزار حدیثیں حفظ ہیں ایک لاکھ حدیثوں میں مذاکرہ کرتا ہوں، جس کو سنا حفظ کیا اور جسے حفظ کیا اسے فراموش نہیں کیا ان کی مشہور مسند ہے، بخاری، مسلم اور ترمذی نے ان سے حدیثوں کا سماع کیا تھا''۔(۳)

۴۔ذہبی لکھتے ہیں: ''اسحاق بن ابراہیم حدیث کے امام اور حافظ کبیر تھے، انہوں نے

۱۔الثقات　　۲۔اسماء رجال الصحیحین ج۱ص ۲۸　　۳۔وفیات الاعیان ج۱ص ۱۷۹

نیشاپور میں رہائش اختیار کی اور وہاں کے جید عالم دین بلکہ مشرق کے شیخ کہلائے ، جب محمد بن اسلم طوسی کو ان کی موت کی خبر پہونچی تو انہوں نے کہا کہ اسحاق سے زیادہ علم والا کوئی نہ تھا جو خدا سے اتنا ڈرتا ہوانما یخشی الله من عباده العلماء ، یہ اعلم الناس تھے ،اگر حماد وثوری زندہ ہوتے تو وہ بھی علم حدیث میں ان کے محتاج ہوتے ،احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ عراق میں اسحاق کا نظیر نہیں ہے،نسائی نے انہیں ثقہ، مامون اور امام کہا ہے،ابوزرعہ کہتے ہیں کہ اسحاق سے زیادہ احادیث کا حافظ نہیں دیکھا گیا ،ابوعبداللہ بن احمد بن شنبویہ کا کہنا ہے کہ میں نے احمد بن حنبل کو کہتے ہوئے سنا کہ اسحاق جیسا انسان میں نے نہیں دیکھا'' (۱) ذہبی نے یہی بات الکاشف میں کہی ہے ۔(۲) اور انہوں نے العبر میں امام ، عالم مشرق ،حافظ اور صاحب تصانیف کے القاب سے یاد کیا ہے۔(۳)

۵۔یافعی لکھتے ہیں: ''الامام ، عالم المشرق اسحاق بن راہویہ محدث ،فقیہ اور متقی و پرہیز گار تھے ،انہوں نے حصول حدیث کی خاطر حجاز ،عراق ،یمن اور شام کا سفر کیا اور سفیان بن عینیہ اور ان کے ہم طبقوں سے سماع حدیث کیا اور بخاری ومسلم نے ان سے سماع حدیث کیا''۔(۴)

۶۔سبکی لکھتے ہیں: ''یہ ائمہ دین میں سے ایک امام ، ائمہ مسلمین میں سے ایک امام اور ھداۃ المومنین میں سے ایک ہادی تھے ، یہ فقہ وحدیث وورع وتقویٰ کے جامع تھے ، دارمی کا کہنا ہے کہ اسحاق نے اپنی صداقت کی وجہ سے شرق وغرب کے دلوں پر اپنا سکہ جمالیا تھا ،خلیلی

۱۔تذکرۃ الحفاظ ج۲ص۴۳۳
۲۔الکاشف ج۱ص۱۰۶
۳۔العبر ج۱ص۴۲۶
۴۔مرآۃ الجنان ج۲ص۱۲۱

نے الارشاد میں انہیں شہنشاہ حدیث کہا ہے"۔(۱)

۲۹۔روایت ابومحمد وھبان بن بقیہ

ابو محمد وھبان بن بقیہ عثمان واسطی سے ابن مغازلی نے اپنی مناقب (ص۲۳۶۔۲۳۴) میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جسے بعد میں پیش کریں گے۔

احوال وآثار

ا۔مقدسی لکھتے ہیں:"وہب بن بقیہ واسطی کا لقب وھبان اور کنیت ابومحمد تھی، انہوں نے خالد بن عبداللہ سے سماع حدیث کیا،مسلم نے ان سے روایت کی ہے،سراج کا کہنا ہے کہ ۲۳۹ھ میں وفات پائی"۔(۲)

۲۔مزّی کہتے ہیں:"یحییٰ نے انہیں ثقہ،عجلی نے تابعی اور ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے"۔(۳)

۳۔ابن حجر کہتے ہیں:"یہ ثقہ اور دسویں طبقے سے ہیں"۔(۴) یہی بات ذہبی نے الکاشف (ج۳ص۲۴۳) اور العبر (ج۱ص۴۳۱) میں کہی ہے۔

۳۰۔روایت احمد بن حنبل

احمد بن محمد بن حنبل شیبانی نے اپنی مسند میں حدیث ثقلین کی مختلف طرق واسناد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:ہم سے اسود بن عامر نے بیان کیا انہوں نے ابواسرائیل (یعنی

ا۔طبقات الشافعیہ ج۲ص۸۳
۲۔اسماء رجال الصحیحین ج۲ص۴۲
۳۔تہذیب الکمال۔خطی
۴۔تقریب التہذیب ج۲ص۳۳۷

اسماعیل بن اسحاق ملائی) سے انہوں نے عطیہ سے اور انہوں نے ابوسعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''انی تارك فیکم الثقلین احدهما اکبر من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اهل بیتی و انهما لن یفترقا حتی یرداعلیّ الحوض ''۔(۱) یعنی میں نے تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑیں کہ اگر تم ان سے متمسک رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے، کتاب خدا جو ایک دراز رسی ہے آسمان سے زمین تک اور دوسرے میری عترت واہلبیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں۔

۲۔احمد کہتے ہیں: ہم سے ابوالنضر نے بیان کیا انہوں نے محمد (یعنی محمد بن طلحہ) سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عطیہ عوفی سے انہوں نے ابوسعید خدری سے اور انہوں نے نبیؐ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا: ''انی اوشك ان ادعی فاجیب و انی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ عز و جل و عترتی کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اهل بیتی و ان اللطیف الخبیر اخبرنی انهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض فانظرونی بما تخلفونی فیهما ''۔(۲) یعنی قریب ہے میں بلایا جاؤں اور مجھے جانا پڑے، میں میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک خدائے بزرگ و برتر کی کتاب اور دوسرے

۱۔مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۴ ۲۔مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۷

میری عترت میرے اہلبیت ، کتاب خدا تو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور میری عترت میرے اہلبیت ہیں اور خدائے لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں پس دیکھو میرے بعد تمہارا ان کے ساتھ کیسا سلوک رہتا ہے۔

۳۔احمد کہتے ہیں: ہم سے ابن نمیر نے بیان کیا انہوں نے عبدالملک بن ابی سلیمان سے انہوں نے عطیہ عوفی سے اور انہوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:''انی قد ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا بعدی الثقلین احدهما اکبر من الآخر کتاب الله حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اهل بیتی الا و انهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض ''(۱) یعنی میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم ان سے وابستہ رہے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہیں ہوگے ان میں سے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے ایک اللہ کی کتاب ہے جو ایک (مضبوط) رسی ہے جس کا ایک سرا آسمان پر ہے اور ایک زمین پر اور دوسری میری عترت ہے جو میرے اہلبیت ہیں یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں، تم خود ہی سوچو کہ تمہیں ان دونوں کے ساتھ کیا رویہ رکھنا چاہئے۔

۴۔احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا ہے اور انہوں نے

۱۔مسند احمد بن حنبل ج۳ص۲۶

ابوحیان تیمی سے اورانہوں نے یزید بن حیان تیمی سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں (یزید)، حصین بن سبرہ اورعمرو بن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے، حصین نے ان سے کہا اے زید تم نے بہت سے امور خیر انجام دیئے ہیں، تم نے رسول اللہ کو دیکھا اور ان سے حدیث سنی، حضرت کے ہمراہ جہاد کے لئے گئے اور آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی لہذا تم نے جو رسول اللہؐ سے سنا ہے اسے بیان کرو، زید بن ارقم نے کہا اے میرے برادر زادے خدا کی قسم میرا سن زیادہ ہو گیا ہے اور اس زمانے سے بہت دور ہو گیا ہوں، لہذا جو کہوں اسے قبول کرنا اور جو نہ کہوں اس پر اصرار نہ کرنا، پھر زید بن ارقم نے کہا: ''قام رسول الله يوماً فينا خطيبابدعىٰ خماء بين مكة و المدينة فحمد الله و اثنى عليه ووعظ و ذكر ثم قال اما بعد الا يا ايها الناس فانما انا بشر يوشك ان ياتى رسول ربى فاجيب و انا تارك فيكم الثقلين اولهما كتاب الله فيه الهدى والنور فخذو بكتاب الله تعالىٰ و استمسكوابه فحث على كتاب الله و رغب فيه ثم قال واهل بيتى اذكركم الله فى اهل بيتى اذكركم الله فى اهل بيتى اذكركم الله فى اهل بيتى ''۔یعنی مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو خم کہلاتا تھا رسول اللہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد وثنا اور لوگوں کو پند ونصیحت کے بعد فرمایا اے لوگوں میں بشر ہی تو ہوں وہ وقت دور نہیں ہے کہ میری طلبی ہو اور مجھے جانا پڑے، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک خدا کی کتاب جس میں نور و ہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے

وابستہ رہو، آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اوراس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد ارشاد فرمایا اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، حصین نے کہا اے زید آنحضرت کے اہلبیت کون ہیں؟ کیا حضرت کی بیویاں نہیں ہیں؟ جواب دیا حضرت کی بیویاں اہلبیت میں ہیں لیکن (یہاں) حضرت کے اہلبیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے، حصین نے کہا وہ کون لوگ ہیں؟ کہا آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس، حصین نے کہا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ زید نے کہا ہاں۔

احمد بن حنبل نے (اپنی مسند کی ج۴ص۳۷۱ پر) اس روایت کو زید بن ارقم اور (مسند ج۵ص۱۸۲۔۱۸۱پر) زید بن ثابت سے بھی مختلف الفاظ میں نقل کیا ہے۔

احمد بن حنبل نے اپنی کتاب ''مناقب امیر المومنین'' میں بھی حدیث ثقلین کو مختلف طرق سے نقل کیا ہے۔

سبط ابن جوزی کہتے ہیں: احمد نے فضائل میں کہا ہے کہ ہم سے اسود بن عامر نے بیان کیا انہوں نے اسرائیل سے انہوں نے عثمان بن مغیرہ سے اورانہوں نے ربیعہ سے روایت کی ہے، ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم سے ملاقات کی اوران سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ کو ''ترکت فیکم الثقلین و احدھما اکبر من الآخر'' کہتے ہوئے سنا تھا؟ زید بن ارقم نے جواب دیا ہاں میں نے رسول اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ترکت

فیکم الثقلین کتاب الله حبل ممدود بین السماء والارض و عترتی اهل بیتی الاانهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض الا فانظروا کیف تخلفونی فیهما "(۱)

احمد بن حنبل نے حدیث ثقلین کوابو طفیل کے طریق سے بھی نقل کیا ہے جیسا کہ حاکم نیشاپوری نے المستدرک علی الصحیحین (ج ۳ص ۱۰۹) میں بیان کیا ہے۔

۳۱۔روایت نصر بن عبدالرحمٰن کوفی وشّاء

ترمذی نے اپنی صحیح کی ج ۵ص ۶۲۱ پر روایت نصر بن عبدالرحمٰن بن بکار ناجی کوفی وشاء کو یوں نقل کیا ہے: ہم سے نصر بن عبدالرحمٰن کوفی نے بیان کیا انہوں نے زید بن حسن سے انہوں نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ کو حج میں عرفہ کے دن ناقہ قصوا پر سوار خطبہ دیتے دیکھا جس میں آپ نے فرمایا: ایها الناس انی تارك فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا کتاب الله و عترتی اهل بیتی "یعنی اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انہیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت۔

اسی باب میں ابوذر، زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید سے یہ حدیث نقل ہوئی ہے، زید بن حسن سے سعید بن سلیمان اور دیگر محدثین نے روایت کی ہے، محمد بن علی حکیم ترمذی نے

۱۔تذکرۃ الخواص الامۃ ص ۳۲۲

نوادرالاصول (ص ٦٨) میں بھی حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جسے آئندہ بیان کریں گے

-

۳۲۔ روایت ابو محمد عبد ابن حمید کسّی

ابومحمد عبد بن حمید کسّی نے اپنی مسند میں زید بن ثابت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "انی تارک ما ان تمسکتم به لن تضلوا کتاب الله و عترتی و اهل بیتی ، فانهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض "(۱) یعنی میں تم میں (دو) چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم ان سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں، یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔

نورالدین سمہودی لکھتے ہیں: زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "انی تارک فیکم خلیفتین کتاب الله عز و جل ممدود ما بین السماء والارض (او ما بین السماء الی الارض) و عترتی اهل بیتی و انهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض "۔ یعنی میں تم میں اپنے دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں، ایک کتاب خدا جو ایک دراز رسی ہے آسمان سے لے کر زمین تک دوسرے میری عترت و اہل بیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں اس حدیث کو احمد نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے اور عبد بن حمید نے عالی سند سے اس

۱۔ احیاء المیت بذکر فضائل اہل بیت ص ۱۲

کو یوں نقل کیا ہے" انی تارك فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا کتاب الله عزو جل و عترتی اهل بیتی و انهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض "(۱)

شیخانی قاری نے" صراط السوی" میں اور میرازا محمد خان بدخشی نے" مفتاح النجا" میں اسی کی روایت کی ہے، عبد بن حمید نے اس حدیث کی زید بن ارقم سے بھی روایت کی ہے جسے حافظ سیوطی یوں نقل کرتے ہیں: "اے لوگوں میں ایک بشر ہی تو ہوں وہ وقت قریب ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آئے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں، میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک خدا کی کتاب جس میں نور وہدایت ہے جس نے کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑا اور اس سے وابستہ ہوا اس نے ہدایت پائی اور جس نے چھوڑا گمراہ ہوا، لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں"۔(۲)

ملا متقی نے بھی کنز العمال میں عبد بن حمید سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

احوال وآثار

۱۔مقدسی لکھتے ہیں: "عبد بن حمید بن نصر ابو حمید کسّی کا اصل نام عبدالحمید تھا، صحیح بخاری میں عثمان بن عمر سے اور صحیح مسلم میں ابو عاصم، عبدالرزاق، یعقوب بن ابراہیم، ابو عامر

۱۔ جواہر العقدین ج۱ص۸۲قسم ثانی ۲۔الجامع الصغیر ہمراہ با شرح مناوی ج۲ص۱۷۵۔۱۷۴

عقدی، جعفر بن عون، یونس مؤدب، ابونعیم، سعید بن عامر، احمد بن اسحاق، عمر بن یونس اور حسن بن موسیٰ سے روایت کی ہے، مسلم نے بہت زیادہ ان سے روایتیں کی ہیں''۔(۱)

۲۔ذہبی تحریر کرتے ہیں: ''عبد بن حمید بن نصر امام الحافظ ابومحمد کَسّی مسند کبیر، تفسیر اور دیگر کتابوں کے مصنف ہیں، ان کا نام عبدالحمید ہے اور یہ ائمہ ثقات میں سے ہیں، ۲۴۹ھ میں انہوں نے وفات پائی''(۲) ذہبی نے الکاشف (ج ۲ ص ۲۲۲) اور العبر (ج ۱ ص ۴۵۴) میں یہی بات کہی ہے۔

۳۔ابن حجر کہتے ہیں: ''یہ ثقہ، حافظ اور گیارہویں طبقے میں سے ہیں''۔(۳)

۴۔جلال الدین سیوطی نے ان کا شرح حال لکھتے وقت انہیں ''الحافظ'' کے لقب سے یاد کیا ہے۔(۴)

۳۳۔روایت عباد بن یعقوب رواجنی اسدی

حافظ طبرانی اپنی معجم صغیر میں حدیث ثقلین کی یوں روایت کرتے ہیں: ہم سے حسن بن محمد بن مصعب آشنائی کوفی نے بیان کیا انہوں نے عباد بن یعقوب اسدی سے انہوں نے عبدالرحمٰن مسعودی سے انہوں نے کثیر النواء سے انہوں نے عطیہ عوفی سے اور انہوں نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''انی تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللہ عز وجل حبل ممدود من السماء

۱۔اسماء رجال الصحیحین ج ۱ ص ۳۳۸۔۳۳۷
۲۔تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۳۴
۳۔تقریب التہذیب ج ۱ ص ۵۲۹
۴۔طبقات الحفاظ ص ۲۳۴

الی الارض و عترتی اهل بیتی و انهما لن یفترقا حتی یرداعلیّ الحوض "، یعنی تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جن میں ایک دوسرے سے بڑی ہے ایک خدائے بزرگ و برتر کی کتاب جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت میرے اہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں اس روایت کو کثیر النواء سے سوائے مسعودی کے کسی نے نقل نہیں کیا ہے(۱)

۳۴۔روایت نصر بن علی بن نصر بن علی جہضمی

حکیم ترمذی لکھتے ہیں: ہم سے نصر بن علی نے بیان کیا انہوں نے زید بن حسن سے انہوں نے معروف بن خربوذ مکی سے انہوں نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے اور انہوں نے حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت کی ہے کہ انہوں (حذیفہ) نے کہا جب رسول اللہ حجۃ الوداع سے پلٹے تو یہ خطبہ دیا:

ایها الناس انه قد نبأنی اللطیف الخبیر انه لن یعمر نبی الا مثل نصف عمر الذی یلیه من قبل و انی اظن ان یوشك ان ادعی فاجیب وانی فرطكم علیّ الحوض و انی سائلكم حین تردون علیّ عن الثقلین فانظروا كیف تخلفونی فیهما الثقل الاكبر كتاب الله سبب طرفه بیدالله و طرفه بایدیكم فاستمسكوا ولا تضلوا و لا تبدلوا و

۱۔المعجم الصغیر ج۱ص۱۳۱

عترتی اھل بیتی فانی قد نبانی اللطیف الخبیر انھما لن یفترقا حتی یرداعلیّ الحوض ' '(۱) یعنی لوگو خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ کسی بھی نبی نے اپنے پہلے کے نبی کی آدھی عمر سے زیادہ زندگی نہیں گزاری، مجھے گمان ہے کہ عنقریب میں دعوت حق پر لبیک کہوں میں تم سے پہلے حوض پر وارد ہوں گا اور تم سے ثقلین کے بارے میں سوال کروں گا دیکھو تمہارا کیسا ان کے ساتھ برتاؤ رہتا ہے، ثقل اکبر تو کتاب خدا ہے جو رسی کی مانند ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس کا دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں، پس اس سے تمسک اختیار کرو اور گمراہ نہ ہو اور (جس کو جیسا بتایا ہے) اس میں تبدیلی نہ کرو اور میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں کیونکہ (خداوند) لطیف وخبیر نے مجھے خبر دیا ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ یہ دونوں حوض پر وارد ہوں۔

احوال وآثار

۱۔مقدسی لکھتے ہیں: ''نصر بن علی بن نصر بن علی جہضمی ازدی بصری کی کنیت ابو عمر اور باپ کا نام علی تھا، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ان کے توسط سے ان کے والد، عبدالاعلی، ابو احمد زبیری اور دیگر محدثین کی حدیثیں نقل ہوئی ہیں، بخاری اور مسلم نے ان سے روایت کی ہے، ابوالعباس سراج کا کہنا ہے کہ (بصرہ میں) ۲۵۰ھ میں وفات پائی''۔(۲)

۲۔سمعانی کہتے ہیں: ''یہ بصرہ کے قاضی، ثقہ، ثبت، حجت اور متقن علماء میں سے تھے''۔(۳)

۱۔نوادرالاصول ص۶۹۔۶۸ ۲۔اسماء الرجال الصحیحین ج۱ص۵۳۱ ۳۔الانساب۔ جہضمی

۳۔ذہبی کا بیان ہے: ''یہ بصرہ کے حفاظ اور ائمہ حدیث میں سے تھے، عبداللہ بن احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے والد سے ان کے بارے میں سوال کیا وہ انہیں لائق اعتماد سمجھتے تھے، ابوحاتم کا بیان ہے کہ یہ میری نظر میں فلاس سے بہتر، موثق تر اور حافظ تر تھے، ابن خراش نے ثقہ اور دیگر علماء نے انہیں اشرف الناس کہا ہے''۔(۱) یہی بات ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ (۲) اور العبر (۳) میں کہی ہے اس میں انہیں نسائی کے ثقہ کہنے کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی یافعی (۴) نے کہا ہے اور سیوطی کا کہنا ہے کہ انہوں نے اپنے والد، ابن عیینہ، یزید بن ربیع اور دیگر محدثین سے روایت کی اور چھ اماموں، ابوحاتم اور دیگر علماء نے ان سے بے شمار روایتیں کی ہیں، ۲۵۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔(۵)

۳۵۔روایت محمد بن مثنی عنزی

محمد بن مثنی عنزی سے منقول حدیث ثقلین کو نسائی نے خصائص (ص۹۳) میں بیان کیا ہے جس کو آئندہ بیان کریں گے۔

احوال وآثار

مقدسی لکھتے ہیں: ''محمد بن مثنی بن عبدقیس ابوموسی عنزی معروف بہ زمن، بصرہ کے رہنے والے تھے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے مطابق انہوں نے ابن عیینہ، غندر اور محدثین کی ایک جماعت سے حدیثوں کا سماع کیا، بخاری اور مسلم نے ان سے بہت زیادہ حدیثیں نقل کی

۱۔تذہیب التہذیب۔خطی ۲۔تذکرۃ الحفاظ ج۲ص۵۱۹ ۳۔العبر ج۱ص۴۵۷

۴۔مرآۃ الجنان ج۲ص۱۵۶ ۵۔طبقات الحفاظ ص۲۲۷

ہیں۔(۱)

۲۔سمعانی لکھتے ہیں: ''بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابوعیسیٰ (ترمذی) اورنسائی نے ان سے روایت کی ہے یہ ثقات میں سے ہیں''۔(۲)

۳۔ذہبی لکھتے ہیں: ''یحییٰ بن محمد ذھلی کے نزدیک حجت، ابوحاتم کی نظر میں صدوق اور ابن حراش نے افرادثبت میں ان کو شمار کیا ہے، خطیب نے انہیں صدوق، پرہیزگار اور با فضل وثقہ کہا ہے''۔(۳)

۴۔ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ، (۴) العبر (۵) اورالکاشف (۶) میں یہی بات کہی ہے۔

۵۔ابن حجرعسقلانی کہتے ہیں: ''یہ ثقہ، ثبت اور دسویں طبقے کے محدثین میں سے ہیں''۔(۷)

۶۔جلال الدین سیوطی نے بھی یہی بات کہی ہے۔(۸)

۳۶۔روایت دارمی

سخاوی، ''استجلاب ارتقاء الغرف'' میں حدیث کوصحیح مسلم سے نقل کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں: روایت میں آیا ہے کہ زید سے دریافت کیا گیا کہ حضرتؐ کے اہلبیت کون ہیں ؟ کیا حضرتؐ کی بیویاں شامل ہیں؟ زید ابن ارقم نے جواب دیا خدا کی قسم نہیں! اس لئے کہ بیوی اپنے شوہر کے ساتھ ایک عرصہ تک رہتی ہے مگر ادھر شوہر نے اس کو طلاق دیا اور وہ

۱۔اسماءرجال الصحیحین ج۱ص۴۵۱ ۲۔الانساب۔العنزی ۳۔تذھیب التھذیب۔خطی
۴۔تذکرۃ الحفاظ ج۱ص۵۱۲ ۵۔العبر ج۲ص۴ ۶۔الکاشف ج۳ص۹۳
۷۔تقریب التھذیب ج۲ص۲۰۴ ۸۔طبقات الحفاظ ص۲۲۲

اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی، حضرتؐ کے اہلبیت تو وہ افراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے، اس روایت کو مسلم اور نسائی نے پہلے الفاظ میں اور احمد اور دارمی نے اپنی مسانید میں، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور دیگر محدثین نے حدیث ابوحیان تیمی یحییٰ بن سعید بن حیان کو یزید بن حیان سے نقل کیا ہے۔

احوال وآثار

ا۔ مقدسی لکھتے ہیں: ''عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی سمرقندی کی کنیت ابومحمد تھی، انہوں نے ابوالیمان حکیم بن نافع، یحییٰ بن حسان، محمد بن عبداللہ رقاشی، مروان، محمد، ابوالمغیرہ، عبداللہ بن جعفر رقی، حجاج بن منہال، فریابی، ابونعیم، عفان، ابوعلی عبداللہ حنفی، ابومعمر وعبداللہ بن عمر مقری، ابوالولید طیالسی، محمد بن مبارک، مسلم بن ابراہیم، محمد بن کثیر، حبان بن ہلال اور موسی بن خالد داماد فریابی سے حدیثوں کا سماع کیا اور مسلم نے ان سے روایت کی ہے''۔(۱)

۲۔ سمعانی کہتے ہیں: ''دارمی نے حصول حدیث کی خاطر بہت زیادہ سفر کیا، حفظ و اتقان و وثاقت وصدق اور زہد وورع سے متصف تھے، بادشاہ کے اصرار پر قاضی ہوئے اور تھوڑے عرصے کے بعد اس منصب سے مستعفی ہو گئے، یہ عقل وخرد اور فضل ودانش کی منزل کمال تک پہونچے ہوئے تھے، دیانت، حلم، متانت، بندگی، عبادت، کم خرچی اور زہد میں ضرب المثل تھے، انہوں نے ''المسند''، ''التفسیر''، ''الجامع'' تصنیف کی......''(۲)

۳۔ ذہبی لکھتے ہیں: ''دارمی امام، حافظ اور سمرقند کے شیخ الاسلام تھے، ان کی مسند، عبد بن

ا۔ اسماء رجال الصحیحین ج ا ص ۳۰ ۲۔ الانساب۔ دارمی

حمید منتخب کی مسند کے ہمردیف ہے''۔(۱) ذہبی نے الکاشف (۲) اور العبر (۳) میں انہیں اپنے زمانہ کا امام بتایا ہے۔

۴۔ یافعی نے مرأۃ الجنان (۴) میں، ولی الدین خطیب نے اسماء رجال المشکاۃ میں اور عسقلانی نے تہذیب التہذیب (۵) میں یہی بات کہی ہے، عسقلانی نے تقریب التہذیب میں انہیں حافظ، صاحب مسند، ثقہ، فاضل، متقن اور گیارہویں طبقے میں شمار کیا ہے۔(۶) سیوطی نے طبقات الحفاظ میں، داؤدی نے طبقات المفسرین (ج ۱ ص ۲۳۵) میں اور ملا علی قاری نے مرقاۃ (ج ۱ ص ۲۳) میں یہی بات کہی ہے۔

۳۷۔ روایت علی بن منذر طریقی

علی بن منذر سے مروی حدیث ثقلین کو ترمذی نے اپنی صحیح (ج ۵ ص ۶۲۲) میں نقل کیا ہے۔

احوال و آثار

۱۔ مزّی کہتے ہیں: ''ابن ابی حاتم کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد کے ہمراہ ان سے استماع حدیث کیا اور والد ہی کے بقول علی بن منذر نے ۵۵ بار حج کیا تھا یہ صدق وصفا کے مرتبہ پر فائز تھے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن نمیر نے انہیں ثقہ و

۱۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۳۵ ۲۔ الکاشف ج ۱ ص ۱۰۳ ۳۔ العبر ج ۲ ص ۸
۴۔ مرأۃ الجنان ج ۲ ص ۱۶۱ ۵۔ تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۴ ۶۔ تقریب التہذیب ج ۱ ص ۴۲۹

وق کہا ہے۔"(۱)

۲۔ذہبی لکھتے ہیں:"یہ خا ر ہیں"۔(۲)

۳۔ابن حجر کہتے ہیں" یہ صدوق، شیعہ اور دسویں طبقے سے ہیں"۔(۳)

۴۔شیخ عبدالحق دہلوی نے اسماء رجال المشکاۃ میں یہی بات کہی ہے۔نیز ملاحظہ کیجئے سمعانی کی الانساب۔طریق۔

۳۸۔روایت مسلم بن حجاج قشیری

۱۔مسلم نے حدیث ثقلین کو مختلف طرق و اسناد سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: مجھ سے زہیر بن حرب اور شجاع بن مخلد نے ابن علیہ سے نقل کیا ہے، زہیر کا کہنا ہے کہ اسماعیل بن ابراہیم نے ابوحیان سے اور انہوں نے یزید بن حیّان سے روایت کی ہے کہ میں (یزید)، حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے، حصین نے کہا اے زید تم نے بہت سے امور خیر انجام دیئے تم۔ نے رسول اللہ کو دیکھا اور ان سے حدیثیں سنیں، حضرت کے ہمراہ جہاد کیا اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھی، لہذا حضرت سے جو سنا ہے بیان کرو، زید بن ارقم نے کہا اے برادرزادے خدا کی قسم میں مسن اور اس زمانے سے دور ہو گیا ہوں، پیغمبرؐ کی بعض باتوں کو تو فراموش کر چکا ہوں پھر بھی جو بیان کروں اسے تسلیم کرنا اور جنہیں نہ بیان کروں ان کے بیان پر اصرار نہ کرنا پھر (زید بن ارقم نے) کہا ایک دن رسولؐ اللہ مکہ اور مدینہ کے درمیان "غدیر خم" میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا اور پند و

۱۔تہذیب الکمال۔خطی ۲۔الکاشف ج ۲ ص ۲۹۶ ۳۔تقریب التہذیب ج ۲ ص ۴۴

نصیحت کے بعدفرمایا:"امابعد:الا یا ایها الناس !فانما انا بشر یوشك ان یاتی رسول ربی فاجیب و انا تارك فیكم الثقلین اولهما كتاب الله فیه الهدی والنور فخذوا بكتاب الله و استمسكوا(فحث علی كتاب الله و رغب فیه ثم قال) و اهل بیتی ، اذكركم الله فی اهل بیتی ، اذكركم الله فی اهل بیتی ، اذكركم الله فی اهل بیتی".(۱)

یعنی اے لوگو میں ایک بشر ہی تو ہوں وہ وقت دور نہیں ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آئے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک اللہ کی کتاب جس میں نور و ہدایت ہے لہذا اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اوراس سے وابستہ رہو،(آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اوراس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعدفرمایا) اوردوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاددلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاددلاتا ہوں حصین نے زید بن ارقم سے پوچھا حضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی عورتیں آپ کے اہلبیت میں نہیں ہیں؟ زید نے جواب دیا آپ کی عورتیں اہلبیت میں ہیں مگر (یہاں) اہلبیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پرآپ کے بعدصدقہ حرام ہے۔ حصین نے پوچھا وہ کون ہیں؟ زید نے جواب دیا آل علی ،آل جعفر،آل عقیل اورآل عباس۔ حصین نے پوچھا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ جواب دیا ہاں۔

ا۔صحیح مسلم ج۷ص۱۲۳۔۱۲۲

۲۔ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے محمد بن فضیل سے اور اسحاق بن ابراہیم نے جریر سے اور دونوں نے ابوحیان سے حدیث اسماعیل کی مانند اسناد سے نقل کیا ہے البتہ حدیث جریر میں اس کا اضافہ ہے ''کتاب الله فیه الهدی و النور من استمسك به و اخذ به کان علی الهدی و من اخطاه ضل ''

۳۔ہم سے محمد بن بکار بن ریان نے بیان کیا انہوں نے حسان (یعنی حسان بن ابراہیم) سے انہوں نے سعید (یعنی سعید بن مسروق) سے انہوں نے یزید بن حیان سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے، یزید کا کہنا ہے کہ ہم زید بن ارقم کے پاس آئے اور ان سے کہا آپ نے بہت سے کار خیر انجام دیئے، رسول اللہ کی ہمنشینی اختیار کی اور آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی پھر حدیث کو ابوحیان کی طرح بیان کیا لیکن اس تفاوت سے کہ ''الاوانی تارك فیکم الثقلین احدهما کتاب الله هو حبل الله من اتبعه کان علی الهدی ومن ترکه کان علی الضلالة ''ہم نے کہا ان (رسولؐ اللہ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی ازواج شامل ہیں؟ کہا نہیں خدا کی قسم کیونکہ زوجہ ایک عرصہ تک شوہر کے ساتھ زندگی گذارتی ہے مگر ادھر شوہر نے طلاق دی اور وہ الگ ہوگئی اور اپنے رشتہ داروں کے گھر چلی گئی، آپ کے اہلبیت آپ نزدیک ترین رشتہ دار ہیں جن پر حضرت کے بعد صدقہ حرام ہے۔(۱)

احوال وآثار

۱۔صحیح مسلم ج ۷ ص ۱۲۳۔۱۲۲

ابن خلکان لکھتے ہیں: ''صاحب صحیح ابوالحسن مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری ائمہ حفاظ اور بزرگ محدثین میں سے تھے، انہوں نے حصول حدیث کی خاطر حجاز، عراق، شام اور مصر کا سفر کیا اور یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، عبداللہ بن مسلم قعنبی اور دیگر محدثین سے سماع حدیث کیا تھا، کئی مرتبہ بغداد گئے اور اہل بغداد نے ان سے روایت کی، آخری مرتبہ ۲۵۹ھ میں بغداد گئے تھے، ترمذی نے ان سے روایت کی ہے یہ ثقات میں ہیں، محمد ماسرجسی کا بیان ہے کہ میں نے مسلم بن حجاج کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے تین لاکھ سنی ہوئی حدیثوں سے انتخاب کر کے اس صحیح کو تدوین کیا، حافظ ابوعلی نیشاپوری کا بیان ہے کہ اس آسمان کے نیچے علم حدیث میں مسلم کی کتاب سے صحیح تر کوئی کتاب نہیں ہے، خطیب بغدادی کا کہنا ہے کہ مسلم، بخاری کا دفاع کرتے تھے، مسلم اور محمد بن یحییٰ ذھلی میں جدائی ہوگئی تھی''۔(۱)

۲۔ ذہبی کہتے ہیں: ''ابوعمرو حمدان کا بیان ہے کہ میں نے ابن عقدہ سے پوچھا کہ بخاری اور مسلم میں کس کو زیادہ حدیثیں یاد تھیں؟ کہا محمد (بخاری) بھی عالم تھے اور مسلم بھی، جب میں نے اپنے سوال کی کئی بار تکرار کی تو کہا محمد (بخاری) سے اہل شام کے سلسلے میں غلطی ہو جاتی تھی، کیونکہ انہوں نے ان سے کتابیں لیں اسے دیکھا (اور چونکہ ان سے حدیثیں نہیں سنی تھیں اس لئے) کبھی ایک شخص کو اس کی کنیت سے یاد کیا اور اسی کو دوسری جگہ اس کے نام سے، جب کہ مسلم سے ایسی بہت کم غلطی ہوئی ہے اس لئے کہ وہ (مسلم)

۱۔ وفیات الاعیان ج ۴ ص ۲۸۰

صرف مسانید کو لکھتے تھے، مقطوع اور مرسل حدیثوں کو چھوتے تک نہیں تھے"۔(۱)

ذہبی نے الکاشف (۲) اور العبر (۳) میں یہی بات کہی ہے۔

۳۔یافعی تحریر کرتے ہیں: "متاخرین ائمہ حدیث نے صحیحین کے درمیان اختلاف کیا ہے کہ کون برتر ہے، اکثر کا کہنا ہے کہ صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح حاصل ہے اور بعض صحیح مسلم کے ترجیح کے قائل ہیں یہاں تک کہ ابوعلی نیشاپوری کا کہنا ہے کہ اس کرۂ ارض پر مسلم کی کتاب سے صحیح تر کوئی کتاب نہیں ہے، میں کہتا ہوں کہ کتاب بخاری افقہ اور کتاب مسلم سیاق روایات کے لحاظ سے احسن ہے"۔(۴)

۴۔ابن وردی نے تتمۃ (۵) المختصر فی اخبار البشر میں اور ملا علی قاری نے المرقاۃ (۶) میں یہی بات کہی ہے۔

۵۔شیخ عبدالحق دہلوی اسماء رجال مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: "مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری مشہور و معروف ائمہ حفاظ میں سے ایک اور علمائے حدیث کے استاد اور ان کے امام تھے، انہوں نے حصول حدیث کی خاطر دنیا کے گوشہ و کنار کا سفر کیا تھا۔

۳۹۔روایت ابن ماجہ

گنجی نے حدیث ثقلین کو اپنی سند سے نقل کرنے کے بعد کہا ہے "جس طرح میں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اسی طرح مسلم نے اپنی صحیح میں اور ابوداؤد اور ابن ماجہ قزوینی نے

۱۔تذکرۃ الحفاظ ج۲ص۵۹۰۔۵۸۸ ۲۔الکاشف ج۳ص۱۴۰ ۳۔العبر ج۱ص۲۳

۴۔مرآۃ الجنان ج۲ص۱۴۷ ۵۔تتمۃ المختصر ج۱ص۳۲۷ ۶۔المرقاۃ ج۱ص۱۷۔۱۶

اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے"۔(۱)

احوال وآثار

ابن ماجہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے، ان کے مفصل حالات وفیات الاعیان ج ۳ ص ۴۰۸، تہذیب الکمال۔ خطی، اسماء رجال المشکاۃ ج ۳ص ۸۰۴، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ص ۲۳۶، سیر اعلام النبلاء، العبر فی خبر من غبر ج ۲ص ۵۱، الکاشف ج ۳ص ۱۱۰، مرأۃ الجنان ج ۳ص ۱۸۸، المختصر فی اخبار البشر ج ۲ص ۵۴، تتمۃ المختصر ج ۱ص ۳۳۲، تہذیب التہذیب ج ۹ص ۵۳۰، تقریب التہذیب ج ۲ص ۲۲۰، طبقات الحفاظ ص ۲۷۸ اور رجال وسیرت کی دیگر کتابوں میں موجود ہیں، اختصار کے پیش نظر صرف ابن خلکان کی عبارت پر اکتفا کر رہے ہیں: "ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ ربعی قزوینی مشہور حافظ اور حدیث کی کتاب "السنن" کے مصنف ہیں، یہ حدیث کے امام اور علوم حدیث کے عالم تھے، حدیث نویسی کی خاطر انہوں نے عراق، بصرہ، کوفہ، بغداد، مکہ، شام، مصر اور شہر رے کا سفر کیا، تفسیر وتاریخ میں بہترین کتاب لکھی، ان کی کتاب صحاح ستہ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ترمذی، سنن ابن ماجہ، سنن نسائی، سنن ابی داؤد) میں سے ایک ہے"۔

۴۰۔ روایت ابوداؤد

حافظ گنجی کی عبارت بالا سے معلوم ہوگیا کہ ابوداؤد نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، سبط ابن جوزی نے بھی یہی بات کہی ہے، وہ لکھتے ہیں: "اس حدیث (ثقلین) کی ابوداؤد

۱۔ کفایۃ الطالب ص ۵۳

نے اپنی سنن میں اور ترمذی اور بے شمار محدثین نے اپنی کتابوں میں روایت کی ہے، رزین نے ''الجمع بین الصحاح'' میں اس کا ذکر کیا ہے''۔(۱)

احوال وآثار

۱۔سمعانی لکھتے ہیں: ''یہ دنیا میں فقہ وعلم وحفظ وورع واتقان کے اماموں میں سے ایک تھے، یہ ان محدثین میں سے تھے جنہوں نے حدیثوں کو جمع کیا، سنن کا دفاع کیا، اس کے مخالفین کو سرکوب کیا اور جاعلین حدیث کو نابود کیا تھا، شوال ۲۷۵ھ میں بصرہ میں ان کا انتقال ہوا''۔(۲)

۲۔ابن خلکان کہتے ہیں: ''ابراہیم حربی کا بیان ہے کہ ابوداؤد کے لئے حدیث اسی طرح نرم ہوگئی تھی جیسے جناب داؤد کے لئے لوہا، ابوداؤد کا کہنا ہے میں نے پانچ لاکھ حدیث پیغمبرؐ لکھی ان میں چار ہزار آٹھ سو حدیثوں کا انتخاب کر کے اپنی یہ سنن تالیف کی''۔(۳)

۳۔ذہبی لکھتے ہیں: ''ابوداؤد امام، ثبت اور سید الحفاظ تھے'(۴) ذہبی الکاشف میں کہتے ہیں: ''یہ امام، ثبت اور علماء باعمل کے امام تھے، شوال ۲۷۵ھ میں ان کا انتقال ہوا ''۔(۵) نیز ذہبی نے العبر میں لکھا ہے: ''یہ فقہ وحدیث کے رأس ورئیس اور جلالت وورع میں ان کے استاد احمد بن حنبل سے ان کو تشبیہ دی جاتی تھی''(۶)

۴۔قاری لکھتے ہیں: ''اس کتاب کے شارح خطابی کا بیان ہے کہ دین سے متعلق ایسی

۱۔تذکرۃ خواص الامۃ ص۳۲۲ ۲۔الانساب۔ سجستانی ۳۔وفیات الاعیان ج۲ ص۱۳۸
۴۔تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۵۹۱ ۵۔الکاشف ج۱ ص۳۹۰ ۶۔العبر ج۲ ص۵۴

کتاب نہیں لکھی گئی ترتیب کے لحاظ سے بہتر اور صحیحین سے زیادہ اس میں فقہی مسائل ہیں، ابوداؤد کے بقول اس میں متروک حدیثیں نہیں ہیں، ابن عربی کا کہنا ہے جس کے پاس قرآن اور ابوداؤد کی کتاب ہو وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے۔ ناجی کہتے ہیں کہ کتاب خدا اصل وریشۂ اسلام اور کتاب ابی داؤد شاخۂ اسلام ہیں، اسی وجہ سے حجۃ الاسلام غزالی کا کہنا تھا کہ مجتہد اس کتاب پر اکتفا کرسکتا ہے اور شافعی اماموں نے ان کی پیروی کی ہے''۔(۱)

۱۴۱۔ روایت عبدالملک بن محمد بن عبداللہ رقاشی بصری

حاکم نے المستدرک علی الصحیحین (ج۳ص۱۰۹) میں عبدالملک رقاشی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، جس کو آئندہ بیان کریں گے۔

احوال وآثار

۱۔ سمعانی لکھتے ہیں: ''عبدالملک بن محمد بن عبداللہ رقاشی کی پہلے کنیت ابومحمد تھی بعد میں ابوقلابہ کنیت ہوئی، انہوں نے اپنے والد، یزید بن ہارون، عبداللہ بن بکر سہمی، ابوداؤد طیالسی، عبدالصمد بن عبدالوارث، روح بن عبادہ، بشر بن عمر زہرانی، ابوعامر عقدی، اشہل بن حاتم، حجاج بن منہال، قعنبی اور معلیٰ بن اسد سے حدیثوں کا سماع کیا، اور ان (عبدالملک) سے محمد بن اسحاق صنعانی، یحییٰ بن محمد بن صاعد، قاضی محاملی، محمد بن مخلد، ابواحمد بکر بن محمد بن حمدان صیرفی مروزی، ابوعمرو بن سماک، ابوبکر احمد بن سلمان نجاد، ابوسہل بن زیاد قطان اور ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ جس جماعت کی آخری فرد ابوبکر محمد بن

۱۔ المرقاۃ فی شرح المشکاۃ ج۱ص۲۲

عبداللہ شافعی کی ہے''۔(۱)

۲۔عبدالغنی مقدسی لکھتے ہیں: ''ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ زیادہ تر حدیثوں کو وہ حفظ کرتے تھے چنانچہ منقول ہے کہ اپنے حافظے سے ساٹھ ہزار حدیثوں کی انہوں نے روایت کی تھی، ابو داؤد نے انہیں صدوق و امین و مامون کہا ہے''۔(۲) یہی بات مزّی نے تہذیب الکمال میں، ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ (۳)، العبر (۴) اور دول الاسلام (۵) میں، یافعی نے مرأۃ الجنان (۶) میں اور سیوطی نے طبقات (۷) الحفاظ میں کہی ہے۔

۴۲۔روایت ابن ابی العوام تمیمی

ابن مغازلی نے اپنی مناقب (ص۲۳۶۔۲۳۴) میں ابن ابی العوام تمیمی سے روایت کی ہے۔

احوال وآثار

سمعانی لکھتے ہیں: ''ابو بکر محمد بن احمد بن ابی العوام بن یزید ریاحی تمیمی، بغداد کے رہنے والے تھے انہوں نے یزید بن ہارون، عبدالوہاب بن عطاء، قریش بن انس، ابو عامر عقدی، عبدالعزیز بن ابان قرشی اور دیگر ارباب حدیث سے روایت کی ہے اور ان (ابن ابی العوام) سے قاضی ابو عبداللہ محاملی، ابو العباس ابن عقدہ کوفی، اسماعیل بن محمد صفار، محمد بن عمرو رزّاز

۱۔الانساب۔رقاشی ۲۔الکمال۔خطی ۳۔تذکرۃ الحفاظ ج۲ص۵۸۰ ۴۔العبر ج۲ص۵۶
۵۔دول الاسلام حوادث ۲۷۶ھ ۶۔مرأۃ الجنان ج۲ص۱۹۰ ۷۔طبقات الحفاظ ص۲۵۸

اورابوعمرو بن ھشیم نے روایت کی ہے۔"(۱)

۴۳۔روایت محمد بن عیسی ترمذی

ترمذی نے اپنی صحیح میں حدیث ثقلین کی یوں روایت کی ہے: ہم سے نصر بن عبدالرحمٰن کوفی نے بیان کیا انہوں نے زید بن حسن سے انہوں نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ سے اورانہوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے، جابر کا کہنا ہے کہ میں نے رسول اللہ کو سفر حج میں بروز عرفہ ناقہ قصواء پرسوار خطبہ دیتے دیکھا، آپ نے فرمایا"یا ایھا الناس ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا کتاب الله و عترتی اھل بیتی" (یعنی اے لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگرتم انہں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، ایک کتاب خدا دوسرے میری عترت واہلبیت) یہ روایت ابوذر، ابو سعید، زید ابن ارقم اور حذیفہ بن اسید سے بھی نقل ہوئی ہے اور مذکورہ طریق وسند سے یہ حدیث حسن ہےاور زید بن حسن، سعید بن سلیمان اور دیگر محدثین نے بھی اس کی روایت کی ہے۔(۲)

ترمذی نے حدیث ثقلین کی دوسرے سند سے بھی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: ہم سے علی بن منذر نے انہوں نے محمد بن فضیل سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عطیہ سے اورانہوں نے ابوسعید سے، اسی طرح اعمش نے حبیب بن ابی ثابت سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا"انی تارك فیکم ما ان

ا۔الانساب۔ریاحی ۲۔صحیح ترمذی ج ۵ص ۶۲۱ کتاب المناراقب

تمسکتم به لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الاخر، کتاب الله حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اهل بیتی و لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما " ۔(۱) یعنی میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر تم ان کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو جن میں ایک دوسرے سے بڑی ہے، کتاب خدا جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی دوسرے میری عترت و اہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچیں، پس دیکھو میرے بعد ان کے ساتھ تمہارا کیسا سلوک رہتا ہے۔

احوال وآثار

سبھی تراجم وتذکروں میں ترمذی کے حالات بہت شرح وبسط سے موجود ہیں، یہ ارباب صحاح ستہ میں سے ایک ہیں، اہلسنت کی نظر میں جو ان کی عظمت ومنزلت ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے، حدیث میں ان پر تکیہ کیا جاتا ہے۔

۴۴۔روایت ابن ابی الدنیا

ابن ابی الدنیا نے حدیث ثقلین کی اپنی سند سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا:''انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله و عترتی اهل بیتی و قرابتی ''۔(۲)

۱۔صحیح ترمذی ج۵ص۶۲۲ کتاب المناقب

۲۔فضائل القرآن۔خطی

یعنی میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت اور میرے قرابتدار۔

احوال وآثار

ا۔ذہبی لکھتے تھے: ''ابن ابی الدنیا محدث، دانشور اور صدوق تھے....ابن ابی حاتم کا کہنا ہے کہ میں اور میرے والدان (ابن ابی الدنیا) سے حدیثیں لکھتے تھے وہ صدوق وراستگو تھے ،خطیب کا کہنا ہے انہوں نے خلفاء کی کئی اولاد کو ادب سکھایا، ابن کامل کے بقول معتمد عباسی کے مربی ومعلم تھے''۔(۱)

۲۔ذہبی العبر میں لکھتے ہیں: ''یہ صدوق، ادیب، مؤرخ اور بہت زیادہ علم رکھتے تھے، انہوں نے خالد بن خداش ،سعید بن سلیمان سعدویہ اور ان دونوں کے ہم طبقوں سے روایتیں کی ہیں''۔(۲)

۳۔سیوطی کہتے ہیں: ''ابن ابی حاتم وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے''۔(۳)

۴۔صلاح الدین کتبی لکھتے ہیں: ''انہوں نے مکتفی باللہ کو تعلیم وتربیت دی تھی، یہ موثق اور تاریخ وسیرت نگار تھے،سو سے زیادہ ان کی تالیفات ہیں''۔(۴)

۴۵۔روایت محمد بن علی حکیم ترمذی

ا۔تذکرۃ الحفاظ ج۲ص ۶۷۷ ۲۔العبر ج۲ص ۶۵

۳۔طبقات الحفاظ ص۲۹۴ ۴۔فوات الوفیات ج۲ص ۲۲۸

حکیم ترمذی نے حدیث ثقلین کی بہ سند جابر بن عبداللہ انصاری روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سے نصر بن عبدالرحمٰن وشاء نے بیان کیا انہوں نے زید بن حسن انماطی سے انہوں نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ سے اورانہوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے، جابر کا کہنا ہے کہ سفر حج میں بروز عرفہ رسول اللہ ؐ اپنے ناقۂ قصواء پر سوار خطبہ دے رہے تھے، میں نے آپ کو کہتے ہوئے سنا: ''ایھا الناس !قد ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا ، کتاب الله و عترتی اهل بیتی ''۔(۱)

یعنی اے لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انہیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، ایک کتاب خدا دوسرے میری عترت واہلبیت۔

حکیم ترمذی نے اس حدیث کی حنظلہ سے بھی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: ہم سے نصر بن علی نے بیان کیا انہوں نے زید بن حسن سے انہوں نے معروف بن خربوذ مکی سے انہوں نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے اورانہوں نے حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت کی ہے کہ حجۃ الوداع سے واپسی پر حضرت نے خطبہ میں فرمایا: ''اے لوگو خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ ہر نبی نے اپنے قبل کے نبی کی نصف عمر پائی ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ عنقریب دعوت حق پر لبیک کہوں، میں تم سے پہلے حوض پر وارد ہوں گا اور جب تم لوگ آؤ گے تو ثقلین کے بارے میں تم سے سوال کروں گا، دیکھو میرے بعد ان دونوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہو، ثقل اکبر تو کتاب خدا ہے جو رسی کی مانند ہے اوراس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ

۱۔نوادرالاصول ص ۶۸

میں اور دوسرا تم لوگوں کے ہاتھوں میں ہے پس اس سے تمسک کرو اور گمراہ نہ ہو اور (اس میں کسی طرح کی) تبدیلی نہ کرو اور میری عترت جو میرے خاندان سے ہیں اور ان کے بارے میں خدائے لطیف وخبیر نے خبر دیا ہے کہ یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس وارد ہوں"۔(۱)

حکیم ترمذی سے مروی حدیث ثقلین علامہ حموینی کی فرائد السمطین اور مرزا محمد بن معتمد خان بدخشی کی مفتاح النجا میں بھی موجود ہے۔

احوال وآثار

حکیم ترمذی کے حالات کلاباذی کی "التعرف لمذھب التصوف" محمد بن حسین سلمی کی "طبقات الصوفیہ" ص ۲۱۷، ابو نعیم کی "حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۲۳۳" غزنوی کی "کشف المحجوب لارباب القلوب" عطار کی "تذکرۃ الاولیاء ج ۲ ص ۷۵"، جامی کی "نفحات الانس " شیخ الاسلام کی "احکام الدلالۃ علی تحریر الرسالۃ" شعرانی کی "لواقع الانوار" ج ۱ ص ۱۰۶ " مناوی کی "فیض القدیر" اور دیگر علماء کی کتابوں میں موجود ہیں۔

۴۶۔ روایت ابن ابی عاصم شیبانی

سیوطی کی کتاب "البدور السافرہ عن امور الآخرہ" کے مطابق شیبانی نے اپنی کتاب "السنۃ" میں زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "انی تارک فیکم الثقلین من بعدی کتاب اللہ وعترتی فانهما لن یفترقا

۱۔ نوادر الاصول ص ۶۹ ۔ ۶۸

حتی یردا علیّ الحوض ''۔یعنی اپنے بعد میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، کتاب خدا اور میری عترت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں۔

شیبانی نے اسی حدیث کو بہ روایت امیرالمومنین علی بن ابی طالب نقل کیا ہے جیسا کہ ملا علی متقی کنزالعمال میں لکھتے ہیں: ''علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ خم میں ایک درخت کے کنارے کھڑے ہوئے اور علی کے ہاتھ کو پکڑ کر کہا اے لوگو! کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ خدا تمہارا پروردگار ہے؟ سب نے کہا ہاں فرمایا کیا تم شہادت نہیں دیتے کہ خدا اور اس کا رسول تمہارے نفسوں پر حق اولویت رکھتے ہیں؟ سب نے کہا ہاں، اس وقت آپ نے فرمایا جس کا خدا اور اس کا رسول مولیٰ ہیں اس کا یہ (علی) مولیٰ ہے میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑ کر جارہا ہوں اگر تم نے اس کو لیا تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے کتاب خدا جو رسی کی مانند ہے اور اس کا ایک سرا اس (خدا) کے ہاتھ میں ہے اور اس کا دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے اور میرے اہلبیت''۔ابن جریر، ابن ابی عاصم نے اس حدیث کی روایت کی ہے اور محاملی نے اپنی امالی میں اس کو نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔(۱)

احوال وآثار

ا۔ذہبی لکھتے ہیں: ''ابن ابی عاصم حافظ کبیر، امام اور صدوق تھے، پندرہ سال تک منصب قضاوت پر فائز رہے مگر جب ان میں اور علی بن متویہ کے درمیان اختلاف ہوا تو وہ

ا۔کنزل العمال ج ۱۵ ص ۱۲۲

معزول کر دیئے گئے، اور کہا جاتا ہے کہ بصرہ کے فتنہ زنج میں ان کی کتابیں نابود ہو گئی تھیں اور اپنے حافظے سے پچاس ہزار حدیثیں دوبارہ لکھیں''۔(۱) اور ذہبی نے العبر میں لکھا ہے کہ یہ امام، فقیہ، ظاہری المسلک، صالح، متقی و پرہیز گار اور بہت سے فضائل و کمالات کے حامل تھے۔(۲)

یہی بات یافعی نے مرآۃ الجنان (۳) میں اور سیوطی نے طبقات الحفاظ (۴) میں کہی ہے، ۲۸۷ھ میں وفات پائی۔

۴۷۔روایت عبداللہ بن احمد بن حنبل

حاکم نے مستدرک علی الصحیحین میں اس سند سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے: ہم سے ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم حنظلی نے بغداد میں بیان کیا انہوں نے ابوقلابہ عبدالملک بن محمد رقاسی سے، انہوں نے یحییٰ بن حماد سے اور انہوں نے ابوبکر محمد بن احمد بن بابویہ اور ابو بکر احمد بن جعفر بزار سے ان دونوں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے بیان کیا انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے یحییٰ بن حماد سے انہوں نے ابونصر احمد بن سہل فقیہ سے بخارا میں انہوں نے صالح بن محمد حافظ بغدادی سے انہوں نے خلف بن سالم مخرمی سے انہوں نے یحییٰ بن حماد سے انہوں نے ابوعوانہ سے انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے حبیب بن ثابت سے انہوں نے ابوالطفیل سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے روایت

۱۔تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۴۰ ۲۔العبر ج ۲ ص ۷۹

۳۔مرآۃ الجنان ج ۲ ص ۲۱۵ ۴۔طبقات الحفاظ ص ۲۸۰

کی ہے کہ ''جب رسول اللہؐ حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم پہونچے تو حکم دیا کہ میدان کو
کانٹوں سے صاف کر کے سب وہاں جمع ہوں، پھر آپ نے فرمایا میں دعوت حق کو لبیک
کہنے والا ہوں میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ان میں ایک
دوسرے سے بڑی ہے کتاب خدا اور میری عترت دیکھو میرے بعد تم ان کے ساتھ کیسا
سلوک کرتے ہو وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے
پاس وارد ہوں گے۔ پھر آپ نے فرمایا خدا میرا مولی ہے اور میں ہر مومن کا مولی ہوں اس
کے بعد علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا جس کا میں مولی ہوں اس کا یہ (علیؑ) مولی ہے، خداوندا ہر اس
شخص کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور ہر اس شخص کو دشمن سمجھ جو علی کو دشمن سمجھے (پھر
پوری حدیث بیان کی) یہ حدیث شیخین کی شرائط پر بھی صحیح ہے اور اسے پورا انہوں نے نقل
نہیں کیا ہے اور اسی کی شاہد ابی طفیل سے سلمہ بن کہیل کی حدیث ہے جو شیخین کی شرائط کے
مطابق صحیح ہے''۔(۱)

بلخی کہتے ہیں کہ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ''زیادات مسند'' میں لکھا ہے کہ مجھ سے
میرے والد نے بیان کیا انہوں نے اسود بن عامر سے انہوں نے اسرائیل سے انہوں نے
عثمان بن مغیرہ سے اور انہوں نے ربیعہ سے روایت کی ہے، ربیعہ کا کہنا ہے کہ میں نے زید
بن ارقم سے کہا کیا آپ نے رسول اللہؐ کو کہتے ہوئے سنا تھا کہ ''انی تارك فیکم
الثقلین؟'' کہا ہاں میں نے حضرت کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔

۱۔ المستدرک علی الصحیحین ج۳ ص۱۰۹

عبداللہ بن احمد ''زیادات مسند'' میں لکھتے ہیں: ہم سے ہمارے باپ نے بیان کیا انہوں نے اسود بن عامر سے انہوں نے شریک سے انہوں نے رکین سے انہوں نے قاسم بن حسان سے اور انہوں نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ''انی تارك فيكم الثقلين كتاب الله حبل ممدود مابين السماء والارض و عترتى اهل بيتى و انهما لن يفترقا حتى يردا علىّ الحوض '' عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ابوسعید خدری اور زید بن ارقم سے بھی اس حدیث کی روایت کی ہے۔ (۱)

احوال وآثار

عبداللہ بن احمد بن حنبل کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے ان کے حالات الکمال (خطی) تہذیب الکمال (خطی) تذہیب التہذیب (خطی) تذکرۃ الحفاظ ج ۲ص ۶۶۵، العبر ج ۲ص ۸۶، الکاشف ج ۲ص ۷۱، مرأۃ الجنان ج ۲ص ۲۱۸ اور دیگر بہت سی کتابوں میں موجود ہیں، یہاں صرف تذکرۃ الحفاظ کی عبارت پر اکتفا کررہے ہیں:

''امام العلماء ابوعبداللہ (احمد بن حنبل) شیبانی کے فرزند امام، حافظ، حجت، محدث عراق، ابوعبدالرحمٰن، عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبل ۲۱۳ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد سے بہت زیادہ حدیثیں سنیں، اسی طرح یحییٰ بن عبدربہ، ہثیم بن خارجہ، محمد بن ابی بکر مقدمی، شیبان بن فرّوخ اور ان کے ہم طبقوں سے سماع حدیث کیا، نسائی، ابن صاعد اور ابوبکر نجاد،

۱۔ ینابیع المودۃ ص ۳۲

دعلج، اسحاق کاذی، ابوعلی بن صواف، ابوبکر شافعی، احمد بن محمد بنانی، ابوبکر قطیعی اور دیگر بہت سے محدثین نے ان سے روایتیں کی ہیں، خطیب نے انہیں ثقہ، ثبت اور فہیم کہا ہے، احمد بن مناوی کا کہنا ہے کہ دنیا میں عبداللہ بن احمد سے زیادہ کسی نے ان کے والد (احمد بن حنبل) سے روایتیں نہیں کیں کیونکہ انہوں نے اپنے والد سے مسند میں موجود تیس ہزار حدیثیں سنیں (اور باقی حدیثیں والد کی کتاب میں دیکھیں) اسی طرح تاریخ، ناسخ ومنسوخ، حدیث شعبہ المقدم والموخر من کتاب اللہ، المناسک الکبیر وغیرہ کا استماع کیا، ہم نے ہمیشہ اکابر شیوخ کو کہتے سنا کہ عبداللہ رجال، علل حدیث اور اسامی رجال کو جانتے اور حصول حدیث میں کوشاں رہتے تھے یہاں تک کہ بعضوں نے مبالغہ سے کام لیا ہے اور کثرت روایت اور شناخت حدیث میں ان کے والد پر ان کو مقدم کیا ہے، اسماعیل بن محمد بن حاجب کا بیان ہے کہ میں نے صہیب بن سلیم کو یہ کہتے سنا کہ میں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے پوچھا آپ نے والد سے کتنی حدیثیں سنیں؟ کہا ایک لاکھ دس ہزار حدیثیں سنی ہیں، ابوزرعہ کا بیان ہے کہ احمد نے مجھ سے کہا کہ میرے بیٹے کو علم حدیث پر تسلط کامل ہو گیا ہے، ابوعلی بن صواف نے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ جس کے بارے میں کہوں کہ میرے باپ نے کہا ہے تو اسے دو یا تین مرتبہ یا ایک مرتبہ ضرور سنا ہے، میں کہتا ہوں کہ عبداللہ نے جمادی الثانی ۲۹۰ھ میں باپ کی عمر میں وفات پائی اور ان کے جنازے میں مجمع کثیر نے شرکت کی۔"

۴۸۔ روایت ابوالعباس ثعلب شیبانی

ازہری نے ثعلب سے حدیث ثقلین کی روایت کرنے کے بعد اس کے معنی کو بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ان دونوں کو ثقلین اس لئے کہا گیا ہے کہ ان کا لینا اور ان پر عمل کرنا ثقیل ہے اور کہا گیا ہے کہ ہر وہ اہم اور گرانقدر چیز جس کی حفاظت کی جائے عرب اسے ''ثقل'' کہتے ہیں، رسول اللہؐ نے اہمیت کے پیش نظر ان دونوں (قرآن واہلبیت) کو ثقلین کہا ہے (۱)۔

احوال وآثار

رجال وتذکرہ کی اکثر کتابوں میں ابوالعباس احمد بن یحییٰ شیبانی بغدادی معروف بہ ثعلب کے حالات موجود ہیں، یہاں صرف سیوطی کی عبارت پر اکتفا کر رہے ہیں: ''ابوالعباس احمد بن یحییٰ بن یزید شیبانی امام، محدث اور لغت وعلوم عربی کے شیخ تھے، ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۱۶ھ سے اخذ حدیث کا سلسلہ شروع کیا یہاں تک کہ انہیں نے کہا تھا کہ میں نے عبداللہ بن عمر قواریری سے ایک لاکھ حدیثیں سنی تھیں، خطیب کا بیان ہے کہ یہ ثقہ، ثبت، حجت، صالح اور حفظ وضبط حدیث میں مشہور تھے، جمادی الثانی ۲۹۱ھ میں وفات پائی''۔(۲)

۴۹۔روایت ابوبکر بزّار

سیوطی کے بقول بزار نے اپنی مسند میں حدیث ثقلین کی دو طریق سے روایت کی ہے، سیوطی کہتے ہیں: بائیسویں حدیث: بزار نے ابوہریرہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

۱۔تہذیب اللغۃ ج۹ص۷۸ ۲۔طبقات الحفاظ ص۲۹۰

''انی قد خلفت فیکم اثنین لن تضلوا بعدی کتاب الله و نسبی و لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض '' یعنی میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑیں کہ ان کے ہوتے ہوئے میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میرے نسبی رشتہ دار یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں۔

تیئسویں حدیث: ''انی مقبوض و انی قد ترکت فیکم الثقلین کتاب اللہ تعالی و اھل بیتی وانکم لن تضلوا بعدھما '' ۔(۱) یعنی میں اس دنیا سے جانے والا ہوں اور تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میرے اہلبیت دونوں کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔

بزار کے ان دونوں طریق سے مروی حدیث ثقلین کو علامہ سخاوی نے استجلاب ارتقاء الغرف میں، نورالدین سمہودی نے جواہر العقدین میں، احمد بن فضل بن محمد باکثیر نے وسیلۃ المآل میں اور محمود بن محمد شیخانی قادری نے الصراط السوی میں نقل کیا ہے۔

احوال وآثار

حافظ بزار کے محامد عالیہ کو عبقات الانوار حدیث طیر میں تفصیل سے بیان کیا ہے فلیراجع۔

۵۰۔روایت ابونصر قبّانی

حاکم نے ''المستدرک علی الصحیحین ''میں ابونصر سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے

۱۔احیاء المیت ص۱۹

وہ کہتے ہیں ''ہم سے فقیہ بخارا ابونصر احمد بن سہل نے بیان کیا انہوں نے حافظ صالح بن محمد سے انہوں نے خلف بن سالم مخزمی سے انہوں نے یحییٰ بن حماد سے انہوں نے ابوعوانہ سے انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے حبیب بن ثابت سے انہوں نے ابوالطفیل سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے، زید کا کہنا ہے جب رسول اللہؐ حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم میں پہونچے تو آپ نے میدان کو صاف کرنے اور وہاں پر لوگوں کو جمع ہونے کے لئے کہا پھر آپ نے خطبہ دیا اور اس میں کہا دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے بزرگ ہے کتاب خدا اور میری عترت دیکھو میرے بعد ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچیں، پھر فرمایا خدا میرا ولی ہے اور میں مومنین کا ولی ہوں اس کے بعد دست علی کو پکڑ کر کہا جس کا میں ولی ہوں اس کا یہ (علی) بھی ولی ہے، خدایا تو اسے دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور اسے دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے۔ یہ حدیث ان شرائط کے مطابق صحیح ہے جنہیں شیخین (بخاری و مسلم) نے حدیث کے صحیح ہونے کے لئے بیان کی ہیں''۔(۱)

احوال و آثار

ابونصر قبّانی کی وثاقت کے لئے بس یہی کافی ہے کہ حاکم نے ان پر اعتماد کیا ہے، حاکم نے ''المستدرک علی الصحیحین'' میں ان سے بہت زیادہ حدیثیں نقل کی ہیں اور انہیں بڑے

۱۔المستدرک علی الصحیحین ج ۳ ص ۱۰۹

عزت واحترام سے یاد کیا ہے، حدیث مدینۃ العلم کے بارے میں حاکم نے انہیں ''امام عصرہ بخارا'' (اپنے زمانے میں بخارا کے امام) سے یاد کیا ہے۔

۵۱۔روایت ابوعبدالرحمٰن نسائی

ا۔نسائی نے خصائص میں حدیث ثقلین کی یوں روایت کی ہے ''ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا انہوں نے یحییٰ بن حماد سے انہوں نے ابوعوانہ سے انہوں نے سلیمان سے انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے انہوں نے ابوالطفیل سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ جب حجۃ الوداع سے رسولؐ اللہ پلٹے اور غدیر خم پہونچے تو حکم دیا کہ سایہ دار درختوں کے نیچے سب جائیں اور اس جگہ کو خار دار درختوں سے صاف کریں، اس کے بعد آپ نے کھڑے ہوکر فرمایا: میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، میں تمہارے درمیان دو گرانبہا چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ ان میں ایک دوسرے سے بزرگ ہے کتاب خدا اور میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں دیکھو میرے بعد ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ حوض (کوثر) پر میرے پاس وارد ہوں گے، اس کے بعد فرمایا اللہ میرا مولی ہے اور میں مومنین کا مولیٰ ہوں پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ (علی) مولیٰ ہے، خدا تو اسے دوست رکھ جو اسے (علی کو) دوست رکھے اور اسے دشمن رکھ جو اسے (علی کو) دشمن رکھے میں نے زید (ابن ارقم) سے کہا کیا تم نے خود رسول اللہؐ سے اس حدیث کو سنا تھا؟ زید نے کہا ہاں اور وہاں کوئی ایسا نہیں

تھا جس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا نہ ہو اور اپنے کانوں سے سنا نہ ہو"۔(۱)

۲۔ حافظ مزی اور علامہ سخاوی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ نسائی نے اس حدیث (ثقلین) کی زید بن ارقم سے صحیح مسلم کی پہلی حدیث سے مشابہ الفاظ میں بھی روایت کی ہے ۔مزی تحفۃ الاشراف میں مسند زید بن ارقم میں لکھتے ہیں "ابوحیان تیمی کے چچا یزید بن حیان تیمی کوفی کا کہنا ہے کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم زید بن ارقم کے پاس گئے، حصین نے ان سے کہا اے زید تم نے بہت سی خوبیوں کو دیکھا ہے..... یہاں تک کہ بات انـــی تارك فيكم الثقلين تک پہونچتی ہے"۔(۲)

سخاوی، استجلاب ارتقاء الغرف میں لکھتے ہیں "مجھے تعجب ہے کہ ابن جوزی نے کس طرح اس حدیث کو "العلل المتناهيه" میں ذکر کیا ہے بلکہ اس سے زیادہ تعجب آور ان کی یہ بات ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، جب کہ عنقریب میں ان کے طرق کو بیان کروں گا کہ ان میں سے بعض صحیح مسلم میں ہیں.....اس روایت کو مسلم نے نقل کیا ہے اسی طرح مسلم کی پہلی حدیث سے مشابہ الفاظ میں نسائی نے اور احمد اور دارمی نے اپنی مسانید میں روایت کی ہے۔

احوال وآثار

اہلسنت کی نظر میں نسائی کی عظمت وجلالت کو عبقات الانوار حدیث طیر میں بیان کیا ہے، جن کتابوں میں ان کی تصدیق وتوثیق ہوئی ہے ان میں چند یہ ہیں: وفیات الاعیان

۱۔خصائص ص ۹۳ ۲۔تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف۔خطی

ج ۲ص ۵۹، تتمۃ المختصر ج ۲ص ۳۵۱، مرآۃ الجنان ج ۲ص ۲۴۰، العبر ج ۲ص ۱۲۳، سبکی کی طبقات ج ۳ص ۱۴، اسنوی کی طبقات ج ۲ص ۴۸۰، تہذیب التہذیب ج ۱ص ۳۶۔

۵۲۔روایت ابویعلیٰ موصلی

۱۔سیوطی حدیث ثقلین کی یوں روایت کرتے ہیں:

آٹھویں حدیث: احمد اور ابویعلیٰ موصلی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: عنقریب میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب اور دوسرے میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں، خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں پس دیکھوان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو"۔(۱)

۲۔سخاوی حدیث ثقلین کے طرق واسناد کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "احمد نے اپنی مسند میں ابوسعید کی حدیث کو اعمش سے، اسی طرح ابواسرائیل ملائی، اسماعیل بن خلیفہ اور عبدالملک بن ابی سلیمان سے نقل کیا ہے اور طبرانی نے "الاوسط" میں کثیر النواء سے اور چاروں نے عطیہ سے نقل کیا ہے اور اس کی ابویعلی اور دیگر علماء نے روایت کی ہے (۲)

۳۔سمہودی نے حدیث ثقلین کو ترمذی اور احمد سے نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس حدیث کو طبرانی نے بھی "الاوسط" میں اور ابویعلی وغیرہ نے نقل کیا ہے اور اس کی سند میں کوئی جھول نہیں ہے"۔(۳)

۱۔احیاء المیت ص۱۲ ۲۔استجلاب ارتقاء الغرف۔خطی ۳۔جواہر العقدین

۴۔احمد بن فضیل بن باکثیر حدیث ثقلین کوابوسعید خدری سے نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: ''احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں،طبرانی نے الاوسط میں اورابویعلی وغیرہ نے اسے نقل کیا ہےاوراس کی سند میں کوئی ضعف نہیں ہے''۔(۱)

۵۔بدخشانی ''مفتاح النجا'' میں لکھتے ہیں: ''ابویعلی نے اورطبرانی نے ''معجم کبیر'' میں ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جا تا ہوں کہ اگرتم انہیں اختیار کئے رہوتو کبھی گمراہ نہ ہوگے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے کتاب خدا جوایک رسی ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی اور دوسرے میری عترت و اہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچیں'' (۲)

احوال وآثار

اکابر علمائے اہلسنت نے بڑی تعظیم واحترام سے ان کا ذکرکیا ہےاس بات کی تائید درج ذیل کتابوں سے ہوتی ہے۔ الثقات ، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص ۷۰۷، العبر ج۲ ص ۱۳۴،الوافی بالوفیات ج۷ص ۲۴۱

۵۳۔روایت ابن جریر طبری

۱۔ ملا متقی نے بہ روایت ابن جریر حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں: ''ابو الطفیل عامر بن واثلہ نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہؐ حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیرخم پہونچے تو آپ نے لوگوں کوزیردرخت وسیع وعریض میدان میں جانے

۱۔وسیلۃ المآل۔خطی ۲۔مفتاح النجا۔خطی

اور وہاں سے خس و خاشاک صاف کرنے کا حکم دیا پھر آپ اٹھے اور فرمایا میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے، کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں پھر فرمایا خدا میرا مولی ہے اور میں ہر مومن کا مولی ہوں اس کے بعد علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے خدایا اسے دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور اسے دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے، میں نے زید (بن ارقم) سے پوچھا کیا تم نے اس حدیث کو رسول اللہؐ سے سنا تھا؟ زید بن ارقم نے جواب دیا اس میدان میں کوئی ایسا نہیں تھا جس نے آپ کو اپنی آنکھ سے دیکھا نہ ہو اور آپ کی بات کو اپنے کانوں سے سنا نہ ہو (یعنی سبھی نے آنحضرت کو دیکھا تھا اور آپ سے اس حدیث کو سنا تھا) اس حدیث کو ابن جریر نے نقل کیا ہے۔ ابن جریر ہی کا کہنا ہے کہ اسی حدیث کی عطیہ عوفی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے"۔(۱)

۲۔ ملا متقی اسی کنز العمال میں دوسری جگہ لکھتے ہیں: "زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، اس روایت کو ابن جریر نے نقل کیا ہے، نیز یزید بن حیان نے زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو خم کہلاتا تھا خطبہ دینے کے لئے کھڑے

۱۔ کنز العمال ج ۱۵ ص ۹۱

ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا اور لوگوں کو پند ونصیحت کے بعد فرمایا اے لوگو قریب ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آئے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور و ہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو، آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد فرمایا اور دوسرے میرے اہلبیت ، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں ، اس آخری جملے کی تین بار تکرار کی ، زید سے پوچھا گیا آنحضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی ازواج اہلبیت میں نہیں ہیں؟ زید نے جواب دیا آپ کی ازواج آپ کے اہلبیت سے ہیں مگر یہاں اہلبیت میں سے مراد وہ افراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے، زید سے دریافت کیا گیا وہ کون لوگ ہیں؟ کہا وہ آل عباس، آل علی، آل جعفر اور آل عقیل ہیں، پوچھا گیا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے کہا ہاں، اس کی ابن جریر نے روایت کی ہے، نیز یزید بن حیان نے زید بن ارقم ہی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جس کو ابن جریر نے نقل کیا ہے''۔(۱)

ابن جریر نے اس حدیث کو زید بن ارقم اور ابوسعید خدری کے علاوہ حضرت علیؑ سے بھی نقل کیا ہے جیسا کہ کنز العمال ہی سے روایت ابن ابی عاصم (شمارہ ۴۶) میں بیان ہوا ہے۔

احوال وآثار

بزرگ حفاظ اور ائمہ حدیث نے ان کے حالات قلمبند کئے ہیں اور سبھی نے ان کی بہت

۱۔ کنز العمال ج ۱۶ ص ۲۵۳۔۲۵۲

تعریف وتوصیف کی ہے، میں نے عبقات الانوار حدیث ولایت میں چند علماء کی عبارتیں نقل کی ہیں یہاں صرف ان کتابوں کے ناموں پر اکتفا کر رہے ہیں جن میں ان کی تعریف وتمجید ہوئی ہے، تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۶۲، الوافی بالوفیات ج ۲ ص ۲۸۴، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۰۷، تہذیب الاسماء واللغات ج ۱ ص ۸۷، مرأۃ الجنان ج ۲ ص ۱۰۶، تتمۃ المختصر ج ۱ ص ۳۵۶، الاعلام باعلام البلد الحرام، النجوم الزاهرہ ج ۳ ص ۲۰۵۔

۵۴۔ روایت ابو بشر دولابی

۱۔ سخاوی نے حدیث ثقلین کو دولابی سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں ''رہی حدیث علی تو اس کی اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے انہوں نے کثیر بن زید سے انہوں نے محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے جد علی سے روایت کی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انہیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا جو رسی کی مانند ہے اور اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے اور دوسرے میرے اہلبیت، اس روایت کو دولابی نے بھی ''الذریۃ الطاهرہ'' میں نقل کیا ہے''۔(۱)

۲۔ سمہودی نے جواہر العقدین میں کثیر بن زید کے طریق سے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور اس کی سند کی تمجید کی ہے اور کہا ہے کہ اسی کی دولابی نے الذریۃ الطاهرہ میں روایت کی

۱۔ استجلاب ارتقاء الغرف (خطی)، مصطفیٰ بن عبد اللہ القسطنطنی نے کشف الظنون کے باب الذال اور باب الکاف میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے اور اس میں حدیث ثقلین کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ہے۔(۱)

۳۔احمد بن فضل بن کثیر نے ''وسیلۃ المآل'' (خطی) میں بہ روایت دولابی حدیث ثقلین کا ذکر کیا ہے۔

۴۔شیخانی قادری نے ''الصراط السوی'' میں حدیث ثقلین کونقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ اسی کی دولابی نے ''الذریۃ الطاھرۃ'' میں روایت کی ہے۔

احوال وآثار

۱۔سمعانی لکھتے ہیں ''انہوں نے محمد بن بشار بندار بصری، احمد بن ابی شریح رازی، ابو اسامہ عبداللہ بن محمد بن ابی اسامہ حلبی، احمد بن عبداللہ بن یزید مقری، محمد بن حمید رازی، ابو بکر احمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم برقی، ابراہیم بن سعید جوہری، ابراہیم بن یعقوب جوزجانی ،عثمان بن عبداللہ بن خرزاد، ابوجعفر احمد بن یحییٰ اودی، ابوجعفر محمد بن عوض بن سفیان طائی، ابراہیم بن یعقوب بصری ساکن بصرہ ان کے علاوہ عراق وحجاز وشام ومصر کی محدثین سے حدیثوں کا سماع کیا اور خود ابوبشر دولابی سے ابوبکر محمد بن ابراہیم مقری، ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی، ابومحمد حسن بن رشیق عسکری، ابوحاتم محمد بن حبان تمیمی بستی، ابواحمد عبداللہ بن عدی جرجانی اور دیگر علماء نے روایتیں کی ہیں''۔(۲)

۲۔ابن خلکان تحریر کرتے ہیں: ''یہ حدیث واخبار وتاریخ کے عالم تھے انہوں نے شام و عراق کے علماء سے اخذ حدیث کی تاریخ اور علماء کے موالید ووفیات کے متعلق ان کی مفید

۱۔جواہر العقدین ۲۔الانساب۔دولابی

تالیفات ہیں اور ارباب فن ان پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی مشہور و معروف تصانیف میں ان سے نقل کرتے ہیں، مختصر یہ کہ اپنے فن میں یہ اعلام میں سے تھے"۔(۱)

۵۵۔روایت ابن خزیمہ نیشاپوری

انہوں نے اپنی صحیح میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جیسا کہ سخاوی نے لکھا ہے کہ:
"اس روایت (حدیث ثقلین) کو مسلم اور نسائی نے اسی طرح احمد اور دارمی نے اپنی مسانید میں، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور دیگر علماء نے ابوحیان تیمی یحیٰ بن سعید بن حیان سے اور انہوں نے یزید بن حیان سے نقل کیا ہے"(۲)

احوال و آثار

ا۔ذہبی لکھتے ہیں:"حافظ کبیر، امام الائمہ، شیخ الاسلام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ بن مغیرہ بن صالح بن بکر سلمی نیشاپوری سے شیخین (بخاری و مسلم) نے اپنی صحیح کے علاوہ دوسری کتابوں میں، ان کے استاد محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم، احمد بن مبارک مستملی، ابراہیم بن ابی طالب، ابوعلی نیشاپوری، اسحاق بن سعید نسوی، ابوعمرو بن حمدان، ابوحامد احمد بن محمد بن بالویہ، ابوبکر احمد بن مہران مقری، محمد بن احمد بن بصیر اور ان کے پوتے محمد بن فضل بن محمد اور بے شمار علماء نے روایتیں کی ہیں، ابوعلی نیشاپوری کا کہنا ہے کہ میں نے ابن خزیمہ جیسا نہیں دیکھا انہیں فقہی حدیثیں اسی طرح حفظ تھیں جس طرح قاری کو سورے حفظ ہوتے

ا۔وفیات الاعیان ج۳ص۴۷۴ ۲۔استجلاب ارتقاء الغرف۔خطی

ہیں، میں کہتا ہوں کہ یہ امام اور اپنے زمانہ کے یکتا تھے۔

مجھ سے حسن بن علی نے بتایا انہوں نے ابن اللتی سے انہوں نے ابوالوقت سے انہوں نے ابواسماعیل انصاری سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن محمد بن صالح سے انہوں نے میرے والد سے اور انہوں نے ابوحاتم بن حبان تمیمی سے روایت کی ہے (ابوحاتم کا کہنا ہے) کہ میں نے کسی کو اس روئے زمین پر محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے زیادہ حدیث کا علم رکھنے والا نہیں دیکھا یہ حدیث کے صحیح الفاظ اور اس کے زوائد کو اسی طرح حفظ کئے ہوئے تھے جیسے حدیثیں ان کی آنکھوں کے سامنے ہوں، دارقطنی نے انہیں امام، راسخ الحدیث اور بے عدیل و بے نظیر کہا ہے"۔(۱) یہی بات ذہبی نے العبر فی خبر من غبر (ج ۲ ص ۱۴۹) میں اور یافعی نے مرأة الجنان (ج ۲ ص ۲۶۴) میں کہی ہے۔

۲۔ سبکی لکھتے ہیں: "امام الائمہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری مجتہد مطلق، دریائے خروشاں، عقل و درایت اور مناظرہ و استدلال میں بے نظیر تھے، انہوں نے پراکندہ علوم کی جمع آوری کی تھی، نیشاپور میں رہتے تھے اور دنیا کے گوشہ و کنار سے آنے والے تشنگان علوم و معرفت ان سے سیراب ہوتے تھے اور ایسا کیوں نہ ہوتا اس لئے کہ وہ امام الائمہ تھے"۔(۲)

۳۔ اسنوی لکھتے ہیں: "ابن خزیمہ کے استاد ربیع کا کہنا ہے کہ جتنا میں نے اس سے استفادہ کیا اتنا اس نے مجھ سے استفادہ نہیں کیا، وہ بڑا کفایت شعار تھا، ہمیشہ ایک کپڑا اس

۱۔ تذکرة الحفاظ ج ۲ ص ۷۲۰ ۲۔ طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۱۰۹

کے پاس ہوتا تھا اور جب نیا کپڑا خرید تا تو پہلے والا کسی کو بخش دیتا تھا''۔(۱)

۴۔سیوطی تحریر کرتے ہیں: ''حافظ کبیر، راسخ حدیث، امام الائمہ، شیخ الاسلام ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے شیخین (بخاری اور مسلم) نے اپنی صحیح کے علاوہ دوسری کتابوں میں روایت کی ہے''۔(۲)

ان کی ولادت صفر ۲۲۳ھ کو اور وفات ذیقعدہ ۳۱۱ھ کو ہوئی تھی۔

۵۶۔روایت باغندی واسطی

ابن مغازلی نے اپنی مناقب میں ان سے روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں: ''ہم کو ابو طالب محمد بن احمد بن عثمان از ہری معروف بہ ابن صیرفی بغدادی نے ۴۴۰ھ میں شہر واسط میں بتایا انہوں نے ابو الحسین عبید اللہ بن احمد بن یعقوب بن بوّاب سے انہوں نے محمد بن محمد بن سلیمان باغندی سے انہوں نے بقیہ واسطی کے بیٹے وہبان سے انہوں نے خالد بن عبد اللہ سے انہوں نے حسن بن عبد اللہ سے انہوں نے ابو الضحیٰ سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی و انھما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض''۔(۳) یعنی میں تم میں دو گراں بہا چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں۔

احوال وآثار

۱۔طبقات الشافعیہ ج۱ ص۳۶۲ ۲۔طبقات الحفاظ ص۳۱۰ ۳۔مناقب ابن مغازلی ص۲۳۴

ا۔سمعانی لکھتے ہیں: ''یہ حافظ حدیث تھے اور حصول حدیث کی خاطر دور و دراز کا سفر کیا تھا اور وہاں کے حفاظ اور ائمہ سے حدیثیں اخذ کی تھیں، ذی الحجہ ۳۱۲ھ میں وفات پائی۔''۔(۱)

۲۔ذہبی تحریر کرتے ہیں: ''حافظ یکتا، محدث عراق باغندی کے بارے میں قاضی ابو بکر ابہری کا کہنا ہے کہ میں نے باغندی کو کہتے سنا کہ تین لاکھ مسئلوں کا جواب میں نے حدیث نبوی سے دیا ہے، خطیب کا بیان ہے کہ ہمارے سارے اساتیذ باغندی کے قول سے احتجاج کرتے ہیں اور ان کی روایت کو اپنی کتب صحیح میں نقل کرتے ہیں، محمد بن احمد بن زہیر نے انہیں ثقہ کہا ہے''۔(۲) ذہبی نے العبر (۳) میں یہی بات کہی ہے۔

۵۷۔روایت ابوعوانہ اسفرائنی

شیخ محمود شیخانی قادری کے بقول ابوعوانہ اسفرائنی نے اپنی کتاب ''المسند الصحیح'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، قادری لکھتے ہیں: ''ابوعوانہ نے ابوالطفیل سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ حجۃ الوداع سے واپسی پر جب رسولؐ اللہ غدیر خم پہونچے تو حکم دیا زیر درخت جگہ صاف کی جائے اور خیمے نصب کئے جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا: اور کہا عنقریب تم سے رخصت ہونے والا ہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت پس دیکھو میرے بعد تمہارا کیسا ان کے ساتھ سلوک رہتا ہے یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں

ا۔الانساب۔باغندی ۲۔تذکرۃ الحفاظ ج۲ص۷۳۶ ۳۔العبر ج۲ص۱۵۳

تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچیں، پھر آپ نے فرمایا خدا میرا مولیٰ ہے اور میں تمام
مومنین ومومنات کا مولیٰ ہوں اور علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا جس کا میں مولی ہوں اس کا یہ (علی)
مولیٰ ہے بار الہا دوست رکھ اس کو جو اس (علی) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس
(علی) سے دشمنی رکھے۔ میں نے زید (بن ارقم) سے پوچھا کیا تم نے رسولؐ اللہ سے اس
حدیث کو سنا ہے؟ زید نے کہا اس سایہ کے نیچے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس نے آپ کو اپنی
آنکھوں سے دیکھا نہ ہو اور اپنے کان سے سنا نہ ہو۔ حافظ ذہبی کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے
(۱)

احوال وآثار

ا۔ سمعانی لکھتے ہیں: ''حافظ ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن یزید اسفرائنی عظیم
المرتبت محدث تھے، حصول حدیث کی خاطر سفر کیا اور حدیثیں جمع کیں اس کے لئے عراق
شام، حجاز اور مصر وفارس ویمن کے شہروں کا کئی بار سفر کیا اور صحیح مسلم کے نہج پر اپنی ''المسند
الصحیح'' تصنیف کی اور اس کام کو بنحو احسن انجام دیا، وہ زاہد، پاکدامن، متعبد اور کفایت شعار
تھے''۔ (۲)

۲۔ ابن خلکان کہتے ہیں: ''حافظ ابوعوانہ بڑے اچھے حافظے کے مالک تھے، انہوں نے
بہت زیادہ حدیثیں نقل کی ہیں، ابوعبداللہ حاکم کا بیان ہے کہ وہ حدیث کے عالم اور افراد
ثبت میں سے تھے انہوں نے حصول حدیث کی خاطر دنیا کے گوشہ وکنار کا بہت زیادہ سفر کیا

ا۔ الصراط السوی۔ خطی ۲۔ الانساب۔ اسفرائنی

تھا''۔(۱)

یہی بات ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ (۲)اور العبر (۳)میں اور یافعی نے مرأۃ الجنان (۴)میں کہی ہے۔

۳۔سبکی لکھتے ہیں: ''ان ہی نے اسفرائن میں مذہب شافعی کی بنیاد ڈالی تھی اور اس مذہب کو مزنی اور ربیع سے لیا تھا اور محمد بن یحییٰ، مسلم بن حجاج (صاحب صحیح)، یونس بن عبدالاعلی، عمر بن شبہ، علی بن حرب، علی بن اشکاف، سعدان بن نصر اور دیگر محدثین سے سماع حدیث کیا تھا''۔(۵)

۴۔اسنوی تحریر کرتے ہیں: ''یہ بزرگ امام اور عالم و حافظ حدیث تھے، دنیا کے گوشہ و کنار کا سفر کرتے رہتے تھے''(۶)

۵۸۔روایت عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بغوی

حموئی ان سے حدیث ثقلین کو یوں نقل کرتے ہیں: ''زن صالحہ استاد حدیث زینب بنت قاضی عماد الدین ابی صالح نصر بن عبدالرزاق بن (قطب زمان) شیخ عبدالقادر نے شہر بغداد میں بروز جمعہ ۲۸ صفر ۶۷۲ھ کو مجھے سماعاً بتایا ان سے پوچھا گیا کیا تم کو شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن علی بن سقا نے بتایا تھا کہ ان کے سامنے قرائت کی گئی اور تم ۵ رجب ۶۱۷ھ کو مدرسہ قادریہ میں سن رہی تھی؟ کہا ہاں، انہوں نے کہا ہم کو ابوالقاسم سعید بن احمد بن بنّا اور ابو

۱۔وفیات الاعیان ج۵ص۳۶ ۲۔تذکرۃ الحفاظ ج۲ص۷۷۹ ۳۔العبر ج۲ص۱۶۵
۴۔مرأۃ الجنان ج۲ص۲۶۹ ۵۔طبقات الشافعیہ ج۳ص۴۸۷ ۶۔طبقات الشافعیہ ج۱ص۲۰۳

محمد مبارک بن احمد بن برکہ کندی نے جمادی الاول ۶۴۲ھ میں بتایا اور ان لوگوں نے کہا ہم
کوابونصر محمد بن محمد ریسی (زینبی) نے بتایا انہوں نے ابوطاہر محمد بن عبدالرحمٰن بن عباس مخلص
سے انہوں نے ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بغوی سے انہوں نے بشر بن ولید کندی
سے انہوں نے محمد بن طلحہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عطیہ سے اور انہوں نے
ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: قریب ہے میں بلایا جاؤں اور مجھے جا
پڑے میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک خدائے بزرگ و برتر کی کتاب
جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی اور دوسرے میری عترت واہلبیت، خداون
لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پ
میرے پاس پہونچیں دیکھنا میرے بعد تم ان سے کیونکر پیش آتے ہو"۔(۱)

احوال وآثار

بزرگ علماء وحفاظ اہلسنت نے ابوالقاسم بغوی کے حالات تحریر کئے ہیں، میں نے
عبقات الانوار حدیث طیر میں تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۷۳۷، العبر ج ۲ ص ۱۰۷ اور طبقات
الحفاظ ص ۳۱۲ کی مدد سے ان کا شرح حال لکھا ہے۔

۵۹۔روایت ابن عبدربہ قرطبی

انہوں نے "العقد الفرید" (ج ۲ ص ۱۱۱۔۱۱۰) میں رسولؐ اسلام کے خطبہ کے ضمن میں
حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جسے آئندہ بیان کریں گے۔

۱۔فرائد السمطین ج ۲ ص ۲۷۴

احوال وآثار

رجال وتاریخ کی مشہور کتابوں میں ابن عبدربہ کے حالات موجود ہیں ، میں نے عبقات الانوار حدیث طیر میں وفیات الاعیان ج۱ص۹۲، المختصر ج۲ص۸۷، تتمۃ المختصر ج۱ص ۳۷۷، مرأۃ الجنان ج۲ص۲۹۵ اور بغیۃ الوعاۃ کی مدد سے ان کا شرح حال لکھا ہے۔

۶۰۔روایت ابن انباری

۱۔انہوں نے ''المصاحف''میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جیسا کہ سیوطی درمنثور میں لکھتے ہیں: ''ترمذی نے روایت کی ہے اور اسے حسن کہا اور ابن انباری نے ''المصاحب ''میں زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر ان سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے ایک کتاب خدا جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک کھنچی ہوئی دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچیں پس دیکھو میرے بعد تمہارا سلوک ان کے ساتھ کیسا رہتا ہے''۔(۱)

۲۔بدخشانی کے بقول ابن انباری نے زید بن ثابت سے بھی حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، بدخشانی اس حدیث کے طرق واسناد کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''حافظ ابو محمد عبداللہ بن حمید کشی اور حافظ ابوبکر محمد بن قاسم معروف بہ انباری نے جو زید بن ثابت سے روایت کی ہے اس کے مطابق حدیث ثقلین کے الفاظ یہ ہیں، انی تارك فیکم ما ان

۱۔الدرالمنثور ج۶ص۷

تمسکتم به لن تضلوا : کتاب الله و عترتی اهل بیتی وانهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض "۔(۱)

احوال وآثار

۱۔سمعانی لکھتے ہیں: "یہ صدوق، فاضل، دیندار اور سنی افرادِ خیّر میں سے تھے، انہوں نے علوم قرآن اور غریب الحدیث وغیرہ میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں، یہ اپنے والد کی زندگی ہی سے حدیثیں لکھواتے تھے۔ مسجد کے ایک گوشہ میں یہ بیٹھتے تھے اور دوسرے گوشے میں ان کے والد، شواہد قرآن سے متعلق تین لاکھ ابیات حفظ تھے، یہ اپنے حافظہ سے حدیثوں کا املاء کراتے تھے"۔(۲)

۲۔ابن خلکان کہتے ہیں: "یہ اہلسنت کے راستگو، ثقہ، دیندار اور خیّر لوگوں میں سے تھے، یہ بات خطیب نے تاریخ بغداد میں کہی ہے اور ان کی ستائش کی ہے اور کہا جاتا ہے کہ انہیں ایک سو بیس تفسیریں مع اسناد کے حفظ تھیں"۔(۳) یہی بات یافعی نے مرأۃ الجنان (۴) میں کہی ہے۔

۶۱۔روایت ابوعبداللہ ضبّی محاملی

انہوں نے اپنی "امالی" میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان کے صحیح ہونے کی تصریح کی ہے جیسا کہ ملا علی متقی "کنز العمال" میں لکھتے ہیں: "علی سے مروی ہے کہ پیغمبرؐ

۱۔مفتاح النجا۔خطی
۲۔الانساب۔انباری
۳۔وفیات الاعیان ج۳ص۴۶۳
۴۔مرأۃ الجنان ج۲ص۲۹۴

اسلام خم میں ایک درخت کے پاس آئے اور علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ خدا اور اس کا رسول تم پر خود تم سے زیادہ حق تصرف رکھتے ہیں اور جس طرح خدا تمہارا مولا ہے اسی طرح اس کا رسول بھی تمہارا مولا ہے؟ سب نے ہم آواز ہو کر کہا بیشک ایسا ہی ہے، تو آپ نے فرمایا جس کا خدا اور اس کا رسولؐ مولیٰ ہیں اس کا یہ (علیؑ) مولیٰ ہے، میں تمہارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انہیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا جو رسی کی مانند ہے اور اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے اور دوسرے میرے اہلبیت، اس حدیث کو ابن جریر، ابن ابی عاصم اور محاملی نے اپنی امالی میں نقل کیا ہے اور اس کے صحیح ہونے کا اعتراف کیا ہے"۔ (۱)

احوال و آثار

ذہبی لکھتے ہیں: ''ابوعبداللہ حسین بن اسماعیل بن محمد ضبی محاملی بغدادی، قاضی، امام، علامہ، حافظ اور بغداد کے شیخ و محدث تھے، ان کے بارے میں خطیب کا کہنا ہے یہ فاضل، دیندار اور صادق القول تھے، صلاح و مشورے کے لئے ۲۳ سال کی عمر میں قضات کے پاس جاتے تھے اور ساٹھ سال تک کوفہ کے قاضی رہے، ابن جمیع غسانی کا بیان ہے کہ محاملی کے پاس سفیان بن عیینہ کے سات شاگرد تھے، ابوبکر داؤدی کا کہنا ہے کہ محاملی کے درس میں ہزار لوگ شرکت کرتے تھے، ۳۲۰ھ سے پہلے منصب قضاوت سے استعفیٰ دیا، ان کی خدمات لائق ستائش ہیں'' (۲)

۱۔ کنز العمال ج ۱۵ ص ۱۲۳۔۱۲۲

۲۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۸۲۴

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے الانساب۔محاملی، الکامل ج ۸ص ۱۳۹، العبر ج ۲ ص ۲۲۲، مرأۃ الجنان ج ۲ص ۲۹۷،طبقات الحفاظ ص ۳۴۳،تاریخ بغداد ج ۸ص ۱۹۔

۶۲۔روایت احمد بن محمد بن سعید (ابن عقدہ)

انہوں نے ''کتاب الولایۃ'' میں جو''کتاب الموالات'' سے بھی معروف ہے، حدیث ثقلین کی آٹھ طرق واسناد سے روایت کی ہے اورانہیں سخاوی نے ''استجلاب ارتقاء الغرف ''(خطی) میں، سمہودی نے ''جواہر العقدین'' ج اقسم ثانی ص ۸۲ میں اور ابن کثیر نے ''وسیلۃ المآل'' (خطی) میں نقل کیا ہے، لیکن شیخانی قادری نے ''الصراط السوی'' میں ان میں صرف دو روایتیں نقل کی ہیں۔

احوال وآثار

رجال وتذکرہ کی کتابوں میں بڑی تعظیم واحترام سے ان کا شرح حال تحریر کیا گیا ہے، میں نے عبقات الانوار حدیث غدیر میں بڑے شرح وبسط سے ان کے حالات قلمبند کئے ہیں۔

۶۳۔روایت دعلج سجزی

حاکم نیشاپوری ''مستدرک علی الصحیحین ''میں حدیث ثقلین کو زید بن ارقم سے نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: ''اس حدیث کی شاہد سلمہ بن کہیل کی حدیث ہے جس کی انہوں نے ابوالطفیل سے روایت کی ہے اور وہ شیخین (بخاری ومسلم) کے شرائط کے لحاظ سے بھی صحیح ہے: ہم سے ابوبکر بن اسحاق اور دعلج بن احمد سجزی نے بیان کیا ان دونوں نے محمد بن

ابواب سے انہوں نے ازرق بن علی سے انہوں نے حسان بن ابراہیم کرمانی سے انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ مکہ و مدینہ کے درمیان بڑے درختوں کے پاس ٹھہرے، لوگوں نے درختوں کے نیچے کی زمین صاف کی، تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد رسولؐ اللہ نے نماز پڑھی پھر خطبہ دیا اور خدا کی حمد وثنا اور لوگوں کو پند ونصیحت کرنے کے بعد فرمایا: اے لوگو! میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر ان کی پیروی کی تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت و اہلبیت پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا کیا میں تم پر خود تم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا، سب نے ہم آواز ہو کر کہا بیشک ایسا ہی ہے اس اقرار کے بعد فرمایا: من کنت مولاہ فعلی مولاہ(۱) یعنی جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں: ''ابواسحاق دعلج بن احمد بن دعلج سجزی امام، فقیہ اور بغداد کے محدث تھے۔ دارقطنی، ابن زرقویہ، ابواسحاق اسفرائنی، ابوالقاسم بن بشران اور دیگر بہت سے محدثین نے ان سے روایت کی ہے، یہ اپنے مذہب کے مطابق فتویٰ دیتے تھے اور یہ شیخ اہل حدیث تھے حاکم کا بیان ہے کہ دارقطنی سے میں نے سنا کہ دعلج نے ''المسند الکبیر'' تصنیف کی ہے، مشائخ میں ان سے زیادہ صحیح روایت کرنے والا کوئی نہ تھا، میں نے عمر بصری سے سنا کہ بغداد میں کسی کو نہیں پایا جس کی کتابیں دعلج کی کتابوں سے صحیح تر اور سماع میں دعلج سے

۱۔ المستدرک علی الصحیحین ج ۳ ص ۱۱۰۔۱۰۹

وہ بہتر ہو''۔(۱)

تقریباً یہی باتیں ذہبی نے العبر (۲) میں، یافعی نے مرأۃ الجنان (۳) میں، سبکی نے طبقات الشافعیہ (۴) میں اور سیوطی نے طبقات الحفاظ (۵) میں کہی ہیں۔ ان کی وفات جمادی الثانی ۳۵۱ھ میں ہوئی تھی۔

۶۴۔روایت ابن جعابی

ا۔علامہ سخاوی نے ابن جعابی سے حدیث ثقلین کو یوں نقل کیا ہے: ''اس حدیث کو جعابی نے عبداللہ بن موسیٰ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہ بن حسن سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے جد اور انہوں نے علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر ان سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، ایک کتاب خدا جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت، یہ کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں''۔(۶)

۲۔سمہودی کہتے: ہیں حدیث ثقلین کو جعابی نے ''الطالبین'' میں عبداللہ بن موسیٰ سے نقل کیا ہے''۔(۷)

ا۔تذکرۃ الحفاظ ج۳ص۸۱ ۲۔العبر ج۲ص۲۹۱ ۳۔مرأۃ الجنان ج۲ص۳۴۷
۴۔طبقات الشافعیہ ج۳ص۲۹۱ ۵۔طبقات الحفاظ ص۳۶۰ ۶۔استجلاب ارتقاء الغرف۔خطی
۷۔جواہرالعقدین

احوال وآثار

بزرگ مؤرخین اور تذکرہ نویسوں نے ان کے حالات تحریر کئے ہیں میں نے عبقات الانوار حدیث ''مدینۃ العلم'' میں تفصیل سے ان کا شرح حال لکھا ہے، یہاں اس کے تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

۶۵۔روایت سلیمان بن احمد طبرانی

احمد طبرانی نے اپنی تینوں معاجم(المعجم الکبیر ، المعجم الاوسط ، المعجم الصغیر) میں حدیث ثقلین کو متعدد طرق و اسناد اور مختلف الفاظ میں نقل کیا ہے۔

۱۔المعجم الصغیر میں انہوں نے ابوسعید خدری سے یوں روایت کی ہے:''ہم سے حسن بن محمد بن مصعب اشانی کوفی نے بیان کیا انہوں نے عباد بن یعقوب اسدی سے انہوں نے عبدالرحمٰن مسعودی سے انہوں نے کثیر النواء سے انہوں نے عطیہ عوفی سے اور انہوں نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اسلام نے فرمایا: میں تم میں دو گرانبہا چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے، کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں، یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، کثیر النواء سے سوائے مسعودی کے کسی نے اس کی روایت نہیں کی ہے''۔طبرانی نے المعجم الصغیر ہی میں ابوسعید کی روایت کو دوسری سند سے نقل کیا ہے۔(۱)

۱۔المعجم الصغیر ج۱ص۱۳۵

۲۔سیوطی نے درمنثور ج۲ص ۶۰ اوراحیاءلمیت ص ۲۷ اور ۳۰ پر، ملا علی متقی نے کنز العمال میں، ابن حجرمکی نے صواعق محرقہ میں، نورالدین حلبی نے سیرۃ حلبیہ میں، احمد بن فضل بن محمد باکثیر نے وسیلۃ المآل میں، شیخانی قادری نے صراط السوی میں بدخشانی نے مفتاح النجا اورنزل الابرار میں، محمد صدر عالم نے معارج العلی میں، احمد بن عبدالقادر عجلی نے ذخیرہ المآل میں اور مولوی ولی اللہ لکھنوی نے مرأۃ المومنین میں طبرانی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

احوال وآثار

سارے تذکروں میں ان کے حالات موجود ہیں، ابن خلکان نے وفیات الاعیان ج۲ ص ۲۱۵ پر، سمعانی نے الانساب (درذیل طبرانی) میں، ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص ۹۱۲ اورالعبر ج۲ص ۳۱۵ پر، یافعی نے مرأۃ الجنان ج۲ص ۳۷۲ پر اور ابن جزری نے طبقات القراء میں ان کی مدح وثنا کی ہے، اختصار کے پیش نظر صرف سیوطی کی طبقات الحفاظ سے ان کے حالات تحریر کررہاہوں، وہ لکھتے ہیں:

''ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر لخمی شامی طبرانی امام، علامہ، حجت اور بقیۃ الحفاظ، شہر عکا میں ماہ صفر ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے، ۲۷۳ھ سے حصول حدیث کی خاطر سفر کا آغاز کیا، شام وحجاز ومصر کے شہروں اور بغداد وکوفہ وبصرہ واصفہان وجزیرہ اور دیگر شہروں میں جاکر سماع حدیث کیا اور ایک ہزار سے زیادہ شیوخ واساتیذ سے حدیثیں اخذ کیں، اور کتاب ''المعجم الکبیر'' کہ جو مسند ہے اس کو تصنیف کیا، ''المعجم الاوسط'' کو اپنے اساتیذ کے

ناموں کی ترتیب سے تالیف کیا یہ دارقطنی کی ''الافراد'' کی مانند کتاب ہے، اس معجم الاوسط کو طبرانی اپنی روح کہتے تھے، ابوالعباس شیرازی کا بیان ہے کہ طبرانی سے میں نے تین لاکھ حدیثیں لکھیں، یہ ثقہ ہیں۔'' (۱)

٦٦۔ روایت ابوبکر قطیعی

حاکم نے ان سے حدیث ثقلین کی یوں روایت کی ہے: ''ہم سے ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم حنظلی نے بغداد میں بیان کیا انہوں نے ابوقلابہ عبدالملک بن محمد رقاشی سے انہوں نے یحییٰ بن حماد سے انہوں نے ابوبکر محمد بن احمد بالویہ اور ابوبکر احمد بن جعفر بزّاز سے ان لوگوں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے یحییٰ بن حماد سے انہوں نے فقیہ بخارا ابونصر احمد بن سہل سے انہوں نے صالح بن محمد حافظ بغدادی سے انہوں نے خلف بن سالم مخرمی سے انہوں نے یحییٰ بن حماد سے انہوں نے ابوعوانہ سے انہو ں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے انہوں نے ابوالطفیل سے اورانہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ جب رسولؐ خدا حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم پہونچے تو وہاں کی زمین صاف کرنے اور خیمے نصب کرنے کا حکم دیا پھر آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا: مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ جلد ہی میری طلبی ہوگی اور مجھے جانا پڑے گا میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جن میں ایک دوسرے سے بڑی ہے کتاب خدا اور میرے اہلبیت دیکھو خیال رکھنا کہ ان کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہو یہ دونوں کبھی ایک

۱۔ طبقات الحفاظ ص ۳۷۲

دوسرے سے جدانہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، پھر آپ نے فرمایا خدا میرا مولی ہے اور میں تمام مومنین کا مولیٰ ہوں پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا یہ علی مولیٰ ہے بار الہا دوست رکھ اس کو جو اس کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس (علی) سے دشمنی رکھے"۔(۱)

احوال وآثار

سمعانی لکھتے ہیں: "مشہور محدث ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک بن شبیب قطیعی نے اسحاق حربی، ابراہیم حربی، کریمی اور ابومسلم کشی سے روایت کی ہے، مسند (احمد) کی بہ نقل از عبداللہ بن احمد بن حنبل روایت کرتے تھے، یہ بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتے تھے، ان سے ابوعبداللہ حافظ ابن ربیع، حافظ ابونعیم اصفہانی اور بہت سی جماعتوں نے کہ جن کی آخری فرد ابومحمد حسن بن علی جوہری کی ہے، روایتیں کی ہیں، ذی الحجہ ۳۶۸ھ میں وفات پائی"۔(۲)

ذہبی نے انہیں شیخ اور صالح الحدیث کہا ہے۔(۳)

۶۷۔روایت از ہری لغوی

علامہ ابن منظور کے بقول ازہری نے تہذیب اللغۃ میں درج ذیل مقامات پر حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

ا۔ازہری کہتے ہیں کہ زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: میں تمہارے

ا۔المستدرک علی الصحیحین ج۳ص۱۰۹ ۲۔الانساب۔قطعی ۳۔العبر ج۲ص۳۴۶

درمیان اپنے بعد دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت بتحقیق کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس قیامت کے دن حوض کوثر پر وارد ہوں، میں (ابن منظور) کہتا ہوں کہ محمد اسحاق نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، اور اسی طرح کی حدیث (مرفوعاً) زید بن ارقم اور ابو سعید خدری سے بھی نقل کی ہے اور بعض روایتوں کے الفاظ یہ ہیں ''انی تارك فيكم الثقلين كتاب الله و عترتی اهل بيتی '' کہ اس میں عترت کو اہلبیت قرار دیا ہے۔(۱)

۲۔ازہری نے اس حدیث کو مادہ ''ثقل'' میں بھی نقل کیا ہے جیسا کہ تہذیب اللغۃ میں نبیؐ سے مروی ہے کہ آپ نے آخر عمر میں فرمایا ''انی تارك فيكم الثقلين كتاب الله و عترتی '' کہ اس عبارت میں کتاب خدا اور عترت کو ثقلین قرار دیا، عترت کا ذکر پہلے کر چکا ہوں اور ثعلب کا کہنا ہے کہ اسے ثقلین اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا لینا اور ان پر عمل کرنا بہت سنگین ہے اور عرب ہر اس چیز کو ثقل کہتے ہیں جو اہم ہو اور اس کی نگہداری ہوتی ہو (۲)۔

۳۔ازہری نے حدیث ثقلین کو مادہ ''حبل'' میں بھی پیش کیا ہے جیسا کہ ابن منظور نے ان سے نقل کیا ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا: ''اوصيكم بكتاب الله و عترتی احدهما اعظم من الآخر كتاب الله حبل ممدود من السماء الى الارض '' ابو منصور کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں کتاب خدا سے وابستہ رہنے کا حکم دیا ہے اور یہاں ''حبل

۱۔لسان العرب ج ۴ ص ۵۳۸　　۲۔لسان العرب ج ۱۱ ص ۸۸

ممدود'' کے معنی نور ہدایت کے ہیں اور عرب، نور کو رسی اور دھاگے سے تشبیہ دیتے ہیں ارشاد الٰہی ہے ''حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود '' کہ یہاں سفید دھاگے سے مراد نور صبح ہے اور کالے دھاگے سے مراد اس سے کم روشنی ہے کیونکہ اس پر رات کی سیاہی غالب ہوگئی ہے اسی لئے اس کو سیاہ اور دوسرے کو سفید کہا اور معنی کے لحاظ سے نخ و طناب ایک دوسرے سے نزدیک ہیں۔(۱)

احوال و آثار

۱۔ابن خلکان کہتے ہیں: ''ابو منصور محمد بن احمد بن ازہر بن طلحہ بن نوح بن ازہر ازہری، مذہب شافعی کے فقیہ اور لغت کے امام تھے ان کی درایت وورع اور فضل و وثاقت پر اتفاق ہے انہوں نے پراکندہ لغات کو جمع کیا وہ لغات کے اسرار و رموز سے واقف تھے، لغت میں ''التہذیب'' نامی اہم کتاب تصنیف کی جس کی دس سے زیادہ جلدیں ہیں ان کی دوسری تصنیف غریب الفاظ ہے جو ایک جلد میں ہے اور فقہی مشکل الفاظ کی شرح کی ہے جس سے فقہا اپنی مشکلیں حل کرتے ہیں، تفسیر میں بھی کتاب لکھی ہے''۔(۲)

۲۔ذہبی لکھتے ہیں: ''انہوں نے بغوی اور نفطویہ سے روایت کی اور ابن سراج کے پاس گئے اور اپنی پارسائی کی وجہ سے ابن درید سے حدیثیں لینی چھوڑ دیں کیونکہ انہیں مستی کے عالم میں دیکھ لیا تھا، ازہری عرصے تک قرامطہ کی اسارت میں تھے''۔(۳)

یہی بات یافعی نے مرآۃ الجنان ج ۲ص ۳۹۵ پر، ابن وردی نے تتمۃ المختصر ج۱ص

۱۔لسان العرب ج۱۱ص ۳۷ ۲۔وفیات الاعیان ج۳ص ۴۵۸ ۳۔العبر ج۲ص ۳۵۶

۴۲۳ پر، سبکی نے طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۶۳ پر، اسدی نے طبقات الشافعیہ میں اور سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ ص ۸ پر کہی ہے۔

۶۸۔روایت محمد بن مظفر بغدادی

ابن مغازلی نے ان سے حدیث ثقلین کی یوں روایت کی ہے: ''ہم کو ابو طالب محمد بن احمد بن عثمان نے بتایا انہوں نے ابو الحسین محمد بن مظفر بن موسی بن عیسی حافظ سے انہوں نے محمد بن محمد بن سلیمان باغندی سے انہوں نے سوید سے انہوں نے علی بن مسہر سے اور انہوں نے ابو حیان تیمی سے نقل کیا ہے، ابو حیان کا کہنا ہے کہ میں نے زید بن ارقم کو کہتے سنا کہ پیغمبر اسلام ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو! میں ایک بشر ہی تو ہوں قریب ہے میں بلایا جاؤں اور مجھے جانا پڑے میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور و ہدایت ہے لہذا خدا کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو، آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد فرمایا اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں اور اس جملے کی تین بار تکرار کی''۔(۱)

احوال وآثار

۱۔ذہبی لکھتے ہیں: ''ابو الحسین محمد بن مظفر بن موسی بن عیسی بغدادی حافظ، امام، ثقہ اور عراق کے محدث تھے، خطیب کا کہنا ہے ابن مظفر ذکی وفہیم، حافظ اور صادق القول تھے،

۱۔مناقب ابن مغازلی ص ۲۳۶

برقانی کے بقول دارقطنی نے ابن مظفر سے ہزاروں حدیثیں لکھی تھیں، سلمی کا بیان ہے کہ میں نے دارقطنی سے ابن مظفر کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا وہ ثقہ ہیں اور ان کی حدیثیں غلطیوں سے محفوظ ہیں، میں نے کہا کیا وہ مائل بہ تشیع تھے، کہا تھوڑا رجحان رکھتے تھے'' (۱)۔ ذہبی نے العبر (۲) میں یہی کہا ہے۔

۲۔ صفدی کہتے ہیں: ''حصول حدیث کی خاطر مختلف شہروں کا سفر کیا اور علم حدیث اور شناخت رجال میں بلند مقام تک پہونچے، جمادی الاول ۳۷۹ھ میں انتقال ہوا، انہوں نے طبری اور دیگر محدثین سے سماع حدیث کیا، دارقطنی اور دیگر علماء نے ان سے روایت کی ہے، ان کے فضل وشرف اور صداقت ووثاقت پر سب کا اتفاق ہے''۔ (۳)

۳۔ سیوطی لکھتے ہیں: ''خطیب کا بیان ہے وہ حافظ حدیث اور صادق اللہجہ تھے، دارقطنی ان کی تعظیم وتکریم کرتے تھے اور ان کے سامنے ان کے احترام میں کسی چیز پر ٹیک نہیں لگاتے تھے اور انہوں نے ان کو ثقہ اور مامون (حدیث میں غلطی نہ کرنے والا) کہا ہے، جمادی الاول ۳۷۹ھ میں ان کا انتقال ہوا''۔ (۴)

۶۹۔ روایت ابوالحسن دارقطنی

ابن باکثیر مکی نے حدیث ثقلین کی ام سلمہ کے طریق سے روایت کرنے کے بعد کہا ہے کہ دارقطنی نے یہ روایت اسناد کے ساتھ ام سلمہ سے نقل کی ہے وہ لکھتے ہیں: ''محمد بن جعفر

۱۔ تذکرۃ الحفاظ ج۳ص۹۸۰　۲۔ العبر ج۳ص۱۲

۳۔ الوافی بالوفیات ج۵ص۳۴　۴۔ طبقات الحفاظ ص۳۸۹

نے ام سلمہ سے روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسولؐ خدا کو مرض الموت میں یہ کہتے ہوئے سنا جب کہ آپ کا کمرہ اصحاب سے بھرا ہوا تھا کہ اے لوگو! قریب ہے میں بلایا جاؤں اور مجھے جانا پڑے میں تم سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اب پھر کہتا ہوں کہ تمہارے درمیان دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، کتاب خدا اور اپنی عترت واہلبیت پھر آپ نے علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ یہ دونوں کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں اور میں ان دونوں سے سوال کروں گا کہ میرے بعد ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا گیا، دارقطنی نے یہ روایت اسناد کے ساتھ ام سلمہ سے نقل کی ہے''۔(۱)

احوال وآثار

تراجم اور تذکروں کی کتابیں ان کی تعریف وتوصیف سے بھری پڑی ہیں، یہاں صرف چند پر اکتفا کر رہے ہیں۔

۱۔ ذہبی لکھتے ہیں: ''ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی امام اور شیخ الاسلام تھے، جوانی کے بعد انہوں نے مصر وشام کی طرف سفر کیا اور بہت سی کتابیں تالیف کیں اور اسّی سال کی عمر میں وفات پائی، بغوی نے ان سے روایت کی ہے اور وہ ان کے ہم طبقہ تھے، حاکم کہتے ہیں کہ علم حدیث اور فہم و پرہیزگاری میں دارقطنی یکتائے زمانہ تھے اور قرائت قرآن اور نحو میں امام تھے، خطیب کہتے ہیں کہ وہ اپنے زمانہ میں یکتا اور امام وقت تھے اور ان پر علم حدیث و

۱۔ وسیلۃ المآل۔ خطی

معرفت وعلم رجال ختم ہوئے ہیں، وہ سچے، ثقہ اور صحت اعتقاد میں کامل تھے ان کی بہت سی
تصانیف علم حدیث وفقہ میں ہیں۔ ابوذر ہروی کہتے ہیں کہ میں نے حاکم سے پوچھا کہ کیا آپ
نے دارقطنی کے مثل کوئی اور دیکھا ہے حاکم نے جواب دیا کہ خود دارقطنی نے اپنے جیسا کوئی
اور نہیں دیکھا تو میں کہاں سے دیکھ لیتا، قاضی ابوالطیب طبری کہتے ہیں کہ دارقطنی حدیث
کے امیر المومنین ہیں''۔(۱)

۲۔قنوجی کہتے ہیں: ''یہ عالم، حافظ حدیث اور مذہب شافعی کے فقیہ تھے، اپنے زمانہ
میں علم حدیث کے تنہا امام تھے، فقہا کے اختلاف نظر کی آگاہی رکھتے تھے''۔(۲)

مزید معلومات کے لئے مراجعہ کیجئے وفیات الاعیان ج۱ص ۳۳۱، تذکرۃ الحفاظ ج۳
ص ۹۹۱، طبقات القراء ج۱ص ۵۵۸، سبکی کی طبقات ج۳ ص ۴۶۲، الکامل ج۹
۴۳، طبقات الحفاظ ص ۳۹۳، الانساب۔ دارقطنی

۷۰۔روایت محمد بن عبدالرحمٰن مخلص ذہبی

حموئی نے فرائد السمطین میں ان سے مروی حدیث ثقلین کو یوں نقل کیا ہے: ''ہم کو زا
صالحہ استاد حدیث زینب بنت قاضی عماد الدین ابی صالح نصر بن عبدالرزاق بن (قطب
زمان) عبدالقادر نے بتایا انہوں نے شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن علی بن سقا سے انہوں نے
القاسم سعید بن احمد بن بناء اور ابومحمد مبارک بن احمد بن برکندی سے ان دونوں نے ابومحمد
ریسی سے انہوں نے ابو طاہر محمد بن عبدالرحمٰن بن عباس مخلص سے انہوں نے ابوالقا

۱۔العبر ج۳ص ۲۸ ۲۔التاج المکلل ص ۸۲

عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بغوی سے انہوں نے بشر بن ولید کندی سے انہوں نے محمد بن طلحہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عطیہ سے اور انہوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''عنقریب میری طلبی ہوگی اور مجھے جانا پڑے گا، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک خدائے بزرگ و برتر کی کتاب جو ایک دراز رسی ہے آسمان سے زمین تک دوسرے میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں، اور خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر پہونچیں، پس دیکھو میرے بعد تمہارا سلوک ان کے ساتھ کیسا رہتا ہے''۔(۱)

احوال وآثار

سمعانی کہتے ہیں: ''یہ ثقہ، صدوق، صالح اور بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتے تھے''۔(۲)

۷۱۔ روایت محمد بن سلیمان بن داؤد بغدادی

انہوں نے حدیث ثقلین کو اسی سند سے جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: '' قد ترکت ما ان تمسکتم به لن تضلوا کتاب الله عزوجل و عترتی اهلبیتی '' یعنی میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم انہیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک خدائے بزرگ و برتر کی کتاب اور دوسرے میری عترت واہلبیت۔

۱۔فرائد السمطین ج ۲ ص ۲۷۲ ۲۔الانساب۔المخلص

۴۷۔ روایت حاکم نیشاپوری

حاکم نیشاپوری نے اپنی کتاب کے باب مناقب اہل البیت میں حدیث ثقلین کی یوں روایت کی ہے: ''ہم سے ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم حنظلی نے بغداد میں بتایا انہوں نے ابو قلابہ عبدالملک بن محمد رقاشی سے انہوں نے یحییٰ بن حماد اور ابو بکر محمد بن احمد بن بالویہ اور ابو بکر احمد بن جعفر بزاز سے ان لوگوں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے یحییٰ بن حماد سے انہوں نے بخارا میں ابونصر احمد بن سہل فقیہ سے انہوں نے صالح بن محمد حافظ بغدادی سے انہوں نے خلف بن سالم مخرمی سے انہوں نے یحییٰ بن حماد سے انہوں نے ابوعوانہ سے انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے انہوں نے ابوالطفیل سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا جب حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم پہونچے تو درختوں کے نیچے کی زمین صاف کرنے اور وہاں خیمے نصب کرنے کا حکم دیا اور پھر فرمایا: قریب ہے میں بلایا جاؤں اور مجھے جانا پڑے میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے کتاب خدا اور میری عترت، دیکھو میرے بعد ان کے ساتھ کیسا سلوک رہتا ہے یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، پھر فرمایا خدا میرا مولیٰ ہے اور میں تمام مومنوں کا مولیٰ ہوں پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی مولا ہے بارالٰہا دوست رکھ اس کو جو اس (علی) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس (علی) سے دشمنی رکھے۔ شیخین (بخاری و مسلم) نے جو شرائط صحت حدیث کے بیان کئے چونکہ ان

کے مطابق یہ حدیث ہے لہذا یہ حدیث صحیح ہے اگرچہ ان نے اسے درج نہیں کیا ہے، اسی
کی شاہد سلمہ بن کہیل کی حدیث ہے"۔(۱)

حاکم نے حدیث ثقلین کی دوسرے طریق سے بھی روایت کی ہے۔(۲)

احوال وآثار

۱۔ذہبی لکھتے ہیں: "ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم ضبّی طهمانی نیشاپوری معروف بہ ابن بیع عظیم المرتبت حافظ اور محدثوں کے امام تھے، ربیع الاول ۳۲۱ھ میں پیدا ہوئے اور والد اور ماموں کی سرپرستی میں بچپنے ہی سے اخذ حدیث کیں، بیس سال کی عمر میں عراق کا سفر کیا اور وہاں سے حج بیت اللہ کے لئے گئے پھر خراسان کے مضافات اور ماوراء النہر کا سفر کیا اور مختلف شہروں میں تقریبا دو ہزار شیوخ واساتیذ سے سماع حدیث کیا"۔(۳)

۲۔قنوجی لکھتے ہیں: "یہ اپنے زمانہ میں حدیث کے امام تھے، حدیث میں انہوں نے ایسی ایسی کتابیں لکھیں جن کا مثل اس سے پہلے نہیں ملتا، یہ عالم وعارف اور علم واسع رکھنے والے تھے پہلے فقہ حاصل کیا پھر طلب حدیث کا شوق پیدا ہوا اور اس میں مشہور ہو گئے، ان کے شیوخ واساتیذ کی تعداد تقریبا دو ہزار ہے اس کثرتِ شیوخ کی وجہ سے حاکم کے بعد جو بھی عالم حدیث ہوا اس نے حاکم سے روایت اخذ کی اور مختلف علوم میں ۱۵۰۰ کتابیں تصنیف کیں، یہ حفاظ وشیوخ سے مباحثہ کرتے تھے اور انہیں لکھ لیتے تھے، دار قطنی سے بھی مباحثہ کیا جس کی وجہ سے ان کے محبوب نظر ہو گئے، ۳۵۹ھ میں سامانیوں کے دور میں

۱۔المستدرک الصحیحین ج۳ ص۱۰۹ ۲۔المستدرک الصحیحین ج۳ ص۱۷۴ ۳۔تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص۳۹۳

نیشاپور کے قاضی ہوئے تھے''۔(۱)

۳۔بدخشی لکھتے ہیں: ''حاکم ،بعض محدثین کا لقب تھا کچھ دنیوی ریاست کی خاطر اس سے ملقب ہوئے تھے جیسے حاکم شہید ابی الفضل محمد بن محمد شہید اور کچھ ریاست حدیث کی وجہ سے ملقب ہوئے تھے اور یہ دو افراد ہیں ایک حاکم ابواحمد محمد بن محمد بن احمد بن اسحاق نیشاپوری اور دوسرے ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ نیشاپوری صاحب ''المستدرک علی الصحیحین ''ہیں''۔(۲)

مزید معلومات کے لئے حسب ذیل کتابوں کی طرف رجوع کریں وفیات الاعیان ج ۳ ص ۴۰۸، المختصر ج ۲ ص ۱۴۴، تتمۃ المختصر ج ۱ ص ۴۵۳، مرآۃ الجنان ج ۳ ص ۱۴، اسنوی کی طبقات ج ۱ ص ۴۰۵، سبکی کی طبقات ج ۴ ص ۱۵۵، العبر ج ۳ ص ۹۱۔

۳۷۔روایت عبدالملک خرگوشی

انہوں نے اپنی کتاب ''شرف النبوۃ''میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جیسا کہ دولت آبادی کی ''مناقب سادات''میں ہے: تیسری حدیث ''المشارق''''المصابیح''''الدرر''اور''تاج الاسامی''میں اس طرح وارد ہوئی: انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی فان تمسکتم بھما لن تضلوا من بعدی''۔

احوال وآثار

سبکی لکھتے ہیں: ''یہ فقیہ،زاہد،ائمہ دین اور اعلام مومنین میں سے تھے،حاکم کا کہنا ہے یہ

۱۔التاج المکلل ص ۱۱۴
۲۔تراجم الحفاظ۔خطی

واعظ اورزاہد ابن زاہد تھے، بچپن میں فقہ کی تعلیم حاصل کی، زہد کو اپنا پیشہ قرار دیا اور زاہدوں اور پارساؤں کی ہمنشینی اختیار کی یہاں تک کہ خدا نے انہیں پارساؤں، زاہدوں اور مجتہدوں کا جانشین قرار دیا'' (۱)

مزید معلومات کے لئے مراجعہ کیجئے تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص۲۵۳، العبر ج۳ص۹۶، اسنوی کی طبقات ج۱ص۷۷ـ۴۷۔

۷۴۔روایت ابواسحاق ثعلبی

انہوں نے اپنی تفسیر میں ''واعتصموا بحبل الله جميعا'' (آل عمران آیت ۱۰۳) کے ذیل میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں: ''ہم کو حسن بن محمد بن حبیب (مفسر) نے بتایا انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے جد کی کتاب میں خودان کی یہ تحریر پڑھی: ہم کو احمد بن اجحم قاضی مزندی نے بتایا انہوں نے فضل بن موسی شیبانی سے انہوں نے عبدالملک بن ابی سلیمان سے انہوں نے عطیہ عوفی سے اور انہوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ میں (ابوسعید) نے رسولؐ اللہ کو کہتے سنا: میں تم میں اپنے دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انہیں اختیار کیے رہو تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے ایک کتاب خدا جو ایک دراز رسی ہے آسمان سے لے کر زمین تک دوسرے میری عترت واہلبیت، آگاہ ہو جاؤ کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں''۔ (۲)

۱۔طبقات الشافعیہ ج۵ص۲۲۲ ۲۔الکشف والبیان۔خطی

اس حدیث کوانہوں نے ''سنفرغ لکم ایها الثقلان ''(الرحمٰن آیت ۳۱) کے ذیل میں بھی نقل کیا ہے۔

احوال وآثار

۱۔ سبکی لکھتے ہیں: ''یہ علوم قرآن میں اپنے زمانہ میں یکتا تھے، قصص انبیاء سے متعلق ''العرائس'' ان ہی کی کتاب ہے''۔(۱)

۲۔ اسنوی کہتے ہیں: ''ابن صلاح اور نووی نے انہیں شافعی فقہاء میں شمار کیا ہے، یہ لغت اور نحو کے امام تھے''۔(۲)

۳۔ داؤدی لکھتے ہیں: ''علوم قرآن میں یگانۂ زمانہ، لغت کے حافظ، عربی زبان کی جانی پہچانی ذات اور واعظ وموثق تھے''۔(۳)

مزید معلومات کے لئے مراجعہ کیجئے وفیات الاعیان ج۱ ص ۶۱، الوافی بالوفیات ج ۷ ص ۳۰۷، العبر ج ۳ ص ۱۶۱، مرأۃ الجنان ج ۳ ص ۴۶، تتمۃ المختصر ج۱ ص ۷۷ ۴، المختصر ج ۲ ص ۱۶۰، بغیۃ الوعاۃ ص ۱۵۴۔

۷۵۔ روایت ابونعیم اصفہانی

۱۔ ابونعیم اصفہانی نے ''منقبۃ المطہرین'' میں متعدد طرق واسناد اور مختلف الفاظ میں ابو سعید خدری، زید بن ارقم، انس بن مالک، براء بن عازب اور جبیر بن مطعم سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

۱۔ طبقات الشافعیہ ج۴ ص ۵۸ ۲۔ طبقات الشافعیہ ج۱ ص ۴۲۹ ۳۔ طبقات المفسرین ج۱ ص ۶۵

۲۔ ''حلیۃ الاولیاء'' میں بھی ابونعیم اصفہانی نے حدیث ثقلین کونقل کیا ہے جیسا کہ علامہ سخاوی ''استجلاب ارتقاء الغرف'' میں اور علامہ سمہودی ''جواہر العقدین'' میں لکھتے ہیں:

''حذیفہ بن اسید غفاری یا زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسولؐ خدا، حجۃ الوداع سے واپسی پر ایک جگہ رکے اور وہاں کی زمین صاف کرنے کا حکم دیا اور وہاں نماز پڑھی پھر فرمایا: لوگو! خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ ہر نبی نے اپنے قبل کے نبی سے نصف عمر کی ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ عنقریب میں رحلت کرجاؤں مجھ سے بھی پوچھا جائے گا اور تم سے بھی، تم لوگ کیا کہہ رہے ہو؟ سب نے ہم آواز ہوکر کہا ہم گواہی دیتے ہیں آپ نے پیغام الٰہی کو پہونچایا اور اس کے لئے جدو جہد کی خدا آپ کو اس کا اجر عنایت کرے، اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور محمد اس کا رسول ہے اور جنت حق ہے، جہنم حق ہے، موت حق ہے، موت کے بعد زندہ ہونا حق ہے، قیامت آئے گی اور اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، جو لوگ قبر میں ہیں خدا انہیں زندہ کرے گا؟ سب نے کہا کہ ہم ان سب کی تصدیق کرتے ہیں، یہ سن کر حضرت نے فرمایا: خدایا تو گواہ رہنا، اس کے بعد آپ نے فرمایا لوگو! خدا میرا مولا ہے اور میں تمام مومنین کا ولی ہوں میں ان پر خود ان سے زیادہ حق تصرف رکھتا ہوں پس جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ (علی) مولا ہے۔ بارالٰہا دوست رکھ اس کو جو اس (علی) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس (علی) سے دشمنی رکھے اس کے بعد آپ نے فرمایا میں تم سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہوں گا اور تم حوض کوثر پر میرے پاس آؤ گے ایسا حوض جس کی چوڑائی صنعاء اور بصریٰ کی مسافت

کے برابر ہے، ستاروں کے مانند سونے کے کاسے اس حوض کے کنارے ہوں گے اور جب تم ہمارے پاس آؤ گے تو میں تم سے ثقلین کے بارے میں سوال کروں گا دیکھوان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو ثقل اکبر کتاب خدا ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں ہے پس اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو تا کہ گمراہ نہ ہو اور اس میں تغیر وتبدل نہ کرنا اور میری عترت میرے اہلبیت ہیں اور خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں۔ اس حدیث کو طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں اور ضیاء نے ''المختار'' میں سلمہ بن کہیل کے طریق سے اور سلمہ نے ابوالطفیل سے نقل کیا ہے اور یہ دونوں ایسے ہیں جن کے صحابی ہونے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے اور اسی کی ابونعیم نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں روایت کی ہے''۔(۱)

احوال وآثار

۱۔ ذہبی لکھتے ہیں: ''حافظ کبیر، محدث عصر کے بارے میں ابن مردویہ کا بیان ہے کہ ابو نعیم اپنے زمانہ میں ان لوگوں میں تھے جن کی طرف علماء مراجعہ کرتے تھے، بلاد اسلامی کے گوشہ وکنار میں ان سے زیادہ صحیح اسناد جاننے والا اور احادیث کو حفظ کرنے والا کوئی اور نہیں تھا دنیا کے حفاظ ان کی طرف کھنچے چلے آتے تھے اور ہر روز ایک کی نوبت ہوتی تھی اور ظہر تک جو چاہتے تھے اس کی قرائت کرتے تھے، حمزہ بن عباس علوی کا بیان ہے کہ محدثین عظام کا کہنا ہے کہ چودہ برس تک شرق وغرب میں ابونعیم کا کوئی نظیر نہیں ملتا تھا ان سے زیادہ

۱۔ جواہر العقدین

صحیح اسناد جاننے والا اور احادیث کو حفظ کرنے والا اور کوئی نہ تھا''۔(۱)

۲۔صفدی لکھتے ہیں: ''یہ محدثوں کے سرتاج اور بزرگان دین میں سے تھے، یہ روایت حدیث، درایت اور حفظ وفہم حدیث میں بلند مرتبہ پر فائز تھے ان سے کسب فیض کے لئے لوگ آتے تھے انہوں نے عدیث کے مختلف فنون پر کتابیں لکھیں اوران سے استفادہ کے لئے مختلف شہروں میں انہیں بھیجیں''۔(۲)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے العبر ج۳ص۱۷۰، وفیات الاعیان ج۱ص ۷۵،سبکی کی طبقات ج۳ص ۷،مرأة الجنان ج۳ص ۵۲،اسنوی کی طبقات ج۲ص ۴۷۴،طبقات الحفاظ ص ۴۲۳،طبقات ابن قاضی شهبه ، المختصر ج۲ص ۱۶۲،تتمة المختصر ج۱ص ۴۸۰،البدایة والنهایة ج۱۲ص ۴۵،النجوم الزاهره ج۵ص ۳۰،شذرات الذهب ج۳ص ۲۴۵۔

۷۶۔ثبت ابونصر عتبی

انہوں نے اپنی کتاب ''التاریخ الیمینی'' کے شروع میں حدیث ثقلین کی طرف اشارہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں: ''خدا نے ان (پیغمبرؐ اسلام) کو اپنے پاس بلایا اور انہوں نے اپنی امت میں ثقلین کو بطور یادگار چھوڑا کتاب خدا اوران کی عترت جو لوگوں کو لغزشوں سے، ذہنوں کو گمراہ ہونے سے، دلوں کو مریض ہونے سے اور دلوں کو شک وتردید میں پڑنے سے روکیں گے، جس نے ان دو کی راہ کو اختیار کیا اس نے اپنے کو لغزشوں سے بچایا اور اپنے کو فائدے

۱۔تذکرة الحفاظ ج۳ص۱۰۹ ۲۔الوافی بالوفیات ج۷ص۸۱

میں رکھا اور جس نے ان دونوں سے روگردانی کی اس نے اپنے کو نقصان میں ڈالا اور یہی وہ افراد ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت سے خریدا کہ جس میں سوائے گھاٹے کے کوئی فائدہ نہیں ہے''۔

احوال و آثار

ثعالبی نے اپنی کتاب ''یتیمۃ الدھر'' ج۴ ص ۳۹۷ پر ابونصر عینی کی تعریف و توصیف کی ہے اور انہیں ادیب بتایا ہے، لطائف الکتاب وغیرہ انہی کی تالیفات ہیں۔

۷۷۔ روایت ابوبکر بیہقی

خوارزمی نے اپنی ''مناقب'' میں بیہقی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:
ان ہی اسناد سے اسی احمد بن حسین سے مروی ہے (اس سے مراد ابوبکر بیہقی ہیں اس لئے کہ اس سے پہلے کہا ہے کہ ہم کو خبر دیا شیخ زاہد ابوحسن علی بن احمد عاصمی خوارزمی نے انہوں نے شیخ القضاۃ اسماعیل بن احمد واعظ سے انہوں نے ابوبکر احمد بن حسین سے) کہ انہوں نے کہا ہم کو ابوعبداللہ نے بتایا انہوں نے بخارا کے فقیہ ابونصر احمد بن سہل سے انہوں نے صالح بن محمد حافظ سے انہوں نے خلف بن سالم سے انہوں نے یحیٰ بن حماد سے انہوں نے ابوعوانہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے انہوں نے ابوالطفیل سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا حجۃ الوداع سے جب غدیر خم پہونچے تو وہاں کی زمین صاف کرنے کا حکم دیا پھر آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ عنقریب میں اس دنیا سے رخصت کر جاؤں گا میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں

ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے، کتاب خدا اور میری عترت میرے اہلبیت ، پس دیکھو میرے بعد ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ قیامت کے دن حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں پھر آپ نے فرمایا خدا میرا مولا ہے اور میں تمام مومنین کا مولا ہوں پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا میں ولی ہوں اس کا یہ (علیؑ) ولی ہے، بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس (علیؑ) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس (علی) سے دشمنی رکھے، میں (ابوالطفیل) نے زید بن ارقم سے پوچھا کیا تم نے اس حدیث کو خود رسولؐ اللہ سے سنا تھا انہوں نے جواب دیا اس درخت کے نیچے کوئی بھی شخص ایسا نہیں تھا جس نے اس منظر کو اپنی آنکھ سے دیکھا نہ ہو اور آپ کی بات کو اپنے کانوں سے سنا نہ ہو"۔(۱)

نیز بیہقی نے زید بن ارقم سے حدیث ثقلین کی دوسرے لفظوں میں روایت کی ہے جس کو حموئی نے نقل کیا ہے"۔(۲)

احوال وآثار

یافعی لکھتے ہیں: "اس سال (۴۵۸ھ میں) امام کبیر، حافظ تحریر احمد بن حسین بیہقی فقیہ شافعی نے انتقال کیا، یہ اپنے زمانہ کے بے مثل عالم اور اپنے ہم عصروں میں یگانہ تھے، ان کی تقریباً ایک ہزار تصنیفات ہیں جو شرق وغرب میں پھیلی ہوئی ہیں، ان کے علم وفضل، جلالت واتقان ودیانتداری کا عربوں اور عجموں میں شہرہ ہے، حصول حدیث کی خاطر عراق و

۱۔ مناقب خوارزمی ص ۹۳ ۲۔ فرائد السمطین ج ۲ ص ۲۴۳

جبال وحجاز کا سفر کیا اور خراسان میں حدیث کی سماعت اپنے زمانہ کے علماء سے کی، اسی طرح جہاں بھی گئے وہاں کے علماء کی طرح تھوڑی سی چیز پر قناعت کرتے تھے، زہد وورع میں کمال حاصل کیا تھا تیں سال برابر روزہ رکھا تھا، امام الحرمین کہتے ہیں شافعیوں پر امام شافعی کا احسان ہے لیکن امام شافعی پر بیہقی کا احسان ہے انہوں نے مذہب شافعی کی بہت نصرت کی تھی''۔(۱)

مزید معلومات کے لئے مراجعہ کیجئے الانساب ۔بیہقی ،معجم البلدان ج۲ص ۳۴۶،وفیات الاعیان ج۱ص ۵۷،الکامل ج۱۰ص ۱۸،تذکرۃ الحفاظ ج۳ص ۱۱۳۲،سبکی کی طبقات ج۴ص ۸،اسنوی کی طبقات ج۱ص ۱۹۸،طبقات ابن قاضی (خطی) المختصر ج۲ص ۱۸۵،تتمۃ المختصر ج۱ص ۵۱۶،طبقات الحفاظ ص۴۳۳،التاج المکلل ص ۲۸

۷۸۔روایت ابوغالب نحوی

ابن مغازلی نے اپنی ''مناقب'' میں ان سے حدیث ثقلین کی حسب ذیل سند سے روایت کی ہے۔ ''ہم کو ابوغالب محمد بن احمد بن سہل نحوی نے بتایا انہوں نے ابوعبداللہ محمد بن علی سقطی سے انہوں نے ابومحمد عبداللہ بن شوذب سے انہوں نے محمد بن ابی العوام ریاحی سے انہوں نے ابوعامر عقدی عبدالملک بن عمر سے، انہوں نے محمد بن طلحہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عطیہ بن سعید سے اور انہوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: قریب ہے میں بلا جاؤں اور مجھے جانا پڑے میں تم میں دو گرانقدر

۱۔مرآۃ الجنان ج۳ص ۸۱

چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک خدائے بزرگ و برتر کی کتاب دوسرے میری عترت، کتاب خدا تو ایک دراز رسی ہے آسمان سے زمین تک اور میری عترت میرے اہلبیت ہیں، خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر پہونچیں، پس دیکھو میرے بعد ان کے ساتھ تمہارا کیسا سلوک رہتا ہے"۔

احوال وآثار

ان کا شرح حال بہت سی معتبر کتابوں میں موجود ہے، میں نے عبقات الانوار حدیث طیر میں درج ذیل کتابوں سے ان کے حالات تحریر کئے ہیں العبر ج ۴ص ۲۵۰، الجواہر المضیۃ ج ۲ص ۱۲۔۱۱، مرأۃ الجنان ج ۳ص ۸۶

۷۹۔ روایت ابن عبدالبر قرطبی

شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفا میں فضائل ومناقب امیر المومنین پر مشتمل خطبہ غدیر کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ "حاکم اور ابوعمرو غیرہ نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ (طبق روایت حاکم) جب رسول اللہؐ حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم تشریف لائے تو درختوں کے نیچے کی زمین صاف کرنے کا حکم دیا اور پھر فرمایا عنقریب میں تم سے رخصت ہونے والا ہوں لیکن تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کتاب خدا اور میری عترت، دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں، پھر فرمایا خدا میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا مولا ہوں اس وقت علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا جس کا میں ولی ہوں اس کا یہ (علی)

ولی ہے بارالہا دوست رکھ اس کو جو اسے دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس (علی
سے دشمنی رکھے"

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں: "ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر اندلسی قرطبی مالکی امام، علا،
شیخ الاسلام، فقیہ اور عابد شب زندہ دار تھے، حمیدی کہتے ہیں ابوعمر فقیہ، حافظ حدیث، بہ
زیادہ حدیثیں بیان کرنے والے، قرائت، اختلاف اقوال اور علوم حدیث ورجال کے ء
اور استماع حدیث کرنے والے تھے، فقہ میں فقہ شافعی کی طرف مائل تھے۔ ابوعلی غسانی
بیان ہے کہ ہمارے شہر میں حدیث میں قاسم بن محمد اور احمد بن خالد جیسا کوئی نہیں ہے لیکن
ابن عبدالبر بھی ان دونوں سے کم نہیں ہیں، میں کہتا ہوں کہ یہ امام، دیندار، ثقہ، متقن، علا
متبحر اور سنت پر عمل کرنے والے تھے، شروع میں یہ ظاہری المسلک تھے (یعنی جو ظاہر آیا
وظاہر احادیث پر عمل کرتا ہے) پھر مالکی ہو گئے اور فقہ شافعی کی طرف ان کا رجحان تھا لیکن
اس سے کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ ائمۃ المجتہدین کے مرتبہ تک پہونچ گئے تھے، جو ان
کتابوں کا مطالعہ کرے گا اسے ان کی وسعت علمی کا اندازہ ہوگا۔ ابن بشکوال کا کہنا ہے
ابن عبدالبر امام عصر اور یکتائے زمانہ تھے ان کی کنیت ابوعمر تھی اور ابوعلی بن سکرہ کا بیان
کہ اندلس میں ابوعمر بن عبدالبر جیسا علم حدیث کا جاننے والا پیدا نہیں ہوا"۔ (۱)
مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے الانساب۔ قرطبی، وفیات الاعیان ج ۲

۱۔ سیر اعلام النبلاء۔ خطی

۳۴۸، تذکرة الحفاظ ج۳ص ۱۱۲۸، العبر ج۳ص ۲۵۵، المختصر ج۲ص ۱۸۷، تتمۃ المختصر ج اص ۵۲۱، طبقات الحفاظ ص ۴۳۶، التاج المکلل ص ۱۵۳۔

۸۰۔روایت خطیب بغدادی

بدخشانی نے حدیث ثقلین کی خطیب بغدادی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں ابن ابی شیبہ اور خطیب نے ''المتفق والمتفرق'' میں جابر سے ان لفظوں میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔''انی ترکت فیکم ما لن تضلوا بعدی ان اعتصم به کتاب الله وعترتی اهل بیتی ''۔(۱) یعنی میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انہیں اختیار کیے رہو تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت۔

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں: ''ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی خطیب بغدادی، حافظ کبیر، امام، محدث شام وعراق اور اعیان شافعیہ میں سے تھے، ابوالحسن بن محاملی اور قاضی ابوالطیب سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، ابن ماکولا کا کہنا ہے بلحاظ اتقان وحفظ قرآن وحدیث کے عظیم المرتبت علماء کی آخری فرد تھے، بغدادیوں میں دارقطنیؒ کے بعد کوئی شخص خطیب جیسا عالم وفاضل نہیں ہوا، ابوسعد سمعانی کا بیان ہے خطیب باوقار، ثقہ، محقق، خوش خط اور خاتم الحفاظ تھے۔ ابوالحسن ہمدانی کا کہنا ہے علم حدیث خطیب کی موت کے ساتھ مر گیا، وہ رئیس

ا۔مفتاح النجا۔خطی

الرؤسا تھے بڑے بڑے وعاظ اور خطباء جب تک حدیث کو ابو بکر خطیب کے سامنے پیش نہیں کرتے تھے بیان نہیں کرتے تھے، شباع ذہلی کا کہنا ہے کہ خطیب ایسے امام، مصنف اور حافظ تھے جن کا نظیر اور مثل کوئی اور نہیں ہوا''۔

مزید معلومات کے لئے مراجعہ کیجئے الانساب۔ خطیب، الکامل ج ۱۰ص ۲۵، وفیات الاعیان ج اص ۲۷، العبر ج ۳ص ۲۵۳، دول الاسلام ج اص ۲۱۱، المختصر ج ۲ص ۱۸۷، تتمۃ المختصر ج اص ۵۲۰، مرأۃ الجنان ج ۳ص ۸۷، سبکی کی طبقات ج ۴ص ۲۹، اسنوی کی طبقات ج اص ۲۰۱، طبقات الحفاظ ص ۴۳۴، التاج المکلل ص ۳۲۔

۸۱۔ روایت ابو محمد حسن غندی جانی

ابن مغازلی نے اپنی مناقب میں حسب ذیل سند سے ان سے روایت کی ہے ''ہم حسن بن احمد بن موسیٰ غندجانی نے بتایا انہوں نے احمد بن محمد سے انہوں نے علی بن محمد مصری سے انہوں نے محمد بن عثمان سے انہوں نے مصرف بن عمر سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن محمد بن طلحہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عطیہ سے اور انہوں نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: عنقریب میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت میرے اہلبیت، دیکھو ان دونوں کے ساتھ تم کیسا سلوک کرتے ہو''۔(۱)

احوال وآثار

ا۔ مناقب ابن مغازلی ص ۲۳۵

سمعانی لکھتے ہیں: ''ابومحمد حسن بن موسی غندجانی ثقہ اور صدوق تھے، آخر عمر میں شہر واسط میں سکونت اختیار کی اور بغداد میں اپنے چچازاد بھائی کے ہمراہ ابوطاہر مخلص، ابوحفص کنانی، ابومحمد فرضی اور ابوعبداللہ بن دوست علاف سے سماع حدیث کیا، مجھ سے ابوعبداللہ محمد بن علی بن جلابی ثقہ نے ان سے روایت نقل کی ہے، شوال ۳۷۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۶۷ھ میں وفات پائی''۔(۱)

۸۲۔روایت علی بن محمد طیب ابن مغازلی

انہوں نے حدیث ثقلین کی متعدد طرق واسناد سے روایت کی ہے یہاں صرف ایک روایت کونقل کررہے ہیں۔

''ہم کو ابوطالب محمد بن احمد بن عثمان معروف بہ ابن صیرفی بغدادی نے بتایا انہوں نے ابوالحسین عبیداللہ بن احمد بن یعقوب بن بوآب سے انہوں نے محمد بن سلیمان باغندی سے انہوں نے وہبان (فرزند بقیہ واسطی) سے انہوں نے خالد بن عبداللہ سے انہوں نے حسن بن عبداللہ سے انہوں نے ابوالضحی سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دوگرانبہا چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں''۔(۲)

احوال وآثار

۱۔الانساب۔غندجانی
۲۔مناقب ابن مغازلی ص۲۳۶۔۲۳۴

ابن مغازلی اہلسنت والجماعت کے جلیل القدر علماء میں سے ہیں ان کی تصدیق وتوثیق
کوعبقات الانوار حدیث نوراور دوسری جلدوں میں معتبر کتابوں سے بیان کر چکے ہیں۔

۸۳۔روایت محمد بن فتوح حمیدی

انہوں نے حدیث ثقلین کی حسب ذیل سند سے روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں: ''یزید بن حیّان نے کہا کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے، حصین نے ان سے کہا اے زید تم نے بہت سے کار خیر انجام دیئے لہذا جو رسول اللہؐ سے سنا ہے اسے ہم سے بیان کرو، زید نے کہا اے برادرزادے خدا کی قسم میں مسن اور بعید العہد ہو گیا ہوں اس لئے بعض باتیں جنہیں رسول اللہ سے سنی تھیں فراموش کر چکا ہوں لہذا جو بیان کروں اسے تسلیم کرنا اور جو نہ بیان کروں اس پر اصرار نہ کرنا پھر زید نے کہا: مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو خم کہلاتا تھا رسولؐ اللہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا اور لوگوں کو پند ونصیحت کرنے کے بعد فرمایا قریب ہے میں بلایا جاؤں اور مجھے جانا پڑے میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور وہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو، آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد فرمایا دوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔ حصین نے کہا کہ آنحضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں نہیں ہیں؟ زید نے جواب دیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں ہیں مگر یہاں اہلبیت سے مراد وہ افراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ حمیدی کہتے ہیں کہ

کہ حدیث جریر میں اس کا اضافہ ہے ''کتاب خدا جس میں ہدایت ونور ہے جو اسے مضبوطی سے پکڑے رہے اور اس سے وابستہ رہے وہ ہدایت پر ہے اور جو اسے چھوڑ دے وہ گمراہی پر ہے'' یزید بن حیّان سے سعید بن مسروق کی حدیث ایسی ہی نقل ہوئی ہے لیکن اس میں اس کا اضافہ ہے ''آگاہ ہو جاؤ! میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا تا ہوں ایک کتاب خدا جو اللہ کی رسی ہے جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اسے ترک کر دیا وہ گمراہی پر ہے'' اسی حدیث میں ہے کہ راوی نے پوچھا آپ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا خدا کی قسم نہیں! کیونکہ بیوی ایک مدت تک شوہر کے ساتھ رہتی ہے اور ادھر شوہر نے طلاق دی اور وہ اپنے باپ اور قوم وقبیلے کے گھر چلی گئی، آپ کے اہلبیت آپ کے نزدیک ترین رشتہ دار ہیں کہ جن پر آنحضرتؐ کے بعد صدقہ حرام ہے''۔(۱)

احوال وآثار

۱۔سمعانی لکھتے ہیں: ''یہ اپنے زمانے کے حفاظ میں سے ایک تھے انہوں نے کتابیں لکھیں ،مجموعوں کی جمع آوری کی اور اپنے جداعلی کی طرف ان کی نسبت دی''۔(۲)

۲۔ابن خلکان کہتے ہیں: ''یہ مشہور حافظ اور ذکاوت ومعرفت واتقان و دیانت و پرہیزگاری سے متصف تھے،حدیثوں کی اچھے لحن میں قرائت کرتے تھے''۔(۳)

۳۔ذہبی لکھتے ہیں: ''حمیدی حافظ،ثبت اور حدیث کے امام تھے،ابن حزم سے بہت

۱۔الجمع بین الصحیحین۔خطی ۲۔الانساب۔حمیدی ۳۔وفیات الاعیان ج۳ص۴۱۰

زیادہ حدیثیں نقل کی ہیں، انہوں نے ابوعبداللہ قضاعی، ابوعمر بن عبدالبر، ابوزکریا عبدالرحیم بخاری، ابوالقاسم جیانی دمشقی، عبدالصمد بن مامون، ابوبکر خطیب، ابوجعفر بن مسلمہ اور ابو غالب بن بشران لغوی سے روایت کی ہے، ہمیشہ استماع حدیث کرتے تھے اور اس میں اضافہ کے لئے کوشاں رہتے تھے یہاں تک کہ جوہری اور ابن مذہب کے شاگردوں سے حدیثیں اخذ کیں، ابن ماکولا کا کہنا ہے پاکی وپاکدامنی اور حصول علم میں اپنے دوست حمیدی جیسا نہیں دیکھا وہ پرہیزگار، ثقہ اور حدیث کے امام تھے''۔(۱)

۴۔صفدی لکھتے ہیں: یہ وثاقت، تدین، بصیرت حدیث اور اس کے فنون کی آشنائی میں رفیع المنزلت حفاظ میں سے تھے، وہ ظاہری المسلک تھے''۔(۲)

نیز ملاحظہ کیجئے مرأۃ الجنان ج ۳ ص ۱۴۹، تتمۃ المختصر ج ۲ ص ۱۲، طبقات الحفاظ ۴۴۷،

۸۴۔روایت ابوالمظفر سمعانی

انہوں نے ''الرسالۃ القومیۃ'' معروف بہ ''فضائل الصحابہ'' میں درج ذیل سند سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے: ''طلحہ بن مصرف نے عطیہ سے اور انہوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: قریب ہے میں بلایا جاؤں اور مجھے جانا پڑے، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں، خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس

۱۔تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۱۲۱۸
۲۔الوافی بالوفیات ج ۴ ص ۳۱۷

حوض کوثر پر پہونچیں"۔

احوال وآثار

مشاہیر علمائے اہلسنت نے رجال اور تاریخ کی کتابوں میں ان کے بارے میں جولکھا ہے اسے عبقات الانوار حدیث طیر میں بیان کر چکے ہیں، صرف ابن خلکان کی عبارت پر اکتفا کرر ہے ہیں۔

ابن خلکان کہتے ہیں: "ان کے جد منصور بلا مقابلہ اپنے وقت کے امام تھے دوست و دشمن ہرایک اس کا معترف تھا، وہ حنفی تھے اور حنفی اماموں کی نظر میں معزز تھے ۴۶۲ھ میں جب حج کے لئے گئے تو بعض وجوہات کی بناء پر حنفی سے شافعی ہو گئے اور جب اپنے وطن "مرو" واپس آئے تو اس مذہب کے انتقالی کی وجہ سے متعصبین کے ہاتھوں مشکلات کا انہیں سامنا کرنا پڑا مگر اس پر صبر کیا اور شافعیوں کے امام ہو گئے اور پھر درس وفتوی دینا شروع کر دیا، مذہب شافعی اور دیگر مختلف علمی موضوعات پر بہت سی کتابیں لکھیں"۔(۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے طبقات المفسرین ج۲ص ۳۳۹، الانساب سمعانی ، العبر ج۳ص ۳۲۶، مرآۃ الجنان ج۳ص ۱۵۱، سبکی کی طبقات ج۵ص ۲۳۵، اسنوی کی طبقات ج۲ص ۲۹، دول الاسلام ج۲ص ۱۳۔

۸۵۔ روایت اسماعیل بن احمد بیہقی

ان سے مروی حدیث ثقلین کوخوارزمی نے اپنی مناقب ص ۹۳ پر نقل کیا ہے۔

۱۔ وفیات الاعیان ج۲ص ۳۸۰

احوال وآثار

سبکی لکھتے ہیں: ''شیخ القضاۃ اسماعیل بن احمد بن حسین، امام کبیر حافظ ابوبکر بیہقی کے بیٹے تھے، فقہ اپنے والد سے پڑھی اور حدیثیں ان کی وساطت سے نقل کیں، حصول حدیث کی خاطر بہت زیادہ سفر کیا اور خوارزم گئے اور وہاں کی اقامت کے دوران بر مبنائے شافعی درس دینا شروع کیا اور منطقہ جیحون کے قاضی ہو گئے پھر بلخ چلے گئے اور تیس سال کی غیبت کے بعد بیہق واپس آئے''۔(۱)

۲۔ اسنوی ابوبکر بیہقی کے حالات میں لکھتے ہیں: ''ان (ابوبکر) کے ایک بیٹا فقیہ و محدث تھے جنہیں ابوعلی اسماعیل کہتے تھے اور شیخ القضاۃ سے ملقب تھے''۔(۲)

۳۔ ابن الوردی کہتے ہیں: ''بیہق کے امام کے بیٹے امام اسماعیل بن احمد بن حسین بیہقی تھے جو ۴۲۸ھ میں پیدا ہوئے تھے''۔(۳)

۸۶۔ روایت محمد بن طاہر مقدسی

مقریزی نے اپنی کتاب ''المقفی'' میں طاہر مقدسی کی کتابوں کی جو فہرست بتائی ان میں ایک ''کتاب طریق حدیث انی تارك فیکم الثقلین'' ہے۔

احوال وآثار

۱۔ ابن خلکان لکھتے ہیں: ''حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر بن علی بن احمد مقدسی معروف بہ ابن قیسرانی نے حصول حدیث کی خاطر بہت زیادہ سفر کیا تھا۔ حجاز، مصر، شام، ثغور، جزیرہ،

۱۔ طبقات الشافعیہ ج ۷ ص ۴۴ ۲۔ طبقات الشافعیہ ج ۱ ص ۲۰۰ ۳۔ طبقات الشافعیہ ج ۱ ص ۲۰۰

عراق، جبال، فارس، خوزستان اور خراسان میں سماع حدیث کیا اور ہمدان میں مقیم ہوئے اور حفظ ومعرفت علوم حدیث میں شہرت پائی، اس فن میں انہوں نے کتابیں لکھیں جوان کی وسعت معلومات کی نشاندہی کرتی ہیں''۔(۱)

۲۔مقریزی اپنی تاریخ ''المقفی''میں لکھتے ہیں: ''یہ ثقہ، صدوق، حافظ، صحیح وسقیم حدیثوں کو جاننے والے، رجال ومتون حدیث کی اچھی معرفت رکھنے والے اور کثیر التصانیف تھے''۔

مزید معلومات کے لئے مراجعہ کیجئے تذکرۃ الحفاظ ج۴ص۱۲۴۲، العبر ج۴ص۱۴، مرآۃ الجنان ج۳ص۱۹۵، طبقات الحفاظ ص۴۵۲

۸۷۔روایت شیرویہ دیلمی

انہوں نے حدیث ثقلین کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے: ''زید بن ارقم سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: میں تم میں دوثقل چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو اس کی طرف سے تمہاری طرف ایک رسی کی مانند ہے دوسرے میرے اہلبیت، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں، ثقل سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں کا لینا سنگین ہے''۔(۲)

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں: ''شیرویہ دیلمی مصنف تاریخ ہمدان وکتاب الفردوس کے بارے میں یحییٰ

۱۔وفیات الاعیان ج۳ص۴۱۵۔ ۲۔فردوس الاخبار ج۱ص۵۴ حدیث نمبر ۱۹۷

بن مندہ کہتے ہیں کہ وہ جوان خوش رو وخوش خو، صاحب فہم وذکا تھے، احادیث نبوی سے سرشار رہتے تھے اور کم گو تھے، میں کہتا ہوں کہ یہ کم گوئی زیادتی معرفت کی وجہ سے تھی'' (۱)

مزید معلومات کے لئے مراجعہ کیجئے مرآۃ الجنان ج ۳ ص ۱۹۸، سبکی کی طبقات ج ۴ ص ۲۲۹، اسنوی کی طبقات ج ۲ ص ۱۰۴، طبقات الحفاظ ص ۴۸۲

۸۸۔ روایت بغوی (محیی السنۃ)

ا۔ بغوی نے ''مصابیح السنۃ'' میں احادیث صحیحہ کو ذکر کرتے وقت زید ابن ارقم سے حدیث ثقلین کو یوں نقل کیا ہے: ''مکہ ومدینہ کے درمیاں غدیر خم میں پیغمبر اسلام خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا اور لوگوں کو پند وموعظہ کرنے کے بعد فرمایا اے لوگو میں ایک بشر ہی تو ہوں وہ وقت دور نہیں کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آئے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں ہدایت ونور ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسرے میرے اہلبیت، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں''۔ (۲)

۲۔ اسی مصابیح السنۃ میں احادیث حسن کو ذکر کرتے وقت حدیث ثقلین کو جابر سے نقل کیا ہے۔ (۳)

ا۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۵۲ ۲۔ مصابیح السنۃ باشرح قاری ج ۵ ص ۵۹۴ ۳۔ مصابیح السنۃ باشرح قاری ج ۵ ص ۶۰۰

۳۔ بغوی نے اپنی تفسیر میں آیت مودۃ کے ذیل میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے (۱)۔

۴۔ بغوی نے اپنی تفسیر میں "سنفرغ لکم ایھا الثقلان" (الرحمٰن آیت ۳۱) کے ذیل میں بھی حدیث ثقلین کی روایت کی ہے"۔ (۲)

۵۔ بغوی نے "شرح السنۃ" میں بھی حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جس کا آئندہ (خلخالی کی مفاتیح میں) بیان ہوگا۔

احوال وآثار

بغوی کا شرح حال سبھی معتبر تذکروں میں موجود ہے جن میں چند یہ ہیں جامع الاصول، مشکاۃ المصابیح ج ۱ ص ۴، تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۱۲۸۱، العبر حوادث ۵۳۵ھ، دول الاسلام ج ۲ ص ۳۹، مرأۃ الجنان ج ۳ ص ۲۶۳، المرقاۃ اور اشعۃ اللمعات وغیرہ

۸۹۔ روایت رزین عبدری

انہوں نے حدیث ثقلین کی یوں روایت کی ہے: "زید بن ارقم سے منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر انہیں اختیار کئے رہے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے ایک کتاب خدا جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی اور دوسرے میری عترت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں

۱۔ معالم التنزیل ج ۶ ص ۱۰۱ ۲۔ معالم التنزیل ج ۷ ص ۶

گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں"۔(۱)

اس روایت کو دوسرے الفاظ میں بھی نقل کیا ہے جس کی سبط ابن جوزی نے تصریح کی ہے۔

احوال وآثار

بہت سے بزرگ علماء اور دانشوروں نے اپنے تذکروں میں ان کی تعریف وتمجید کی ہے ملاحظہ کیجئے العبر ج۴ص۳۷، تذکرۃ الحفاظ ج۴ص۱۲۵۷، دول الاسلام ج۲ص۳۰، مرأۃ الجنان ج۳ص۲۱۳، سبکی کی طبقات ج۷ص ۵۷، اسنوی کی طبقات، طبقات الحفاظ ص۴۵۷، طبقات المفسرین ج۱ص۲۰۵، الخمیس ج۲ص۳۶۱، التاج المکلل ص۴۱

۹۰۔روایت عبدالوھاب انماطی

ابن جوزی اور سبط ابن جوزی (۲) کی کتابوں میں ان سے مروی حدیث ثقلین موجود ہے۔

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں: سمعانی کا کہنا ہے یہ حافظ، ثقہ، متقن تھے، ذکر خدا کے وقت آنکھوں سے اشک جاری رہتے تھے، انہوں نے فوائد کی جمع آوری اور روایات منقولہ کو نقل کیا ہے، بہت کم روایت ملے گی جس کی انہوں نے روایت نہ کی ہو اور ان کے نسخوں کو حاصل نہ کیا ہو ''طبقات ابن سعد'' اور ''تاریخ بغداد'' جیسی بزرگ کتابوں کا استنساخ کیا تھا ان کے

۱۔الجمع بین الصحاح الستہ۔خطی ۲۔تذکرۃ الخواص الامۃ ص۳۲۳۔۳۲۲

سارے اوقات حدیث کے لئے وقف تھے، اس کی قرائت کرتے تھے یا اسے لکھتے تھے، سلفی کا کہنا ہے میرا دوست عبدالوھاب حافظ وثقہ تھا، ابن ناصر کا بیان ہے وہ مشائخ واساتیذ کی بچی فرد تھے انہوں نے بہت زیادہ حدیثوں کا سماع کیا، گمنامی کی زندگی گزار کر اس دنیا سے بغیر ازدواج کئے چل بسے وہ ثقہ تھے"۔(۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے العبر فی خبر من غبر ج۴ص۱۰۴، مرأۃ الجنان ج۳ص ۲۶۸، طبقات الحفاظ ص۴۶۴

۹۱۔روایت قاضی عیاض

۱۔انہوں نے اپنی کتاب "الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ" میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں: "فرمایا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر ان سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت میرے اہلبیت، دیکھو ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو" (۲)

۲۔قاضی عیاض اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: "اس مغفور پیغمبرؐ نے اپنی بیماری میں ان لوگوں سے جن کا حق آپ پر تھا، رضایت مانگی، (جیسا کہ روایت فضل اور حدیث وفات سے معلوم ہوتا ہے) اور اپنے بعد ثقلین کہ جو کتاب اللہ اور ان کی عترت ہیں، کے بارے میں انصار سے وصیت فرمائی"۔(۳)

احوال وآثار

۱۔تذکرۃ الحفاظ ج۴ص۱۲۸۲ ۲۔الشفا با شرح قاری ص۴۸۵ ۳۔الشفا با شرح قاری ص۶۵۸۔۶۵۷

ابن خلکان لکھتے ہیں: ''یہ حدیث، نحو، لغت، کلام عرب اور وقائع وانساب میں اپ
وقت کے امام تھے، انہوں نے مفید تصنیفات چھوڑی ہیں''۔(۱)
مزید معلومات کے لئے مراجعہ کیجئے تذکرۃ الحفاظ ج۴ص۱۳۰۴، العبر ج۴ص۱۲۲، مرآ
الجنان ج۳ص۲۸۲، تتمۃ المختصر ج۲ص۲۷، طبقات الحفاظ ص ۴۶۸، طبقات المفسرین
ج۲ص۱۸، التاج المکلل ص۹۵۔

۹۲۔روایت ابومحمد عاصمی

انہوں نے حدیث ثقلین کو''زین الفتی فی تفسیر سورہ ھل اتی'' (خطی) میں نقل کیا ہے
وہ طرق حدیث سفینہ کوذکر کرتے وقت لکھتے ہیں: ''مجھے شیخ امام نے بتایا انہوں نے شیخ ا
اسحاق ابراہیم بن جعفر شورمینی سے انہوں نے ابوالحسن علی بن یونس بن ھیاج انصاری سے
انہوں نے حسین بن عبداللہ اور عمران بن عبداللہ اور عیسی بن علی اور عبدالرحمٰن نسائی سے ا
لوگوں نے کہا ہم کو عبدالرحمٰن بن صالح نے بیان کیا انہوں نے علی بن عابس سے انہوں نے
ابواسحاق سے اور انہوں نے حنش سے روایت کی ہے کہ میں نے ابوذر کو در کعبہ پکڑے ہو
کہتے سنا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب
خدادوسرے میری عترت میرے اہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر
پر میرے پاس وارد ہوں، آگاہ ہوجاؤ اے لوگو! تم میں میرے اہلبیت کی مثال بالکل ایس
ہی ہے جیسے نوح کا سفینہ اور بنی اسرائیل کے لئے باب حطہ''۔

ا۔وفیات الاعیان ج۳ص۱۵۲

انہوں نے اسی کتاب میں طرق حدیث غدیر کو بیان کرتے وقت بہ سند زید بن ارقم حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

۹۴۔روایت موفق بن احمد اخطب خوارزم

انہوں نے اپنی مناقب میں حسب ذیل سند سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں ''مجھے شیخ زاہد ابوالحسن عاصمی خوارزمی نے بتایا انہوں نے شیخ القضاۃ اسماعیل بن احمد واعظ سے انہوں نے ابوبکر احمد بن حسین بیہقی سے۔۔۔ان ہی اسناد سے احمد بن حسین سے مروی ہے اور انہوں نے ابوعبداللہ سے انہوں نے فقیہ بخارا ابونصر احمد بن سہل سے انہوں نے حافظ صالح بن محمد سے انہوں نے خلف بن سالم سے انہوں نے یحیٰی بن حماد سے انہوں نے ابوعوانہ سے انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے انہوں نے ابوالطفیل سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ حجۃ الوداع سے جب غدیر پہونچے تو درختوں کے نیچے کی زمین صاف کرنے کا حکم دیا اس کے بعد فرمایا: عنقریب میں اس دنیا سے رخصت کر جاؤں گا میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے کتاب خدا اور میری عترت دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، پھر آپ نے فرمایا خدا میرا مولا ہے اور میں تمام مومنین (ومومنات) کا مولا ہوں پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا میں ولی ہوں اس کا یہ (علیؑ) ولی ہے بارالہا اس کو دوست رکھ جو اس (علیؑ) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس

سے دشمنی رکھے، میں نے کہا کیا تم نے (اس حدیث کو) خود رسولؐ اللہ سے سنا ہے؟ کہا
ہاں ان درختوں کے نیچے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس نے ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھا نہ ہوا
اپنے کانوں سے سنا نہ ہو"۔(۱)

احوال وآثار

ان کے حالات درج ذیل کتابوں میں موجود ہیں ، شذرات الذہب حواد
۵۶۸ھ، جواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیہ ،سیوطی کی بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحا
العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین۔ان ہی کتابوں کی مدد سے عبقات الانوار حدیث تش
میں ان کے بارے میں لکھ چکا ہوں۔

۹۴۔روایت ابن عساکر دمشقی

ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں طرق حدیث غدیر کو بیان کرنے کے بعد حدیث ثقلین
روایت کی ہے اور معروف بن خربوذ مکی سے مروی حدیث ثقلین کے بارے میں لکھا ہے
اسی کی ابن عساکر نے کامل طور پر روایت کی ہے۔(۲)

احوال وآثار

علمائے اہلسنت کی نظر میں ابن عساکر کی جو قدر و منزلت ہے وہ بیان سے بالاتر ہے
کو نہایت اعلی القاب سے یاد کیا گیا ہے۔

ذہبی لکھتے ہیں: "ابوالقاسم علی بن حسن بن ھبۃ اللہ بن عبداللہ بن حسین ابن عساکر د

۱۔مناقب خوارزمی ص۹۳　۲۔تاریخ ابن کثیر ج۵ ص۲۰۸

شافعی امام، حافظ کبیر، محدث شام، فخر الائمہ، ثقۃ الدین کئی کتابوں کے مصنف ہیں، ان کے شیوخ میں تیرہ سو مرد اور اسّی عورتیں ہیں۔ سمعانی کا بیان ہے کہ ابوالقاسم حافظ، ثقہ، متقن، دیندار، مخیّر، بہت سی خوبیوں کے حامل اور بہت سے علوم وفنون کے مالک تھے، حصول حدیث کی خاطر بہت زیادہ سفر کیا اور اس سلسلہ میں بڑی زحمتیں برداشت کیں اور جن چیزوں کو دوسروں نے جمع نہیں کیا تھا انہیں ابن عساکر نے جمع کیا اور اپنے ہمردیفوں پر سبقت لے گئے، ابن نجار کا کہنا ہے ابوالقاسم اپنے وقت کے امام المحدثین تھے جن پر حفظ و اتقان ونقل ومعرفت کلی کی ریاست منتہی ہوئی اور ان کے ساتھ یہ شان بھی ختم ہوگئی''۔(۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے معجم البلدان ج ۲ ص ۴۷، وفیات الاعیان ج ۲ ص ۴۷۱، العبر ج ۴ ص ۲۱۲، دول الاسلام ج ۲ ص ۶۲، مرأۃ الجنان ج ۳ ص ۳۹۳، سبکی کی طبقات ج ۷ ص ۲۱۵، اسنوی کی طبقات ج ۲ ص ۲۱۶، المختصر ج ۳ ص ۵۹، تتمۃ المختصر ج ۲ ص ۱۲۴، طبقات الحفاظ ص ۴۷۴، تاریخ الخمیس ج ۲ ص ۳۶۶، التاج المکلل ص ۸۴،

۹۵۔روایت ابوموسیٰ مدینی

۱۔ابوموسیٰ مدینی نے ابونعیم اصفہانی کی کتاب کے ضمیمہ ''تتمۃ معرفۃ الصحابہ'' میں عامر بن لیلیٰ بن ضمرہ اور حذیفہ بن اسید غفاری سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور اسے علامہ سخاوی نے ''استجلاب ارتقاء الغرف'' میں نقل کیا ہے۔

۲۔سمہودی نے ''جواہر العقدین'' میں مدینی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، سمہودی

۱۔تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۱۳۲۸

کہتے ہیں : ابو موسی مدینی نے ''الصحابہ'' میں ابن عقدہ کے طریق سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔(۱)

۳۔ابن اثیر نے ''اسد الغابہ'' میں اس کو ذکر کیا ہے۔

۴۔ابن حجر عسقلانی نے بھی ''الاصابۃ'' میں اس کو بیان کیا ہے۔

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں: ''حافظ کبیر، شیخ الاسلام ابوموسی محمد بن ابی بکر بن عمر بن ابی عیسی احمد بن عمر اصفہانی ۵۰۱ھ میں پیدا ہوئے اور سب سے پہلے اپنے والد سے سمع حدیث کیا، زبیثی کا کہنا ہے کہ ابوموسی اتنا زندہ رہے کہ اسناد وحفظ میں اپنے وقت کے شیخ اور یکتائے زمانہ ہو گئے سمعانی کا بیان ہے میں نے ان سے سمع حدیث کیا اور انہوں نے مجھ سے اخذ حدیث کیا وہ ثقہ اور صدوق ہیں''۔(۲)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے مراجعہ کیجئے سبکی کی طبقات ج۶ ص۱۶۱، سیوطی کی طبقات الحفاظ ص ۴۷۵، ثعالبی کی مقالید الاسانید، قنوجی کی التاج المکلل ص ۱۱۷، وفیات الاعیان ج۳ ص ۴۱۴، العبر ج۴ ص ۴۴۶، مرآۃ الجنان ج۴ ص ۴۲۳، تتمۃ المختصر ج۲ ص ۱۳۶، اسنوی کی طبقات ج۲ ص ۴۳۹۔

۹۶۔روایت محمد بن مسلم بن ابی الفوارس

انہوں نے ''الاربعین فی فضائل الامام امیر المومنین'' (خطی) میں حدیث ثقلین کی

۱۔جواہر العقدین ۲۔تذکرۃ الحفاظ ج۴ ص ۱۳۳۴

روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں: ''رسولؐ اللہ نے فرمایا: میں تم میں کتاب خدا اور اپنی عترت و اہلبیت چھوڑے جاتا ہوں، میرے بعد یہ دونوں میرے جانشین ہوں گے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے دونوں آسمان سے زمین تک بٹی ہوئی رسی کے مانند ہیں اگر تم انہیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، اپنی گفتار میں اہلبیت پر سبقت نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور نہ ہی ان کی پیروی میں کوتاہی کرنا ورنہ تب بھی ہلاک ہو جاؤ گے، تم میں میرے اہلبیت کی مثال بالکل سفینۂ نوح جیسی ہے کہ جو شخص اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جس نے گریز کیا وہ ہلاک ہو گیا، تمہارے درمیان میرے اہلبیت کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے بنی اسرائیل کے لئے باب حطّہ کہ جو شخص اس میں داخل ہوا وہ بخش دیا گیا، آگاہ رہو کہ میرے اہلبیت میری امت کے لئے امان ہیں جب بھی ان میں سے کوئی اس دنیا سے جائے گا تو میری امت سے جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے وہ پورا ہوگا، آگاہ ہو جاؤ کہ خدا نے انہیں گمراہی سے محفوظ اور برائیوں سے منزہ رکھا ہے اور لوگوں میں منتخب کیا ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ خدا نے ان کی محبت کو واجب قرار دیا ہے اور ان کی مودت کا حکم دیا ہے''۔

۹۷۔روایت سراج الدین فرغانی حنفی

ملک العلماء دولت آبادی نے ''ہدایۃ السعداء'' میں فرغانی حنفی کی کتاب 'نصاب الاخیار لتذکرۃ الاخیار'' سے ثقلین کی روایت کی ہے۔

احوال و آثار

عبدالقادر قرشی نے ''جواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیہ'' میں ان کے حالات تحریر کیے ہیں وہ لکھتے ہیں: ''امام، علامہ، محقق علی بن عثمان اوسی سراج الدین کا ۶۶ بیتوں پر مشتمل اصول دین میں مشہور قصیدہ ہے.....''(۱)

۹۸۔ روایت ابوالفتوح عجلی

سمہودی نے ''جواہر العقدین'' میں عجلی کی کتاب ''فضائل الخلفاء'' سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔ ابن باکثیر بھی ''وسیلۃ المآل'' (خطی) میں حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں ''اسی کی حافظ ابوالفتوح عجلی نے فضائل الصحابہ میں روایت کی ہے''۔

احوال وآثار

عبقات الانوار حدیث غدیر میں عجلی کے بعض فضائل ومناقب کو ذہبی کی العبر، یافعی کی مرأۃ الجنان، اسدی کی طبقات سے بیان کیا ہے یہاں صرف ابن خلکان اور اسنوی کی عبارت پر اکتفا کر رہے ہیں۔

۱۔ ابن خلکان لکھتے ہیں: ''ابوالفتوح اسعد بن ابی الفضائل محمود بن خلف بن احمد بن محمد عجلی اصفہانی شافعی فقیہ اور واعظ اور ان فقہائے عظام میں سے ہیں جو علم وزہد سے متصف اور زہد وعبادت میں شہرت رکھتے تھے، محنت ومزدوری سے جو کمایا صرف اسی پر قناعت کیا (۲)

۲۔ اسنوی کہتے ہیں: ''وہ فقیہ، بہت زیادہ روایتیں نقل کرنے والے اور زاہد و پرہیز گار

۱۔ الجواہر المضیئۃ ج ۱ص ۳۶۷
۲۔ وفیات الاعیان ج ۱ص ۱۸۸

تھے"۔(۱)

۹۹۔روایت ابن اثیر جزری

مبارک بن محمد بن محمد بن عبدالکریم معروف بہ ابن اثیر نے جابر بن عبداللہ سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں: "جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن ناقۂ قصواء پر سوار رسول اسلام کو خطبہ دیتے دیکھا آپ نے فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر انہیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت میرے اہلبیت، اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا ہے"۔(۲)

ابن اثیر نے زید بن ارقم سے مروی حدیث ثقلین کو مسلم سے بھی نقل کیا ہے۔(۳) اپنی لغت کی کتاب "النھایۃ" میں مادہ "ثقل" اور مادہ "عترت" میں بھی حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔

احوال و آثار

مشہور تراجم و تذکروں میں ان کے حالات موجود ہیں سب نے ان کے فضل و وثاقت اور فقہ، صرف، حدیث، نحو، لغت اور تفسیر میں ان کی برتری کی تائید کی ہے، تفصیل جاننے کے لئے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کیجئے الکامل ج ۱۲ص ۱۲۰، المختصر ج ۳ص ۱۱۲، اسدی کی طبقات، دول الاسلام ج ۲ص ۸۴، مرآۃ الجنان ج ۴ص ۱۱، تتمۃ المختصر ج ۲ص ۱۸۲، سبکی کی طبقات ج ۵ص ۱۵۳، اسنوی کی طبقات ج ۱ص ۱۳۰، بغیۃ الوعاۃ ص ۸۶۔۸۵، التاج

۱۔طبقات الشافعیہ ج ۲ص ۱۹۶　۲۔جامع الاصول ج ۱ص ۱۸۷　۳۔جامع الاصول ج ۱۰ص ۱۰۳۔۱۰۲

المکلل ص ۱۰۰۔

۱۰۰۔روایت فخر الدین رازی

امام رازی نے ''واعتصموا بحبل الله جمیعاً'' (آل عمران ۱۰۳) کے ذیل میں حدیث ثقلین کی یوں روایت کی ہے: ''ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت میرے اہلبیت''۔(۱)

احوال و آثار

ابن خلکان لکھتے ہیں: ''وہ یکتائے زمانہ تھے، علم کلام، معقولات اور علم الاوائل میں اپنے ہمعصروں پر فوقیت رکھتے تھے، علوم وفنون میں ان کی مفید تصنیفات ہیں، دنیا کے گوشہ و کنار کے دانشور آپ سے ملنے کے لئے آتے تھے''۔(۲)

داؤدی نے ان کی عظمت وجلالت کو تفصیل سے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔(۳)

۱۰۱۔روایت ابن اخضر جنابذی

سمہودی نے جواہر العقدین میں اور ابن باکثیر مکی نے وسیلۃ المآل (خطی) میں جنابذی کی کتاب ''معالم العترۃ النبویہ'' سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

۱۔مفاتیح الغیب (معروف بہ تفسیر کبیر رازی) ج ۷ ص ۱۷۳

۲۔وفیات الاعیان ج ۳ ص ۳۸۵۔۳۸۱

۳۔طبقات المفسرین ج ۲ ص ۲۱۳

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں: ''وہ ثقہ، صالح، پاک دامن اور متدین تھے''۔(۱)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے ذہبی کی العبر ، یافعی کی مرآۃ الجنان ج۴ص ۲۱، سیوطی کی طبقات الحفاظ ص ۴۸۸، ابن وردی کی تتمۃ المختصر ج۲ص ۱۹۰

۱۰۲۔روایت عزالدین ابن اثیر

ابن اثیر نے عبداللہ بن حنطب کا شرح حال لکھتے وقت حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں: ''ان سے ان کے بیٹے نے بھی روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے جحفہ میں خطبہ دیا جس میں فرمایا: کیا میں تم پر خودتم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا؟ سب نے ہم زبان ہو کر کہا ہاں یا رسول اللہ، اس وقت آپ نے فرمایا میں تم لوگوں سے دو چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا ایک قرآن دوسرے میری عترت''۔(۲)

ابن اثیر نے امام حسن مجتبیٰؑ کے شرح حال میں ترمذی سے زید بن ارقم سے مروی حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔(۳)

احوال وآثار

سبکی لکھتے ہیں: ''علی بن محمد بن عبدالکریم حافظ، مورخ اور تاریخ کامل کے مؤلف اور صاحب نہایہ اور جامع الاصول کے بھائی ہیں۔ابن خلکان کا کہنا ہے کہ موصل میں ان کا گھر علماء وفضلاء کے جمع ہونے کا مرکز تھا، حلب میں ہم دونوں جمع ہوئے تو انہیں اخلاق کا مجسمہ

۱۔تذکرۃ الحفاظ ج۴ص۱۳۸۳ ۲۔اسد الغابہ ج۳ص۱۴۷ ۳۔اسد الغابہ ج۲ص۱۲

پایا"۔(۱)

مزید معلومات کے لئے رجوع کیجئے ذہبی کی تذکرۃ الحفاظ ج۴ص ۱۳۹۹اور دول الاسلام ج۲ص۱۰۲،ابن خلکان کی وفیات الاعیان ج۳ص۳۲۳،یافعی کی مرأۃ الجنان ج۴ص۷۰،اسنوی کی طبقات الشافعیہ ج۱ص۱۳۲،سیوطی کی طبقات الحفاظ ص۴۹۲،قنوجی کی التاج المکلل ص ۹۱۔

۱۰۳۔روایت ضیاء الدین مقدسی

"وسیلۃ المآل" میں ابن باکثیر مکی کے بقول، ضیاء الدین مقدسی نے "المختارہ" میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔ابن باکثیر مکی حدیث ثقلین کو حذیفہ سے نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:اسی حدیث کی طبرانی نے "المعجم الکبیر" میں اور ضیاء نے "المختارہ" میں طریق سلمہ بن کہیل سے اور انہوں نے ابوالطفیل سے روایت کی ہے اور یہ دونوں ہی معتبر راوی ہیں۔

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں:"ضیاء الدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد مقدسی حدیث وفقہ کے امام، احادیث کے حافظ، حجۃ اللہ، محدث شام اور شیخ السنۃ تھے، انہوں نے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں، احادیث پر جرح وتعدیل کی، اپنے زمانہ میں مرجع علماء تھے، روایت میں بہت محتاط، عبادت میں بہت ریاضت کرنے والے، ذکر الٰہی کثرت سے کرنے والے اور متواضع ومنکسر المزاج تھے۔ابن نجار کا کہنا ہے ضیاء مقدسی حافظ حدیث، فقہ میں راسخ، علم

۱۔طبقات الشافعیہ ج۸ص۲۹۹

رجال سے واقف اور پرہیزگار و متقی تھے''۔(۱)

مزید معلومات کے لئے مراجعہ کیجئے کتبی کی فوات الوفیات ج۳ص ۴۲۶، ذہبی کی العبر ج۵ص ۱۷۹، ثعلبی کی مقالید الاسانید۔

۱۰۴۔روایت ابن نجّار

حافظ گنجی نے ''کفایۃ الطالب'' کے باب اول میں ابن نجار سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں: ''حافظ امام بافضیلت، مورخ عصر ابوعبداللہ محمد بن محمود بن حسن بن ھبۃ اللہ بن محاسن بن نجار بغدادی درج ذیل کتابوں کے مؤلف ہیں ۱۔القمر المنیر فی المسند الکبیر۔ ۲۔کنز الامام فی السنن والاحکام ۳۔المؤتلف و المختلف ٤۔المعجم ٥۔ انساب المحدثین الی الاباء والبلدان ٦۔العوالی ۷۔المتفق والمتفرق ۸۔حجۃ الناظرین فی معرفۃ التابعین ۹۔العقدالفائق ۱۰۔الکمال فی الرجال ۱۱۔سولہ جلدوں میں ذیل التاریخ، اس کی میں نے ان کے سامنے قرائت کی تھی، ۱۲۔الدر الثمینۃ فی اخبار المدینۃ ۱۳۔ روضۃ الاولیا فی ایلیا ۱٤۔ نزھۃ الوری فی ذکر ام القریٰ ۱٥۔ الازھار فی انواع الاشعار ۱٦۔ عیون الفوائد ۱۷۔مناقب شافعی (۲)

۱۔تذکرۃ الحفاظ ج۴ص ۱۴۰۵

۲۔تذکرۃ الحفاظ ج۴ص ۱۴۲۸

ابن شاکر نے فوات الوفیات ج۴ص ۳۶ پر اور صفدی نے الوافی بالوفیات ج۵ص ۹ پر ان کے بارے میں لکھا ہے۔

۱۰۵۔روایت رضی الدین صنعانی

انہوں نے زید بن ارقم سے حدیث ثقلین کی یوں روایت کی ہے: ''آنحضرتؐ نے فرمایا میں ایک بشر ہی تو ہوں اور عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور و ہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو، اور دوسرے میرے اہلبیت ، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں''۔(۱)

احوال و آثار

ذہبی لکھتے ہیں: ''علامہ رضی الدین ابوالفضائل حسن بن محمد بن حسن بن حیدر عدوی عمری ھندی لغوی نزیل بغداد، لغت کی معرفت ان پر منتہی ہوئی، اس فن میں ان کی عظیم تالیفات ہیں، دیانت و امانت کے ساتھ ساتھ فقہ و حدیث میں صاحب نظر تھے، ماہ شعبان میں ان کا انتقال ہوا اور ان کے جنازہ کو مکہ لے جایا گیا جہاں وہ دفن ہوئے''۔(۲)

مزید تصدیق و توثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے ابن شاکر کی فوات الوفیات ج۱ص ۳۵۸، ابن شحنہ کی روضۃ المناظر حاشیہ الکامل ، یافعی کی مرآۃ الجنان ج۴ص

۱۔مشارق الانوار با شرح ابن ملک ج۳ص ۱۵۷
۲۔العبر ج۵ص ۲۰۵

۱۲۱، سیوطی کی بغیۃ الوعاۃ ص ۲۲۷۔

۱۰۶۔روایت ابن طلحہ شافعی

انہوں نے مطالب السول میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:
مسلم نے اپنی صحیح میں اپنی سند سے یزید بن حیّان سے روایت کی ہے، ان کا کہنا ہے کہ میں (یزید بن حیان) حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے، حصین نے کہا اے زید تم نے بہت سی اچھائیاں دیکھیں، رسول اللہ کی صحبت اختیار کی اور آپ سے حدیثیں سنیں، جنگ میں آنحضرت کے ہمرکاب رہے اور آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی لہذا اے زید جو تم نے رسول اللہ سے سنا ہے مجھ سے بیان کرو، زید نے کہا اے برادرزادے میرا سن زیادہ ہو گیا ہے اور میں بعید العہد ہو گیا ہوں جن چیزوں کو رسول اللہؐ سے حاصل کیا تھا ان میں بعض کو فراموش کر چکا ہوں لہذا جو میں تم سے بیان کروں اسے قبول کرنا اور جو نہ بیان کروں اس پر اصرار نہ کرنا اور مجھے زحمتوں میں نہ ڈالنا، پھر زید نے کہا کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو خم کہلاتا تھا پیغمبر اسلامؐ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا اور لوگوں کو پند و نصیحت کرنے کے بعد فرمایا: اے لوگو عنقریب میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور و ہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب و تحریص کے بعد فرمایا اور دوسرے میرے اہلبیت، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے

میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، حصین نے پوچھا آنحضرت کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں ہیں؟ جواب دیا نہیں، آنحضرت کے اہلبیت وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے"۔(۱)

احوال وآثار

درج ذیل کتابوں میں ان کی تعریف وتمجید ہوئی ہے مرأۃ الجنان ج۴ص ۱۲۸، العبر ج۴ص ۲۱۳، اسنوی کی طبقات ج۲ص ۵۰۳، سبکی کی طبقات ج۵ص ۲۶ اور اسدی کی طبقات وغیرہ، گنجی شافعی نے کفایۃ الطالب میں "شیخنا" "حجۃ الاسلام" اور شافعئ زمانہ "سے یاد کیا ہے، بدخشی نے مفتاح النجامیں "شیخ عالم" سے تعبیر کیا ہے اور محمد محبوب عالم نے تفسیر شاھی میں (کہ جس کتاب پر محدث دہلوی اور ان کے شاگرد نے اعتماد کیا ہے اور نقل قول میں ان پر تکیہ کیا ہے) جن القاب سے یاد کیا ہے انہیں عبقات الانوار حدیث تشبیہ میں بیان کر چکے ہیں۔

۱۰۷۔روایت سبط ابن جوزی

سبط ابن جوزی نے حدیث ثقلین کی روایت کرنے کے بعد اس پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس کی سند کو صحیح ثابت کیا ہے وہ لکھتے ہیں: "احمد نے "الفضائل" میں تحریر کیا ہے کہ ہم سے اسود بن عامر نے بیان کیا اور انہوں نے اسرائیل سے انہوں نے عثمان بن مغیرہ سے انہوں نے علی بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ میں نے زید بن ارقم سے ملاقات کی اور ان

۱۔مطالب السؤل ص۸

سے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے، زید بن ارقم نے جواب دیا ہاں میں نے آنحضرت کو کہتے ہوئے سنا کہ تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور میری عترت واہلبیت آگاہ ہو جاؤ یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں''۔(۱)

اس کے بعد اس حدیث پر وارد اعتراض کا سبط ابن جوزی نے تفصیل سے مدلل جواب دیا ہے۔

احوال واثار

شمس الدین ابوالمظفر یوسف بن قزعلی معروف بہ سبط ابن جوزی نہایت نامور اور مستند مصنف ہیں، محدثین نے ان پر اعتماد کیا ہے اور درج ذیل علماء و تذکرہ نویسوں نے اپنی کتابوں میں ان کی تعریف و تمجید کی ہے۔ ملاحظہ کیجئے گنجی کی کفایۃ الطالب، ابن خلکان کی وفیات الاعیان، قطب بعلبکی کی ذیل مرأۃ الجنان، ابوالفداء کی المختصر ج۳ ص۲۰۶، صفدی کی الوافی بالوفیات، یافعی کی مرأۃ الجنان ج۴ ص۱۳۶، اسدی کی طبقات الشافعیہ، سمہودی کی جواہر العقدین، طبقات المفسرین ج۲ ص۳۸۲، حلبی کی سیرۃ حلبیہ، ابن حجر کی لسان المیزان ج۶ ص ۳۲۸، ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ ج۱۳ ص۱۹۴، ذہبی کی میزان الاعتدال ج۴ ص۴۷۱، ابن تغری بردی کی النجوم الزاہرہ ج۷ ص۳۹، ابن العماد کی شذرات الذہب

۱۔ تذکرۃ خواص الامۃ ص۳۲۳۔۳۲۲

ج ۵ ص ۲۶۶۔

۱۰۸۔روایت گنجی شافعی

انہوں نے اپنی کتاب ''کفایۃ الطالب'' کے پہلے باب میں صحاح اور مسانید سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، اس باب میں گنجی نے خطبۂ غدیر کی صحت سے بحث کی ہے اور اس کے سلسلۂ سند کو بیان کرتے ہوئے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

احوال وآثار

حافظ محمد بن یوسف گنجی شافعی کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے، عبقات الانوار کی دوسری جلدوں میں ان کی تصدیق وتوثیق کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

۱۰۹۔روایت ابوالفتح ابیوردی (باوردی)

علامہ جلال الدین سیوطی کے بقول ابوالفتح ابیوردی نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے سیوطی لکھتے ہیں: ''پچپنویں حدیث: باوردی نے ابوسعید خدری سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو رسی کی مانند ہے اور اس کا ایک سرا تم لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اور دوسرے میری عترت میرے اہلبیت، یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں''۔(۱)

بدخشی نے ''مفتاح النجا'' میں اسی طرح نقل کیا ہے۔

۱۔احیاء المیت ص ۳۰

احوال وآثار

ا۔ذہبی نے انہیں محدث، حافظ اور مفید جیسے القاب سے یاد کیا ہے۔(۱)

۲۔ذہبی العبر وقائع ۶۶۷ھ میں لکھتے ہیں: ''حافظ زین الدین ابوالفتح محمد بن ابی بکر ابیوردی صوفی شافعی نے چالیس سال کی عمر میں کریمہ اور ابن قمیرہ سے استماع حدیث کیا اور ان دونوں کے بعد آنے والے افراد سے یہاں تک کہ محمد بن عباد کے شاگردوں سے اخذ حدیث کیا اور ''معجم'' لکھنا شروع کیا اور اس کی تالیف میں بڑی محنت کی، خانقاہ سعید السعداء میں ان کی اچانک موت واقع ہوئی وہ دیندار اور مرد پارسا تھے''۔(۲)

سیوطی نے طبقات الحفاظ ص ۵۱۱ اور حسن المحاضرہ ج ا ص ۳۰۶ پر ان کی بڑی مدح وثنا کی ہے۔

۱۱۰۔روایت ابوزکریا نووی

انہوں نے امیر المومنین کے شرح حال اور آپ کے فضائل میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں: ''صحیح مسلم میں بھی زید بن ارقم سے مروی ایک طولانی حدیث میں ہے کہ رسولؐ خدا مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد و ثنائے الٰہی اور پند ونصیحت کے بعد ارشاد فرمایا: اے لوگو میں ایک بشر ہی تو ہوں، دیکھو میری طلبی بارگاہ الٰہی میں ہوئی ہے اور میں نے لبیک کہدی ہے، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں پہلی کتاب خدا ہے جس میں نور وہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو

ا۔تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۱۴۷۶ ۲۔العبر حوادث سال ۶۶۷

مضبوطی سے پکڑ واوراس سے وابستہ رہو،آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اوراس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد فرمایا اور دوسرے میرے اہلبیت ! میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں ، زید سے پوچھا گیا حضرت کے اہلبیت کون لوگ ہیں ؟ کیا آپ کی بیویاں آپ کے اہلبیت میں نہیں ہیں؟ زید نے جواب دیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں ہیں مگر یہاں اہلبیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر (آنحضرت کے بعد) صدقہ حرام ہے ، زید سے پوچھا گیا وہ کون لوگ ہیں ؟ جواب دیا آل علی ، آل عقیل ، آل جعفر ، آل عباس "۔(۱)

احوال وآثار

ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں تفصیل سے ان کے حالات لکھے ہیں ، ان میں چند جملے یہ ہیں : "امام ، حافظ ، یگانہ پیشوا ، شیخ الاسلام ، علم اولیاء ، محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف بن مری نواوی حزامی حورانی شافعی بڑی مفید کتابوں کے مصنف ہیں ، وہ ہر وقت لکھتے اور علم کی نشر و اشاعت میں مشغول رہتے تھے ، خطیب صدر سلمان جعفری ، شہاب الدین احمد بن جعوان ، شہاب الدین اربدی اور علاء الدین بن عطار جیسے علماء نے ان سے حدیثیں اخذ کیں اور ابن ابی الفتح ، مزی اور ابن عطار نے ان سے حدیث نقل کی ہے ، ان کی تصنیفات میں چند یہ ہیں شرح صحیح مسلم ، ریاض الصالحین ، الاذکار ، الاربعین ، الارشاد فی علوم الحدیث اس کی مختصر "التقریب" ، کتاب المھمات ، تحریر الالفاظ ، العمدہ ، تصحیح النسبۃ الایضاح

۱۔تہذیب الاسماء واللغات ج۱ص ۳۴۷

المناسک اجلد اس کے علاوہ تین دیگر مناسک ہیں، التبیان فی آداب حملۃ القرآن، الروضہ
.....شیخ شمس الدین بن فخر حنبلی کہتے ہیں وہ امام بارع، حافظ اور متقن تھے''۔

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے مرأۃ الجنان ج ۴ص ۱۸۲، تتمۃ المختصر ج ۲ص ۳۲۲، النجوم الزاہرہ ۸ ۲۷۸، اسنوی کی طبقات ج ۲ص ۴۷۶، سبکی کی طبقات ج ۵ص ۱۶۵، سیوطی کی طبقات الحفاظ ص ۵۱۰ وغیرہ

۱۱۱۔ روایت محب الدین طبری

انہوں نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، وہ ذخائر العقبیٰ کے پانچویں باب میں فضیلت اہلبیت، ان سے اور قرآن سے تمسک کرنے اور ان کے جانشین رسول اللہ ہونے کے سلسلے میں لکھتے ہیں: ''زید بن ارقم سے منقول ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جب تک ان کے دامن سے وابستہ رہو گے میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں پس دیکھوان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، اس حدیث کو ترمذی نے نقل کیا ہے۔

زید بن ارقم ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا: لوگو! میں ایک بشر ہوں عنقریب میری طلبی بارگاہ الٰہی سے ہونے والی ہے اور میں لبیک کہنے والا ہوں، میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا

ہوں ان میں سے پہلی کتاب خدا ہے جس میں نور و ہدایت ہے لہذا کتاب خداوندی سے
تمسک اختیار کرو اور اسے پکڑے رکھو، اس وقت آنحضرت نے کتاب خدا سے متعلق چ
اہم باتیں کہیں پھر فرمایا اور میرے اہلبیت ! میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلا
ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں
اللہ یاد دلاتا ہوں ۔ زید سے پوچھا گیا آنحضرت کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ
بیویاں اہلبیت میں نہیں ہیں؟ کہا ہاں ہیں لیکن یہاں اہلبیت سے مراد وہ افراد ہیں جن
صدقہ حرام ہے، زید سے پوچھا گیا پھر وہ کون لوگ ہیں؟ جواب دیا آل جعفر، آل علی، آ
عقیل اور آل عباس ہیں، زید سے پوچھا گیا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ جواب دیا ہا
اس حدیث کو مسلم نے نقل کیا ہے۔

احمد نے بھی ابوسعید سے اسی کے ہم معنی حدیث کی روایت کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں
میں خیال کرتا ہوں کہ عنقریب تم میں سے رحلت کر جاؤں، تمہارے درمیان دو گرانقد
چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک جبل متین ہے اور میری عترت
و اہلبیت، خداوند لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ
ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہونگے، دیکھو ان دونوں کے ساتھ کا کیا
سلوک کرتے ہو"۔(۱)

احوال و آثار

ا۔ ذخائر العقبیٰ فی مناقب القربیٰ ص ۱۶

محبّ الدین طبری کے حالات بہت سے معتبر مدارک و مآخذ میں موجود ہیں، یہاں صرف یافعی کی عبارت پر اکتفا کر رہے ہیں۔

''محبّ الدین طبری نے حدیث میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں اور فقہ میں انہوں نے بہت سے مطولات ومختصرات لکھے ہیں، مبسوطات میں کتاب الاحکام کئی جلدوں میں ہے جس میں انہوں نے بہت سی حسن وصحیح حدیثوں کی جمع آوری اور نہایت عمدہ مفید اور پاک باتیں تحریر کی ہیں، وہ بہت بڑے علم والے فقیہ پرہیز گار محدث حافظ تھے، درس دیتے تھے اور افتاء کرتے تھے، سماع حدیث کیا اور اس کی روایت کی وہ اپنے زمانہ کے یکتا محدث حجاز اور جماعت شافعیہ کے سرادار اعظم تھے، ملک المظفر بادشاہ یمن کے نزدیک ان کی بہت قدر ومنزلت تھی اور ہمیشہ مفید علم میں مشغول رہا کرتے تھے، اکابر محدثین وفقہاء کی جماعت کثیر نے ان سے اخذ حدیث کیا اور ان کو عارف باللہ صاحب مناقب وکرامات ابو العباس احمد مغربی کی صحبت حاصل تھی اور ان کی ان کے ساتھ عجیب وغریب حکایات مشہور ہیں''۔(۱)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے تذکرۃ الحفاظ ج۴ص۱۴۷۴، العبر ج۵ص ۳۸۲، النجوم الزاہرہ ج۸ص۷۴، البدایۃ والنہایۃ ج۱۳ص۳۴۰، سبکی کی طبقات ج۵ص ۸، اسنوی کی طبقات ج۲ص۱۷۹، الوافی بالوفیات ج۷ص۱۳۵، طبقات الحفاظ ص۵۱۰، تتمۃ المختصر ج۲ص۳۴۳، دول الاسلام ج۲ص۱۵۳۔

۱۔ مرأۃ الجنان ج۴ص۲۲۴

۱۱۱۲۔روایت نظام اعرج

انہوں نے اپنی تفسیر میں ''واعتصموا بحبل الله جميعا...'' (آل عمران آیت۱۰۳) کے ذیل میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں؛''ابوسعید خدری نے رسول خدا سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:انی تارك فيكم الثقلين كتاب الله حبل متين ممد ود من السماء الى الارض وعترتى اهل بيتى''(۱)
بزرگ دانشوروں نے ان کے حالات لکھے ہیں'عبقات الانوار حدیث غدیر' میں تفصیل سے ان کے بارے میں لکھ چکے ہیں کہ علمائے اہلسنت ان پر کتنا اعتماد کرتے ہیں۔

۱۱۱۳۔ثبت سعیدالدین محمد بن احمد فرغانی

انھوں نے'' تائیہ ابن فارض'' کے قصیدہ کی شرح میں حدیث ثقلین' حدیث منزلت اور حدیث باب کی روایت کی ہے

احوال وآثار

بزرگ علماء نے فرغانی کی تعریف وتمجید کی ہے'عبقات الانوار حدیث باب (انا مدينة العلم وعلى بابها) میں تفصیل سے ان کے بارے میں لکھ چکے ہیں مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے ذہبی کی العبر فی خبر من غبر وفیات ۶۹۹ھ' جامی کی نفحات الانس ص۵۵۹' کفوی کی کتائب اعلام الاخیار من فقہاء مذہب النعمان المختار۔

۱۔غرائب القرآن ج۱ص۳۴۹

۱۱۴۔روایت محمد بن مکرم انصاری افریقی

انہوں نے لغت میں اپنی مشہور کتاب "لسان العرب"(۱) میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

احوال وآثار

صفدی لکھتے ہیں: "قاضی جمال الدین ابوالفضل محمد بن مکرم بن علی بن احمد انصاری رویفعی افریقی مصری، رویفع بن ثابت صحابی کے فرزندوں میں سے ہیں، ۶۳۰ھ میں پیدا ہوئے اور یوسف بن خیلی، عبدالرحمٰن بن طفیل، مرتضی بن حاتم، ابن المقیر اور ایک جماعت سے حدیثوں کا سماع کیا اور اپنے میدان کی منفرد شخصیت بن گئے وہ عالم وفاضل تھے اور لمبی عمر گذار کر شعبان ۷۱۱ھ میں وفات پائی۔"(۲)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے ابن شاکر کتبی کی فوات الوفیات ج۴ ص ۳۹، ابن حجر عسقلانی کی الدررالکامنۃ ج۴ ص ۲۶۲، سیوطی کی بغیۃ الوعاۃ ص ۱۰۷۔۱۰۶

۱۱۵۔روایت حموئی

حدیث ثقلین کی انہوں نے اپنی سند سے زید بن ارقم سے روایت کی ہے، زید کہتے ہیں کہ "ایک دن رسول خداؐ نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور حمد وسپاس الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا لوگو! میں ایک بشر ہوں اور عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ان میں ایک کتاب خدا ہے جس میں نور وہدایت ہے پس کتاب

۱۔لسان العرب ج۴ ص ۵۳۸۔ج۱۱ ص ۱۳۷ ۲۔الوافی بالوفیات ج۵ ص ۵۴

خدا سے تمسک کرو اور اسے مضبوطی سے پکڑو پھر کتاب خدا کی طرف ترغیب وتشویق دینے کے بعد ارشاد فرمایا اور میرے اہلبیت ، پھر اس جملے کی تین بار تکرار کی کہ میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، حصین نے زید سے کہا آنحضرت کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں ہیں؟ زید نے جواب دیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں ہیں مگر یہاں اہلبیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر حضرت کے بعد صدقہ حرام ہے، حصین نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں؟ کہا آل علی، آل جعفر، آل عباس، آل عقیل۔ حصین نے پوچھا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ جواب دیا ہاں''۔(۱)

زید بن ارقم ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے حمد و سپاس الٰہی کے بعد فرمایا لوگو! میں ایک بشر ہوں عنقریب میری طلبی بارگاہ الٰہی سے ہونے والی ہے اور میں لبیک کہنے والا ہوں میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں سے ایک کتاب خدا ہے جس نے اس کی پیروی کی ہدایت پائی اور جس نے اسے چھوڑا گمراہ ہوا، اس کے بعد میرے اہلبیت ! میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں خدا یاد دلاتا ہوں، اس جملے کی تین بار تکرار کی، ہم لوگوں نے زید بن ارقم سے پوچھا حضرت کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا ازواج شامل ہیں؟ زید نے جواب دیا نہیں، آپ کے اہلبیت تو صرف آپ کے نزدیک ترین رشتہ دار ہیں اور یہ وہی ہیں جن پر حضرت کے بعد صدقہ حرام ہے اور وہ آل علی، آل عباس، آل جعفر، آل عقیل ہیں''۔(۲)

۱۔فرائد السمطین ج۲ص ۲۶۸

۲۔فرائد السمطین ج۲ص ۲۵۰

نیز حموئی نے اپنی سند سے اس طرح روایت کی ہے: ''ابوسعید خدری نے رسولؐ اللہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میں بہت جلد دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں اور تمہارے درمیان دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جارہاہوں، کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک حبل متین ہے اور میری عترت واہلبیت، خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے پس دیکھوان دونوں کے ساتھ تم کیسا سلوک کرتے ہو۔''(۱)

حموئی نے اس سند سے جس میں حکیم ترمذی ہیں حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت کی ہے کہ ''رسولؐ اللہ نے حجۃ الوداع سے واپسی پر خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں فرمایا: لوگو! خدوا ند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ ہر نبی نے اپنے سے پہلے نبی کی نصف عمر گذاری ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ بہت جلد تم سے رخصت ہو جاؤں، میں تم سے پہلے حوض کوثر پر پہونچوں گا اور جب تم لوگ وہاں آؤ گے تو ثقلین کے بارے میں تم سے سوال کروں گا پس دیکھوان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو ثقل اکبر کتاب خدا ہے کہ جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تم لوگوں کے ہاتھوں میں ہے پس اس کو مضبوطی سے پکڑو تا کہ گمراہی سے محفوظ رہو اور اس میں تبدیلی نہ کرنا اور میری عترت واہلبیت! خداوند لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر پہونچیں ''۔(۲)

۱۔فرائد السمطین ج۲ص۲۷۲ ۲۔فرائد السمطین ج۲ص۲۷۴

احوال وآثار

صدرالدین حموئی کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ ہوذہبی کی العبر فی خبر من غبر وفیات ۷۲۲ھ، جمال الدین اسنوی کی طبقات الشافعیہ، زرندی کی نظم درر السمطین ،نورالدین سمہودی کی جواہر العقدین۔

۱۱۶۔روایت نجم الدین قمولی

انہوں نے اپنی تفسیر میں ’سنفرغ لکم ایھا الثقلان ‘‘(الرحمٰن آیت ۳۱) کے ذیل میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں: ’’ثقل امر عظیم ہے، آنحضرت نے فرمایا:انی تارک فیکم الثقلین‘‘۔(۱)

احوال وآثار

تقی الدین اسدی ’’طبقات الشافعیہ‘‘ میں لکھتے ہیں: ’’شیخ علامہ نجم الدین ابوالعباس قمولی مصری نے درس کا آغاز کیا اور اس میں کمال کی منزلوں تک پہونچ گئے، وہ درس دیتے تھے، افتاء کرتے تھے اور کتابیں تصنیف کرتے تھے، سبکی ’’طبقات الکبریٰ‘‘ میں لکھتے ہیں: قمولی مشہور فقہا اور متورع صلحاء میں سے تھے، میں نے سنا ہے کہ شیخ صدرالدین ابن الوکیل کہتے تھے کہ مصر میں قمولی سے افقہ کوئی اور نہیں ہے، کمال جعفر ادفوی کا بیان ہے کہ قمولی نے مجھ سے کہا کہ چالیس سال سے فتوادے رہا ہوں اور کسی میں غلطی نہیں کی اور میرے نوشتہ جات میں کوئی خطا نہیں ہے۔۔فقہ میں ان ساری عظمتوں کے ساتھ نحو اور تفسیر میں دسترس

۱۔تکملۃ تفسیر رازی

تھی"۔

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے اسنوی کی طبقات الشافعیہ ج ۲ص ۳۳۲، ابن حجر عسقلانی کی الدرر الکامنۃ ج اص ۳۲۴، جلال الدین سیوطی کی بغیۃ الوعاۃ ص ۱۶۸اور حسن المحاضرہ ج اص ۴۲۴، داؤدی کی طبقات المفسرین ج اص ۸۷

۱۱۷۔روایت فخرالدین ھانسوی

انہوں نے اپنی کتاب "دستور الحقائق" میں حدث ثقلین کونقل کیا ہے، چنانچہ ملک العلماء دولت آبادی لکھتے ہیں: "امام فخر الدین ھانسوی نے "دستور الحقائق" میں زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول خدا حجۃ الوداع سے فارغ ہونے کے بعد جب مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم تشریف لائے تو آپ نے اونٹوں کے کجاوں کا منبر بنانے کا حکم دیا اور پھر زیب دہ عرشۂ منبر ہوئے اور فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت، اگر ان دونوں سے وابستہ رہے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے"۔(۱)

مورخین وتذکرہ نویسوں نے ان کا شرح حال لکھا ہے جسے عبقات الانوار حدیث طیر میں تفصیل سے میں نے پیش کیا ہے۔

۱۱۸۔روایت علاءالدین خازن

انہوں نے اپنی تفسیر میں" واعتصموا بحبل الله جمعیاً " (آل عمران آیت

۱۔ھدایۃ السعداء۔خطی

۱۰۳) کے ذیل میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، وہ لکھتے ہیں "واعتصموا کے معنی تمسکوا کے ہیں یعنی خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور حبل (رسی) اس وسیلہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ انسان ہدف تک پہونچتا ہے اسی لئے امان کو حبل کہا جاتا ہے کیونکہ خوف اور ڈر کے ختم ہونے کا وہ وسیلہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حبل اللہ وہ وسیلہ ہے جس سے انسان کا خدا سے اتصال ہوتا ہے، اسی وجہ سے آیت کے معانی میں اختلاف ہے، ابن عباس کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ دین خدا سے تمسک کرو کیونکہ دین خدا ہی خدا سے اتصال کا وسیلہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حبل اللہ قرآن مجید ہے اس لئے کہ خدا سے اتصال کا وہ بھی وسیلہ ہے اور مسلم نے (اپنی صحیح میں) زید بن ارقم سے رسول اللہ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ان میں ایک کتاب اللہ ہے جو حبل اللہ ہے جس نے اس کی پیروی کی ہدایت پائی اور جس نے اسے چھوڑ دیا گمراہ ہو .....(۱)"

آیت مودۃ کے ذیل میں وہ لکھتے ہیں: "مسلم نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں پہلی کتاب خدا ہے جس میں ہدایت و نور ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو پھر آپ نے قرآن کی طرف ترغیب دینے کے بعد فرمایا اور میرے اہلبیت! میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔ حصین نے زید سے پوچھا آپ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں آپ کے

۱۔ لباب التاویل ج۱ ص ۳۲۸

اہلبیت میں نہیں ہیں؟ زید نے جواب دیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں ہیں مگر یہاں اہلبیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے، حصین نے پوچھا کن لوگوں پر صدقہ حرام ہے؟ جواب دیا آل علی، آل عقیل، آل جعفر، آل عباس''۔(۱)

خازن ''سنفرغ لکم ایھا الثقلان'' (رحمٰن آیت۳۱) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''ثقلین سے مراد جن وانس ہیں اور ان کو ثقلین اس لئے کہا گیا ہے کہ دونوں زمین کے لئے ثقل ہیں اور زمین کو زندوں اور مردوں سے سنگین کر دیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جو اہمیت کی حامل ہو اور لوگ اس کی طرف رغبت پیدا کریں اسے 'ثقل' کہتے ہیں اسی وجہ سے رسول خدا نے فرمایا: انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی ۔آنحضرت نے ان دونوں کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں ثقلین کہا ہے''۔(۲)

احوال وآثار

ابن حجر لکھتے ہیں: ''درس وتدریس ان کا خاص مشغلہ تھا انہوں نے ''لباب التاویل لمعالم التنزیل'' نامی عظیم تفسیر لکھی، کتاب ''عمدہ'' کی شرح کی، کتاب ''مقبول المنقول'' میں مسند شافعی، مسند احمد، صحاح ستہ، موطا اور دار قطنی سے حدیثوں کو جمع کیا ہے اور اسے دس جلدوں میں مبوب تصنیف کیا اسی طرح سیرت پیغمبر پر مفصل کتاب لکھی ہے''۔ (۳)

احمد بن عبدالقادر عجیلی نے اپنی کتاب ذخیرۃ المآل میں ان کی تفسیر پر اعتماد کیا ہے اور

۱۔لباب التاویل ج۶ص۱۰۲ ۲۔لباب التاویل ج۷ص۶ ۳۔الدرر الکامنۃ ج۳ص۷۹

انہیں ''امام'' سے تعبیر کیا ہے، اسی طرح شبلنجی نے نورالابصار میں کئی جگہ خازن کی تفسیر سے نقل کیا ہے اور کاتب چلپی قسطنطینی نے کشف الظنون شمارہ ۱۵۴۰ میں ان کی تفسیر کا ذکر کیا ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ''خازن'' مخاطب (دہلوی) کے والدولی اللہ دہلوی کے مشائخ ہفتگانہ میں سے ایک ہیں۔

۱۱۹۔روایت خطیب تبریزی

انہوں نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: ''زید بن ارقم سے مروی ہے کہ پیغمبر اسلام مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جوخم کہلاتا تھا، خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمدوثنا اور لوگوں کو پند ونصیحت کرنے کے بعد فرمایا: میں ایک بشر ہی تو ہوں وہ وقت دور نہیں ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آئے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نورو ہدایت ہے لہذا خدا کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو، آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد فرمایا: اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاددلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاددلاتا ہوں اور دوسری روایت میں ہے کہ کتاب خدا حبل اللہ ہے جو اس کی پیروی کرے ہدایت پر ہے اور جو اسے چھوڑ دے گمراہی میں ہے اس کی مسلم نے روایت کی

ہے''۔(۱)

اسی کتاب میں لکھتے ہیں: جابر کا کہنا ہے کہ میں نے رسول اللہ کو حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن ناقۂ قصواء پر سوار خطبہ دیتے دیکھا اور اس میں آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انہیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ان میں سے ایک دوسرے سے بڑی ہے، کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک حبل متین ہے اور میری عترت و اہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، دیکھوں ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو۔ ترمذی نے اس کی روایت کی ہے''(۲)

احوال و آثار

بزرگ علماء علمائے رجال اور ائمہ حدیث نے خطیب تبریزی کے حالات قلمبند کئے ہیں ان لوگوں نے ان کی کتاب ''مشکاۃ'' کی تعریف و تمجید کی ہے، میں نے ان کی بعض باتوں کو عبقات الانوار حدیث طیر میں بیان کیا ہے۔

۱۲۰۔ روایت ابوالحجاج مزّی

انہوں نے اپنی کتاب ''تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف'' میں ترمذی (کی صحیح ج ۵ ص ۶۲۱)، مسلم (کی صحیح ج ۷ ص ۱۲۳۔۱۲۲) اور نسائی (کی خصائص ص ۹۳) سے متعدد طرق اور مختلف الفاظ میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

۱۔ مشکاۃ المصابیح ج ۳ ص ۲۵۵ ۲۔ مشکاۃ المصابیح ج ۳ ص ۲۵۸

احوال وآثار

شوکانی لکھتے ہیں: ''ابوالحجاج جمال الدین یوسف بن ذکی عبدالرحمٰن بن یوسف بن ع
الملک بن یوسف بن علی بن ابی الزہرا حلبی الاصل مزّی امام کبیر، حافظ اور کئی کتابوں ـ
مصنف ہیں، وہ ربیع الثانی ۶۵۴ھ میں پیدا ہوئے اور حصول حدیث کی خاطر بڑی تگ و
کی اور احمد بن ابی الخیر، مسلم بن علان، فخر بن بخاری اور ابن طبرزد و کندی کے شاگردو
سے حدیثیں اخذ کیں اور مطولات ومختصرات کا سماع کیا، تقریباً ایک ہزار آپ کے مشا
تھے، نووی بھی آپ کے مشائخ میں سے ہیں۔ شام، حرمین، مصر، حلب، اسکندریہ اور دوسر
جگہوں پر لوگوں نے ان سے استماع حدیث کیا اور ان سے انہوں نے سمع حدیث کیا۔ لغت
وصرف پر پورا تسلط اور علوم حدیث میں تبحر حاصل تھا، مختلف مدارس از جملہ مدرسہ دارالحدیث
اشرفیہ میں تدریس کے فرائض انجام دیئے اور جب اس مدرسہ کی بنیاد پڑی تو سوائے مزّی
کے کوئی بھی واقف کے شرائط پر پورا نہیں اترا۔ ذہبی کا کہنا ہے کہ ان سے بڑا حافظ میں نے
نہیں دیکھا، ان کی تصنیفات میں مشہور زمانہ کتاب ''تہذیب الکمال'' ہے، ''الاطراف''
بھی ان ہی کی کتاب ہے جو مفید واقعات پر مشتمل ہے، ذہبی کا بیان ہے کہ وہ خاتم الحفاظ
حدیث کی اسناد والفاظ پر نقد وتبصرہ کرنے والے، ان کی مشکلات کو حل کرنے والے او
حدیث ورجال کی دشواریوں میں ہم لوگوں کے مرجع تھے، کہا جاتا ہے کہ حیاء و بزرگواری
، وقار و بردباری اور قناعت وترک تجمل میں آپ اپنی مثال تھے۔ ۱۲ صفر ۷۴۲ھ کو انتقال ہوا'

(۱)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے ذہبی کی تذکرۃ الحفاظ ج۴ص ۱۴۹۶، ابن الوردی کی تتمۃ المختصر ج۲ص۴۷۴، تاج الدین سبکی کی طبقات الشافعیہ، جمال الدین اسنوی کی طبقات الشافعیہ ج۲ص۴۶۴، تقی الدین اسدی کی طبقات الشافعیہ، ابن تغری بردی کی النجوم الزاہرہ ج۹ص۲۷۱، ابن حجر عسقلانی کی الدررالکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ ج۱ص ۱۵۴، ابن شحنہ کی روضۃ المناظر فی تاریخ الاول والاواخر حوادث ۷۴۲ھ، جلال الدین سیوطی کی طبقات الحفاظ ص۵۱۷۔

۱۲۱۔شرف الدین طیبی

انہوں نے حدیث ثقلین کو شرح مشکوٰۃ میں نقل کرنے کے بعد ہر لفظ کی توضیح وتشریح کی ہے وہ لکھتے ہیں: ''ثقل اس سامان کو کہتے ہیں جو چوپایوں پر حمل کیا جائے، جن وانس کو اسی لئے ثقل کہا گیا ہے کہ وہ روئے زمین پر ساکن ہیں گویا وہ زمین پر حمل کیے گئے ہیں، اور قرآن وعترت کو ثقل سے اس لئے تشبیہ دی گئی کہ دین ان کے وسیلے سے آباد ہے جیسے دنیا جن وانس سے آباد ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چونکہ ان کا لینا اوران پر عمل کرنا ثقیل ودشوار ہے لہذا وہ ثقلین ہیں۔

''ان سنلقی علیك قولا ثقیلا'' (ہم عنقریب تم پر ایک بھاری حکم نازل کریں گے مزمل آیت ۵) کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ اس سے مراد خدا کے اوامر ونواہی ہیں، کیونکہ یہ

۱۔البدر الطالع ج۲ص۳۵۲

دستورات الہی بجز تکلیف کے جوسنگین ہیں انجام پذیر نہیں ہوتے ، اور وزنی بات
''قولاً ثقیلا '' سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور جن وانس کوثقلین اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ قو
تشخیص کی وجہ سے دوسرے حیوانوں پر برتری رکھتے ہیں اور ہر وہ چیز جو باوزن اور اہمیت
حامل ہواور لوگ اس کی طرف رغبت پیدا کریں اسے ثقل کہتے ہیں۔

آنحضرتؐ نے جواپنے اہلبیت کے بارے میں کہا ہے کہ ''میں تمہیں اہلبیت ۔
بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں اذیت نہ دینا اور ان کے حقو
کی رعایت کرنا اور حدیث میں جولفظ ''عترت'' آیا ہے اس سے مراد آپ کے نزدیک تر
رشتہ دار ہیں، اسی لئے عترت کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔

''ما ان تمسکتم بہ ''میں ما موصولہ ہے اور جملہ شرطیہ اس کا صلہ ہے اور امسا
کے معنی تعلق، وابستگی اور اس کی حفظ ونگہداری ہے۔ ارشاد الہی ہے'' و یمسك السہ
ان تقع الارض '' (اور وہی تو آسمان کو روکے ہوئے ہے کہ زمین پر نہ گر پڑے،
آیت ۶۵) اور ایسے ہی موقع کے لئے کہا جاتا ہے ''استمسك الشئی'' لہذ اتمسک ۔
بعد اس چیز کو بیان کیا جس کے پکڑنے کا حکم دیا ہے اور وہ ''حبل'' ہے، اور حضرت نے ج
فرمایا کہ ''کتاب خدا آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے'' اشارہ ہے اس آیت
طرف ''ولو شئنا لرفعنا به ولكنه اخلد الى الارض و اتبع هواه '' (
اگر ہم چاہتے تو ہم اسے انہیں آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے مگر وہ تو خود ہی پستی
طرف جھک پڑا اور اپنی نفسانی خواہش کا تابعدار بن بیٹھا۔ اعراف آیت ۱۷۶)

اورعترت کے ساتھ تمسک کرنے کے یہ معنی ہیں کہ ان سے محبت کی جائے اوران سے ہدایت حاصل کی جائے اوران کی سیرت کی پیروی کی جائے۔

'' انی تارك فيكم '' سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور دونوں پیغمبر کی یادگار ہیں۔اور حضرت نے ان دونوں سے حسن سلوک کے لئے اسی طرح کہا ہے جس طرح دلسوز باپ اپنی اولاد کے ساتھ حسن سلوک کے لئے کہتا ہے،اس بات کی تائید حضرت کے اس ارشاد سے ہوتی ہے ''میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں'' جس طرح دلسوز باپ اپنی اولاد کے بارے میں کہتا ہے خدا کے لئے میری اولاد کے ساتھ اچھا سلوک کرنا،اور یہ کہ ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن اہلبیت کے عمل کے لئے نمونہ ہے اور وہ اوروں کے بہ نسبت قرآن پرعمل کرنے میں اولویت رکھتے ہیں،اور قرآن کو عترت کے ساتھ بیان کرنے کا شاید یہ راز ہو کہ اہلبیت کی محبت واجب ہے اس لئے کہ ارشادالہی ہے ''قل لا اسئلكم عليه اجراً الا المودة فی القربی ''(اے رسول تم کہد و کہ میں اس تبلیغ رسالت کا اپنے قرابتداروں (اہلبیت) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا شوریٰ آیت ۲۳) گویا خدا نے اپنی نعمتوں کے شکریہ کو ان کی محبت میں محصور کر دیا ہے، پس جس نے آنحضرت کی وصیت پرعمل کیا اس نے ارشادالہی کو عملی جامہ پہنایا اور وہ پاداش کا مستحق ہوگا اور جو کفران نعمت کرے گا وہ مستحق عقاب ہوگا اسی وجہ سے حضرت نے فرمایا'' دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو'' یعنی تم غور کرو کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کر رہے ہو

یا برا سلوک کر رہے...."

احوال و آثار

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: "حسن بن محمد بن عبداللہ طیبی مشہور امام اور مشکوۃ وغیرہ کے شارح ہیں، فضلاء کے بقول ارث سے ملی دولت اور تجارت کی وجہ سے بہت ثروت مند ہو گئے تھے اور اس دولت کو ہمیشہ کار خیر میں خرچ کرتے تھے جس کی وجہ سے آخر عمر میں تہی دست ہو گئے تھے، وہ متواضع اور خوش عقیدہ تھے اور فلسفی نظریئے اور بدعت گذاروں کی اس وقت سختی سے مخالفت کرتے تھے جب اسلامی ممالک پر ان لوگوں کی حکومت تھی، وہ شرم وحیا کا مجسمہ اور بغیر کسی طمع کے طالبان علم کی مشکلات کو رفع کرتے تھے اور علم و دانش کی نشر و اشاعت کی خاطر طلاب کو عاریۃً کتابیں دیتے تھے، قرآن و حدیث کے دقیق نکات کا استخراج کرتے تھے، انہوں نے کشاف اور تبیان کی شرح کی اور اپنے شاگردوں کے توسط سے مصابیح کا اختصار کرایا اور اس کا نام مشکواۃ رکھا اور پھر اس کی شرح کی اس کے بعد تفسیر کی کتابیں جمع کرنی شروع کیں" (۱)

مزید تعریف و تمجید اور تصدیق و توثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے سیوطی کی بغیۃ الوعاۃ ص ۲۲۸، داؤدی کی طبقات المفسرین ج ۱ ص ۱۴۳، شوکانی کی البدر الطالع ج ۱ ص ۲۲۹، قنوجی کی التاج المکلل ص ۳۷۳۔

۱۲۲۔ اثبات شمس الدین خلخالی

۱۔ الدرر الکامنۃ ج ۲ ص ۶۸

انہوں نے حدیث ثقلین کے ہر جملے کی توضیح وتشریح کی ہے وہ لکھتے ہیں: ''جس تالاب کے پاس حضرت نے خطبہ دیا تھا اس کو خم کہتے ہیں'' اور حضرت کا یہ فرمانا کہ'' وہ وقت دور نہیں ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغمبر آئے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں ''لوگوں کو اس سے اپنے وفات کی خبر دے رہے تھے، ''ثقلین'' کے بارے میں شرح السنۃ میں ہے کہ انہیں ثقلین اس لئے کہتے ہیں کہ ان دونوں کا لینا اور ان پر عمل کرنا ثقیل وسنگین ہے ،اسی طرح میرے اہلبیت جب میرے خلیفہ ہوں گے اس وقت ان کے حقوق کی رعایت، ان کا احترام اور ان کی پیروی بہت سنگین ہے...(۱)

نیز اسی کتاب میں لکھتے ہیں: جس ناقہ پر حضرتؐ نے خطبہ دیا تھا لوگ اپنی دید کے مطابق اسے مختلف ناموں سے یاد کرتے تھے کبھی ''جدعا'' سے کبھی ''عضباء'' سے اور کبھی ''قصویٰ'' سے یاد کرتے تھے، اور کتاب الله وعترتی، ''ما اخذتم'' میں لفظ 'ما' کی توضیح ہے یا اس کا بدل ہے اور 'اهل بیتی' 'عترتی' کا بیان ہے اور اہلبیت سے مراد آپ کے نزدیک ترین رشتہ دار ہیں اور آسمان سے مراد مقام ربوبیت اور زمین سے مخلوقات مراد ہیں اور یہ کہ ''ہرگز جدا نہ ہوں گے'' یعنی کتاب خدا اور میری عترت ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے۔

احوال وآثار

اسنوی لکھتے ہیں ''وہ معقولات ومنقولات کے امام اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں'

۱۔ المفاتیح شرح مصابیح خطی

ان میں چند مشہور کتابیں یہ ہیں: شرح المصابیح، مختصر ابن حاجب، المفتاح، التلخیص فی البیان وغیرہ'' (۱)

مزید تعریف وتمجید کے لئے ملاحظہ کیجئے تقی الدین اسدی کی طبقات الشافعیۃ جلال الدین سیوطی کی بغیۃ الوعاۃ ص ۱۰۶، ابن حجر عسقلانی کی الدررالکامنہ ج ۴ ص ۲۶۰۔

۱۲۳۔ شمس الدین ذہبی

حافظ ذہبی نے حدیث ثقلین کو صحیح قرار دیا ہے، چنانچہ شیخانی قادری ''الصراط السوی'' (خطی) میں لکھتے ہیں: ''ابوعوانہ نے ابوالطفیل سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول خدا حجۃ الوداع سے فارغ ہونے کے بعد جب غدیر خم تشریف لائے تو درختوں کے نیچے کی زمین صاف کرنے کا حکم دیا پھر خطبہ ارشاد فرمایا کہ عنقریب میں اس دنیا سے رخصت کر جاؤں گا، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں اس کے بعد فرمایا: خدا میرا مولا ہے اور میں تمام مومنین کا مولا ہوں پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ (علیؑ) مولا ہے بارالہا دوست رکھ اس کو جو اسے دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس سے دشمنی رکھے، میں نے زید سے کہا تم نے خود اس ارشاد کو سنا تھا؟ زید نے جواب دیا ان درختوں کے نیچے کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس نے اس منظر کو اپنی آنکھ سے

۱۔ طبقات الشافعیہ ج ۱ ص ۵۰۵

دیکھا نہ ہو اور اپنے کان سے یہ آواز سنی نہ ہو، حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے"۔

احوال وآثار

ان کے معاصر محمد بن شاکر بن احمد متوفی ۷۶۴ھ اپنی فوات الوفیات میں لکھتے ہیں:

"یہ حافظ بے بدل اور عالم بے نظیر تھے، انہوں نے علم حدیث اور علم رجال کو بدرجہ اکمل حاصل کیا تھا، احادیث کے اسباب وعلل پر غور کرتے تھے، راویوں کے احوال سے واقف تھے، تواریخ کے مبہم مقامات کی تشریح وتوضیح کی، بہت کچھ علم جمع کیا جس سے ایک جم غفیر کو فائدہ پہونچا، بہت سی ان کی تصنیفات ہیں جن میں بعض مطولات کے مختصرات ہیں"۔(۱)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے تاج الدین سبکی کی طبقات الشافعیہ ج۵ص ۲۱۶، جمال الدین اسنوی کی طبقات الشافعیہ ج۱ص ۵۵۸، تقی الدین اسدی کی طبقات الشافعیہ، ابن حجر عسقلانی کی الدرر الکامنة فی اعیان المائة الثامنة ج ۱ ص ٤٢٦، جلال الدین سیوطی کی طبقات الحفاظ ص ۵۱۷، غیاث الدین کی حبیب السیر، شاہ عبدالعزیز دہلوی کی بستان المحدثین اور تحفۂ اثنا عشریہ، قنوجی کی التاج المکلل ص ۴۱۳

۱۲۴۔روایت جمال الدین زرندی

زرندی کہتے ہیں: "یہ باب اہلبیت کے متعلق رسول خداؐ کی اس وصیت کے بارے میں ہے جس میں آنحضرتؐ نے اپنے اہلبیتؑ سے محبت کی فضیلت کو بیان کیا ہے نیز یہ کہ ان (اہلبیتؑ) کی محبت خدا اور رسول خداؐ پر ایمان کی دلیل ہے۔

۱۔فوات الوفیات ج۳ص ۳۱۵

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسولؐ اسلام نے فرمایا: خدا کو دوست رکھو ان نعمتوں کی وجہ سے جنہیں ہر روز وہ تمہیں دیتا ہے اور خدا سے دوستی کی وجہ سے مجھ سے دوستی رکھو اور میری دوستی کی وجہ سے میرے اہلبیت سے دوستی رکھو۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ اسلام نے فرمایا میں اپنی عترت سے بھلائی کے لئے تم کو وصیت کرتا ہوں اور تمہارا موعد حوض کوثر ہے اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر ان سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے کتاب خدا جو ایک مضبوط ذریعہ ہے آسمان سے زمین تک اور میری عترت و اہلبیت یہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو۔

عبداللہ بن زید نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ اسلام نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ اس کو دیر میں موت آئے اور وہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے بہرہ مند ہو اسے چاہئے کہ میرے اہلبیت کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور جو ایسا نہیں کرے گا وہ تباہ و برباد ہو جائے گا اور قیامت کے دن میرے پاس روسیاہ آئے گا۔

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسولؐ اسلام مکہ اور مدینہ کے درمیان ''غدیر خم'' میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد و ثنائے الٰہی اور پند و موعظہ کے بعد ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں ایک بشر ہوں اور عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، تمہارے درمیان دو گرانبہا چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک کتاب خدا ہے جس میں ہدایت و نور ہے لہذا

کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور میرے اہلبیت ! میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں ، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں ، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں ۔ ایک روایت میں ہے کہ کتاب اللہ، جبل اللہ ہے جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہے۔ اور آنحضرت نے "ثقلین" اس لئے کہا ہے کہ ان کا لینا، ان پر عمل کرنا اور ان کی محافظت کرنا سخت و دشوار کام ہے اور ان دونوں کو ثقلین اس لئے قرار دیا ہے کہ ہر قیمتی اور نفیس شیٔ کو ثقل کہتے ہیں اسی وجہ سے جن وانس کو ثقلین کہا گیا ہے کیونکہ عقل وشعور کی وجہ سے دوسرے حیوانوں پر انہیں برتری حاصل ہے، زید بن ارقم کا بیان ہے کہ آپ کے اہلبیت آپ کے قریب ترین رشتہ دار ہیں کہ جن پر آنحضرت کے بعد صدقہ حرام ہے اور وہ آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس ہیں۔

ابوسعید خدری کا کہنا ہے کہ میں نے رسولؐ اللہ کو کہتے ہوئے سنا اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر ان کے دامن سے وابستہ رہے تو ہرگز گمراہ نہیں ہوسکتے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک جبل متین ہے اور میری عترت واہلبیت، آگاہ ہو جاؤ کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں۔

جناب جابر رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ حج میں عرفہ کے دن میں نے رسولؐ اللہ کو دیکھا کہ ناقۂ قصواء پر سوار خطبہ دے رہے ہیں، ان کو میں نے یہ کہتے سنا: اے لوگو! میں تمہارے

درمیان ایسی چیزیں چھوڑے جارہاہوں کہ اگران کے دامن کوتھامے رہےتو ہرگز گمراہ نہ ہو گے کتاب خدااورمیری عترت واہلبیت۔

زرندی نے اسی کتاب میں زید بن ارقم سے دوسرے الفاظ میں بھی حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔''(۱)

نورالدین سمہودی ''جواہرالعقدین'' میں طرق حدیث ثقلین کے ضمن میں کہتے ہیں:

''حافظ جمال الدین محمد بن یوسف زرندی نے اپنی کتاب ''نظم دررالسمطین'' میں حدیث زیدکی بغیرسند کے روایت کی ہے،اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں: زید بن ارقم کا کہنا ہے کہ رسول اللہؐ نے حجۃ الوداع میں لوگوں سے مخاطب ہوکرفرمایا: میں تم سے پہلے حوض کوثر پر وارد ہوں گا اورتم میرے پیچھے آؤ گے اورامیدوار ہوں کہ تم حوض کوثر پر پہونچو، میں تم سے اپنے دونوں ''ثقل'' کے متعلق پوچھوں گا کہ تم نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا،مہاجرین میں سے ایک شخص اٹھااوراس نے پوچھاوہ دوثقل کیاہیں؟ آپ نے فرمایاان میں بزرگتر کتاب خدا ہے جوایک مضبوط رسی ہےاوراس کاایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہےاوردوسراتم لوگوں کے ہاتھوں میں،لہذااس کومضبوطی سے پکڑواورثقل اصغرمیرے اہلبیت ہیں،پس جس نے میری دعوت قبول کی اسے چاہئے ان کے ساتھ اچھائی سے پیش آئے،یا جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ انہیں قتل نہ کرنا،ان پر دباؤ نہ ڈالنا،ان کے سلسلے میں کوتاہی نہ کرنا، میں نے خدائے لطیف وخبیر سے درخواست کی اوراس نے اسے قبول کیا کہ حوض کوثر پر(انگلیوں کی طرف

۱۔نظم دررالسمطین ص۲۳۲۔۲۳۱

اشارہ کر کے فرمایا) ان دوانگلیوں کی طرح دونوں میرے پاس پہونچیں گے، ان کا ناصر میرا ناصر اوران کو چھوڑنے والا مجھ کو چھوڑنے والا ہے، ان دونوں کا دوست میرا دوست اوران کا دشمن میرا دشمن ہے، زرندی کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زید نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جوشخص چاہتا ہے کہ اس کو دیر میں موت آئے اور وہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے مستفید ہو اسے چاہئے کہ میرے اہلبیت کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور جو ایسا نہیں کرے گا وہ تباہ وبرباد ہو جائے گا اور قیامت کے دن میرے پاس روسیاہ آئے گا ''۔(۱)

احوال وآثار

بہت سے بزرگ علماء نے ان کی تعریف وتمجید کی ہے اوران کے حالات تحریر کئے ہیں، ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے الکوکب الدراری فی شرح صحیح بخاری، ابن حجر عسقلانی کی الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ ج۴ص ۲۹۵، شہاب الدین احمد کی توضیح الدلائل، ابن صباغ مالکی کی الفصول المہمہ، نورالدین سمہودی کی جواہر العقدین، محمد بن یوسف شامی کی سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، احمد بن محمد بن فضل باکثیر مکی کی وسیلۃ المآل، میرزا محمد خان بدخشانی کی مفتاح النجا، احمد عجیلی کی ذخیرۃ المآل، مفتی صدرالدین خان دہلوی کی منتہی المقال، مولوی سلامت اللہ بدایونی کی معرکۃ الآراء، مولوی حیدرعلی فیض آبادی کی منتہی الکلام۔

۱۔جواہرالعقدین

۱۲۵۔روایت سعید الدین کازرونی

انہوں نے اپنی کتاب " المنتقی فی سیرۃ المصطفی " میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، وہ لکھتے ہیں: " آنحضرتؐ کے ساتھ ساتھ آپ کی آل، آپ کی ذریت اور امہات المومنین کے ساتھ نیکی کرنا آپ کی توقیر و تعظیم کے مترادف ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا: میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، اور اس جملے کی حضرت نے تین بار تکرار کی، راوی کہتا ہے ہم نے زید سے پوچھا آپ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ جواب دیا آل علی، آل جعفر، آل عقیل، آل عباس، نیز آپ نے فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، کہ اگر ان کے دامن سے وابستہ رہے تو ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتے، کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت، پس دیکھو ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو"۔

اسی کتاب میں کازرونی لکھتے ہیں: "فرزندان فاطمہ میں کسی پر اگر کوئی طعن کرے اور کہے کہ حجاج بن یوسف نے آنحضرت کی نسل کا خاتمہ کر دیا ہے اور اب کوئی بھی باقی نہیں بچا جس کا سلسلۂ نسب جناب فاطمہ پر ختم ہوتا ہو تو اس نے ظلم اور دروغ پردازی سے کام لیا ہے اور اگر اس نے عمداً ایسا کہا ہو اور وہ مذہبی علماء کے شہر میں رہتا ہو تو اس صورت میں عجب نہیں کہ وہ کافر ہو جائے کیونکہ اس نے آنحضرتؐ کے قول کی مخالفت کی کیونکہ صحیح ترمذی میں زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر ان سے وابستہ رہو تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے ایک کتاب خدا جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی اور دوسرے میرے عترت و

اہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچیں، دیکھنا میرے بعد تم ان سے کیونکر پیش آتے ہو، اور حدیث مباہلہ میں بیان ہو چکا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا بارالٰہا یہ میرے اہلبیت ہیں۔

''المنتقی فی سیرۃ المصطفی'' کے مؤلف سعید بن مسعود کازرونی کا کہنا ہے کہ ظاہر حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جب تک قرآن ہے اس وقت تک اولاد فاطمہ ہیں۔

احوال وآثار

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: ''محمد بن مسعود بن محمد خواجہ امام مسعود بن محمد بن علی بن احمد بن عمر بن اسماعیل بن شیخ ابی علی دقاق بلیانی کازرونی کو ابن جزری نے جنید بلیانی کے مشائخ میں بتایا ہے، وہ کہتے ہیں کہ سعید الدین فاضل محدث تھے اور بہت زیادہ حدیثوں کا سماع کیا تھا، مزّی صاحب تہذیب الکمال اور دیگر محدثین نے آپ کو اجازۂ روایت دیا تھا، انہوں نے کتاب ''مسلسل'' کو لکھا اور ''المولد النبوی'' کو تالیف کیا تھا، آخر جمادی الثانی ۷۵۸ھ کو انتقال کیا''۔(۱)

محیی الدین محمد بن خطیب قاسم نے ''روض الاخبار المنتخب من ربیع الابرار'' کے حاشیہ پر انہیں شیخ اور محدث عصر کہا ہے، محمد بن احمد بن محمد سمرقندی نے المنتقی کے فارسی ترجمہ کے مقدمہ میں تفصیل سے ان کا شرح حال لکھا ہے۔

۱۔ الدرر الکامنۃ ج ۴ ص ۲۵۵

۱۲۶۔روایت ابن کثیر دمشقی

ابن کثیر نے"انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا" کی تفسیر میں صحیح مسلم میں زید بن ارقم سے مروی حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔(۱)

آیت مودة کی تفسیر میں احمد بن حنبل سے زید بن ارقم کی روایت نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ اسی طرح مسلم نے "الفضائل" میں روایت کی ہے اور نسائی نے یزید بن حبان سے اس کی روایت کی ہے نیز انہوں نے ترمذی سے روایت کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس باب میں ابوذر، ابوسعید، زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہم سے بھی اس حدیث کی روایت ہوئی ہے"(۲)

اسی طرح انہوں نے کہا ہے کہ حدیث صحیح سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہؐ نے غدیر خم میں اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں (۳)۔

نیز ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں طرق حدیث غدیر کے سیاق میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔(۴)

۱۔تفسیر ابن کثیر ج۵ص۴۵۷
۲۔تفسیر ابن کثیر ج۶ص۲۰۰
۳۔تفسیر ابن کثیر ج۶ص۱۹۹
۴۔تاریخ ابن کثیر ج۵ص۲۰۸

احوال وآثار

داؤدی مالکی لکھتے ہیں: ''حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر بن کثیر علماء وحفاظ کے امام اور اہل معانی وبیان کی تکیہ گاہ تھے۔ شیخ برہان الدین فزاری اور شیخ کمال الدین سے فقہ پڑھی پھر حافظ ابوالحجاج مزّی کے داماد ہوگئے اور ان سے کسب فیض کیا۔ ابن تیمیہ سے بہت سی حدیثیں اخذ کیں اصول، اصفہانی سے پڑھا اور بہت زیادہ حدیثوں کا سماع کیا پھر قرآن کو حفظ کرنا شروع کیا اور پھر اسانید وعلل حدیث اور رجال وتاریخ کی معرفت حاصل کی یہاں تک کہ ان علوم میں کمال کی منزلوں تک پہونچ گئے جب کہ ابھی جوان تھے، کمسنی میں ابواب ''التنبیہ'' کے مطابق کتاب ''الاحکام'' لکھی، تاریخ میں ''البدایۃ والنھایۃ'' تفسیر اور مسانید دہگانہ کو ایک کتاب میں جمع کیا، تہذیب الکمال کی تلخیص لکھی اور اس کے بعد ''المیزان'' میں جو لکھا تھا ان کا اضافہ کیا اور اس کا نام ''التکمیل'' رکھا اس طرح ''طبقات الشافعیہ'' اور مناقب شافعی لکھی، جن احادیث کو ابن حاجب نے ''مختصر'' میں نقل کیا تھا ان کے اسناد کی وضاحت کی، بخاری کے بعض ابواب کی شرح لکھی اور ''التنبیہ'' کے اکثر حصے کی شرح کی، ذہبی کے انتقال کے بعد منصب مشیخۂ (استاد نقل حدیث) ام الصالح کی ذمہ داری قبول کی اور سبکی کے مرنے کے بعد مشیخۂ دارالحدیث اشرفیہ کی مختصر مدت کے لئے ذمہ داری آئی جو کہ بعد میں لے لی گئی''۔(۱)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے ذہبی کی المعجم المختص، ابن حجر عسقلانی کی الدرر

۱۔ طبقات المفسرین ج ۱ ص ۱۱۰

الکامنہ فی اعیان المائۃ الثامنہ ج اص ۳۹۹' تقی الدین اسدی کی طبقات الشافعیہ' جلا
الدین سیوطی کی طبقات الحفاظ ص ۵۲۹' از نیقی کی مدینۃ العلوم' مولوی صدیق حسن قنوجی
ابجد العلوم

۱۲۷۔روایت سید علی ہمدانی

انہوں نے ''مودۃ القربیٰ'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں: ''ابوسع
خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: میں تم میں دو عظ
الشان چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی
اور دوسرے میرے اہلبیت اور بعض روایتوں میں ''عترتی'' (میری عترت) آیا ہے یہ کبھ
ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں''

اسی ''مودۃ القربیٰ'' میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے فرما
''کیا میں تمہارا ولی نہیں ہوں ؟ سب نے ہم آواز ہو کر کہا بیشک ایسا ہی ہے' اپنی حاکمیت
کا اقرار لینے کے بعد فرمایا: میں عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں میں تم میں ''ثقلین
چھوڑے جاتا ہوں اپنے رب کی کتاب (قرآن) اور میری عترت واہلبیت دیکھو تم ا
کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو''

احوال وآثار

محمد بن سلیمان کفوی ''کتائب الاعلام من فقہا مذہب نعمان المختار'' میں لکھتے ہیں:
لسان العصر' اپنے وقت کے سردار' واقف اسرار ناسوتیہ ولاہوتیہ شیخ عارف ربانی و عالم صمدا

سید علی ہمدانی علوم ظاہرہ اور باطنہ کے حامل تھے،،

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے نورالدین بدخشانی کی خلاصۃ المناقب، عبدالرحمان جامی کی نفحات الانس ص ۴۴۷، مجدالدین بدخشانی کی جامع السلاسل، شہاب الدین احمد کی توضیح الدلائل، حسن میبدی کی الفواتح، قشاشی کی السمط المجید، شاہ ولی اللہ دہلوی (والد مخاطب صاحب تحفہ) کی الانتباہ اس میں دہلوی نے ان کی بڑی مدح وستائش کی ہے اور ''کامل المحقق،، اور ''علی الثانی'' کے خطاب سے یاد کیا ہے، فاضل رشید دہلوی (شاگرد شاہ عبدالعزیز دہلوی صاحب تحفہ) کی ایضاح لطافۃ المقال.

۱۲۸۔ روایت سید محمد طالقانی

مجدالدین بدخشانی کے بقول انہوں نے (طالقانی نے) رسالہ ''قیافہ نامہ'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، بدخشانی ''جامع السلاسل'' میں سید علی ہمدانی کے شرح حال میں طالقانی کے ''حبل اللہ '' کی تشریح کو یوں نقل کرتے ہیں: ''بعض کہتے ہیں کہ حبل اللہ، رسول اللہ کی عترت ہیں جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: انی تارك فیکم الثقلان کلام اللہ وعترتی الا فتمسکوا بهما !فانهما حبلان لا ینقطعان الی یوم القیامة ،یعنی میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت دیکھو ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو کیونکہ یہ دو (بٹی ہوئی) رسیاں ہیں جو قیامت تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی''۔

احوال وآثار

مجدالدین بدخشانی نے اپنی کتاب ''السلاسل'' میں طالقانی کے حالات قلمبند کئے ہیں اوران کی زیادہ مدح وثنا کی ہے اوران کوان القاب سے متصف کیا ہے جن سے بہت افراد کی توصیف کی ہے۔

۱۲۹۔اثبات سعدالدین تفتازانی

تفتازانی لکھتے ہیں: ''اگرکوئی کہے کہ خداوند عالم نے فرمایا: ''انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت و یطھرکم تطھیرا ''اوررسول اللہ نے فرمایا: ''میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگرانہیں اختیار کیے رہوتو کبھی گمراہ ہوگے کتاب خدا اور میری عترت و اہلبیت'' نیز آپ نے فرمایا ''میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں ہدایت ونور ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑواوراس سے وابستہ رہواوردوسرے میرے اہلبیت! میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاددلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاددلاتا ہوں،''یا اس جیسی روایتیں دنیاپران کی برتری کی نشاندہی کرتی ہیں،تو میں کہوں گا کہ یہ برتری انہیں علم تقویٰ اور شرافت نسب کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی، کیونکہ آنحضرتؐ نے کتاب خدا کی طرح ان سے وابستگی کوگمراہی سے نجات کا ذریعہ بتایا ہے اور جس طرح قرآن سے وابستگی کا مطلب اس سے علم اور ہدایت کو حاصل کرنا ہے اسی طرح اہلبیت سے وابستگی کا بھی مطلب ان سے علم اور ہدایت کو حاصل کرنا ہے، اسی لئے رسولؐ اللہ نے فرمایا جس کواس کا عمل پس

۱۔شرح المقاصد ج۲ص۲۲۱

کی طرف لے جائے اس کو اس کا نسب بلندی کی طرف نہیں لے جاسکتا ہے۔"(۱)

احوال وآثار

شوکانی، البدر الطالع ج۲ص۳۰۳ پر لکھتے ہیں: "مسعود بن عمر تفتازانی امام کبیر، مشہور کتابوں کے مصنف اور سعد الدین سے مشہور تھے، صفر۷۲۲ھ میں پیدا ہوئے اور عضد جیسے اپنے زمانہ کے بزرگ علماء سے کسب فیض کیا اور نحو، صرف، منطق، معانی و بیان، اصول، تفسیر، کلام اور بہت سے علوم میں سبقت لے گئے اور ہر طرف ان کے علم کا چرچا ہونے لگا اور دنیا کے گوشہ وکنار سے طالبان علم ان کی طرف کھینچے آتے تھے۔

سولہ سال کی عمر میں "الزنجانیہ" تالیف کیا، ان کی دیگر تصنیفات میں چند یہ ہیں: شرح التلخیص الکبیر، شرح التوضیح، شرح العقائد، حاشیہ برعضدی، رسالۃ الارشاد، المقاصد، شرح المقاصد، تہذیب الکلام، شرح المفتاح، فتاوائے حنفیہ، مفتاح الفقہ، تلخیص المفتاح اور حاشیہ برکشاف"۔

خلاصہ یہ کہ وہ بہت سے علوم وفنون میں آٹھویں صدی ہجری کے یکتا و بےنظیر تھے۔

۱۳۰۔ روایت حسام الدین حمید محلی

علامہ محمد اسماعیل امیر نے "الروضۃ الندیۃ" میں تحریر کیا ہے کہ محلی نے اپنی کتاب "محاسن الازهار فی تفصیل مناقب العترة الاخیار الاطهار" میں سیاق طرق حدیث غدیر میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، علامہ محمد اسماعیل امیر لکھتے ہیں:

۱۔ شرح المقاصد ج۲ص۲۲

''پورے خطبے کوفقیہ علامہ حمید محلی نے ''محاسن الازھار'' میں امام منصور باللہ کے اس شعر کی شرح میں ذکر کیا ہے۔

ایھما نص بھما اجملا   له علی المکی و الیثربی

انہوں نے اپنی سند سے زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلامؐ حجۃ الوداع سے فارغ ہونے کے بعد مکہ اور مدینہ کے درمیان جب غدیر خم پہونچے تو لوگوں (حجاج) کو درخت کے نیچے کی جگہ صاف کرنے کا حکم دیا پھر لوگوں کو نماز کے لئے بلایا ہم لوگ حضرتؐ کے پاس گئے اس دن اتنی سخت گرمی تھی کہ بعض اپنے سروں پر عبا ڈالے تھے تو بعض اپنے پیروں کے گرد لپیٹے تھے۔ ہم نے حضرتؐ کی اقتداء میں نماز پڑھی، پھر آپ نے ہم لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا: حمد وسپاس خدا سے مخصوص ہے، ہم اس کے شکر گذار اور اسی سے مدد مانگتے ہیں، اس پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر توکل کرتے ہیں، اپنوں کے شر اور برے اعمال سے خدا سے پناہ مانگتے ہیں، جس کی وہ ہدایت کرے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس سے وہ ہاتھ کھینچ لے اس کی کوئی ہدایت نہیں کرسکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے۔

اے لوگو! ہر نبی کی عمر اس کے پہلے نبی کی عمر سے نصف ہوتی ہے، عیسیٰ بن مریمؑ نے اپنی قوم میں چالیس سال زندگی گذاری اور میرا بیسواں سال شروع ہوگیا ہے، عنقریب میں تم سے جدا ہونے والا ہوں، دیکھو مجھ سے بھی سوال کیا جائے گا اور تم سے بھی سوال کیا جائے گا، کیا میں نے پیغام رسالت پہونچا دیا تم کیا جواب دو گے، ہر طرف سے آواز آنے لگی کہ

ہم کہیں گے کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور آپ نے پیغام پہونچا دیا اور اس کی راہ میں جہاد کی، اس کے اوامر کی اطاعت اور اس کی بندگی کی یہاں تک کہ موت آ گئی ، خدا آپ کو جزائے خیر دے، پھر فرمایا کیا تم گواہی نہیں دیتے کہ خدا ایک ہے محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے، جنت حق ہے جہنم حق ہے اور پوری کتاب (قرآن) پر ایمان لائے ہو سب نے ہم زبان ہو کر کہا بیشک ایسا ہی ہے اس وقت آپ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے تم سے سچ کہا اور تم نے مجھ سے، آگاہ ہو جاؤ! میں تم سے پہلے حوض کوثر پر پہونچوں گا اور تم میرے پیچھے آؤ گے اور نزدیک ہے کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو، جب تم مجھ سے ملو گے تو اپنے دونوں "ثقل" کے بارے میں سوال کروں گا کہ تم نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے، زید کا کہنا ہے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ وہ دو ثقل کہاں ہیں کہ اتنے میں مہاجرین میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں یا رسول اللہ! وہ دو ثقل کیا ہیں؟: آنحضرتؐ نے فرمایا ان دونوں میں بزرگ کتاب خدا ہے جو آسمان سے زمین تک ایک رسی ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے لہذا اسے مضبوطی سے پکڑے رہو تا کہ نہ لغزش کھاؤ نہ گمراہ ہو جاؤ اور ان میں چھوٹی میری عترت ہے جس نے میرے قبیلے کی طرف رخ کیا اور میری دعوت کو قبول کیا وہ انہیں نہ قتل کرے نہ ان سے قطع رابطہ کرے اور نہ ہی ان کے حق میں کوتاہی کرے، میں نے ان کو خدا سے مانگا تو اس نے مجھے عطا کیا، ان دونوں کا مدد کرنے والا میرا مدد کرنے والا ہے اور ان کو چھوڑنے والا مجھے چھوڑنے والا ہے، ان سے دوستی کرنے والا مجھ سے دوستی کرنے والا

ہےاوران سے دشمنی کرنے والا مجھ سے دشمنی کرنے والا ہےتم سے پہلے کی امت اس وقت تک ہلاک نہیں ہوئی جب تک اس نے اپنے ہواوہوس کو دین نہ بنالیا۔ اپنے نبی کی مخالفت کی اور جوقسط وعدل سے کام لیتے تھے انہیں قتل کردیتے تھے،اس وقت علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور ارشاد فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ (علی) مولا ہے،جس کا میں ولی ہوں اس کا یہ (علی) ولی ہے، بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس (علی) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس سے دشمنی رکھے''۔

احوال وآثار

حسام الدین حمید محلی اہلسنت کے مشہور علماء میں سے ہیں،علامہ امیر کا محلی کی کتاب ''محاسن الازھار'' سے استناد کرنا ان کی عظمت کی دلیل ہے،علامہ امیر نے اپنی کتاب ''الروضہ الندیہ'' میں بہت زیادہ ان سے نقل کیا ہےاور''العلامہ الفقیہ'' سے ان کی توصیف کی ہےاورانہوں نے بعض جگہوں پرلکھا ہے''الفقیه العلامه حمید الشهید رحمه الله'' دوسری بات یہ ہے کہ قاضی شوکانی نے ان کی کتاب سے نقل کیا ہے گویا محلی ان کے مشائخ میں سے ہیں، ایک جگہ شوکانی لکھتے ہیں: شہید حمید کی کتاب ''محاسن الازھار'' سے روایت کرتا ہوں''۔(۱)

۱۳۱۔روایت نورالدین ھیثمی

ہیثمی نے اپنی کتاب ''مجمع الزوائد ومنبع الفوائد'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے،

۱۔اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر ص ۷۸

ہیثمی کی یہ وہی کتاب ہے جس میں زوائد کتب ششگانہ مسند احمد، مسند بزار، مسند ابویعلی اور طبرانی کی تینوں معاجم کو جمع کیا ہے۔ چنانچہ عبدالرؤف مناوی، فیض القدیر فی شرح الجامع الصغیر میں انی تارک فیکم خلیفتین کی شرح میں لکھتے ہیں: ہیثمی کہتے ہیں کہ اس حدیث کے سارے راوی موردِ اطمینان ہیں۔ ابویعلی نے بھی اس سند سے جس میں کسی طرح کا ضعف نہیں ہے، اس حدیث کی روایت کی ہے اور حافظ عبدالعزیز بن اخضر نے بھی اس کی روایت کرنے کے بعد اس جملے کا اضافہ کیا ہے ''آنحضرتؐ نے حجۃ الوداع میں فرمایا'' اور ابن جوزی جیسے افراد کو جو یہ گمان ہوا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے تو یہ ان کی غلط فہمی ہے اور سمہودی کا کہنا ہے کہ اس حدیث کی تو بیس سے زیادہ صحابیوں نے روایت کی ہے''۔(۱)

احوال وآثار

سخاوی لکھتے ہیں: ''حافظ نورالدین ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عمر بن صالح معروف بہ ھیثمی رجب ۷۳۵ھ میں پیدا ہوئے اور جب کچھ بڑے ہوئے تو قرآن پڑھنا شروع کیا اور ابھی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تھا کہ زین العراقی کے ساتھ ہولئے اور ان کی وفات تک حضر وسفر دونوں میں ان کے ساتھ رہے، انہوں نے بیشمار شیوخ سے بہت سی حدیثوں کا سماع کیا۔ زین العراقی اپنے کاموں میں سوائے ہیثمی کے کسی پر بھروسہ نہیں کرتے تھے بعد میں انکو اپنا داماد بنا لیا، شیخ کی بہت سی تصانیف کو ھیثمی نے لکھا اور ان میں اکثر کی ان کے

۱۔ فیض القدیر (شرح الجامع الصغیر) ج ۳ ص ۱۵ نیز مجمع الزوائد ج ۹

سامنے قرائت کی، حدیث میں زین العراقی ہی سے استناد کرتے تھے، مجمع الزوائد کی تالیف میں عراقی نے راہنمائی کی تھی۔

ھیثمی کا تقویٰ، دیانت، زہد، علم، عبادت، شیخ کی خدمتگذاری اور حدیثوں سے عشق حیرت انگیز تھا، زین العراقی کے ہمراہ بہت زیادہ حدیثیں بیان کیں بلکہ بہت کم دیکھنے میں آیا کہ زین العراقی حدیث بیان کریں اور ھیثمی ان کے ہمراہ نہ ہوں یابالعکس۔

ابن خطیب الناصریہ نے ذیل تاریخ حلب میں، تقی فاسی نے ذیل التقیید میں، ہمارے شیخ نے اپنی معجم، انباء اور مشیخۃ البرھان حلبی میں، غرس خلیل اقفہی نے معجم ابن ظہیرہ میں، تقی ابن فہد نے اپنی معجم اور ذیل الحفاظ میں اور مقریزی نے عقود میں ان کے حالات لکھے ہیں" (۱)

جلال الدین سیوطی اور شوکانی نے بڑی تعریف وتمجید کی ہے۔

۱۳۲۔روایت مجد فیروز آبادی

انہوں نے حدیث ثقلین کواس طرح نقل کیا ہے: "ثقل (بہ فتح ثا وقاف) اسباب ووسائل مسافر اور ہر اس قیمتی چیز کو کہتے ہیں جس کی حفاظت ہوتی ہے اور اسی معنی میں آنحضرت کی یہ حدیث ہے انی تارك فيكم الثقلين كتاب الله و عترتى "۔(۲)

احوال وآثار

۱۔الضوء اللامع ج۵ص۲۰۰ ۲۔القاموس المحیط ج۳ص۳۴۳

علمائے اہلسنت کی نظر میں فیروز آبادی کی عظمت کا اندازہ درج ذیل کتابوں سے ہوتا ہے تقی الدین اسدی کی طبقات الشافعیہ، تقی الدین فاسی کی العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین، سخاوی کی الضوء اللامع لاھل القرن التاسع ج ۱۰ ص ۷۹، جلال الدین سیوطی کی بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ ص ۱۱۸۔۱۱۷، شوکانی کی البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع ج ۲ ص ۲۸۰، قنوجی کی التاج المکلل ص ۱۷۔۸۔

۱۳۳۔ روایت حافظ بخاری معروف بہ خواجہ پارسا

انہوں نے اپنی کتاب ''فصل الخطاب'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: ''شیخ امام عارف ولی ابوعبداللہ محمد بن حکیم ترمذی نے اپنی کتاب (۱) ''نوادر الاصول فی معرفۃ اخبار الرسول'' کی پچاسویں فصل میں لکھا ہے: ہم سے نصر بن عبدالرحمٰن وشاء نے بیان کیا انہوں نے زید بن حسن انماطی سے انہوں نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔ جابر کہتے ہیں میں نے رسول اللہ کو حج میں بروز عرفہ ناقۂ قصویٰ پر سوار خطبہ دیتے دیکھا، آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر ان کے دامن سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت۔

وہ (ترمذی) بہ سند دیگر لکھتے ہیں کہ ہم سے نصر نے بیان کیا انہوں نے زید بن حسن سے انہوں نے معروف بن خربوذ مکی سے انہوں نے ابو الطفیل عامر بن واثلہ سے اور

۱۔ نوادر الاصول ص ۶۹۔۶۸

انہوں نے حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے حج سے واپسی پر خطبہ میں ارشاد فرمایا اے لوگو! خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ ہر نبی کی عمر اس کے پہلے نبی کی عمر سے نصف ہوتی ہے، میں عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں میں تم سے پہلے حوض کوثر پر وارد ہوں گا اور جب تم میرے پاس آؤ گے تو ثقلین کے بارے تم سے جواب طلب کروں گا پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، ثقل اکبر کتاب اللہ ہے جو حبل متین ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں ہے پس اس کو مضبوطی سے پکڑو اور گمراہ نہ ہو اور اس میں تبدیلی نہ کرو اور میری عترت واہلبیت، خدائے لطیف نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر پہونچیں۔،،

اسی کتاب ''فصل الخطاب'' میں ''جامع الاصول (۱)'' سے زید بن ارقم سے منقول ہے کہ ایک دن رسولؐ اللہ مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی اور پند وموعظہ کے بعد ارشاد فرمایا؛ لوگو! میں ایک بشر ہوں اور عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں میں تمہارے درمیان دو عظیم الشان چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ان میں ایک کتاب خدا ہے جس میں ہدایت ونور ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو پھر قرآن کی طرف ترغیب دینے کے بعد ارشاد فرمایا اور میرے اہلبیت؛ میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے

۱۔ جامع الاصول ج ۱۰ ص ۱۰۳۔۱۰۲

میں اللہ یاد دلاتا ہوں، اس روایت کو مسلم نے نقل کیا ہے، زید کا کہنا ہے کہ آنحضرتؐ کے اہلبیت وہ لوگ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے اور وہ آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس ہیں، زید سے پوچھا گیا کیا حضرتؐ کی بیویاں اہلبیت میں نہیں ہیں؟ جواب دیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں ہیں مگر یہاں آپ کے اہلبیت سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جن پر آنحضرت کے بعد صدقہ حرام ہے. مسلم نے (اپنی صحیح (۱) میں) اسی طرح روایت کی ہے۔

احوال وآثار

کفوی ''کتائب اعلام الاخیار'' میں لکھتے ہیں: ''محمد بن محمد بن محمود بخاری معروف بہ خواجہ محمد پارسا، شیخ بزرگ خواجہ بہاء الدین نقشبند کے معزز جانشینوں میں سے ہیں، ۷۵۶ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے زمانہ کے علماء سے رائج علوم کو حاصل کیا اور اپنے ساتھیوں پر سبقت لے گئے، جوانی میں منقولات ومعقولات میں کمال کی منزلوں تک پہونچے۔ شیخ امام شیخ عارف ولی ابو طاہر محمد بن حسن بن علی بن الطاہر سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور آخر شعبان ۷۷۶ھ کو ان سے بخارا میں اجازہ لیا، خواجہ محمد پارسا کہتے تھے: بقیۃ اعلام الھدی ابو طاہر نے مجھے اجازہ دیا، اصول وفروع میں جن چیزوں کو ان سے سنا اور جن چیزوں کی ان کے سامنے قرائت کی ان کی میں روایت کرتا ہوں، معقولات ومنقولات جو ان سے حاصل کیا ان کا درس دیتا ہوں''۔

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے غیاث الدین کی حبیب السیر فی اخبار افراد

۱۔ صحیح مسلم ج ۷ ص ۱۲۳۔۱۲۲

البشر، مجددالدین بدخشانی کی جامع السلاسل، عبدالرحمٰن جامی کی نفحات الانس ص ۳۹۲

۱۳۴۔روایت شہاب الدین دولت آبادی

ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادی نے اپنی کتاب ''ھدایۃ السعداء'' کے چوتھے باب ہدایت میں حدیث کی معتبر کتابوں سے متعدد طرق واسناد سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں: ''جلوہ اولی ان (اہلبیتؑ) سے تمسک کے بارے میں ہے۔

فخر الدین ہانسوی کی ''دستور الحقائق'' میں زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسولؐ اسلام حجۃ الوداع سے فارغ ہونے کے بعد مکہ اور مدینہ کے درمیان جب اس تالاب پر جو خم کہلاتا تھا پہونچے تو اونٹوں کے کجاوے جمع کر کے ایک منمبر تیار کروایا اور اس پر تشریف لے گئے اور فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت اگر ان سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے، اسی کتاب میں آیا ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ حبل متین اور مضبوط رسی سے وابستہ رہے وہ علی اور ان کی ذریت کو دوست رکھے۔

''المشارق'' کے باب ۱۱ اور ''المصابیح'' میں زید بن ارقم سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ اسلام مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو خم کہلاتا تھا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی اور موعظہ ونصیحت کے بعد فرمایا: اے لوگو! میں ایک بشر ہوں عنقریب میں اس دنیا سے رخصت کر جاؤں گا میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور وہدایت ہے لہذا اس کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو اور دوسرے میرے اہلبیت: میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں خدا یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے

بارے میں خدایاد دلاتا ہوں۔

اور ''العمدہ'' ''الدرر'' اور'' تاج الاسامی'' میں آیا ہے میں تم میں دو گرانبہا چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت اگران دونوں سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔اور''الاربعین عن الاربعین ''''کتاب الشفا''''نصاب الاخبار''''المصابیح''''مشکاۃ الانوار ''اور''النسائیہ''میں محمد بن مثنی نے یحیٰی بن حماد سے انہوں نے ابوعوانہ سے انہوں نے سلیمان سے انہوں نے حبیب بن ثابت سے انہوں نے ابوالطفیل سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ حجۃ الوداع سے فارغ ہونے کے بعد جب رسولؐ خدا غدیر خم پہنچے تو درختوں کے نیچے کی زمین صاف کروائی پھر فرمایا: عنقریب میں اس دنیا سے رخصت کر جاؤں گا میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہاہوں ان میں سے ایک دوسرے سے بڑی ہے کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک حبل متین ہے اور دوسرے میری عترت و اہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو۔

''المصابیح'' میں حسن حدیثوں میں جابر سے منقول ہے کہ میں (جابر) نے رسولؐ اللہ کو ناقۂ قصواء پر سوار خطبہ دیتے دیکھا جس میں آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر انہیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے کتاب خدا اور

میری عترت''۔(۱)

اس کے بعد دولت آبادی نے اس حدیث اور دیگر حدیثوں کے بارے میں تفصیل سے بحث کی ہے اور اس حدیث کے ہر لفظ کی شرح کی ہے۔اس حدیث کوانہوں نے اپنی اس کتاب کے پہلے، دوسرے، پانچویں اور چھٹے جلوے میں نقل کیا ہے اور اپنی دوسری کتاب''مناقب سادات''میں بھی اس حدیث کی روایت کی ہے۔

احوال وآثار

ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادی کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے شیخ عبدالحق دہلوی کی اخبار الاخیار، محمد محبوب عالم کی تفسیر شاہی، ولی اللہ دہلوی (پدر شاہ عبدالعزیز دہلوی صاحب تحفہ) کی المقدمۃ السنیۃ، کاتب چلپی کی کشف الظنون، غلام علی آزاد بلگرامی کی سبحۃ المرجان فی علماء ھندوستان ص ۳۹، رشید الدین خان دہلوی کی ایضاح لطافۃ المقال اور غرۃ الراشدین ۔ ۸۴۸ھ میں وفات پائی اور شہر جونپور میں دفن ہوئے (لیکن صحیح یہ ہے کہ ۸۴۹ھ میں انتقال ہوا جیسا کہ آزاد بلگرامی نے لکھا ہے)

۱۳۵۔روایت ابن صباغ مالکی

انہوں نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:''ترمذی نے بھی زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:''من کنت مولاہ فعلی مولاہ''ترمذی نے صرف اتنے جملے کی روایت کی ہے لیکن زہری نے یہ بھی بتایا ہے کہ کس دن، کس جگہ اور

۱۔ھدایۃ السعداء۔خطی

کس وقت اس جملے کو آنحضرت نے فرمایا وہ کہتے ہیں:

پیغمبر اسلام فریضۂ حج سے فارغ ہونے کے بعد جب مدینہ کی جانب روانہ ہوئے تو ۱۸ ذی الحجہ کو مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو خم کہلاتا تھا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: مجھ سے سوال کیا جائے گا اور تم سے بھی سوال کیا جائے گا کیا میں نے پیغام رسالت پہونچا دیا اور نصیحت کی، ہر طرف سے آواز آنے لگی ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پیغام پہونچا دیا، کوشش بلیغ کی اور ہمیں نصیحت کی، پھر آپ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے پیغام پہونچا دیا اور نصیحت کر دی اس کے بعد ارشاد فرمایا کیا تم گواہی نہیں دیتے کہ خدا ایک ہے اور میں خدا کا بندہ اور رسول ہوں سب نے ہم آواز ہو کر کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ خدا ایک ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں پھر آپ نے فرمایا جیسی تم نے گواہی دی ویسی ہی میں نے بھی گواہی دی اس کے بعد آپ نے فرمایا: لوگو! میں ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر ان سے وابستہ رہے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے کتاب اللہ اور میرے اہلبیت۔ خدائے بزرگ و برتر نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، اس حوض کی چوڑائی صنعاء سے یمن تک کی مسافت کے برابر ہے اور اس کے ظروف کی تعداد ستاروں کی تعداد جیسی ہے، خدا تم سے پوچھے گا کہ کیسا تم نے اس کی کتاب اور میرے اہلبیت کے ساتھ سلوک کیا، پھر آپ نے پوچھا مومنین پر خود ان سے زیادہ کون حق تصرف رکھتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا خدا اور اس کا رسول، آپ نے اس سوال کو تین مرتبہ دہرایا اور لوگوں نے تینوں مرتبہ یہی جواب دیا تو

کس وقت اس جملے کو آنحضرت نے فرمایا وہ کہتے ہیں:

پیغمبرؐ اسلام فریضۂ حج سے فارغ ہونے کے بعد جب مدینہ کی جانب روانہ ہوئے تو ۱۸ ذی الحجہ کو مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جوخم کہلاتا تھا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: مجھ سے سوال کیا جائے گا اور تم سے بھی سوال کیا جائے گا کیا میں نے پیغام رسالت پہونچا دیا اور نصیحت کی، ہر طرف سے آواز آنے لگی ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پیغام پہونچا دیا، کوشش بلیغ کی اور ہمیں نصیحت کی، پھر آپ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے پیغام پہونچا دیا اور نصیحت کر دی اس کے بعد ارشاد فرمایا کیا تم گواہی نہیں دیتے کہ خدا ایک ہے اور میں خدا کا بندہ اور رسول ہوں سب نے ہم آواز ہو کر کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ خدا ایک ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں پھر آپ نے فرمایا جیسی تم نے گواہی دی ویسی ہی میں نے بھی گواہی دی! اس کے بعد آپ نے فرمایا: لوگو! میں ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر ان سے وابستہ رہے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے کتاب اللہ اور میرے اہلبیت۔ خدائے بزرگ و برتر نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، اس حوض کی چوڑائی صنعاء سے یمن تک کی مسافت کے برابر ہے اور اس کے ظروف کی تعداد ستاروں کی تعداد جیسی ہے، خدا تم سے پوچھے گا کہ کیسا تم نے اس کی کتاب اور میرے اہلبیت کے ساتھ سلوک کیا، پھر آپ نے پوچھا مومنین پر خود ان سے زیادہ کون حق تصرف رکھتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا خدا اور اس کا رسول، آپ نے اس سوال کو تین مرتبہ دہرایا اور لوگوں نے تینوں مرتبہ یہی جواب دیا تو

چوتھی مرتبہ علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے بار الہا دوست رکھ اس کو جو اس (علی) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس (علی) سے دشمنی رکھے اس جملے کی تین مرتبہ آپ نے تکرار کی اور اس کے بعد فرمایا: حاضرین، غائبین کو اس سے باخبر کر دیں''۔(۱)

احوال و آثار

ابن صباغ مالکی کا شمار مشہور علماء اہلسنت میں ہوتا ہے ان کی کتابوں پر علماء نے اعتماد کیا ہے اور ان سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ ان کی تصدیق و توثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے نجم الدین عمر بن فہد مکی کی اتحاف الوریٰ باخبار ام القریٰ، شمس الدین سخاوی کی الضوء اللامع لاھل القرن التاسع ج۵ص۲۸۳، نور الدین سمہودی کی جواہر العقدین، نور الدین حلبی کی السیرۃ الحلبیۃ، شیخانی قادری کی الصراط السوی، عبدالرحمٰن صفوری کی نزھۃ المجالس، محمد محبوب عالم کی تفسیر شاہی، اکرام الدین دہلوی کی سعادۃ الکونین، محمد صبان کی اسعاف الراغبین عجلی کی ذخیرۃ المآل، عدوی حمزاوی کی مشارق الانوار، شبلنجی کی نور الابصار۔

۱۳۶۔روایت شمس الدین سخاوی

سخاوی نے ''استجلاب ارتقاء الغرف'' میں بہت سے طرق و اسناد سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔ آیت مودۃ کی توضیح و تفسیر میں لکھتے ہیں: ''اہلبیت کے بارے میں آپ کی صریح اور روشن وصیت اس حدیث کے علاوہ دوسری حدیثوں میں بھی ہے۔ سلیمان بن

۱۔الفصول المہمۃ ص۲۳

مہران اعمش نے ابوسعید خدری سے اور عطیہ بن سعد عوفی اور حبیب بن ابی ثابت نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑے جارہاہوں کہ اگر ان سے وابستہ رہے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے، ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدانہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں پس دیکھوان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو ترمذی نے اپنی جامع میں اس حدیث کی روایت کی ہے۔

مسند احمد میں موجود ابوسعید کی حدیث کی اعمش سے اسی طرح ابواسرائیل ملائی اسماعیل بن خلیفہ اور عبدالملک بن سلیمان سے اور طبرانی نے المعجم الاوسط میں کثیر النواء سے اوران چاروں نے عطیہ سے روایت کی ہے اور ابویعلی اور دوسروں نے اس کی روایت کی ہے لہذا ابن جوزی کا حدیث ثقلین کو''العلل المتناھیۃ'' میں نقل کرنا تعجب خیز بات ہے اور اس سے حیرت انگیز ان کی یہ بات ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے جب کہ اس حدیث کی جن طرق و اسناد سے روایت کی گئی ہے ان میں بعض صحیح مسلم میں ہیں چنانچہ انہوں (مسلم) نے اپنی صحیح میں زید بن ارقم کی حدیث کی سعید بن مسروق اور ابی حیان یحیٰی بن سعید بن حیان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابوحیان نے یزید بن حیان سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیرخم میں رسولؐ اسلام خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی اور پند ونصیحت کے بعد ارشاد فرمایا لوگو! میں ایک بشر

ہوں اور عنقریب دعوت اجل کو لبیک کہنے والا ہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑ
جاتا ہوں ان میں ایک کتاب خدا ہے جس میں نور و ہدایت ہے لہذا اس کتاب کو مضبوط
سے پکڑو پھر آپ نے کتاب خدا کی طرف ترغیب وتشویق دینے کے بعد فرمایا اور دوسر
میرے اہلبیت ! میں تمہیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں اور اس جملے
تین مرتبہ تکرار کی ۔ زید سے پوچھا گیا حضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں ؟ کیا آپ
بیویاں آپ کے اہلبیت میں نہیں ہیں؟ جواب دیا آپ کی بیویاں آپ کے اہلبیت میں ہیں
مگر یہاں اہلبیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے زید بن ارقم
پوچھا گیا وہ کون لوگ ہیں ؟ جواب دیا آل علی، آل عقیل، آل جعفر، آل عباس، زید
پوچھا گیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ کہا ہاں۔

یہ روایت (صحیح مسلم ج ۷ ص ۱۲۳۔۱۲۲ پر) اس طرح نقل ہوئی ہے کہ زید بن ارقم
پوچھا گیا کہ حضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں شامل ہیں؟ زید بن ا
نے جواب دیا خدا کی قسم نہیں کیونکہ بیوی اپنے شوہر کے ساتھ ایک عرصہ تک زندگی گذار
ہے اور ادھر شوہر نے طلاق دیا اور وہ اپنے ماں کے گھر (یا دوسری روایت میں ہے ماں با
کے گھر) چلی جاتی ہے، آپ کے اہلبیت تو آپ کے قریب ترین رشتہ دار ہیں جن پر آ
کے بعد صدقہ حرام ہے۔

اس روایت کو مسلم (صحیح مسلم ج ۷ ص ۱۲۳۔۱۲۲) اور نسائی نے بھی نقل کیا ہے، ا
طرح احمد اور دارمی نے اپنی مسانید میں، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور دوسروں نے بھی

حیان تیمی یحیٰ بن سعید بن حیان کی حدیث کی یزید بن حیان سے روایت کی ہے۔

حاکم نے مستدرک علی الصحیحین میں اعمش سے انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے انہوں نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے اور حدیث سلمۃ بن کہیل کو ان کے والد سے اور انہوں نے ابوالطفیل سے اور حدیث ابوالضحی مسلم بن صبیح کو زید بن ارقم سے نقل کیا ہے اور تینوں کے طرق واسناد کے بارے میں کہا ہے کہ صحت حدیث کے سلسلے میں شیخین (بخاری ومسلم) نے جو شرائط بیان کئے ہیں ان کے یہ مطابق ہے مگر شیخین نے انہیں نقل نہیں کیا ہے، اسی طرح یحیٰ بن جعدہ سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے بھی روایت کی ہے اور اس تخریج کی طبرانی نے اپنی ''المعجم الکبیر'' میں موافقت کی ہے، نیز طبرانی نے اس حدیث کی حکیم بن جبیر سے انہوں نے ابوالطفیل سے اور انہوں نے زید سے روایت کی ہے.....

حدیث ثقلین کی جابر، حذیفہ بن اسید، خزیمہ بن ثابت، سہل بن سعد، ضمیرہ، عامر بن ابی لیلی، عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عدی بن حاتم، عقبہ بن عامر، علی بن ابی طالب، ابوذر، ابورافع، ابوشریح خزاعی، ابوقدامہ انصاری، ابوہریرہ، ابوالہثیم بن تیہان، قریش کے افراد، ام سلمی اور دختر ابی طالب ام ہانی جو صحابی پیغمبر تھیں، سے روایت ہوئی ہے۔

حدیث جابر کی ترمذی نے اپنی جامع (الجامع الصحیح ج۵ ص ۶۲۱) میں اور ابن عقدہ نے ''الولایۃ'' میں روایت کی ہے، حدیث حذیفہ بن اسید کی طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں، ضیاء

نے ''المختارہ'' میں اورابونعیم نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں روایت کی ہے۔

حدیث خزیمہ کی ابن عقدہ نے محمد بن کثیر سے اورانہوں نے فطراورابوالجارود سے اوران دونوں نے ابوالطفیل سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ علی کرم اللہ وجہہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اورحمد وثنائے الٰہی کے بعدلوگوں کوقسم دے کرکہا وہ افراد کھڑے ہو جائیں جو غدیرخم میں خودموجود تھے اوروہ نہ کھڑا ہو جو یہ کہے کہ میں نے سنا ہے یا مجھ تک خبر پہونچی ہے بلکہ وہ کھڑا ہو خود جس کے کانوں نے سنا ہو اوردل نے محفوظ رکھا ہو، یہ سن کر سترہ صحابی کھڑے ہوئے جن میں خزیمہ بن ثابت، سہل بن سعد، عدی بن حاتم، عقبہ بن عامر، ابو ایوب انصاری، ابوسعید خدری، ابوشریح خزاعی، ابوقدامہ انصاری، ابولیلی، ابوالہیثم بن تیہان اورقریش کے کچھ افراد تھے پھر علی نے فرمایا اب بیان کرو جوتم نے دیکھا اورسنا تھا، ان لوگوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول خداؐ کے ہمراہ ہم واپس آرہے تھے کہ ظہر کا وقت آ گیا آپ نے جھاڑیوں کے صاف کرنے اور وہاں نماز کے لئے لوگوں کو جمع ہونے کے لئے کہا ہم نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی پھر حضرت خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اورحمد وثنائے الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا اے لوگو! تم کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا آپ نے پیغام الٰہی پہونچا دیا، آپ نے تین مرتبہ فرمایا پروردگارا تو گواہ رہنا اس کے بعد فرمایا: میں عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، مجھ سے بھی سوال کیا جائے گا اورتم سے بھی سوال کیا جائے گا پھر فرمایا: ان دنوں اوران مہینوں کی طرح تمہارا خون و مال حرام ہے، تم کو عورتوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں، تم کو ہمسایوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں؛

تم کو غلاموں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں (کہ ان سب کے ساتھ اچھا سلوک کرنا) تم کو عدل و احسان کے بارے میں وصیت کرتا ہوں، اس کے بعد ارشاد فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت و اہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، خدا نے یہ بات مجھ سے کہی ہے پھر آپ نے فرمایا: من کنت مولاہ فعلی مولاہ (جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے) ان لوگوں کی باتیں سن کر علی نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے اور میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں۔

حدیث زید کو احمد نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے۔

حدیث سہل کو خزیمہ نے نقل کیا ہے۔

حدیث ضمیرہ اسلمی کو ابن عقدہ نے الموالات میں بیان کیا ہے اور ابن عقدہ ہی سے ابوموسیٰ مدینی نے ذیل میں نقل کرنے کے بعد کہا ہے "یہ حدیث مجھے بہت پسند ہے"

حدیث عبدالرحمٰن کو ابن ابی شیبہ ابویعلی اور بزار نے اپنی مسانید میں نقل کیا ہے۔

حدیث ابن عباس کی طرف دیلمی نے اپنی مسند میں اشارہ کیا ہے۔

حدیث ابن عمر کو طبرانی نے "المعجم الاوسط" میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ آخری بات جو پیغمبر کی زبان سے نکلی یہ ہے "میرے اہلبیت کے ساتھ تمہارا سلوک میرا ہی جیسا ہو"

حدیث عدی بن حاتم اور عقبہ بن عامر کو خزیمہ نیشاپوری نے ذکر کیا ہے حدیث علی کی اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں، دولابی نے "الذریۃ الطاہرۃ" میں روایت کی ہے اور بزار نے

بھی اس کونقل کیا ہے۔

حدیث ابوذر کو ترمذی نے اپنی ''جامع'' میں اور ابن عقدہ نے ''الموالات'' میں نقل کیا ہے۔

حدیث ابورافع کو ابن عقدہ نے ''الموالات'' میں نقل کیا ہے۔

حدیث ابوشریح اور ابوقدامہ کو خزیمہ نیشاپوری نے ذکر کیا ہے۔

حدیث ابوہریرہ کو بزار نے اپنی ''مسند'' میں نقل کیا ہے۔

حدیث ام سلمی کو ابن عقدہ نے نقل کیا ہے۔

حدیث ام ہانی کو ابن عقدہ نے ذکر کیا ہے''۔(۱)

احوال آثار

عبقات الانوار حدیث مدینہ (انا مدینة العلم و علی بابها) میں تفصیل سے ان کا شرح حال لکھا ہے یہاں ان کی خودنوشت کا خلاصہ پیش کرر ہے ہیں۔

وہ ربیع الاول ۸۳۱ھ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم نزدیک کے مکتب مین عیسی بن احمد مقسی اور فقیہ صالح بدر حسین سے حاصل کی اور برہان بن خضر، شہاب ابو العباس حناوی، شہاب ابدی مغربی، جمال بن ہشام حنبلی، شمس وقائی، شرف المناوی، زین البوتجی، امین اقصرائی، سعد بن دیری، زین سندبیسی، زین عراقی اور محب ابن شحنہ وغیرہ سے بڑی کتابیں پڑھیں اور امام الائمہ شہاب ابن حجر سے استماع حدیث کیا، بلکہ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ سماع حدیث کیا، انہوں نے اپنے ہم طبقوں میں صلاح بن ابی عمیر، ابن

۱۔ استجلاب ارتقاء الغرف۔ خطی

امیلہ، ابن النجم، ابن الھبل، شمس ابن المحب، فخر ابن یسارہ، ابن خوجی، بنجی، زیتاوی، بیانی، سوقی، قاضی عز ابن جماعۃ، تاج سبکی اوران کے بھائی بہاء، جمال اسنائی، شہاب اذرعی، کرمانی، صلاح صفدی، قیراطی، حراوی، حسن تکریتی، امیوطی، باجی، ابوالبقا سبکی، نشاورلی، ابن ذہبی، ابن علائی، آمدی، نجم ابن کشک، ابوالیمن، ابن کویک، ابن اخشاب، ابن حاتم، ملیجی، ابن رزین، بدر ابن صاحب، سراج ھندی، اکمل الدین بلقینی، ابن ملقن، عراقی، ابناسی اور برہان ابن فرحون سے سماع حدیث کیا۔

اسی طرح انہوں نے ابی طاہر، عز ابن جماعہ، ابن خیر، عراقی، فوی اور ابن جوزی کے شاگردوں سے سماع حدیث کیا۔ خلاصہ یہ کہ اسّی سے زیادہ شہروں اور دیہاتوں میں جاکر بارہ سوافراد سے حدیثیں اخذ کیں اسی وجہ سے تصنیف اور نقل حدیث کا سلسلہ پچاس سال کی عمر کے بعد کیا، فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث، الغایۃ فی شرح منظومہ ابن جزری، الایضاح فی شرح نظم العراقی للاقتراح، النکت علی الالفیہ وشرحھا، نووی کی التقریب کی شرح، بلوغ الامل بتلخیص کتاب دارقطنی فی العلل، تکملۃ تلخیص المتفق والمتفرق، تکملہ شرح عراقی بر ترمذی، اقرب الوسائل، القول المفید فی ایضاح شرح العمدہ، الضوء اللامع لاھل القرن التاسع، ذہبی کی دول الاسلام پر حاشیہ، القول المبنی فی شرح ابن العربی اور استجلاب ارتقاء الغرف بحب اقرباء الرسول ذوی الشرف ان کی تصنیفات اور شروح ہیں۔

ہر مذہب کی درج ذیل بزرگ شخصیتوں نے ان کی کتابوں پر تقریظیں لکھی ہیں۔

شافعی علماء میں: قلقشندی، جلال محلی، علم بلقینی، شہاب حجازی، ابن صالح اور حنطہ۔ حنفی علماء

میں عینی، ابن دیری، شمنی، اقصرائی، کافیاجی، زین قاسم اور ابوالوقت مرشدی مکی۔ مالکی علماء میں: قاضی مصر بدر ابن تنیسی، قاضی اسکندریہ ابن مخلطہ اور مصر ہی کے قاضی حسام بن جریر اور حنبلی میں عز کتانی ہیں۔ان کے علاوہ اور بھی علماء ہیں جن کی تقریظوں کو ایک جلد میں جمع کیا ہے۔

حافظ محدث حجاز تقی ابن فہد ہاشمی نے ''زین الحفاظ وعمدۃ الائمۃ الایقاظ'' سے ان کی توصیف کی ہے، عز حنبلی نے ان کو ''الامام العلامۃ الحافظ الاستاذ الحجۃ المتقن المحقق شیخ السنۃ حافظ الامۃ امام العصر اوحد الدھر مفتی المسلمین محیی سنۃ سید الاولین سے ملقب کیا ہے''۔(۱)

۱۳۷۔روایت حسین کاشفی واعظ

کاشفی نے ''رسالہ علیہ والاحادیث النبویہ'' میں حدیث ثقلین کی یوں روایت کی ہے: ''اہلبیت کرام جو ائمہ دین اور مقتدایان علم ویقین ہیں، کی فضیلت میں رسول اللہؐ نے فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں مومنین کے لئے راہ ہدایت اور عارفوں کے لئے روشنی ہے لہذا اس کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو کیونکہ وہ حبل متین ہے اور دوسرے میرے اہلبیت! میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، اس جملے کی تین بار تکرار اہلبیت کی تعظیم، ان سے محبت اور ان کی متابعت و پیروی پر واضح دلیل ہے، اور رسول خداؐ کے اہلبیت میں علی و فاطمہ و حسن و حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کا ہونا صحیحین کی اس حدیث کی رو سے ہے کہ جب آیۃ مباہلہ ''ندع

۱۔الضوء اللامع ج ۷ ص ۳۲-۳۱

ابنائنا و ابنائکم و نسائنا ونسائکم و انفسنا وانفسکم ''نازل ہوئی تو پیغمبر اسلام (صلعم) نے علی و فاطمہ وحسن وحسین کو جمع کیا اور فرمایا بار الہا یہ میرے اہلبیت ہیں''(۱)

کاشفی نے اپنی تفسیر حسینی میں ''سنفرغ ایها الثقلان'' کی تفسیر میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

احوال وآثار

واعظ کاشفی کے حالات حسب ذیل کتابوں میں موجود ہیں: شیخ احمد حنفی صالحی معروف بہ ملا جیون (جن کے سبحۃ المرجان میں حالات مرقوم ہیں) کی تفسیر احمدی، مولوی تراب علی کی التدقیقات الراسخات فی شرح التحقیقات الشامخات، محمد محبوب عالم کی تفسیر شاہی، شاہ عبدالعزیز دہلوی کی تحفہ اثناعشریہ باب ۱۱، کاتب چلپی کی کشف الظنون شمارہ ۸۷۸۔

۱۳۸۔روایت جلال الدین سیوطی

سیوطی نے اپنی کئی کتابوں میں متعدد طرق واسناد اور مختلف الفاظ میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ ''احیاء المیت'' میں لکھتے ہیں:

پانچویں حدیث: مسلم، ترمذی اور نسائی نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اذکرکم الله فی اهل بیتی ''یعنی میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔

۱۔رسالہ علیہ فی الاحادیث النبویہ ص ۳۰۔۲۹

چھٹی حدیث: ترمذی اور حاکم نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے (اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے) کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر ان سے وابستہ رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو''۔

ساتویں حدیث: عبد بن حمید نے اپنی مسند میں زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انہیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں''

آٹھویں حدیث: احمد اور ابو یعلی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''قریب ہے میں بلایا جاؤں اور مجھے جانا پڑے میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت، خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں پس دیکھ میرے بعد تمہارا ان کے ساتھ کیسا سلوک رہتا ہے''۔(۱)

بائیسویں حدیث: بزار نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ''میں تم میں اپنے دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں کہ ان کے ہوتے ہوئے کبھی گمراہ نہ ہو گے

۱۔ الاحیاء المیت بفضائل اہل البیت ص۱۲۔۱۱

کتاب خدا اور اپنے نسبی رشتہ دار یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں''۔(۱)

اسی روایت کو سیوطی نے بزار سے اور انہوں نے حضرت علی سے نقل کیا ہے اور وہ الاحیاء المیت کی تیئسویں حدیث ہے۔(۲)

پھر چالیسویں حدیث میں اس کو ترمذی سے اور انہوں نے جابر سے روایت کی ہے ۔(۳) اور پچپنویں حدیث میں اس کو باوردی سے اور انہوں نے ابوسعید سے روایت کی ہے۔(۴) اسی حدبث کو چھپنویں حدیث میں احمد اور طبرانی سے اور انہوں نے زید بن ثابت سے نقل کیا ہے۔(۵) اور تیتالیسویں حدیث میں طبرانی سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔(۶)

اسی طرح سیوطی نے ''نہایۃ الافضال'' کی نویں حدیث میں زید بن ارقم سے بہ روایت ترمذی کہ اسے انہوں نے حسن قرار دیا ہے، نقل کیا ہے۔(۷)

سیوطی نے ''الاساس'' میں مسلم اور نسائی سے (ان کے اپنے الفاظ میں) زید بن ارقم سے روایت کرنے کے بعد کہا ہے کہ ترمذی نے اس کی روایت کی ہے اور کہا ہے کہ حدیث

۱۔الاحیاء المیت بفضائل اهل البیت ص ۱۹
۲۔الاحیاء المیت بفضائل اهل البیت ص ۱۹
۳۔الاحیاء المیت بفضائل اهل البیت ص ۲۶
۴۔الاحیاء المیت بفضائل اهل البیت ص ۲۷
۵۔الاحیاء المیت بفضائل اهل البیت ص ۳۰
۶۔الاحیاء المیت بفضائل اهل البیت ص ۳۰
۷۔نہایۃ الافضال فی تشریف الآل۔خطی

حسن ہے اور حاکم نے مستدرک میں اس کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ حدیث (ثقلین
بخاری اور مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے پھر جابر کی اس حدیث کو بیان کیا ہے جس کے
بارے میں ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حسن ہے۔(۱)

اس کے علاوہ سیوطی نے ''الاساس'' کے مقدمہ میں لکھا ہے ''شکر اس خدا کا جس نے
امت محمدیہ کو گمراہی سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا جب تک وہ کتاب خدا اور اس کی عترت سے
وابستہ رہیں، اہلبیت پیغمبر کو ان فضائل و مناقب سے متصف کیا جن پر احادیث صریحہ او
براہین واضحہ دلالت کرتی ہیں''۔

سیوطی نے ''الانافۃ'' (۲) میں طبرانی سے اور ''البدور السافرہ'' میں ابن ابی عاصم کے توس
سے زید بن ثابت سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔(۳)

سیوطی نے درمنثور میں ''واعتصموا بحبل الله جميعاً '' (آل عمران آیت
۱۰۳) کے ذیل میں احمد کے توسط سے زید بن ثابت سے، طبرانی کے توسط سے زید بن ارق
سے، ابن سعد، احمد اور طبرانی کے توسط سے ابوسعید خدری سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔
(۴)

سیوطی نے اسی تفسیر میں ''قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربی
'' (شوریٰ آیت ۲۳) کے ذیل میں ترمذی سے (جس کو انہوں نے حسن قرار دیا ہے) او

۱۔ الاساس فی فضائل بنی العباس
۲۔ الانافۃ فی رتبۃ الخلافۃ
۳۔ البدور السافرہ عن امور الآخرۃ
۴۔ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ج ۲ ص ۶۰

ابن انباری کے توسط سے زید بن ارقم سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔(۱)

سیوطی نے ''الجامع الصغیر'' میں رسول خداؐ سے اس طرح روایت کی ہے: ''آگاہ ہو جاؤ میں ایک بشر ہوں اور عنقریب تم سے رخصت ہو جاؤں گا، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں ہدایت و نور ہے جس نے اس کو مضبوطی سے پکڑا اس نے ہدایت پائی اور جس نے خطا کی گمراہ ہوا لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑ و اور دوسرے میرے اہلبیت ! میں تمہیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، نیز انہوں نے اسی کتاب میں احمد اور طبرانی کے توسط سے زید بن ثابت کی روایت نقل کی ہے۔(۲)

سیوطی ''الخصائص الکبریٰ'' میں لکھتے ہیں: ''ترمذی نے اس (حدیث ثقلین) کو نقل کیا ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے، نیز حاکم نے اسے صحیح بتایا ہے اور اس کی زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: ''انی تارك فیکم الثقلین کتاب الله واهل بیتی ''(۳) یعنی میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میرے اہلبیت۔ سیوطی ''الدرر النثیر مختصر نہایۃ ابن اثیر'' میں مادۂ ''ثقل'' میں لکھتے ہیں: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت، ان دونوں کی عظمت و جلالت کی وجہ سے ثقلین سے (آنحضرتؐ نے) یاد کیا ہے کیونکہ ہر قیمتی اور نفیس شیء کو ثقل کہا

۱۔الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ج۶ص ۷ ۲۔الجامع الصغیر من احادیث البشیر النذیر ۳۔الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۶

جاتا ہے یا اس لئے انہیں ثقلین کہا ہے کہ ان دونوں کے دامن سے وابستہ رہنا اور ان پر عمل کرنا بہت سنگین ہے۔"

احوال وآثار

سیوطی، اہلسنت کے بہت بڑے عالم گذرے ہیں، خود علمائے اہلسنت کی نظر میں جو ان کی قدر ومنزلت ہے وہ بیان سے بالاتر ہے۔ ان کے محامد کثیرہ اور فضائل ماہرہ کا ذکر بہت سی کتابوں میں ملتا ہے، ملاحظہ کیجئے شعرانی کی لواقع الانوار، ثعالبی کی مقالید الاسانید، مقری کی فتح المتعال، مناوی کا مقدمۂ فیض القدیر، شنوانی کی الدرر السنیہ، ولی اللہ دہلوی کی الارشاد الی امہات الاسناد اور الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، شوکانی کی البدر الطالع ج ۱ ص ۳۲۸، حسن زمان کی القول المستحسن، قنوجی کی التاج المکلل ص ۳۴۹، شاہ عبدالعزیز دہلوی کی بستان المحدثین اور رسالہ فی اصول الحدیث، اور خود سیوطی نے حسن المحاضرہ میں تفصیل سے اپنے حالات قلمبند کئے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے:

ا رجب ۸۴۹ھ کو پیدا ہوئے ۸ سال سے کم عمر میں قرآن کو حفظ کیا اس کے بعد العمدہ، منہاج الفقہ والاصول اور ابن مالک کی الفیہ کو حفظ کیا ۸۶۴ھ سے فقہ ونحو کو بزرگ اساتیذ سے پڑھا اور ۸۶۶ھ میں عربی پڑھانے کا اجازہ حاصل کیا، اسی سال انہوں نے سب سے پہلے "شرح الاستعاذہ والبسملہ" لکھا اور حسن المحاضرہ لکھتے وقت تک ان کی تصنیفات ان کے بقول تین سو جلدوں تک پہونچ چکی تھیں، ان کے ۱۵۰ مشائخ تھے ان کی بتائی ہوئی تصنیفات میں چند یہ ہیں علوم قرآن اور تفسیر میں: الاتقان فی علوم القرآن، الدر المنثور فی

تفسیر الماثور، ترجمان القرآن فی التفسیر، المسند، اسرار التنزیل جوقطف الازھار فی کشف الاسرار سے مشہور ہے، لباب النقول فی اسباب النزول۔

حدیث ورجال میں: کشف المغطی فی شرح الموطا، اسعاف المبطأ برجال الموطا، التوشیح علی الجامع الصحیح، الدیباج علی صحیح مسلم بن حجاج، مرقاۃ الصعود علی سنن ابی داوٗد، قوت المغتذی علی جامع الترمذی، زھرالربی علی المجتبی، مصباح الزجاج شرح ابن ماجہ، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی.........

نحواورصرف میں: البہجۃ المرضیۃ فی شرح الالفیہ، الفریدہ فی النحو والصرف والخط، النکت علی الالفیہ، الکافیہ، الشافعیہ، الشذور، النزھۃ، الفتح القریب علی مغنی اللبیب، شرح شواھد المغنی، جمع الجوامع.........

تاریخ وادب میں: تاریخ الصحابہ، طبقات الحفاظ، طبقات النحاۃ الکبریٰ، طبقات النحاۃ الوسطی، طبقات النحاۃ الصغریٰ، طبقات المفسرین، طبقات الاصولیین، طبقات الکتاب، حلیۃ الاولیاء، طبقات شعراء العرب، تاریخ الخلفاء........

اصول وبیان وتصوف میں: شرح لمعۃ الاشرق فی الاشتقاق، الکوکب الساطع فی نظم جمع الجامع، عقودالجمان فی المعانی والبیان، حاشیہ برمطول مقیری، الخبر الدال علی وجودالقطب والاوتادوالابدال، مختصرالاحیاء، المعانی الدقیقۃ فی ادراک الحقیقۃ.......

۱۳۹۔ روایت نورالدین سمہودی

سمہودی نے ”جواھر العقدین فی فضل الشرفین شرف العلم

تفسیر الماثور، ترجمان القرآن فی التفسیر، المسند، اسرار التنزیل جو قطف الازھار فی کشف الاسرار سے مشہور ہے، لباب النقول فی اسباب النزول۔

حدیث ورجال میں: کشف المغطی فی شرح الموطا، اسعاف المبطأ برجال الموطا، التوشیح علی الجامع الصحیح، الدیباج علی صحیح مسلم بن حجاج، مرقاۃ الصعود علی سنن ابی داؤد، قوت المغتذی علی جامع الترمذی، زھر الربی علی المجتبی، مصباح الزجاج شرح ابن ماجہ، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی........

نحو اور صرف میں: البہجۃ المرضیۃ فی شرح الالفیہ، الفریدہ فی النحو والصرف والخط، النکت علی الالفیہ، الکافیہ، الشافعیہ، الشذور، النزھۃ، الفتح القریب علی مغنی اللبیب، شرح شواھد المغنی، جمع الجوامع..........

تاریخ وادب میں: تاریخ الصحابہ، طبقات الحفاظ، طبقات النحاۃ الکبریٰ، طبقات النحاۃ الوسطی، طبقات النحاۃ الصغریٰ، طبقات المفسرین، طبقات الاصولیین، طبقات الکتاب، حلیۃ الاولیاء، طبقات شعراء العرب، تاریخ الخلفاء........

اصول وبیان وتصوف میں: شرح لمعۃ الاشرق فی الاشتقاق، الکوکب الساطع فی نظم جمع الجامع، عقود الجمان فی المعانی والبیان، حاشیہ بر مطول مقیری، الخبر الدال علی وجود القطب والاوتاد والابدال، مختصر الاحیاء، المعانی الدقیقۃ فی ادراک الحقیقۃ......

۱۳۹۔روایت نورالدین سمہودی

سمہودی نے ”جواھر العقدین فی فضل الشرفین شرف العلم

الجلی و النسب العلی ''میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''ذکر چہارم، اس امر سے متعلق ہے کہ رسول خداؐ نے امت کو کتاب اللہ سے تمسک اور عترت رسول اللہ کی طرف بلایا اور حکم دیا کہ آپ کے بعد ان دونوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور آپ قیامت کے دن ہر ایک سے جو حوض کوثر پر آئے گا سوال کریں گے کہ آپ کے بعد ان دونوں سے وہ کس طرح پیش آئے اور خداوند عالم امت محمدیہ سے سوال کرے گا کہ انہوں نے اپنے نبی کے بعد ان دونوں سے کیسا سلوک کیا، آپ نے وصیت کی کہ آپ کے اہلبیت کی پیروی آپ کے بعد کریں اور خدا نے بھی اپنے رسولؐ کو وصیت کی کہ وہ اپنی عترت کے متعلق اپنی امت کو وصیت کریں، آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے اہلبیت کے ساتھ نیکی کرو کیونکہ روز قیامت میں تم سے ان کے بارے میں خصومت کروں گا اور جس سے میں مخاصمت کروں گا اس کا دشمن ہوں گا اور جس سے میں نے مخاصمت کی وہ جہنم میں ڈالا جائے گا اور آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ اہلبیت رسول کے حقوق کی حفاظت کرو اور ان کی سختیوں سے درگزر کرو''۔(۱)

پھر سمہودی نے حدیث ثقلین کو ترمذی کے توسط سے زید بن ارقم سے اور احمد کے توسط سے ابوسعید سے نقل کیا ہے اور پھر طبرانی، ابویعلی اور دیگر محدثین کی روایتوں کی طرف اشارہ کرنے کے بعد کہا ہے کہ ان کے اسناد نہایت ثقہ اور معتبر ہیں جن پر بلاخوف وخطر اعتبار کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ جواہر العقدین ج ا قسم ثانی ص ۸۲

پھر حافظ ابو محمد عبدالعزیز بن اخضر کی کتاب ''معالم العترۃ النبویہ'' سے حدیث سفینہ اور حدیث باب حطہ کی روایت کرنے کے بعد کہا ہے: حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو ''العلل المتناھیہ'' میں ذکر کیا ہے، ہوشیار رہنا دھوکہ نہ کھانا، اس سلسلہ میں لگتا ہے ان کو صرف ضعیف ہی حدیث نظر آئی اور دوسرے طرق واسناد پر ان کی نظر نہیں پڑی، جب کہ صحیح مسلم اور دیگر کتابوں میں زید بن ارقم سے منقول ہے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم میں خطبہ دینے کے لئے رسولؐ اسلام کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی اور پند وموعظہ کے بعد ارشاد فرمایا: آگاہ ہو جاؤ میں ایک بشر ہی تو ہوں وہ وقت دور نہیں ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آئے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور وہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو، آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد ارشاد فرمایا: اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں۔ میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں،

زید سے پوچھا گیا آنحضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں، کیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں نہیں ہیں؟ جواب دیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں ہیں مگر یہاں اہلبیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے، زید سے پوچھا گیا وہ کون لوگ ہیں؟ جواب دیا آل علی، آل عقیل

،آل جعفر،آل عباس، پوچھا گیا کیاان سب پر صدقہ حرام ہے؟ زید نے کہاہاں۔(۱)

اس روایت کومسلم نے اپنی صحیح میں مختلف طرق واسناد سے نقل کیا ہے جن میں ایک کے یہ الفاظ ہیں: زید سے پوچھا گیا کیا آنحضرت کی بیویاں اہلبیت میں ہیں؟ زید نے جواب د خدا کی قسم نہیں اس لئے کہ بیوی ایک مدت تک شوہر کے ساتھ رہتی ہے اور ادھر شوہر نے طلاق دی اور وہ اپنے باپ اور رشتہ داروں کے گھر پہونچ گئی، آپ کے اہلبیت آپ کے نزدیک ترین رشتہ دار ہیں''۔(۲)

اس حدیث ثقلین کوحاکم نے المستدرک میں تین طرق واسناد سے نقل کیا ہےاور ہرایک کے بارے میں کہا ہے کہ یہ حدیث شیخین (بخاری ومسلم) کی شرائط کے مطابق صحیح ہے لیکن انہوں نے نقل نہیں کیا ہے۔(۳)

حافظ جمال الدین محمد بن یوسف زرندی مدنی نے اپنی کتاب ''نظم درر السمطین''میں حدیث زید کوبغیر سند کے نقل کیا ہے۔(۴)

نیز سمہودی نے ''جواہر العقدین''میں مؤیدات حدیث ثقلین کونقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس حدیث ثقلین کی بیس سے زیادہ اصحاب نے روایت کی ہے پھر ہرایک کی روایت کونقل کیا ہے (جیسا کہ روایت سخاوی شمارہ ۱۳۶میں بیان کر چکے ہیں)

احوال وآثار

۱۔ جواہر العقدین ج۱قسم ثانی ص۴۷

۲۔ جواہر العقدین ج۱قسم ثانی ص۴۷

۳۔ جواہر العقدین ج۱قسم ثانی ص۴۷

۴۔ جواہر العقدین ج۱قسم ثانی ص۷۵

سخاوی نے ''الضوء اللامع'' ج ۵ ص ۲۴۵ پر جوان کے بارے میں لکھا ہے اس کا خلاصہ پیش کرر ہے ہیں۔

وہ صفر ۸۴۴ھ میں سمہود میں پیدا ہوئے اور قرآن ومنھاج کو حفظ کیا، شرح البہجہ، جمع الجوامع، الفیہ بن مالک، صحیح بخاری، منذری کی مختصر مسلم اور دیگر کتابوں کی اپنے والد سے سماع کیا وہ اپنے والد کے ساتھ نیز تنہا کئی مرتبہ قاہرہ گئے، سب سے پہلے شمس جوجری کے فقہ واصول اور عربی کے درس میں شرکت کی، زیادہ اوقات مناوی کے ساتھ گزارا۔ نجم ابن قاضی عجلول، زین زکریا اور شمس شروانی کے سامنے قرائت کی نیز بلقیسی اور کمال امام کاملیہ کے دروس میں شرکت کی، عمدۃ الاحکام کی سعد بن دیری کے سامنے قرائت کی اور انہوں نے اور بامی اور جوجری نے انہیں اجازۂ تدریس دیا، نیز شہاب سا امساجی نے امتحان لینے کے بعد تدرریس وافتاء کا اجازہ دیا تدریس وافتاء کے لئے زکریا محلی اور مناوی نے بھی اجازہ دیا تھا، سخاوی کی ''ابتھاج'' لکھنے کے بعد خود ان سے اس کی اور دیگر کتابوں کا سماع کیا ۸۷۳ھ میں حج کے بعد مدینہ گئے اور وہیں ساکن ہو گئے''۔

خلاصہ یہ کہ سخاوی نے انہیں عالم و فاضل، فقہ واصول پر تسلط رکھنے والا، عبادت و مباحثہ اور مناظرہ پر توجہ رکھنے والا اور کئی کتابوں کے مؤلف سے تعبیر کیا ہے۔

سخاوی کے شاگرد جاراللہ نے ''ذیل الضوء اللامع'' میں لکھا ہے کہ سخاوی کے بعد دس سال وہ زندہ رہے اور جو بھی لکھتے یا کہتے تھے سبھی اسے قبول کرتے تھے، میں (جاراللہ) اپنے والد کے ہمراہ ۹۰۹ھ میں ان کے پاس گیا اور ''وفاء الوفا'' اور حدیث کی دیگر کتابوں

کی ان سے سماع کیا، مجھے انہوں نے اجازۂ روایت دے کر خوش کر دیا تھا، بروز پنجشنبہ ۱۷رذی قعدہ ۱۱۹ھ کو دنیا سے رخت سفر باندھا اور مدینہ میں اپنا جیسا کسی کو نہیں چھوڑا۔

مزید تصدیق و توثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے احمد بن فضل بن محمد باکثیر کی وسیلۃ المآل، شیخانی قادری کی الصراط السوی، عبدالحق دہلوی کی جذب القلوب، رضی الدین شامی کی تنضید العقود السنیہ، برزنجی کی النواقض اور الاشاعۃ، بدخشانی کی مفتاح النجا، شوکانی کی البدر الطالع ج۱ص۴۷۰، عجیلی کی ذخیرۃ المآل

۱۴۰۔روایت فضل بن روز بہان

انہوں نے ''شرح رسالہ اعتقادیہ'' میں (جسے والی بخارا عبداللہ خان ازبک کے لئے فارسی میں لکھا تھا) حدیث ثقلین کی یوں روایت کی ہے۔

قولہ: اس پر اعتقاد رکھیں کہ آل پیغمبر واجب التعظیم اور لازم الاقتداء ہیں۔

اقول: احادیث صحیحہ کی روشنی میں میرا (ابن روز بہان) کا اعتقاد یہ ہے کہ آل پیغمبر کی تعظیم واجب ہے اور ان ہی احادیث صحیحہ میں ایک وہ ہے جسے حجۃ الوداع میں پیغمبر اسلام نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ایھا الناس ! انی تارك فیکم الثقلین کتاب الله و عترتی اهل بیتی ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا بعدی ۔ یعنی اے لوگو! میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت کہ اگر تم انہیں اختیار کئے رہو تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو، اور دوسری حدیث میں فرمایا: اذکرکم الله فی اهل بیتی ! یعنی میں تمہیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، اور

اس جملے کی تین بار تکرار کیا، ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ اہلبیت کی تعظیم و محبت واجب اور ان کے حقوق کی رعایت لازم ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر اہلبیت کا دامن تھامے رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہوسکتے پھر آپ نے ان کی اقتداء اور پیروی کرنے کا حکم دیا اور اہلبیت سے مراد وہ افراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔

احوال وآثار

عبقات الانوار حدیث طیر میں فضل بن روز بہان کے حالات کو تفصیل سے لکھا ہے، جنہوں نے ان کا شرح حال لکھا یا ان پر اعتماد کیا ان میں چند یہ ہیں رشید دہلوی نے غرۃ الراشدین میں، حیدر علی نے منتہی الکلام میں اور سخاوی نے الضوء اللامع (ج۶ص۱۷۱) میں۔

۱۴۱۔روایت شہاب الدین قسطلانی

انہوں نے ''المواهب اللدنیہ'' میں اہلبیت کی تحقیق میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں: ''زید بن ارقم سے منقول ہے کہ رسول اللہؐ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں ایک بشر ہوں اور عنقریب بارگاہ الٰہی میں میری طلبی ہونے والی ہے میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں ہدایت ونور ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسرے میرے اہلبیت اور تین مرتبہ فرمایا: میں تمہیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، زید سے پوچھا گیا حضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں کیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں نہیں ہیں؟

جواب دیا آپ کی بیویاں آپ کے اہلبیت میں ہیں مگر یہاں اہلبیت سے مراد وہ افراد ہیں
جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ زید سے پوچھا گیا وہ کون لوگ ہیں؟ کہا آل علی، آل
جعفر، آل عقیل اور آل عباس ہیں، کسی نے پوچھا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ جواب د
ہاں، اس روایت کو مسلم نے نقل کیا ہے اور قاموس کے بقول ثقل ہر اس قیمتی شیء کو کہتے ہیں
جس کی حفاظت کی جاتی ہے (صاحب قاموس کہتے ہیں) اسی سلسلے میں یہ حدیث ہے "انی
تارك فيكم الثقلين كتاب الله و عترتی "اس حدیث کو قبول کرنا چاہئے۔

نیز مواہب اللدنیہ میں لکھتے ہیں: احمد نے ابوسعید سے زید بن ارقم کی حدیث کو مرفو
ان لفظوں میں نقل کیا ہے: "میں خیال کرتا ہوں کہ عنقریب تم سے رخصت ہو جاؤں، میں
میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت، خداوند لطیف
وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے
پاس پہونچیں، پس دیکھو ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، جوہری کے بقول عترت سے
مراد آپ کی نسل اور آپ کے قریبی رشتہ دار ہیں"۔(۱)

احوال وآثار

شوکانی نے "البدر الکامل" میں جو ان کے بارے میں لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔
وہ ۱۲/ذیقعدہ ۸۵۱ھ کو مصر میں پیدا ہوئے۔ قرآن، شاطبتین، الطیبۃ الجزریہ اور الوردر
کو حفظ کیا اور سات قرائتوں میں سراج عمر بن قاسم انصاری شناوی کے سامنے تلاوت کی

۱۔ المواہب اللدنیہ باشرح زرقانی ج ۷ ص ۸۔۴

فخر مقسمی اور شباب عبادی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور ملتونی، رضی اوجاتی اور سخاوی سے استماع حدیث کیا، پوری صحیح بخاری کی پانچ نشستوں میں شاوی کے سامنے قرائت کی اور دوسرے علوم وفنون کی کتابوں کی دوسروں کے سامنے قرائت کی ان کی مشہور تالیفات میں صحیح بخاری کی شرح ''ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری''''شرح صحیح مسلم'' (ناقص) اور ''المواھب اللدنیہ بالمنح المحدیہ'' ہیں۔(۱)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے سخاوی کی الضوء اللامع ج ۲ص ۱۰۳، جاراللہ مکی کی ذیل الضوء اللامع، شعرانی کی المنن الکبری اور لواقع الانوار، عیدروسی کی النور السافر، ثعلبی کی مقالید الاسانید، قنوجی کی اتحاف النبلاء، شاہ عبدالعزیز دہلوی کی بستان المحدثین۔

۱۴۲۔روایت شمس الدین علقمی

کوکب منیر شرح جامع الصغیر میں بہ روایت زید بن ارقم حدیث ثقلین کی روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''خم ایک تالاب ہے جو جحفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے جہاں آپ نے یہ حدیث ثقلین ارشاد فرمائی اور ثقلین کے بارے میں نووی نے علماء سے یہ نقل کیا ہے کہ انہیں ان کی عظمت وجلالت کی وجہ سے ثقلین کہا گیا اور کہا جاتا ہے چونکہ ان دونوں پر عمل سنگین ہے اس لئے ثقلین کہا گیا ہے اور صدقہ کو نووی نے زکوۃ سے تعبیر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بنی ہاشم اور بنی مطلب پر حرام ہے اور مالک نے کہا ہے صرف بنی ہاشم پر اور ایک قول ہے کہ بنی قصی پر اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تمام قریش پر حرام ہے۔نووی کہتے ہیں (صحیح مسلم

۱۔البدر الطالع ج ۱ص ۱۰۲

ج ۷ص۱۲۳ کی) روایت ان لوگوں کے نظریئے کورد کرتی ہے جو کہتے ہیں کہ سارے قریش آپ کے اہلبیت میں ہیں اس لئے کہ آپ کی بعض بیویاں قرشی تھیں جیسے عائشہ، حفصہ، ام سلمی، سودہ، ام حبیبہ......

احوال وآثار

شہاب الدین خفاجی کہتے ہیں: ''قاہرہ کے علمی گھرانوں میں سے ایک، علاقمہ کا گھرانہ ہے اسی علمی گھرانے کی فرد ہمارے شیخ علامہ ابراہیم علقمی اوران کے بھائی شمس الملۃ والدین ہیں، شمس الدین مؤلف ''الکوکب المنیر فی شرح الجامع الصغیر'' ماضی اور حال کے شیخ الحدیث ہیں، انہوں نے جلال الدین سیوطی کے محضر میں اپنے کوعلم وعمل سے آراستہ کیا اور اس کے بام عروج تک پہونچ گئے''۔(۱)

شیخ احمد مقری نے ان کو شیخ، امام اور حافظ کے لقب سے یاد کیا ہے(۲)۔اور کاتب چلپی قسطنطینی نے ان کی کتاب ''الکوکب المنیر'' کا ذکر کیا ہے۔(۳)

۱۴۳۔روایت عبداللہ بخاری

انہوں نے اپنی تفسیر میں آیت مودۃ کے ذیل میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں: ''ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ''میں تم میں دوگرانقدر چیزیں بعنوان دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں اگر ان دونوں کے دامن سے

۱۔ریحانۃ الالباءج۲ص۷۷ ۲۔فتح المتعال فی مدح النعال ۳۔کشف الظنون ص۵۶۰

وابستہ رہے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہیں کتاب خدا جوآسمان سے زمین تک حبل متین ہے اور میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں یہ دونوں کبھی جدانہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں، اس کو ثعلبی نے نقل کیا ہے اور امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں ایسی بہت سی حدیثوں کی روایت کی ہے''۔(۱)

احوال وآثار

سید محمد بخاری ''تذکرۃ الابرار'' میں ان کو ان القاب سے ملقب کرتے ہیں: ''تاج الاولیاء العارفین ، سید الاتقیاء والواصلین ، وارث علوم الانبیاء والمرسلین ، ناظم امور المومنین ، بحر العلوم والحقائق ، مستخرج الحکم بالدقائق ، جامع جوامع الکمالات ، محیی مراسم الخیرات ، مورن انوار التوفیق ، مخزن اسرار التحقیق المخصوص بعون اللہ الباری قطب الاقطاب حاجی عبدالوہاب بخاری ....''

شیخ عبدالحق دہلوی نے ''اخبار الاخیار'' میں اور عبدالحی نے ''نزھۃ الخواطر'' (ج۴ص ۲۲۳) میں ان کا شرح حال لکھا ہے۔

۱۴۴۔ روایت شمس الدین شامی صالحی

حلبی نے ''انسان العیون'' (معروف بہ سیرۂ حلبیہ) میں شمس الدین شامی دمشقی صالحی کی کتاب ''سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد'' معروف بہ ''السیرۃ الشامیۃ'' سے

۱۔تفسیر انوری۔ خطی

حدیث ثقلین کونقل کیا ہے۔

احوال وآثار

ان کی تعریف وتمجید اور تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے شعرانی کی لواقع الانوار، ابن حجر مکی کی الخیرات الحسان، خفاجی کی ریحانۃ الباء ج ۱ ص ۲۷، مقری کی فتح المتعال، احمد زینی دحلان کی السیرۃ النبویہ، کاتب چلپی کی کشف الظنون ص ۹۸۷، شاہ عبدالعزیز دہلوی کی رسالہ اصول الدین، حسن زمان کی القول المستحسن، مجی کی خلاصۃ الاثر ج ۴ ص ۲۳۹۔

۱۴۵۔ روایت شربینی

انہوں نے اپنی تفسیر میں آیت مودۃ کے ذیل میں حدیث ثقلین کی یوں روایت کی ہے ''زید بن ارقم نے رسول اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: میں تم میں کتاب خدا اور اپنے اہلبیت چھوڑے جاتا ہوں، دیکھو اپنے اہلبیت کے بارے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں! زید سے پوچھا گیا آپ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کہا آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس''۔(۱)

اپنی اسی تفسیر میں ''سنفرغ لکم ایها الثقلان'' کے ذیل میں لکھتے ہیں: ''ثقل عظیم شیء کو کہتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا ہے انی تارك فیکم ثقلین کتاب الله عز وجل و عترتی''۔(۲)

۱۔السراج المنیر ج ۳ ص ۵۲۸ ۔۔۔ ۲۔السراج المنیر ج ۴ ص ۱۶۷

۱۴۶۔روایت شہاب الدین ابن حجر ھیتمی مکی

ابن حجر مکی نے "الصواعق المحرقہ" میں طبرانی اور دوسری کتابوں میں موجود صحیح سند سے حدیث ثقلین کونقل کیا ہے۔(۱)

انہوں نے اس فصل میں بھی حدیث ثقلین کونقل کیا ہے جس میں اہلبیت کی شان میں نازل ہونے والی آیتوں کو بیان کیا ہے۔آیت تطہیر کے متعلق بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "اسی وجہ سے آنحضرتؐ کی یہ حدیث صحیح ہے کہ آپ نے فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انہیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت"۔(۲)

نیز انہوں نے اسی فصل میں "وقفو هم انهم مسئولون" (صافات آیت ۲۴) کے بعد مسلم سے زید بن ارقم کی حدیث اور ترمذی اور احمد سے مختلف الفاظ میں وارد ہونے والی حدیث ثقلین کونقل کیا ہے اور پھر لکھا ہے "ابن جوزی نے جو اس حدیث (ثقلین) کو "العلل المتناھیہ" میں ذکر کیا ہے۔یہ ان سے غلطی ہوئی ہے یا دیگر طرق واسناد سے مروی حدیث سے ان سے غفلت ہوئی ہے کیونکہ مسلم نے زید بن ارقم سے نیز دیگر صحیح السند روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم نے ان کی پیروی کی تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ دو کتاب خدا اور میری عترت ہیں۔(پھر ابن حجر لکھتے ہیں) حدیث ثقلین کئی طرق واسناد سے تقریباً ۲۰ صحابیوں سے مروی ہے اور ان طرق کا ذکر

۱۔الصواعق المحرقہ ص ۲۵ ۲۔الصواعق المحرقہ ص ۸۷۔۸۶

شبہ گیارہ میں گزر چکا ہے ان میں سے چند طرق میں ہے کہ یہ حدیث حجۃ الوداع میں عرف
کے دن بیان کی اور بعض میں یہ ہے کہ مدینہ میں بھی آنحضرت نے اپنے مرض موت
میں اس کو بیان کیا جب کہ آپ کا حجرہ اصحاب سے بھرا ہوا تھا، غدیر خم کے موقع پر بھی بیان کی
اور طائف سے واپسی پر بھی آنحضرتؐ نے اس کو بیان کیا اور حقیقت امر یہ ہے کہ ان سب
موقعوں پر اس حدیث کی تکرار آنحضرتؐ نے کی اور ان کے علاوہ بھی، تا کہ قرآن شریف او
عترت طاہرہ کی عظمت لوگوں پر واضح ہو جائے، طبرانی نے ابن عمر سے اپنے اسناد سے نقل
کیا ہے کہ موت کے وقت آخری فقرہ جو آنحضرت نے کہا وہ یہ تھا کہ میرے بعد میری
عترت و اہلبیت کے ساتھ حسن سلوک کرنا، طبرانی اور ابو الشیخ نے نقل کیا ہے کہ خداوند عالم
نے فرمایا کہ تین چیزیں محترم ہیں جو کوئی بھی ان تینوں کی حفاظت کرے گا خدا اس کے دین
دنیا کی حفاظت کرے گا اور جو ان کی حفاظت نہ کرے گا خدا اس کے دین و دنیا کی بھی
حفاظت نہیں کرے گا، آنحضرتؐ سے روای نے پوچھا وہ تین چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا: اسلام
کی حرمت، میری حرمت، اور میرے رحم (میرے اہلبیت) کی حرمت ہیں''۔(۱)

ابن حجر، حافظ سخاوی کی المناقب کا خلاصہ ''تتمۃ الصواعق'' میں لکھتے ہیں:

ان دونوں کے بارے میں حضرتؐ نے کئی حدیثوں میں وصیتیں کی ہیں، ان ہی میں
ایک یہ وصیت ہے: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جا تا ہوں کہ اگر تم انہیں اختیار کیے رہو تو
کبھی گمراہ نہ ہوگے، وہ دو ثقل ہیں، ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے ایک کتاب خدا جو

۱۔ الصواعق المحرقہ ص ۹۰۔۸۰

ایک دراز رسی ہے آسمان سے زمین تک دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، پس دیکھو میرے بعد تمہارا سلوک ان کے ساتھ کیسا رہتا ہے۔ ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن ہے اور صرف اسی طریق سے نقل ہوئی ہے، اس کے علاوہ اوروں نے بھی اس کو نقل کیا ہے لہذا ابن جوزی کا اس حدیث (ثقلین) کو ''العلل المتناھیہ'' میں ذکر کرنا حقیقت سے بہت دور کی بات ہے، یہ حدیث کس طرح ضعیف ہوسکتی ہے جب کہ مسلم نے اپنی صحیح میں نیز دوسروں سے اپنی صحاح میں اس حدیث ثقلین کی روایت کی ہے؟ یہ حدیث بہت سے طرق واسناد سے وارد ہوئی ہے جس کی بیس سے زیادہ صرف صحابہ نے روایت کی ہے....(۱)

ابن حجر مکی اپنی کتاب ''المنح المکیہ'' میں اس شعر:

''ال بیت النبی ان فؤادی لیس یسلیه علیکم التأساء''

(یعنی اے خاندان پیغمبر میرا قلب تم پر تسلیت کہہ کر مطمئن نہیں ہوتا) کی شرح میں لکھتے ہیں: ''حدیث میں آیا ہے کہ میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انہیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت، پس اس حدیث پر غور کرنا چاہئے کہ آنحضرتؐ نے اہلبیت کو قرآن کے ساتھ ذکر کیا ہے اور یہ کہ ان دونوں سے وابستگی گمراہی سے بچانے کی ضامن ہے اور وہ کمال کی منزلوں تک پہونچائے گی''۔(۲)

۱۔ الصواعق المحرقہ ص ۱۳۶ ۲۔ المنح المکیہ فی شرح القصیدۃ الھمزیہ

احوال وآثار

ان کے ہمعصر شعرانی لکھتے ہیں: علماء عظام وفقہاء کرام میں سے ایک امام، علامہ، محقق صالح الورع، زاہد وخاشع شیخ شہاب الدین ابن حجر مقیم مکہ ہیں، انہوں نے مصر کے علماء سے علم حاصل کیا اور ان علماء نے انہیں فتویٰ اور تدریس کی اجازت دی، ابن حجر نے جامع از ہر وحجاز میں افتاء کیا اور ایک خلائق کو ان سے فائدہ ہوا..... میں نے ان میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جو دین کے خلاف ہو اور نہ کبھی علم وعمل کے سوا کسی اور کام میں مشغول پایا، انہوں نے فقہ واصول ومعقولات میں بہت سی مفید کتابیں لکھی ہیں، ابن مقری کی کتاب الروض کی عظیم الشان شرح کی جس میں اتنے فوائد ہیں جو شیخ الاسلام زکریا وغیرہ کی کتابوں میں نہیں پائے جاتے اس سے مصر وحجاز ویمن وغیرہ میں بے شمار مخلوق کو فائدہ پہونچا ہے اور اب بھی وہ حجاز کے مفتی ہیں، شب میں وہ اتنے کار خیر انجام دیتے ہیں جنہیں سوائے ساتھ رہنے والوں کے کوئی بھی نہیں جانتا....." (۱)

ان کی مزید تعریف وتمجید اور تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے، خفاجی کی ریحانۃ الالباء، عیدروسی کی النور السافر ص ۲۸۷، شرقاوی کی التحفۃ البھیۃ، جہرمی کی البراھین القاطعہ، سید علی ہمدانی کے جانشین بلخی کی شرح المسائل، قاری کی المرقاۃ شرح المشکاۃ، عجیلی کی ذخیرۃ المآل (خطی) سالم بن عبداللہ بصری کی الامداد بمعرفۃ علو الاسناد ص ۱۷، خود شاہ عبدالعزیز دہلوی کی رسالہ اصول دین، ان سب نے ابن حجر مکی کا یا شرح حال لکھا ہے یا ان کی مدح

۱۔ لواقح الانوار

وستائش کے بعد ان سے بہت زیادہ حدیثیں نقل کی ہیں۔

۱۴۷۔روایت نورالدین علی متقی

انہوں نے ''کنز العمال'' میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں: ''آنحضرتؐ نے فرمایا: اے لوگو آگاہ ہو جاؤ! میں ایک بشر ہوں اور بہت جلد دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں پہلی کتاب خدا ہے لہذا اس کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسرے میرے اہلبیت! میں تمھیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں.''

اس کے علاوہ ان سے منقول بہت سی حدیثوں (حدیث ثقلین) کو اس کے قبل پیش کر چکے ہیں.(۱)

احوال واثار

قنوجی ''اتحاف النبلاء'' اور ''ابجد العلوم'' میں لکھتے ہیں: ''شیخ علی متقی بن حسام الدین عبدالملک بن قاضی خان قادری شاذلی مدنی چشتی کا اصل وطن جونپور تھا اور دکن میں برہان پور میں پیدا ہوئے، شیخ حسام الدین ملتانی سے شرف تلمذ حاصل کیا اور ۹۵۳ھ میں حرمین شریفین تشریف لے گئے اور وہاں شیخ ابوالحسن کی صحبت وشاگردی اختیار کی. بکری کا کہنا ہے کہ دنیا پر سیوطی کا احسان ہے اور سیوطی پر متقی کا احسان ہے، متقی تدریس وتالیف میں مشغول ہوئے اور سیوطی کی ''جمع الجوامع'' کو ابواب فقہ کے لحاظ سے مرتب کیا، سو سے زیادہ ان کی

۱۔ کنز العمال ج۱۵ص۱۹، ج۱۶ص: ۲۵۔۲۵۲

تالیفات ہیں. پہلے شیخ ابن حجر مکی فقیہ شافعی مؤلف ''الصواعق المحرمہ'' ان کے استاد مگر آ
میں وہ متقی کے شاگرد ہو گئے ۹۷۵ھ میں وفات پائی''

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے عبدالقادر بن فاکہی کی القول النقی
مناقب المتقی ، عبدالوہاب متقی قادری کی اتحاف التقی فی فضل الشیخ علی المتقی ، عبدالحق دہلو
کی زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین اور اخبار الاخیار ، عیدروسی کی النور السافر ، غلام
آزاد بلگرامی کی سبحۃ المرجان ص۴۳ ، کاتب چلپی قسطنطینی کی کشف الظنون ، عبدالحی کی نزہ
الخواطر ج۴ ص۲۴۴۔۲۳۴

۱۴۸۔روایت محمد طاہر فتنی گجراتی

انہوں نے ''مجمع البحار'' میں مادہ ''ثقل'' میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے وہ کہ
ہیں: ''حدیث میں ہے ''انی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی
آنحضرتؐ نے ان دونوں کو ثقلین سے اس لئے یاد کیا ہے کہ ان کا لینا اور ان پر عمل کرنا ثقیل
ہے، نیز ہر قیمتی اور نفیس شئ کو ثقل کہا جاتا ہے اسی لئے قرآن واہلبیت کی تعظیم وتکریم میں
انہیں ثقلین سے تعبیر کیا.،،

گجراتی ''مجمع البحار،، ہی میں ''عترت،، کی شرح میں لکھتے ہیں: ''کتاب اللہ وعترتی
اور عترت سے مراد آپ کے خاص رشتہ دار ہیں اور وہ فرزندان عبدالمطلب ہیں اور کہا گ
ہے کہ آپ کے اہلبیت کی نزدیک ترین فرد ہیں اور وہ ان کی اولاد، علی اور اولاد علی ہیں، او
ایک قول ہے کہ عترت سے مراد آپ کے قریبی اور دور کے رشتہ دار ہیں.،،

''تکملہ مجمع البحار،، میں مادہ ''ثقل،، میں کہا ہے کہ حدیث میں ہے ''تارک فیکم لثقلین،، یعنی دونوں سرمایہ ہیں۔

احوال وآثار

قنوجی ''ابجد العلوم'' میں لکھتے ہیں: ''شیخ محمد طاہر فتنی صاحب ''مجمع البحار فی غریب الحدیث'' گجرات کے شہر ''فتن'' میں پیدا ہوئے اور وہاں کے علماء سے کسب فیض کیا اور علوم حدیث وادب کے راس ورئیس ہو گئے، پھر حرمین شریفین کا سفر کیا اور وہاں کے علماء اور مشائخ کوجن میں متقی بھی تھے، درک کیا، متقی کا خاص طور سے اپنی کتاب مجمع البحار کے شروع میں ذکر کیا ہے اوران کی بہت زیادہ مدح وستائش کی ہے۔ میں (قنوجی) نے ان پر مستقل رسالہ لکھا ہے جسے مجمع البحار کے شروع میں ملحق کیا ہے''۔

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے عیدروسی کی النور السافر، عبدالحق دہلوی کی اخبار الاخیار، غلام علی آزاد بلگرامی کی سبحۃ المرجان ص ۴۳، رفیع الدین خان مرادآبادی کی حالات الحرمین، رشید الدین خان دہلوی کی ایضاح لطافۃ المقال، حیدرعلی کی ازالۃ الغین، عبدالحی کی نزھۃ الخواطر ج۴ ص ۲۹۸، ۹۸۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۱۴۹۔ روایت میرزا مخدوم جرجانی

حدیث ثقلین کوانہوں نے اپنی کتاب ''النواقض'' میں نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں: ''فرع دوم از فصل اول فضائل اہلبیت کے بارے میں ہے: زید بن ارقم سے منقول ہے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم میں رسول خداؐ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے

الہی اور پند ونصیحت کے بعد ارشاد فرمایا: لوگو! میں ایک بشر ہوں اور عنقریب دعوت اجل
لبیک کہنے والا ہوں میں تمہارے درمیان دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جارہاہوں ان میں ی
کتاب خدا ہے جس میں ہدایت ونور ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسر
میرے اہلبیت ہیں! میں تمہیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہ
اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، روایتوں میں ہے کہ کتاب خدا حبل اللہ
جس نے اس کی پیروی کی ہدایت پائی اور جس نے اسے چھوڑا گمراہ ہوا، اس روایت کو م
نے نقل کیا ہے''۔

اس کے بعد جرجانی نے ترمذی سے زید بن ارقم ہی کی روایت کو نقل کیا ہے۔

احوال وآثار

ان کی عظمت وجلالت جاننے کے لئے ملاحظہ کیجئے برزنجی کی النواقص، سہارنپوری
الرافض، فاضل رشید الدین خان کی ایضاح لطافۃ المقال، حیدر علی فیض آبادی کی از
الغین، کاتب چلپی کی کشف الظنون۔(۱)

۱۵۰۔ روایت عیدروس یمنی

انہوں نے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں: ''ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمٰن
عوف سے روایت کی ہے کہ جب رسول خدا مکہ فتح کر کے طائف کی طرف چلے اور ۱۲

۱۔ انہوں نے فصل اول کی فرع اول میں صرف صحیح حدیثوں کو نقل کیا ہے۔

سترہ یا انیس دن تک محاصرہ میں رکھا تو ایک دن خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا: میں تم کو اپنی عترت سے حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں، تمہاری وعدہ گاہ حوض کوثر ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا ورنہ تمہاری گردن اڑانے کے لئے ایسے شخص کو تمہارے پاس بھیجوں گا جو مجھ سے ہے (یا مجھ جیسا ہے) اس وقت علی بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا وہ یہ مرد ہے۔

روایت میں ہے کہ آنحضرت نے مرض الموت میں ارشاد فرمایا: لوگو! بہت جلد قفس عنصری سے میری روح پرواز کرنے والی ہے، تمہارے پاس کوئی بہانہ نہ رہے لہذا پہلے بھی کہہ چکا ہوں (اور اب بھی کہہ رہا ہوں) آگاہ ہو جاؤ میں تمہارے درمیان کتاب خدا اور اپنی عترت کو اپنا جانشین چھوڑ کر جا رہا ہوں، اس وقت علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور کہا یہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، اس وقت تم سے پوچھوں گا کہ ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا"۔(۱)

احوال و آثار

ان کے بیٹے عبدالقدر عیدروس نے "النور السافر" میں، شیخانی قادری نے "الصراط السوی" میں اور محمد محبوب عالم نے "تفسیر شاہی" میں ان کے حالات لکھے ہیں اور ان پر اعتماد

۱۔ العقد النبوی السر المصطفوی۔ خطی

کیاہے۔

۱۵۱۔اثبات فخرالدین جہرمی

انہوں نے الصواعق المحرقہ کا فارسی میں ترجمہ کیا اور اس کا نام البراہین القاطعہ رکھا جس میں حدیث ثقلین کا بھی ترجمہ کیا ہے۔

عبدالحی نے نزھۃ الخواطر (ج۴ص۲۷۴) میں شیخ فاضل کبیر جیسے القاب سے ملقب کیاہے۔

۱۵۲۔روایت بدرالدین رومی

انہوں نے اپنی کتاب ''تاج الدرہ فی شرح البردہ'' میں بوصیری کے اس شعر کے ذیل میں حدیث ثقلین کونقل کیاہے: محمد سید الکونین و الثقلین والفریقین من عرب و من عجم یعنی محمدؐ دونوں جہانوں، جن وانس اور عرب وعجم کے سردار ہیں۔ دعا الی اللہ فالمستمسکون بہ مستمسکون بحبل غیر منفصم یعنی خدا کی طرف دعوت دی پس جس نے اس کو مضبوطی سے پکڑا گویا نہ ٹوٹنے والی رسی کو پکڑا۔

۱۵۳۔روایت جمال الدین محدث شیرازی

انہوں نے حذیفہ بن اسید غفاری سے ''الاربعین فی فضائل امیرالمومنین'' میں نیز اپنی کتاب ''روضۃ الاحباب فی سیرالنبی والآل والاصحاب'' میں حدیث ثقلین کونقل کیاہے۔

احوال وآثار

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے غیاث الدین کی حبیب السیر فی اخبار افراد البشر، عبدالحق دہلوی کی اسماء رجال المشکاۃ، علی قاری کی المرقاۃ فی شرح المشکاۃ، شنوانی کی الدرالسنیہ ، ابوعلی محمد ملقب بہ ارتضی العمری کی مدارج الاسناد، قنوجی کی الحطہ فی ذکر الصحاح الستۃ، دہلوی کی رسالہ اصول الدین۔

۱۵۴۔روایت علی قاری

انہوں نے زید بن ارقم سے مروی مسلم اور نسائی سے اور زید بن ارقم اور جابر سے منقول ترمذی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔(۱)

نیز انہوں نے مسلم سے زید بن ارقم کی، احمد سے ابوسعید خدری کی اور ترمذی سے جابر اور زید بن ارقم سے مروی حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔(۲)

مؤلف الشفاء اور مؤلف المشکاۃ نے جس جگہ ان احادیث کی روایت کی ہے وہیں انہوں نے ان کی شرح کی ہے اور صاحب مشکاۃ کی روایت پر اس کا اضافہ کیا ہے کہ احمد اور طبرانی نے بھی اس کی زید بن ثابت سے روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ''انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ حبل ممدود ما بین السماء والارض و عترتی اھل بیتی وانھما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض ''یعنی میں تم میں اپنے دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو ایک دراز رسی ہے آسمان سے زمین تک دوسرے میری عترت واہلبیت ، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض

۱۔شرح الشفاص ۴۸۵ ۲۔المرقاۃ فی شرح المشکاۃ ج ۵ ص ۵۹۴۔۵۹۳، ج ۵ ص ۶۰۱۔۶۰۰

کوثر پر پہونچیں۔

احوال وآثار

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے محمد بن ابی بکر باعلوی کی عقدالجواہر والدرر
محبی کی خلاصۃ الاثر ج۳ص ۱۸۵، شوکانی کی البدر الطالع ج۱ص ۴۴۵، محمد عابد سندھی کی
حصرالشارد، قنوجی کی اتحاف النبلاء المتقین، عبدالعزیز دہلوی کی رسالہ اصول الحدیث۔

۱۵۵۔روایت عبدالرؤوف مناوی

انہوں نے سیوطی کی ''الجامع الصغیر'' کی شرح کرتے وقت کتاب میں موجود حدیث
ثقلین کے دقیق معانی قرطبی اور سمہودی کی مدد سے بیان کئے ہیں اور علماء کے اقوال کی
روشنی میں راویوں کی توثیق کی ہے۔(۱)

نیز ابن جوزی کے اس وہم کو رد کیا ہے کہ حدیث ثقلین ضعیف ہے۔(۲)

احوال وآثار

محبی نے خلاصہ الاثر ج۲ص۴۱۲ پر ان کی عبادت وزہد کی بڑی تعریف کی ہے وہ کہتے
ہیں: 'علامہ مناوی امام کبیر، امام فاضل، زاہد وعابد اور کثیر النفع ومتقرب بحسن عمل ہیں''۔
مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے ثعالبی کی مقالید الاسانید، تاج الدین کی کفایۃ
المتطلع، سالم بن عبداللہ بصری کی الامداد بمعرفۃ علو الاسنادص۱۴، رشید الدین خان کی
غرۃ الراشدین، حیدر علی فیض آبادی کی ازالۃ الغین، خود شاہ عبدالعزیز دہلوی کی رسالہ

۱۔فیض القدیر فی شرح الجامع الصغیر ج۲ص۱۷۵۔۱۷۴
۲۔فیض القدیر فی شرح الجامع الصغیر ج۳ص۱۵۔۱۴

اصول الحدیث۔

۱۵۶۔اثبات ملا یعقوب بنیانی لاہوری

انہوں نے رسالہ ''عقائد'' میں حدیث ثقلین کوذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں: ''پیغمبرؐ اسلام سے محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ کی آل اورآپ کے اصحاب سے محبت کی جائے کیونکہ قدرو منزلت میں پیغمبرؐ اسلام سے آپ کے اہلبیت اورقرابتدارزیادہ قریب تھے یہاں تک کہ درود بھیجنے میں آپ کے ساتھ اہلبیت کا بھی ذکر ہوا ہے، اورارشادالہی ہوتا ہے''قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی '' نیزآنحضرتؐ نے فرمایا''انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ واھل بیتی ، اذکرکم اللہ فی اھل بیتی '' عائشہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ کی نظر میں سب سے زیادہ کون محبوب تھا؟ کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا پوچھا گیا مردوں میں کون سب سے زیادہ محبوب تھا؟ کہا ان کے شوہر(علی)۔

احوال وآثار

ان کے حالات جاننے کے لئے ملاحظہ ہومولوی رزق اللہ ملقب بہ حافظ عالم خان کی الافق المبین فی احوال المقربین ،محمد صالح مورخ کی العمل الصالح ،شاہ نواز خان کی مرأۃ آفتاب نما،عبدالحی کی نزھۃ الخواطر ج۴ص ۲۸۵ ،خودشاہ عبدالعزیز دہلوی نے حاشیہ تحفہ میں ان پراعتماد کرتے ہوئے اسی حدیث ثقلین کے جواب میں ان کی کتاب سے استفادہ کیا ہے۔

۱۵۷۔روایت نورالدین حلبی

انہوں نے ''انسان العیون'' میں حدیث ثقلین کونقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ اور مدینہ کے درمیان ''رابغ'' کے نزدیک '''غدیر خم'' میں صحابہ کو جمع کیا اور پھر خطبہ دیا، خطبہ میں علی کرم اللہ وجھہ کے فضائل کو بیان کیا نیز ان لوگوں کا جواب دیا جو یمن میں علی کے ہمراہ تھے اور انہوں نے آپ کو عدالت سے کام لینے کیوجہ سے جور و ستم اور بخل سے متصف کیا تھا، آنحضرتؐ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا لوگو! خداوند لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ ہر ایک نبی کی عمر اس کے پہلے نبی کی عمر سے نصف ہوتی ہے، عنقریب مجھے پیغام اجل ملنے والا ہے اور میں اس پر لبیک کہوں گا، مجھ سے بھی سوال کیا جائے گا اور تم سے بھی سوال کیا جائے گا تم کیا جواب دو گے، انہوں نے جواب دیا کہ ہم کہیں گے آپ نے پیغام پہونچا دیا اور ہمیں نصیحت کی خدا آپ کو جزائے خیر دے پھر آپ نے فرمایا کیا تم گواہی نہیں دیتے کہ خدا ایک ہے، محمد اس کا بندہ اور رسول ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے، نشر بعد موت حق ہے، قیامت ضرور آئے گی، ہر طرف سے آواز آنے لگی ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ سب حق ہیں، آپ نے فرمایا خداوندا گواہ رہیو، پھر لوگوں کو کتاب خدا سے تمسک اور اس کی طرف ترغیب وتشویق دینے کے بعد اپنے اہلبیت کے لئے سفارش کی اور فرمایا ''انـــی تارك فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی اهل بیتی و لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض '' پھر تین مرتبہ کہا کیا میں مومنین کی جانوں پر خود ان سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا؟ سب نے کہا بیشک ایسا ہی ہے پھر آپ نے علی کا ہاتھ اٹھا کر فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے، بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس (علی) کو دوست رکھے اور دشمنی

رکھ اس سے جو اس (علی) سے دشمنی رکھے، جو اس سے محبت کرے تو اس سے محبت کر، جو اس سے بغض رکھے تو اس سے بغض رکھ، جو اس کی مدد کرے تو اس کی مدد کر جو اس کو چھوڑ دے تو اس کو چھوڑ دے اور جس طرف وہ (علی) مڑے حق کو اس طرف موڑ''۔(۱)

احوال و آثار

نور الدین علی حلبی کی تصدیق توثیق کے لئے ملاحظہ ہو التحفۃ البھیۃ فی طبقات الشافعیہ، فضل اللہ محبی کی خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر ج۳ ص ۱۲۲۔

۱۵۸۔ روایت احمد بن فضل بن محمد باکثیر مکی

باکثیر مکی نے ''وسیلۃ المآل فی عد مناقب الآل'' میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں: ''ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: میں عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور میری عترت واہلبیت خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں۔

احمد نے اپنی مسند میں، طبرانی نے الاوسط میں اور ابویعلی اور دیگر محدثین نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور اس کی سند میں کوئی ضعف نہیں ہے، حافظ ابو محمد عبد العزیز بن اخضر نے ''معالم العترۃ النبویہ'' میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ آنحضرتؐ نے اس

۱۔انسان فی سیرۃ الامین والمامون (معروف بہ سیرۂ حلبیہ) ج۳ ص ۳۳۶

حدیث کو حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا تھا، حاکم نے اس حدیث (ثقلین) کو تین طرق سے نقل کرنے کے بعد ہر حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے لیکن انہوں نے اس کو نقل نہیں کیا ہے۔

اس کے بعد باکثیر نے ترمذی، ابن عقدہ، ضیاء، زرندی، ابوالحسن یحییٰ بن حسن، جعابی، دولابی، بزار، ابونعیم، ابن حجر اور دارقطنی سے متعدد طرق واسناد اور مختلف الفاظ میں بہت سے صحابہ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے''۔

احوال وآثار

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے محبی کی خلاصۃ الاثر ج۱ص ۱۷۱اور رضی الدین شامی کی تنضید العقود السنیہ بتمہید الدولۃ الحسینیہ۔

۱۵۹۔روایت شیخانی قادری مدنی

انہوں نے اپنی کتاب ''الصراط السوی فی مناقب آل النبی'' (خطی) میں کئی راویوں سے حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی صحیح ہے گویا بارگاہ الٰہی میں میری طلبی ہوئی ہے اور میں نے لبیک کہہ دی ہے میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت، دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، اس کے بعد آپ نے فرمایا: خدا میرا مولا ہے اور میں تمام مومنین کا مولا ہوں اس وقت علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا جس کا میں مولا ہوں اسکا یہ (علی) مولا ہے

، بارالہا دوست رکھ اس کو جو اسے دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس سے دشمنی رکھے

اور یہ بھی صحیح ہے کہ آپ نے فرمایا: کیا میں مومنین پر خود ان سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا ہوں؟ سب نے ہم آواز ہو کر کہا بیشک ایسا ہی ہے، اس وقت آپ نے فرمایا یہ (علی) ہر اس شخص کا مولا ہے جس کا میں مولا ہوں، بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس (علی) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس (علی) سے دشمنی رکھے، عمر نے علی کو دیکھ کر کہا مبارک ہو آپ کو، آپ تو اب ہر مومن و مومنہ کے مولا ہو گئے"۔

اسکے بعد زید بن ارقم اور ابوسعید سے روایت نقل کرنے کے بعد قادری کہتے ہیں: "ابن جوزی نے جو اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے یہ ان سے خطا ہوئی ہے اور ان کو خبر نہیں تھی کہ مسلم نے اپنی صحیح میں زید بن ارقم سے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور حاکم نے "المستدرک علی الصحیحین" میں بخاری اور مسلم کی شرائط کے مطابق اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے"۔

نیز قادری نے اپنی اسی کتاب میں زید بن ثابت، عبدالرحمٰن بن عوف، ابوالطفیل، ابو ہریرہ، جابر، حذیفہ بن اسید وغیرہ سے مروی حدیث ثقلین کو بزار، ابن عقدہ، طبرانی، ابن سعد، ملا اور زرندی جیسے عظیم المرتبت علماء کی کتابوں سے نقل کیا ہے۔

۱۶۰۔ روایت سید محمد ماہ عالم

وہ اپنی کتاب "تذکرۃ الاولیاء" (خطی) کے مقالہ اولی کے خطبہ میں کہتے ہیں: "ساری حمد اس خدا کے لئے ہے جس نے سادات کو "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس

اهل البیت ویطهرکم تطهیرا'' سے خطاب کر کے انہیں عزت بخشی اوران کی قدر
منزلت میں 'لا اسئلکم علیه اجرا الاالمودة فی القربی '' نازل کیااورصلوات
وسلام ہواس نبی امی پرجس نے اپنی اولادکوقرآن کے مساوی قرار دیتے ہوئے ارشادفرمایا
''انی تارك فیک الثقلین کتاب الله و عترتی فان تمسکتم بهما لن
تضلوا بعدی ....''

ان کے حالات جاننے کے لئے ملاحظہ کیجئے عبدالحی کی نزہۃ الخواطرج ۵ص ۲۳۷۔

۱۶۱۔روایت عبدالحق دہلوی

انہوں نے ''المشکاۃ'' میں موجود صحیح مسلم کی نیز صحیح ترمذی سے جناب جابر سے منقول حدیث ثقلین کی ''اللمعات فی شرح المشکاۃ'' میں شرح کی ہے،اسی طرح عبدالحق دہلوی نے مدارج النبوۃ ص۵۲۰ پرحدیث ثقلین کونقل کیا ہے۔

احوال وآثار

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے سید محمد بخاری کی تذکرۃ الابرار،غلام علی آزاد بلگرامی کی سبحۃ المرجان ص۵۲،شاہ نواز خان کی مرأۃ آفتاب نما،تاج الدین دھان کی کفایۃ المتطلع،ولی اللہ دہلوی (پدرعبدالعزیز دہلوی) کی مقدمہ سنیہ،قنوجی کی اتحاف النبلاء،عبدالحی کی نزھۃ الخواطرج ۵ص ۲۰۱،فاضل رشید کی ایضاح،ابوعلی ملقب بہ آرتضی العمری کی مدارج الاسناد،حیدرعلی کی منتہی الکلام اورازالۃ الغین۔

۱۶۲۔روایت شہاب الدین خفاجی

انہوں نے اپنی کتاب ''نسیم الریاض'' میں قاضی عیاض کی ''الشفاء'' میں موجود حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد اس کی شرح کی ہے اور پھر زید بن ارقم سے مروی حدیث ثقلین کی شرح کرنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ مسلم کے بقول حجۃ الوداع سے واپسی پر فضائل آل البیت کے متعلق آپ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا لوگو! میں ایک بشر ہوں اور عنقریب دعوت حق کو لبیک کہہ دوں گا، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا جس میں نور و ہدایت ہے لہذا اس کو مضبوطی سے پکڑ و اور میرے اہلبیت''۔(۱)

خفاجی نے مسلم سے حدیث ثقلین کو دوسرے الفاظ میں نقل کرنے کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے۔(۲)

نیز خفاجی نے قاضی کے اس قول کی شرح میں بھی حدیث ثقلین کی روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے بعد کتاب خدا اور اپنی عترت کے متعلق وصیت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''حدیث وصیت کی مسلم نے روایت کی ہے جس میں آنحضرتؐ نے لوگوں سے خطبہ میں ارشاد فرمایا اے لوگو! میں ایک بشر ہوں اور عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ان میں پہلی کتاب خدا ہے جس میں نور و ہدایت ہے لہذا اس کو مضبوطی سے پکڑو اور اس پر تاکید کرنے کے بعد فرمایا اور میرے اہلبیت پھر اس جملے کی تین مرتبہ تکرار کی میں تمہیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ

۱۔نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج ۳ ص ۴۰۹ ۲۔نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج ۴ ص ۲۸۳

یاد دلاتا ہوں۔(۱)

احوال وآثار

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے محبی کی خلاصۃ الاثر ج اص ۳۳۱، قنوجی کی التاج المکلل ص ۲۸۹، سالم بن عبداللہ کی الامداد لمعرفۃ علو الاسناد ص ۴۱، شیخ احمد نخلی کی رسالہ اسانید نخلی ص ۴۲، ولی اللہ دہلوی کا رسالہ الارشاد الی مھمات الاسناد اور رسالہ اصول الحدیث، ان کی عظمت کے لئے بس یہی کافی ہے کہ یہ شاہ عبدالعزیز دہلوی (مخاطب) کے والد شاہ ولی اللہ دہلوی کے مشائخ ہفتگانہ میں سے ایک ہیں۔

۱۶۳۔روایت عزیزی بولاقی شافعی

انہوں نے حافظ جلال الدین سیوطی کی ''الجامع الصغیر من احادیث البشیر النذیر'' کی شرح ''السراج المنیر فی شرح الجامع الصغیر'' میں حدیث ثقلین کی شرح کی ہے۔(۲)

محبی کی کتاب خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر ج ۳ ص ۲۰۱ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ عزیزی، اہلسنت کے اکابر محدثین میں سے تھے۔

۱۶۴۔روایت مقبلی صنعانی

انہوں نے ''ملحقات الابحاث المسددہ'' میں اہل جور کے خلاف خروج سے متعلق اجماع حرمت کے فتوے پر تعجب کرتے ہوئے امام حسینؑ اور دیگر تاریخی شواہد پیش کرنے

۱۔نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج ۴ ص ۳۲۵۔۳۲۴

۲۔السراج المنیر فی شرح الجامع الصغیر ج ۱ ص ۳۲۲ اور ج ۲ ص ۱۵۱

کے بعد ان کے اجماع کو باطل قرار دیا ہے اور ان پر کڑی تنقید کی ہے اور حرمت کا فتوی دینے والوں پر اظہار افسوس کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرتؐ نے تو یہ فرمایا تھا کہ ''میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم ان سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے اور خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، پس دیکھو ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو'' اسی کے ہم معنی اور بھی روایتیں ہیں جو متواتر ہیں، مگر ان لوگوں نے عملی طور پر حضرتؐ کا یہ جواب دیا کہ ہم ان کے ساتھ برا سلوک کریں گے۔ اسی وجہ سے جو تلوار چلا سکتے تھے انہوں نے تلوار سے حملہ کیا اور جو اس پر قادر نہیں تھے انہوں نے دل وزبان کو ان کے خلاف استعمال کیا اور اس کا ابھی تک سلسلہ جاری ہے......

احوال وآثار

ان کے حالات جاننے کے لئے ملاحظہ کیجئے محمد بن اسماعیل امیر یمانی کی الروضۃ الندیہ اور ذیل الابحاث المسددہ، شوکانی کی البدر الطالع ج۱ ص ۲۸۸ اور اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر ص۱۱۲، عبدالحق بن فضل اللہ ھندی مکی کی النکتۃ اللطیفۃ، قنوجی کی التاج المکلل۔

۱۶۵۔ اثبات احمد آفندی مشہور بہ منجم باشی

رضی الدین حسینی ان کے شرح حال میں لکھتے ہیں: ''میں نے ان کا تعلیقہ آنحضرتؐ کی اس حدیث شریف پر دیکھا کہ میں تم میں دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت جب تک ان

سے وابستہ رہو گے گمراہ نہ ہو گے یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پا
حوض کوثر پر پہونچیں، بعض روایتوں میں اس کا اضافہ ہے پس دیکھو میرے بعد ان دونو
کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، آفندی کا کہنا ہے کہ میرے سید و آقا میرے والد دام فضا
نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور میں ان ہی کے خط سے لکھی ہوئی حدیث کو نقل کر رہا ہو
اور یہ بات کسی پر پوشیدہ نہ رہے کہ اس حدیث میں ایسے نکات و مطالب ہیں جن کی آگا
ہر انسان بینا پر فرض ہے......''(۱)

احوال و آثار

رضی الدین ان کے شرح حال میں لکھتے ہیں: ''۱۱۱۳ھ میں رئیس المحققین، سلطا
المدققین، العالم العلامہ الفاضل الفہامہ احمد آفندی مشہور بہ نجم باشی کا انتقال ہوا، صاحب
لسان الزمان کا کہنا ہے یہ عجائب روزگار اور اپنے زمانہ کے جوہر یکتا اور گوہر یگانہ تھے،
ان رومیوں میں تھے جنہوں نے حصول علم میں بہت زیادہ زحمتیں اٹھائی تھیں، یحیٰ منقار
زادہ جیسے بزرگ علماء کے سامنے قرائت حدیث کیا، ان کو علم معقول، حکمت اور طب میں
طولیٰ حاصل تھا، فلک شناسی، ستارہ شناسی میں یگانۂ زمانہ تھے، نحو، صرف اور معانی و بیان میں
ید طولیٰ رکھتے تھے اور ادب و شناخت اشعار عرب کی وسیع معلومات اور تاریخ میں تبحر حاصل
تھا''۔(۲)

۱۶۶۔روایت زرقانی ازہری مالکی

۱۔تنضید العقود السنیہ ۲۔تنضید العقود السنیہ

قسطلانی نے ''المواهب اللدنیہ'' میں جن جگہوں پر حدیث ثقلین کی روایت کی ہے ان کی شرح کرتے ہوئے مسلم اور ترمذی وغیرہ کی حدیثوں کا اضافہ کیا ہے۔(۱)

احوال وآثار

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے محمد خلیل مرادی کی سلک الدرر فی اعیان القرن الحادی عشر ج۴ ص۳۲، شرقاوی کی التحفۃ البھیہ فی الطبقات الشافعیہ، محمد بن محمد ازہری کی رسالۃ الاسانید، زینی دحلان کی سیرت، کاتب چلپی کی کشف الظنون ص ۱۸۹۷۔

۱۶۷۔ روایت حسام الدین سہارنپوری

انہوں نے اپنی کتاب ''مرافض الروافض'' میں متعدد جگہوں پر حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔ مناقب اہلبیتؑ میں مسلم اور ترمذی سے زید بن ارقم کی اور ترمذی سے جابر کی حدیث کو نقل کیا ہے۔ پھر حدیث غدیر کا جواب دیتے ہوئے طبرانی وغیرہ سے بہ سند صحیح اس حدیث کی روایت کی ہے۔

۱۶۸۔ روایت محمد بن معتمد خان بدخشانی

انہوں نے مسلم، ترمذی، طبرانی، حاکم، عبد بن حمید، ابن انباری، باوردی اور حکیم ترمذی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔(۲)

نیز انہوں نے اپنی کتاب ''نزل الابرار'' میں مسلم کے توسط سے زید بن ارقم کی، حکیم

۱۔ شرح المواهب اللدنیہ ج۷ ص۸۔۴ ۲۔ مفتاح النجانی مناقب آل العبا۔ خطی

ترمذی،طبرانی اورابوالطفیل کےتوسط سے حذیفہ بن اسید کی روایت نقل کی ہے۔(۱)

عبقات الانوار حدیث غدیر میں تفصیل سے میں نے ان کے حالات تحریر کئے ہیں۔

۱۶۹۔روایت رضی الدین شامی شافعی

انہوں نے اپنی کتاب ''تنضید العقو والسنیہ بتمھید الدولۃ الحسینیۃ'' میں حدیث ثقلین نقل کیا ہے۔

۱۷۰۔روایت محمد صدر عالم

انہوں نے طبرانی اور حاکم کے توسط سے زید بن ارقم کی اور حکیم ترمذی اور طبرانی کے توسط سے (بہ سند صحیح) حدیث غدیر کے ضمن میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔(۲)

احوال وآثار

عبقات الانوار کی بعض جلدوں میں ان کا شرح حال لکھا ہے، ولی اللہ دہلوی (پد عبدالعزیز دہلوی) نے التفہیمات الالھیۃ میں اور عبدالحی نے نزھۃ الخواطر ج۶ص ۱۱۳ ان کے حالات تحریر کئے ہیں۔

۱۷۱۔روایت ولی اللہ دہلوی

مخاطب (عبدالعزیز دہلوی) کے والد ولی اللہ دہلوی نے مسلم، حاکم اور ابوعمر نے

۱۔نزل الابرار بما صح من مناقب اہل البیت الاطہار ۲۔معارج العلی۔خطی

حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔(۱)

انہوں نے قرۃ العینین میں مسلم اور ترمذی سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔(۲)

احوال وآثار

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے ولی اللہ کی الجز اللطیف، التفہیمات الالھیہ، الفوز الکبیر، محمد معین بن محمد امین سندھی کی دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ الحبیب، ارتضی العری کی مدارج الاسناد، رشید الدین خان کی عزۃ الراشدین، ایضاح لطافۃ المقال، قنوجی کی ابجد العلوم اور اتحاف النبلاء، عبدالحی کی نزہۃ الخواطر ج۶ ص ۳۹۸

۱۷۲۔روایت محمد معین بن محمد امین سندھی

انہوں نے ''دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب'' میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔ان کے حالات جاننے کے لئے ملاحظہ کیجئے نزہۃ الخواطر ج۶ ص ۳۵۵۔۳۵۱۔

۱۷۳۔روایت محمد بن اسماعیل امیر

انہوں نے ''الروضۃ الندیہ فی شرح التحفۃ العلویہ'' میں درج ذیل اشعار کی شرح میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے: فغدت عترتها من اجلها ۔عترة المختار نصّاً نبوياً وغداالسبطان والآل اذا نسبوهم نبوياً علويّا ۔

انہوں نے احمد اور ترمذی کے توسط سے زید بن ارقم کی، ابوعمر وظفاری کے توسط سے ابن سلمہ کی اور احمد کے توسط سے امیر المومنین کی روایت کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ آئمہ

۱۔ازالۃ الخفاء عن سیرۃ الخلفاء ۲۔قرۃ العینین ص۱۱۹،۱۶۸

مسانید نے بیس سے زیادہ صحابہ سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، اسی طرح حمید محلی نے ''محاسن الازھار'' میں طرق حدیث غدیر کوذکر کرنے کے بعد حدیث ثقلین کونقل کیا ہے۔

احوال وآثار

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے شوکانی کی البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع ج۲ ص۱۳۳، قنوجی کی التاج المکلل ص۴۱۴

۱۷۴۔روایت محمد بن علی صبان

انہوں نے ''اسعاف الراغبین'' میں زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! میں تمہارے ہی جیسا بشر ہوں، عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا جس میں ہدایت ونور ہےلہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑواور میرے اہلبیت! میں تمہیں اپنے اہلبیت کے بارے میں خدایاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہلبیت کے بارے میں خدایاددلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہلبیت کے بارے میں خدایاددلاتا ہوں، اس حدیث کی مسلم نے روایت کی ہے''۔

اس کے بعد احمد کی روایت کونیز مسلم اورنسائی کےتوسط سے زید بن ارقم کی حدیث کونقل کیا ہے۔(۱)

۱۔ اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ وفضائل اہلبیت الطاہرین ص۱۱۱۔۱۱۰

۱۷۵۔اثبات محمد مرتضی زبیدی حنفی

ابو الفیض محبّ الدین محمد مرتضی واسطی زبیدی حنفی بلگرامی نزیل مصر نے تاج العروس میں ثقل کے معنی بیان کرنے کے بعد حدیث ثقلین کو پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ ان دونوں (قرآن واہلبیت) کی تعظیم واحترام میں انہیں ثقلین سے تعبیر کیا ہے اور ثعلب سے نقل کیا ہے کہ انہیں ثقلین اس لئے کہا کہ ان کے دامن سے وابستہ رہنا اوران پرعمل کرنا ثقیل ہے۔(۱)

ان کے شرح حال کو قنوجی نے ''ابجد العلوم'' میں تحریر کیا ہے۔

۱۷۶۔روایت احمد بن عبد القادر عجیلی

انہوں نے اس مصرعہ کی شرح میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے''والزم بحبل الله ثم اعتصم،،(حبل سے وابستہ ہو جاؤ اوراس کو مظبوطی سے پکڑو) وہ لکھتے ہیں:

''خداوند نے عالم نے فرمایا ہے واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا (آل عمران آیت ۱۰۳)اورآنحضرتؐ نے فرمایا: میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں جب تک ان سے وابستہ رہو گے گمراہ نہ ہوگے،ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک حبل متین ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت !خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں،پس دیکھو ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو،،

۱۔تاج العروس من جواہر القاموس ج۷ص۲۴۵

پھر انھوں نے حدیث زید بن ارقم کی روایت کی ہے اور اسے طبرانی سے بھی نقل کرنے
کے بعد اس کی تشریح وتحقیق کی ہے.(۱)

احوال وآثار

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے احمد بن محمد شیروانی کی المناقب الحیدریہ
عبد الرحمٰن بن سلیمان بن یحیی بن عمر کی النفس الیمانی والروح الریحانی ،قنوجی کی التاج
المکلل ص ۵۰۹

۱۷۷۔روایت محمد مبین لکھنوی

انہوں نے اپنی کتاب ''وسیلہ النجاۃ فی مناقب السادات،، میں مسلم کے توسط سے
زید بن ارقم کی ،مشکاۃ کے توسط سے ترمذی سے جابر بن عبداللہ کی ،ترمذی کے توسط سے
زید بن ارقم کی اور حاکم سے اسی حدیث کی روایت کی ہے ،محمد مبین لکھنوی نے اپنی کتاب
کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ میں نے معتبر کتابوں سے صحیح حدیثوں کو نقل کیا ہے اور جعلی
حدیثوں کے نقل کرنے سے اجتناب کیا ہے.

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے عبدالحی کی نزہۃ الخواطر ج ۷ ص ۴۰۳۔

۱۷۸۔روایت محمد اکرام الدین دہلوی

انہوں نے اپنی کتاب ''سعادۃ الکونین فی بیان فضائل الحسین''میں المشارق اور
المصابیح وغیرہ میں موجود حدیث ثقلین کا فارسی میں ترجمہ کیا۔

۱۔ذخیرۃ المال۔خطی

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے حیدر علی فیض آبادی کی ازالۃ الغین، عبدالحی کی نزھۃ الخواطر ج ۷ ص ۶۹۔

۱۷۹۔روایت میرزا حسن علی محدث دہلوی

انہوں نے ''تفریح الاحباب فی مناقب الآل والاصحاب'' میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں: ''زید بن ارقم سے منقول ہے کہ ایک دن مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم میں خطبہ دینے کے لئے رسول خداؐ کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی اور پند وموعظہ کے بعد ارشاد فرمایا اے لوگو! میں ایک بشر ہی تو ہوں اور عنقریب دعوت حق پر لبیک کہنے والا ہوں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں پہلی کتاب خدا ہے جس میں ہدایت ونور ہے لہذا اس کو مضبوطی سے پکڑو پھر کتاب خدا کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد فرمایا اور دوسرے میرے اہلبیت ! میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں ! اور ایک روایت میں ہے کہ کتاب خدا حبل اللہ ہے جس نے اس کی پیروی کی اس نے ہدایت پائی اور جس نے اسے چھوڑا گمراہ ہوا۔اس کی مسلم نے روایت کی ہے۔''

انہوں نے ترمذی کے توسط سے جابر اور زید بن ارقم سے بھی روایت کی ہے۔

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے عبدالحی کی نزھۃ الخواطر ج ۷ ص ۱۳۶۔

۱۸۰۔اثبات عبدالرحیم صفی پوری

انہوں نے مادہ ''ثقل'' کی تشریح میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔(۱)

۱۔منتہی الارب ج۱ ص ۱۴۳

ان کی تعریف وتمجید کے لئے ملاحظہ کیجئے عبدالحی کی نزھۃ الخواطر ج ۷ ص ۲۵۸۔

۱۸۱۔روایت ولی اللہ لکھنوی

انہوں نے ''مرأۃ المومنین'' (خطی) میں مسلم کے توسط سے زید بن ارقم کی اور الصوعق المحرقہ اور طبرانی سے بہ سند صحیح حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔

انہوں نے اسی کتاب میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ معتبر کتب صحاح وتواریخ سے متواتر یا مشہور یا حسن حدیثوں کو نقل کیا ہے اور علماء کی نظر میں متروک اور ضعیف حدیثوں سے اجتناب کیا ہے۔

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے عبدالحی کی نزھۃ الخواطر ج ۷ ص ۵۲۷ اس میں مرأۃ المومنین کا بھی ذکر کیا ہے۔

۱۸۲۔روایت رشید الدین خان دہلوی

انہوں نے اپنی کتاب ''الحق المبین فی فضائل اہل بیت سید المرسلین ''میں صواعق محرقہ ، الشفا ، قرۃ العینین ، نزل الابرار اور احمد ، ابن جریر ، حاکم اور شرح مقاصد سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے، جنہیں پہلے بیان کر چکے ہیں اسی طرح انہوں نے ''ایضاح لطافۃ المقال ''میں بھی حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے عبدالحی کی نزھۃ الخواطر ج ۷ ص ۱۹۹۔

۱۸۳۔ اثبات عاشق علی خان لکھنوی

انہوں نے ''ذخیرۃ العقبی فی ذکر فضائل ائمۃ الھدی'' میں حدیث ثقلین کا ذکر کیا ہے۔

۱۸۴۔ روایت حسن عدوی حمزاوی

انہوں نے ''مشارق الانوار فی فوز اھل الاعتبار'' میں ابن حجر، مسند احمد، سیوطی، مسلم اور نسائی سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔(۱)

مشارق الانوار مطبوعہ مصر کے آخر میں جو تقریظیں طبع ہوئی ہیں ان سے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

۱۸۵۔ روایت سلیمان بلخی قندوزی

انہوں نے ''ینابیع المودۃ'' میں حدیث ثقلین اور حدیث غدیر کے لئے خاص فصل قائم کی ہے۔انہوں نے بہت سے طرق و اسناد سے مسلم، ترمذی، ثعلبی، احمد، عبداللہ بن احمد، سمہودی، خوارزمی، سید علی ہمدانی اور زرندی کے توسط سے بزرگ صحابہ سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔(۲)

۱۸۶۔ روایت حسن زمان

انہوں نے حدیث ثقلین کو ''القول المستحسن فی فخر الحسن'' میں نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

''مناوی نے شرح جامع صغیر میں کہا ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے انی تارک فیکم

۱۔ مشارق الانوار فی فوز اھل الاعتبار ص ۸۶   ۲۔ ینابیع المودۃ ص ۴۱۔ ۲۷

خلیفتین کتاب اللہ حبل ممدود ما بین السماء والارض و عترتی اھل بیتی و انھما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض (یعنی میں تم میں دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت و اہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں) اس حدیث کو احمد، طبرانی اور ضیاء نے ''المختارہ'' میں زید بن ثابت سے نقل کیا ہے

ھیثمی کا کہنا ہے کہ اس حدیث کے سارے راوی ثقہ ہیں، نیز حافظ عبدالعزیز بن اخضر نے اس کو ایسی سند سے نقل کیا ہے جس میں کوئی مجہول راوی نہیں ہے اور انہوں نے اس کا اضافہ کیا ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع میں خطبہ دیا تھا اور ابن جوزی جیسے افراد نے جو یہ گمان کرلیا ہے کہ حدیث ثقلین جعلی اور گڑھی ہوئی ہے تو یہ ان کی بھول ہے اور سمہودی کا کہنا ہے کہ اس حدیث کی بیس سے زیادہ صحابہ نے روایت کی ہے۔ شریف (سمہودی) کہتے ہیں : یہ حدیث ہماری راہنمائی کرتی ہے کہ قیامت تک اہلبیت کی کوئی ایسی فرد رہے گی جس سے تمسک کی جاسکے تا کہ تمسک کا حکم عملی جامہ پہن سکے، یہی بات کتاب کے لئے بھی ہے لہذا یہ دونوں ثقل (قرآن و اہلبیتؑ) اہل زمین کے لئے امان ہیں کہ اگر یہ نہ رہیں گے تو اہل زمین نہ رہیں گے۔

۱۸۷۔ روایت صدیق حسن خان قنوجی

انہوں نے اپنی کتاب ''السراج الوھاج فی شرح صحیح مسلم بن حجاج'' میں صحیح مسلم سے حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد اس کی شرح کی ہے اور اس میں ترمذی وغیرہ کی بھی

روایتوں کا اضافہ کیا ہے۔

احوال وآثار

مختلف تذکروں میں ان کے حالات موجود ہیں ،اپنی درج ذیل کتابوں میں خود انہوں نے اپنے حالات تحریر کئے ہیں: الحطة فی ذکر الصحاح الستة ، اتحاف النبلاء المتقین باحیاء مآثر الفقها والمحدثین ، ابجد العلوم ، التاج المکلل من جواهر مآثر الطراز الآ خر والاول۔

ملحق سند حدیث ثقلین

(صفحہ ۳۷۷/۵۲۷)

تالیف
محقق عبدالعزیز طباطبائیؒ

ترجمہ
سید شجاعت حسین گوپال پوری

راویان حدیث ثقلین

حدیث ثقلین کی روایت کرنے والے اصحاب

سخاوی نے ''استجلاب ارتقاء الغرف'' (۱) میں اور سمہودی نے ''جواہر العقدین'' میں زید بن ارقم اور ابوسعید خدری سے مسلم، ترمذی، دارمی، نسائی، ابویعلی، ابن خزیمہ، طبرانی، حاکم، ضیاء مقدسی کے توسط سے حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس حدیث کی بیس سے زیادہ صحابہ نے روایت کی ہے۔

۱۔ ''استجلاب ارتقاء الغرف بحب اقرباء الرسول ذوی الشرف'' شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی شافعی ساکن حرمین شریفین (مکہ و مدینہ) متوفی ۹۰۲ھ کی تالیف ہے، انھوں نے الضوء اللامع ج ۸ ص ۳۲۔۲، پر اپنے حالات قلمبند کئے ہیں، جس کا قدیمی نسخہ کتب خانہ سلیمانیہ میں میں نے دیکھا تھا، انھوں نے اپنی اس کتاب میں بھی ''استجلاب'' کا ذکر کیا ہے اور اسے اپنی تالیف بتایا ہے، استجلاب کے نسخے ہند، مصر اور ترکیہ میں موجود ہیں ۱۱۴۳ھ کا قلمی نسخہ استنبول کے کتب خانہ عاطف آفندی میں موجود ہے جس کی فوٹو کاپی میں نے حاصل کی تھی اور اس کا شمارہ ۲۷۸۷ ہے، خداوند عالم اس کے نشر و اشاعت کی توفیق عنایت فرمائے، میں جو کچھ نقل کر رہا ہوں وہ صفحہ ۲۱ پر موجود ہے۔ (بحمد اللہ اب یہ کتاب دو جلدوں میں بیروت میں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔ مترجم)

سخاوی نے زید اور ابوسعید سے حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس کی حسب ذیل افراد نے روایت کی ہے۔

۱۔ جابر

۲۔ حذیفہ بن اسید

۳۔ خزیمہ بن ثابت

۴، زید بن ثابت

۵۔ سہل بن سعد

۶۔ ضمرہ (اسلمی)

۷۔ عامر بن لیلی (غفاری)

۸۔ عبدالرحمٰن بن عوف

۹۔ عبداللہ بن عباس

۱۰۔ عبداللہ بن عمر

۱۱۔ عدی بن حاتم

۱۲۔ عقبہ بن عامر

۱۳۔ علی بن ابی طالب

۱۴۔ ابوذر

۱۵۔ ابورافع

۱۶۔ابوشریح خزاعی

۱۷۔ابوقدامہ انصاری

۱۸۔ابوہریرہ

۱۹۔ابوالہیثم بن تیہان

۲۰۔قریش کی ایک جماعت

۲۱۔ام سلمی (ام المومنین)

۲۲۔ام ہانی بنت ابوطالب

یہ سب کے سب صحابہ تھے، جابر کی روایت کو ترمذی نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے......اسی طرح انھوں نے ان سارے صحابہ کے ناموں کو یکے بعد دیگرے بیان کرنے کے بعد ان مآخذ کو ذکر کیا ہے جن سے اس حدیث کی روایت کی ہے، پھر ان کی عین عبارت کو نقل کیا ہے۔

سمہودی ''جوہر العقدین''(۱) میں کہتے ہیں: اس حدیث کو بیس سے زیادہ صحابہ نے نقل کیا ہے جابر عبداللہ سے منقول ہے کہ.....

پھر انھوں نے ان صحابہ کے ناموں کو یکے بعد دیگرے بیان کرنے کے بعد ان سے مروی حدیث کو مع ماخذ کے نقل کیا ہے۔

حدیث ثقلین کی روایت کرنے والے تابعین

۱۔جواہر العقدین ج ۱ قسم ثانی ص ۹۳۔۷۲

صحاح ومسانید اور حدیث کی معتبر کتابوں میں بہت سے تابعی راویوں سے حدیث ثقلین نقل ہوئی ہے جن میں چند یہ ہیں:

۱۔ابوالطفیل عامر بن واثلہ (بعض نے ان کو صحابی کہا ہے)

۲۔عطیہ بن سعید عوفی

۳۔حارث ہمدانی

۴۔حنش بن معتمر

۵۔حبیب بن ابی ثابت

۶۔علی بن ربیعہ

۷۔قاسم بن حسان

۸۔حصین بن سبرہ

۹۔عمرو بن مسلم

۱۰۔ابوالضحی مسلم بن صبیح

۱۱۔یحیی بن جعدہ

۱۲۔اصبغ بن نباتہ

۱۳۔عبداللہ بن ابی رافع

۱۴۔مطلب بن عبداللہ بن حطب

۱۵۔عبدالرحمٰن بن ابی سعید

۱۶۔عمر بن علی بن ابی طالب

۱۷۔فاطمہ بنت علی بن ابی طالب

۱۸۔حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب

۱۹۔زین العابدین علی بن الحسینؑ

حدیث ثقلین کی روایت کرنے والے آئمہ وحفاظ

صحابہ اور تابعین کے بعد ان مشہور ائمہ اور حفاظ کے ناموں کو پیش کر رہے ہیں جنہوں نے بالترتیب ہر صدی ہجری میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور ان کا عبقات الانوار میں ذکر نہیں ہے۔

دوسری صدی

۱۔حبیب بن ابی ثابت متوفی ۱۱۹ھ

۲۔ابواسحاق سبیعی متوفی ۱۲۹ھ

۳۔محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب

۴۔حکیم بن جبیر

۵۔زکریا بن ابی زائد متوفی ۱۴۸ھ

۶۔فطر بن خلیفہ مخزومی

۷۔کثیر بن زید متوفی ۱۵۸ھ

۸۔معروف بن خربوذ مکی

۹۔ابوالحجاف داؤد بن ابی عوف تمیمی

۱۰۔صالح بن ابوالاسود لیثی

۱۱۔ابوالجارود زیاد بن منذر عبدی

۱۲۔حاتم بن اسماعیل متوفی ۱۸۶ھ

۱۳۔ابوالحسن علی بن مسہر قرشی متوفی ۱۸۹ھ

۱۴۔علی بن ثابت جزری

۱۵۔کثیر النواء

۱۶۔عبداللہ بن سنان زہری

۱۷۔ہارون بن سعد عجلی

۱۸۔یونس بن ارقم کندی

۱۹۔عثمان بن مغیرہ ثقفی

۲۰۔زید بن حسن انماطی

تیسری صدی

۲۱۔جعفر بن عون مخزومی متوفی ۲۰۶ھ

۲۲۔یزید بن ہارون واسطی متوفی ۲۰۶ھ

۲۳۔یعلی بن عبید طنافسی

۲۴۔عبیداللہ بن موسی عبسی

۲۵۔ تلید بن سلیمان محاربی

۲۶۔ ہاشم بن قاسم ابو النصر کنانی

۲۷۔ ابو غسان نہدی مالک بن اسماعیل متوفی ۲۱۹ھ

۲۸۔ محمد بن سعید بن سلیمان بن اصفہانی متوفی ۲۲۰ھ

۲۹۔ محمد بن کثیر عبدی

۳۰۔ سعید بن سلیمان واسطی متوفی ۲۲۵ھ

۳۱۔ عبد اللہ بن بکیر غنوی

۳۲۔ داؤد بن عمر ضبی

۳۴۔ عمار بن نصر مروزی متوفی ۲۲۹ھ

۳۵۔ منجاب بن حارث تمیمی متوفی ۲۳۱ھ

۳۶۔ عبد الرحمٰن بن صالح ازدی متوفی ۲۳۱ھ

۳۷۔ بشیر بن ولید کندی متوفی ۲۳۸ھ

۳۸۔ جعفر بن حمید قرشی متوفی ۲۴۰ھ

۳۹۔ اسماعیل بن موسی فزاری دختر زادہ سدی متوفی ۲۴۵ھ

۴۰۔ سفیان بن وکیع بن جراح متوفی ۲۴۷ھ

۴۱۔ محمد بن یزید ابو کر خویہ واسطی

۴۲۔ یوسف بن موسی قطان متوفی ۲۵۳ھ

۴۳۔احمد بن منصور رمادی متوفی ۲۶۵ھ

۴۴۔احمد بن یونس ابوالعباس ضبّی متوفی ۲۶۸ھ

۴۵۔ابراہیم بن مرزوق بن دینار متوفی ۲۷۰ھ

۴۶۔حسین بن علی بن جعفر

۴۷۔محمد بن عبدالوھاب ابواحمد فرّاء متوفی ۲۶۸ھ

۴۸۔حافظ یعقوب بن سفیان فسوی متوفی ۲۷۷ھ

۴۹۔ابراہیم بن اسحاق قاضی ابواسحاق زہری متوفی ۲۷۷ھ

۵۰۔محمد بن فضل ابوجعفر سقطی متوفی ۲۸۸ھ

۵۱۔فہد بن سلیمان نحاس مصری

۵۲۔احمد بن قاسم جوہری متوفی ۲۹۳ھ

۵۳۔حافظ صالح بن جزرہ متوفی ۲۹۴ھ

۵۴۔احمد بن یحیی حلوانی متوفی ۲۹۶ھ

۵۵۔حافظ ابوجعفر مطین محمد بن عبداللہ بن سلیمان متوفی ۲۹۷ھ

چوتھی صدی

۵۶۔حافظ حسن بن سفیان نسوی متوفی ۳۰۳ھ

۵۷۔حافظ ابویحیی زکریا بن یحیی ساجی متوفی ۳۰۷ھ

۵۸۔عباس بن احمد ابوحبیب برقی متوفی ۳۰۸ھ

۵۹۔ابوبکر بن ابی داؤد بجستانی متوفی ۳۱۶ھ

۶۰۔حسن بن مسلم صنعانی

۶۱۔حافظ طحاوی ابوجعفر احمد بن محمد بن سلمہ متوفی ۳۲۱ھ

۶۲۔ابوجعفر عقیلی محمد بن عمرو بن حماد متوفی ۳۲۲ھ

۶۳۔حسن بن یعقوب ابوالفضل بخاری متوفی ۳۴۲ھ

۶۴۔ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن احزم شیبانی متوفی ۳۴۴ھ

۶۵۔ابومحمد عبداللہ بن جعفر اصفہانی متوفی ۳۴۶ھ

۶۶۔محمد بن احمد تیم خیاط قنطری متوفی ۳۴۸ھ

۶۷۔ابوجعفر محمد بن علی بن رحیم شیبانی متوفی ۳۵۱ھ

۶۸۔حافظ ابوالشیخ ابن حبان بستی متوفی ۳۶۹ھ

۶۹۔محمد بن احمد بابویہ متوفی ۳۷۴ھ

۷۰۔محمد بن احمد بن حمدان ابوعمر و حیری متوفی ۳۷۶ھ

۷۱۔عبداللہ بن احمد بن حمّویہ حموئی متوفی ۳۸۱ھ

۷۲۔حافظ ابوالحسن علی بن عمر بن شاذان سکری متوفی ۳۸۶ھ

پانچویں صدی

۷۳۔ابوعبید ہروی صاحب الغریبین متوفی ۴۰۱ھ

۷۴۔یحیی بن ابراہیم ابوزکریا مزکی نیشاپوری متوفی ۴۱۴ھ

۷۵۔قاضی عبدالجبار بن احمد معتزلی متوفی ۴۱۴ھ

۷۶۔ابوالفرج محمد بن عبداللہ بن احمد بن شہریار اصفہانی

۷۷۔ابوسعید گنجرودی محمد بن عبدالرحمٰن متوفی ۴۵۳ھ

۷۸۔ابوبکر احمد بن عبیداللہ بن خلف شیرازی

۷۹۔ابن الغریق ابوالحسین بن مھتدی باللہ متوفی ۴۶۵ھ

۸۰۔ابوالحسن داؤدی بوشنجی متوفی ۴۶۷ھ

چھٹی صدی

۸۱۔ابوبکر مزرفی محمد بن حسین شیبانی متوفی ۵۲۷ھ

۸۲۔ابوعبداللہ محمد بن عمر کی متوثی بوشنجی

۸۳۔محمد بن حمویہ جوینی متوفی ۵۳۰ھ

۸۴۔ابونصر طوسی احمد بن علی معروف بہ ابن العراقی

۸۵۔زاہر بن طاہر ابوالقاسم شحامی مستملی متوفی ۵۳۳ھ

۸۶۔جاراللہ زمخشری متوفی ۵۳۸ھ

۸۷۔قاضی ابومحمد بن عطیہ محاربی غرناطی متوفی ۵۴۶ھ

۸۸۔ابوالفضل بن ناصر سلامی بغدادی متوفی ۵۵۰ھ

۸۹۔حافظ ابوالعلاء حسن بن احمد عطا ہمدانی متوفی ۵۶۹ھ

۹۰۔عمر بن عیسیٰ خطیبی دھلقی

ساتویں صدی

۹۱۔حافظ محیی الدین نووی متوفی ۶۷۶ھ

۹۲۔شرف الدین ابو محمد عمر بن محمد بن عبدالواحد موصلی

۹۳۔ابوالعباس احمد بن عمر قرطبی انصاری متوفی ۶۶۵ھ

۹۴۔عزالدین عبدالحمید بن ھبۃ اللہ ابن ابی الحدید معتزلی متوفی ۶۶۵ھ

۹۵۔قاضی ناصرالدین بیضاوی متوفی ۶۸۵ھ

آٹھویں صدی

۹۶۔ظہیرالدین عبدالصمد فارقی فارابی

۹۷۔زین العرب علی بن عبداللہ بن احمد

۹۸۔بدرالدین ابو محمد حسن بن حبیب حلبی

۹۹۔ابن تیمیہ حرانی متوفی ۷۲۸ھ

۱۰۰۔اثیرالدین ابوحیان اندلسی متوفی ۷۴۵ھ

۱۰۱۔علاء الدین ابن ترکمانی حنفی متوفی ۷۴۹ھ

۱۰۲۔شمس الدین محمد بن حسن واسطی متوفی ۷۷۶ھ

نویں صدی

۱۰۳۔ابوالعباس تقی الدین مقریزی متوفی ۸۴۵ھ

۱۰۴۔عثمان بن حاجی بن محمد ہروی

۱۰۵۔حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ

دسویں صدی

۱۰۶۔حافظ ابن دیبع شیبانی متوفی ۹۴۳ھ

۱۰۷۔شمس الدین ابن طولون دمشقی متوفی ۹۵۳ھ

گیارہویں صدی

۱۰۸۔محمد بن سلیمان سوسی مغربی متوفی ۱۰۹۴ھ

بارہویں صدی

۱۰۹۔عبدالملک عصامی مکی متوفی ۱۱۱۱ھ

۱۱۰۔محمد امین محبی متوفی ۱۱۱۱ھ

۱۱۱۔ابن حمزہ حسینی متوفی ۱۱۲۰ھ

۱۱۲۔عبدالغنی نابلسی متوفی ۱۱۴۳ھ

۱۱۳۔ابراہیم شبراوی متوفی ۱۱۶۲ھ

تیرہویں صدی

۱۱۴۔میر غنی حسینی متوفی ۱۲۰۷ھ

چودہویں صدی

۱۱۵۔احمد زینی دحلان

۱۱۶۔احمد ضیاء الدین کمشخانوی

۱۱۷۔مومن بن حسن شبلنجی

۱۱۸۔بہجت بہلول آفندی

۱۱۹۔شیخ منصور علی ناصف مصری

۱۲۰۔یوسف بن اسماعیل نبہانی

۱۲۱۔عباس بن احمد یمنی

۱۲۲۔محمد بن عبدالرحمٰن مبارکپوری

۱۲۳۔احمد بناساعاتی

۱۲۴۔عبداللہ شافعی

۱۲۵۔محمود ابوریہ

۱۲۶۔توفیق ابوعلم

۱۲۷۔حبیب الرحمٰن اعظمی

نصوص روایات

ا۔روایت حبیب بن ابی ثابت

حبیب نے ابوالطفیل سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور حبیب بن ابی ثابت سے اعمش نے روایت کی ہے اور ان سے نسائی نے روایت کی

ہے (۱). ابن کثیر (۲) نے نسائی سے اپنی سنن کبریٰ میں اس کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے ''ہمارے شیخ ابوعبداللہ ذہبی کا کہنا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے''

نیز حبیب نے اس حدیث کی یحیی بن جعدہ سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے اور حبیب سے ابوالعلاء کامل بن علاء تیمی سعدی نے روایت کی ہے، حاکم نے اپنے اسناد سے دوسرے الفاظ میں ان سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور حاکم نے شرائط صحیحین (صحیح بخاری اور صحیح مسلم) کے مطابق اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے (۳)

احوال وآثار

ابن حجر لکھتے ہیں: ''حبیب بن ابی ثابت قیس بن دینار کے بارے میں ابویحیی کوفی کا کہنا ہے کہ انہوں نے ابن عمر، ابن عباس، انس بن مالک، زید بن ارقم اور ابوالطفیل سے روایت کی ہے، عجلی نے کوفی، تابعی اور ثقہ کہا ہے، ابن معین اور نسائی نے ثقہ بتایا ہے، ابن ابی مریم نے انھیں ثقہ، حجت اور ثبت کہا ہے اور ابو حاتم کی نظر میں صدوق اور ثقہ ہیں، ابوبکر بن عیاش کے بقول ۱۱۹ھ میں انتقال ہوا. (۴)

۲۔روایت ابواسحاق سبیعی

ابواسحاق نے حنش بن معتمر سے اور انھوں نے ابوذر سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور اعمش، یونس بن ابی اسحاق، مفضل بن صالح اور اسرائیل نے ابواسحاق سبیعی سے

۱۔ خصائص امیر المومنین ص ۱۵ مطبوعہ مصر، یہ روایت عبقات کے شمارہ ۱۵ میں بیان ہوئی ہے

۲۔ البدایہ والنہایہ ج۵ ص ۲۰۹ ۳۔ المستدرک ج ۳ ص ۵۳۳ ۴۔ تہذیب التہذیب ج ۲ ص

حدیث ثقلین کونقل کیا ہے، ان کی روایتوں کو دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ نے کتاب العلل ج ۲ ص ۸۷ پر نقل کیا ہے، ان سے حنش بن معتمر کی اس حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا جس کو ابوذر نے نقل کیا تھا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ''اے لوگو! میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کتاب خدا اور میری عترت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، اور ان کی مثال کشتی نوح جیسی ہے، جو اس پر سوار ہوا نجات پائی'' تو جواب دیا اس کو ابو اسحاق سبیعی نے حنش سے اور ابو اسحاق سبیعی سے اعمش، یونس بن ابی اسحاق اور مفضل بن صالح نے بیان کیا ہے، لیکن اسرائیل نے ان کے برخلاف اس کی ابو اسحاق سے انھوں نے ایک شخص سے اور انھوں نے حنش سے روایت کی ہے اور میری نظر میں اسرائیل کی بات صحیح ہے.(۱)

احوال و آثار

ابو اسحاق سبیعی عمرو بن عبداللہ کوفی متوفی ۱۲۶ھ صحاح ستہ کے راویوں میں سے ہیں، ان کی وثاقت پر اجماع ہے، ابن حجر عسقلانی کے بقول ابن معین اور نسائی نے ثقہ کہا ہے اور ابن مدینی نے ان کے تین سو مشائخ بتائے ہیں جبکہ ابن معین نے ان کے مشائخ کی تعداد چار سو بتائی ہے کہ ان میں ستر یا اسی افراد ایسے ہیں جن سے سوائے سبیعی کے کسی نے روایت نہیں کی ہے، عجلی نے انھیں کوفی، تابعی اور ثقہ بتایا ہے اور ابو حاتم کا کہنا ہے کہ انھیں ابو اسحاق شیبانی سے زیادہ حدیثیں حفظ تھیں اور کثرت روایت اور رجال کی معلومات میں

۱۔ دار الکتب میں موجود ۸۰۷ھ کے نسخے کی فوٹو کاپی نجف اشرف میں کتب خانہ آیۃ ا...... حکیم میں موجود ہے.

زھری سے مشابہ تھے۔(۱)

ابن سعد نے بھی طبقات کی جلد ۷ ص ۳۱۳ پر ان کے حالات تحریر کئے ہیں۔

۳۔روایت محمد بن عمر بن علی

انھوں نے اپنے جد امیر المومنین سے بطور مرسل یا (بعض ماخذ کی رو سے) اپنے والد سے اور انھوں نے آنحضرت سے روایت کی اور محمد بن عمر سے ابو محمد کثیر بن زید اسلمی سہمی متوفی ۱۵۸ھ نے روایت کی ہے. دولابی نے ''الذریۃ الطاھرہ'' میں (جیسا کہ شمارہ ۷ میں مع سند ذکر ہوگا) نقل کیا ہے۔

اسی طرح عباس بن احمد صنعائی لکھتے ہیں: ''اس حدیث کی محمد بن عمر بن علی نے اپنے والد سے اور انھوں نے علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے......ابن جریر نے اس کو نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے.''(۲)

احوال وآثار

وہ ترمذی کے راویوں میں سے ہیں ابن حجر لکھتے ہیں: ''محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب ہاشمی کی ماں اسماء بنت عقیل تھیں، انھوں نے اپنے جد، اپنے والد، اپنے چچا محمد بن حنفیہ اور چچازاد بھائی علی بن الحسین بن علی سے مرسل روایت کی ہے اور محمد بن عمر سے ان کے بیٹے عبداللہ، عبیداللہ، عمر اور ابن جریج، ابن اسحاق، یحیی بن ایوب، ہشام بن سعد کے علاوہ اوروں نے بھی روایت کی ہے. ابن سعد کا کہنا ہے کہ ان سے روایت ہوئی ہے مگر کم ہوئی ہے،

۱۔تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۶۳ ۲۔تتمہ الروض النضیر ج ۵ ص ۳۴۴

اوائل خلافت بنی عباس کوانھوں نے درک کیا تھا، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ انھوں نے علی سے روایت کی ہے۔''(۱)

ذہبی نے انھیں ثقہ کہا ہے۔(۲)

۴۔روایت حکیم بن جبیر

انھوں نے حدیث ثقلین کی ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے روایت کی ہے اور حکیم بن جبیر سے عبداللہ بن بکیر غنوی نے روایت کی ہے اور ان کی حدیث کو حافظ طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں اس طرح نقل کیا ہے:

''مجھ سے محمد بن عبداللہ حضری (مطیّن) نے بیان کیا اور انہوں نے جعفر بن حمید سے انہوں نے عبداللہ بن بکیر غنوی سے انہوں نے حکیم بن جبیر سے انہوں نے ابوالطفیل سے اورانہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''میں تم سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہوں گا اور تم حوض کوثر پر میرے پاس پہونچو گے، اس حوض کی چوڑائی صنعاء سے بصرہ تک کی ہے، اس حوض کے کنارے سونے اور چاندی کے ظروف ستاروں کے مانند رکھے ہوئے ہیں پس دیکھو ''ثقلین'' کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے پوچھا یا رسولؐ اللہ وہ دوثقل کیا ہیں؟ فرمایا ان میں بزرگ کتاب خدا ہے جو ایک رسی ہے اور اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تم لوگوں کے ہاتھوں میں، اس کو مضبوطی سے پکڑو تاکہ گمراہ نہ ہو، اس کے بعد میری عترت ہے یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے

۱۔تہذیب التہذیب ج۹ص۳۲۱ ۲۔الکاشف ج۳ص۸۲

یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، میں نے ان دونوں کو اپنے پروردگار سے مانگا ہے لہذا ان دونوں سے نہ آگے بڑھ جانا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور نہ ہی پیچھے رہ جانا ورنہ تب بھی ہلاک ہو جاؤ گے اور دیکھو انھیں کچھ سیکھانا پڑھانا نہیں کیونکہ یہ تم سے زیادہ جانتے ہیں"(۱)

احوال وآثار

۱۔ابن حجر لکھتے ہیں: ''حکیم بن جبیر اسدی نے ابو جحیفہ اور ابوالطفیل سے روایت کی ہے اور حکیم سے اعمش، دونوں سفیان، زائدہ، فطر بن خلیفہ، شعبہ، شریک، علی بن صالح اور ایک جماعت نے روایت کی ہے.....حکیم کا سنن اربعہ کے راویوں میں سے ہونا اور دونوں سفیان اور شعبہ کا ان سے روایت کرنا ہی ان کی وثاقت کے لئے کافی ہے.''(۲)

۲۔ابن سعد نے کوفی راویوں کے تیسرے طبقے میں ان کو قرار دیا ہے.(۳)

۳۔بخاری نے اپنی ''التاریخ الکبیر'' میں ان کے حالات تحریر کئے ہیں.(۴)

۵۔روایت زکریا بن ابی زائدہ

زکریا نے عطیہ عوفی سے اور انہوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے اور زکریا سے یزید بن ہارون واسطی نے روایت کی ہے، ابوعبداللہ محاملی نے اپنی ''امالی (۵)'' میں ان کی

۱۔المعجم الکبیر ج ۳ حدیث نمبر ۲۶۸۱

۲۔تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۴۵

۳۔طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۳۲۶

۴۔تاریخ کبیر ج ۳ ص ۱۶ شمارہ ۵۶۵

۵۔صفحہ ۳۸ نسخہ در دارالکتب ظاہریہ دمشق

حدیث کو یوں نقل کیا ہے۔

''ہم سے اخوکر خویہ نے بیان کیا انہوں نے یزید بن ہارون سے انہوں نے زکریا سے انہوں نے عطیہ سے اور انہوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے اور وہ دو ثقل (ثقلین) ہیں ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت، آگاہ ہو جاؤ یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں.''

محاملی نے اپنی ''امالی'' میں حضرت علی سے بھی حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔

احوال وآثار

ارباب صحاح ستہ نے ان سے روایت کی ہے ابن حجر لکھتے ہیں: ''زکریا بن ابی زائدہ خالد بن میمون بن فیروز کے متعلق عبداللہ نے اپنے والد (احمد بن حنبل) سے نقل کیا ہے کہ یہ ثقہ اور ان کی حدیث شیریں ہے، عجلی نے ثقہ کہا ہے اور ابواسحاق سے ان کے اواخر عمر میں سماع حدیث کیا تھا اور کہا گیا ہے کہ شریک نے ان سے پہلے سماع حدیث کیا تھا، ابوداؤد اور نسائی نے ثقہ کہا ہے اور ابن نمیر نے سن وفات ۱۴۷ھ بتایا ہے.''(۱)

ابن سعد کہتے ہیں: ''فضل بن دکین کا کہنا ہے کہ ۱۴۸ھ میں ان کی وفات ہوئی اور وہ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں.''(۲)

ا۔طبقات ابن سعد ج۶ ص ۳۵۵　۲۔طبقات ابن سعد ج۶ ص ۳۶۴

۶۔روایت فطر بن خلیفہ مخزومی

انہوں نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے حدیث ثقلین کونقل کیا ہے اور زیاد بن منذر ا
الجارود نے اس سلسلہ میں ان کی پیروی کی ہے اور ان دونوں سے محمد بن کثیر عبدی نے
روایت کی ہے۔

سمہودی نے ''جواہر العقدین'' کے ذکر چہارم میں اور سخاوی نے ''استجلاب ارتقا
الغرف'' صفحہ۲۲ پر ان کی روایت کونقل کیا ہے۔

احوال وآثار

مخزومی، بخاری اور سنن اربعہ کے راویوں میں سے ہیں ابن حجر لکھتے ہیں: ''فطر بن خلیفہ
قرشی مخزومی نے اپنے والد اور ابوالطفیل عامر بن واثلہ اور ...... سے روایت کی ہے اور
مخزومی سے ابن مبارک، قطان، دونوں سفیان...... نے روایت کی ہے''
ابن سعد نے انھیں ثقہ کہا ہے.(۱)

۷۔روایت کثیر بن زید

انہوں نے محمد بن علی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور کثیر سے ابو عامر عقدی عبد
الملک بن عمر نے روایت کی ہے، ان کی حدیث کو ابو جعفر طحاوی نے مشکل الآثار ج۲ ص
۳۰۷ پر اور دولابی نے ''الذریۃ الطاہرہ'' کے آخری صفحہ پر نقل کیا ہے (۲) دولابی کہتے ہیں

۱۔طبقات ابن سعد ج۶ ص۳۶۴
۲۔ان کی روایت عبقات کی روایت نمبر۵۴ میں بیان ہو چکی ہے

''ہم سے ابراہیم بن مزروق نے بیان کیا انہوں نے ابو عامر عقدی (۱) سے انہوں نے کثیر بن زید سے انہوں نے محمد بن عمر بن علی سے اور انہوں نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ غدیر خم میں علی کا ہاتھ پکڑے ایک درخت کے پاس آئے اور فرمایا: کیا تم لوگ گواہی نہیں دیتے کہ خدا اور رسول تمھارے مولا ہیں؟ سب نے ہم آواز ہو کر کہا بیشک ایسا ہی ہے، اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے (یا کہا کہ یہ اس کا مولا ہے) میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو گمراہ نہ ہو گے کتاب خدا اور میرے اہلبیت''۔

سخاوی نے اس کی ''استجلاب'' میں اور سمہودی نے ''جواہر العقدین'' میں روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں:

''اسحاق بن راہویہ نے اس کو اپنی مسند میں کثیر بن زید سے انہوں نے محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے انہوں نے اپنے باپ اور دادا علی سے نقل کیا ہے اور یہ بہترین سلسلہء سند ہے اور دولابی نے ''الذریۃ الطاہرہ'' میں اسی طرح نقل کیا ہے اور جعابی نے ''الطالبین'' میں اس حدیث کو عبید اللہ بن موسی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبد اللہ بن حسن سے انہوں نے اپنے والد اور دادا علی سے نقل کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ پیغمبر اسلام

۲۔ان کی روایت عبقات کی روایت نمبر ۱۸ میں بیان ہو چکی ہے

نے فرمایا: میں تم میں ایسے جانشین چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر انھیں اختیار کیے رہوتو کبھی گمر
نہ ہوگے ایک کتاب خدا جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمھارے ہاتھو
میں اور دوسرے میری عترت واہلبیت."
اس کی خرگوشی نے بھی "شرف المصطفی" میں حضرت علی سے مرسل روایت کی ہے۔(ا

احوال وآثار

کثیر بن زید اسلمی، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے راویوں میں سے ہیں، ابن حجر
ان کی وثاقت کو ابن عمار موصلی اور ابن حبان سے نقل کیا ہے، ابن حجر لکھتے ہیں: "ابن حبا
نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن سعد کا کہنا ہے کہ خلافت ابوجعفر (منصور) کے زما
میں وفات پائی وہ کثیر الحدیث تھے. خلیفہ (بن خیاط) کا بیان ہے کہ انہوں نے ابوجعفر
خلافت کے آخری ایام میں وفات پائی اور ابوجعفر نے ۱۵۸ھ میں وفات پائی تھی، می
(ابن حجر) کہتا ہوں کہ ابن حبان نے پورے اعتماد سے ۱۵۸ھ سال وفات بتایا ہے...
(۲)"

۸۔روایت معروف بن خرّبوذ مکی

معروف مکی نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے اور انہوں نے حذیفہ بن اسید
روایت کی ہے اور معروف مکی سے زید بن حسن انماطی نے روایت کی ہے جس کا ذکر شمارہ

ا۔صفحہ۲۷نسخہ در دار الکتب ظاہریہ دمشق
۲۔ تہذیب التہذیب ج۷ ص۴۱۳

میں آئے گا۔

بخاری، مسلم، ابوداؤداور ابن ماجہ نے معروف مکی سے روایت کی ہے۔

احوال وآثار

ا۔ بخاری لکھتے ہیں: ''معروف بن خربوذ نے ابوالطفیل سے سماع حدیث کیااور معروف سے ابوعاصم اور عبیداللہ بن موسی نے روایت کی ہے، اور ابن عینیہ نے معروف بن مشکان ان کانام بتایاہے۔''(ا)

۲۔ابن ابی حاتم کہتے ہیں: ''معروف بن خربوذ مکی نے ابوالطفیل سے روایت کی ہے اور معروف سے ابوبکر بن عیاش، وکیع، محمد بن مھزم، زید بن حسن، ابوعاصم نبیل اور عبیداللہ بن موسی نے روایت کی ہے، عبدالرحمٰن کا کہنا ہے کہ معروف بن خربوذ کی حدیثیں لکھی جاتی تھیں اور وہ مکی ہیں۔''(۲)

۳۔ابن حجر لکھتے ہیں: ''معروف بن خربوذ نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ، ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین، محمد بن عمر اور ابن ابان سے روایت کی اور معروف سے فضل بن موسی سینائی، وکیع، ابوداؤد طیالسی، ابوبکر بن عیاش، عبداللہ بن داؤد خریبی، عبداللہ بن موسی اور ابوعاصم وغیرہ نے روایت کی ہے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیاہے، بخاری میں ان سے علم کے بارے میں ابوالطفیل کے توسط سے حضرت علی کی حدیث نقل ہوئی ہے۔''(۳)

۹۔روایت ابوالجحاف برجمی

ا۔التاریخ الکبیر ج۸ص۴۱۴ ۲۔الجرح والتعدیل ج۸ص۳۲۱ ۳۔تہذیب التہذیب ج۱۰ص۲۳۰

ابوالجحاف نے عطیہ سے اور انہوں نے ابوسعید خدری سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور تلید بن سلیمان محاربی، ابوسلیمان اعرج کوفی نے ابوالجحاف سے روایت کی ہے، اور احمد بن حنبل کی کتاب ''فضائل علی'' (ص ۴) کے اضافہ میں احمد کے بیٹے عبداللہ نے کہا ہے کہ مجھ کو اسماعیل بن موسی دختر زادہ ءسدی نے بیان کیا انہوں نے تلید سے انہوں نے ابوالجحاف سے انہوں نے عطیہ سے اور انہوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: ''میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے کتاب خدا اور میری عترت.''

احوال وآثار

ابوالجحاف برجی، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کے راویوں میں سے ہیں، ابن حجر لکھتے ہیں: ''ابوالجحاف داؤد بن ابی عوف سوید تمیمی کوفی نے عبدالرحمٰن بن صبیح سے اور ان سے دونوں سفیان، شریک، اسرائیل، عبدالسلام بن حرب اور ایک جماعت نے روایت کی ہے عبداللہ بن داؤد کا بیان ہے کہ سفیان نے ان کی تصدیق وتوثیق کی ہے، احمد اور ابن معین نے ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے.''(۱)

۱۰۔روایت صالح بن ابی الاسود

صالح نے اعمش سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے اور صالح سے عبدالرحمٰن بن صالح

۲۔تہذیب التہذیب ج۳ص۱۹۶، البتہ ابن حجر کے بقول ابن عدی نے ضعیف کہا ہے کیونکہ انہوں نے فضائل اہلبیت میں حدیث ثقلین جیسی حدیث کی روایت ہے اگر وہ انھیں ضعیف نہ کہتے تو وصیت پیغمبرؐ پر عمل کرنا پڑتا۔

ازدی نے روایت کی ہے جس کو حافظ طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں: ''
ہم سے محمد بن عبداللہ حضرمی مطین نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن صالح سے انہوں
نے صالح بن ابی الاسود سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عطیہ سے اور انہوں نے ابو
سعید سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: میری طلبی ہوئی ہے اور میں نے اس
پر لبیک کہدیا ہے میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو آسمان
سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں ایک دوسرے
سے کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، دیکھو میرے بعد
میرے اہلبیت کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو.'' (۱)

احوال وآثار

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے مراجعہ کیجئے ابن سعد کی طبقات ج ۶ ص ۳۸۲، ابن ابی
حاتم کی الجرح والتعدیل ج ۵ ص ۳۹۵ شمارہ ۱۷۲۸، ذہبی کی میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۸۸
، ابن حجر کی لسان المیزان ج ۳ ص ۱۶۶۔

۱۱۔ روایت ابوالجارود زیاد بن منذر

ابوالجارود نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور فطر بن
خلیفہ نے ان کی پیروی کی ہے اور ان دونوں سے محمد بن کثیر عبدی ابو عبداللہ بصری نے
روایت کی ہے۔

۱۔ المعجم الکبیر ج ۳ حدیث نمبر ۲۶۷۹

نورالدین سمہودی نے ''جواہرالعقدین'' کے ذکر چہارم میں اور سخاوی نے ''استجلاب'' ص۲۲پراس حدیث کونقل کیا ہے۔

احوال وآثار

یہ ترمذی کے راویوں میں سے ہیں، ابن حجر ان کے متعلق لکھتے ہیں: ''ابوالجارود زیاد بن منذر ہمدانی اور بعض کے بقول ھندی اور بعض کے بقول ثقفی کوفی نے عطیہ عوفی اور ابو الجحاف سے روایت کی ہے، احمد بن حنبل نے ان کی تضعیف کی ہے اور ابن عدی کا کہنا ہے کہ عموماً ان کی روایتیں فضائل اہلبیت میں ہوتی تھیں۔''(۱)

۱۲۔روایت ابوحاتم بن اسماعیل

حاتم نے جعفر بن محمد سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور حاتم سے محمد بن سعید بن اصفہانی نے روایت کی ہے، ابوجعفر عقیلی متوفی ۳۲۲ھ نے کتاب ''الضعفاء'' میں ان کی حدیث کو''عقیلی'' کے عنوان کے تحت نقل کیا ہے۔

احوال وآثار

حاتم ان لوگوں میں ہیں جن سے صحاح ستہ میں حدیثیں لی گئی ہیں، ابن حجر ان کے بارے میں لکھتے ہیں: ''حاتم بن اسماعیل مدنی ابواسماعیل حارثی کے بارے میں ابن سعد کا کہنا ہے کہ ان کا اصل وطن کوفہ تھا لیکن مدینہ منتقل ہو گئے تھے اور وہیں سکونت اختیار کر لی تھی ،۱۸۶ھ میں وفات پائی وہ ثقہ، مامون اور کثیر الحدیث تھے۔'' پھر ان کی وثاقت کو ابن حبان

۱۔تہذیب التہذیب ج۸ص۳۸۶

کی ''الثقات'' سے پیش کیا ہے.(۱)

۱۳۔روایت کثیر بن اسماعیل بن النواء

کثیر نے عطیہ بن سعید عوفی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ابومحمد مسعودی متوفی ۱۶۰ھ نے کثیر سے روایت کی ہے جس کو حافظ طبرانی نے ''المعجم الصغیر'' ج۱ص۱۳۱ پر نقل کیا ہے، ان کی روایت کو عبقات کے شمارہ ۶۵ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

احوال وآثار

النواء سے ترمذی نے روایت کی ہے ابن حجر ان کے متعلق لکھتے ہیں: ''کثیر بن اسماعیل (جنھیں ابن نافع بھی کہا جاتا ہے) النواء نے ابوجعفر اور عطیہ عوفی سے روایت کی ہے اور النواء سے فطر بن خلیفہ، یزید بن عبدالعزیز بن سیاہ اور مسعودی نے روایت کی ہے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے، میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ عجلی کے بقول ان کی حدیثیں درج کے قابل ہیں۔(۲)

۱۴۔روایت علی بن مسہر

علی بن مسہر نے عبدالملک بن ابی سلیمان سے روایت کی ہے اور علی بن مسہر سے منجاب بن حارث نے روایت کی ہے، ان کی حدیث کو طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں نقل کیا ہے،

۱۔تہذیب التہذیب ج۸ص۴۱۱

۲۔تہذیب التہذیب ج۸ص۴۱۱

طبرانی کا کہنا ہے: ''محمد بن عبداللہ حضرمی نے منجاب بن حارث سے انہوں نے علی بن مسہر سے انہوں نے عبدالملک بن ابی سلیمان سے انہوں نے عطیہ سے اور انہوں نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے ان میں سے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت و اہلبیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچیں۔'' (۱)

احوال وآثار

یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن سے جملہ ارباب صحاح ستہ نے حدیثیں نقل کی ہیں، ابن حجر لکھتے ہیں: '' حافظ ابوالحسن علی بن مسہر قرشی قاضی موصلی نے یحیی بن سعید انصاری، ہشام بن عروہ، عبیداللہ بن عمر، موسی جہنی، اسماعیل بن ابی خالد، اعمش اور عبدالملک بن ابی سلیمان سے روایت کی ہے، یحیی (بن معین) کا کہنا ہے وہ ابن نمیر سے اثبت ہیں، عجلی کا بیان ہے کہ علی بن مسہر ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے فقہ و حدیث کو جمع کیا وہ ثقہ ہیں، ابوزرعہ نے صدوق اور ثقہ اور نسائی نے ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ۱۸۹ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ عجلی نے بھی انھیں صاحب سنت، حدیث میں بھروسہ کے لائق اور ثبت کہا ہے، کوفیوں سے بہت زیادہ

۱۔ المعجم الکبیر ج۳ حدیث نمبر ۲۶۷۸

روایتیں کی ہیں، ابن سعد نے انھیں ثقہ اور بہت زیادہ حدیثوں کی روایت کرنے والا بتایا ہے."(۱)

ابن سعد کہتے ہیں: "ان کی کنیت ابوالحسن تھی اور قریش کے لئے پناہگاہ تھے، موصل کے قاضی تھے اور وہ ثقہ اور بہت زیادہ حدیثوں کے راوی ہیں."(۲)

ذہبی نے انھیں امام و حافظ سے متصف کیا ہے اور احمد، ابن معین اور عجلی سے ان کی وثاقت کو نقل کیا ہے.(۳)

۱۵۔روایت علی بن ثابت جزری

علی بن ثابت نے سفیان بن سلیمان سے انہوں نے ابواسحاق سے انہوں نے حارث سے اور انہوں نے حضرت علی سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے اور ان کی حدیث کو بزار نے اپنی مسند میں حسین بن علی بن جعفر سے نقل کیا ہے، عین عبارت "روایت حسین بن علی بن جعفر" (شمارہ ۴۶) میں بیان ہوگی۔

احوال و آثار

ا۔ابن سعد کہتے ہیں: "ان کی کنیت ابوالحسن اور عباس بن محمد ہاشمی کے غلام تھے، ان کا اصل وطن جزیرہ تھا لیکن بغداد میں ساکن ہو گئے تھے اور وہیں وفات پائی وہ ثقہ اور صدوق تھے."(۴)

ا۔تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۸۲ ۲۔طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۲۸۸

۳۔تذکرۃ الحفاظ شمارہ ۲۹۰ ۴۔طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۳۳۰

۲۔ خطیب بغدادی نے ان کا شرح حال قلمبند کرنے کے بعد ان کے شیوخ اور جنھوں نے جزری سے روایت کی ہے ان کے نام بتائے ہیں اور یحیی بن معین، احمد بن حنبل، محمد بن عبداللہ نمیر، ابن عمار، ابن سعد اور ابوداؤد سے ان کی وثاقت کو نقل کیا ہے. (۱)

۳۔ چونکہ جزری، ابوداؤد اور ترمذی کے راویوں میں سے ہیں اس لئے ابن حجر نے ان کا شرح حال لکھا ہے اور ابوزرعہ اور عجلی وغیرہ سے جزری کی وثاقت کو نقل کیا ہے. (۲)

۱۶۔ روایت عبداللہ بن سنان زھری

عبداللہ نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، حافظ ابن عقدہ نے ان کے طریق سے کتاب ''الموالات'' میں، ابوموسی مدینی نے کتاب ''الصحابہ'' میں ان سے ابن عقدہ کے توسط سے اور ابوالفتوح عجلی نے کتاب ''الموجز فی فضائل الخلفاء'' میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے اور سمہودی نے مذکورہ افراد سے جواہر العقدین میں اور سخاوی نے ''استجلاب'' میں ابن عقدہ اور ابوموسی مدینی کے طریق سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔

احوال و آثار

خطیب بغدادی لکھتے ہیں: ''عبداللہ بن سنان کوفی بغداد آئے اور وہیں ساکن ہو گئے اور وہاں زید بن اسلم اور ہشام بن عروہ سے روایت کی اور زھری سے احمد بن حاتم طویل داؤد بن رشید اور...... نے روایت کی ہے. (۳)

۱۔ تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۳۵۶ ۲۔ تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۸۸ ۳۔ تاریخ بغداد ج ۹ ص ۴۶۹

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے ذہبی کی میزان الاعتدال ج ۲ص ۴۳۶ اور ابن حجر کی لسان المیزان ج ۳ص ۲۹۶۔

۱۷۔روایت ہارون بن سعد عجلی

ہارون نے حدیث ثقلین کی عبدالرحمٰن بن ابی سعید خدری سے اور ہارون سے محمد بن ابی حفص عطار اور شیخ حافظ عقیلی نے روایت کی ہے، عقیلی نے اس حدیث کو ہارون بن سعد کے حالات میں کتاب الضعفاء جز ۱۲ص ۲۸۸ پر نقل کیا ہے، عقیلی متوفی ۳۲۲ھ کے شرح حال (شمارہ ۶۲) میں سند و متن حدیث پیش کی جائے گی۔

احوال و آثار

۱۔ابن حجر نے ان کا شرح حال لکھا ہے اور ان کے لئے ''م'' کا رمز رکھا یعنی وہ مسلم کے راویوں میں سے ہیں اور ابن معین اور ابن ابی حاتم سے نقل کیا ہے کہ ان دونوں نے عجلی کے بارے میں کہا ہے کہ ان سے حدیث لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے.(۱)

۲۔ذہبی کہتے ہیں وہ صدوق ہیں (۲)

۳۔ذہبی نے ان کے حالات تحریر کرنے کے بعد حدیث ثقلین کی ان سے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ عجلی بذات خود صدوق و راستگو تھے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی سعید خدری سے اور عجلی سے محمد بن ابی حفص عطار نے حدیث نقل کی ہے.(۳)

۱۔تہذیب التہذیب ج ۱۱ص ۶ ۲۔الکاشف ج ۳ص ۲۱۴ ۳۔میزان الاعتدال ج ۴ص ۲۸۴

۱۸۔ روایت یونس بن ارقم

یونس نے ہارون بن سعد سے اور عبدالحمید بن صبیح نے یونس سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان کی حدیث کو حافظ طبرانی نے "المعجم الصغیر" میں اور خطیب بغدادی نے "تلخیص المتشابہ فی الرسم" میں نقل کیا ہے طبرانی کہتے ہیں: "حسن بن مسلم طبیب صنعانی نے عبدالحمید بن صبیح سے انہوں نے یونس بن ارقم سے انہوں نے ہارون بن سعد سے انہوں نے عطیہ سے اور انہوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے کتاب خدا اور میری عترت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں۔"(۱)

ان سے اس روایت کو خطیب بغدادی نے "تلخیص المتشابہ فی الرسم" ص ۲۹ پر حسن بن مسلم کے شرح حال میں نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں ابوالفرج محمد بن عبداللہ بن احمد بن شہریار اصفہانی نے اصفہان میں مجھ سے بیان کیا اور انہوں نے ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی سے اور انہوں نے حسن بن مسلم سے..........

احوال وآثار

۱۔ بخاری نے ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے اور کوئی جرح نہیں کی ہے اور کہا ہے کہ "وہ شیعہ تھے، زید بن زیاد سے حدیث سنی، معروف الحدیث ہیں اور ان سے محمد بن

۱۔ المعجم الصغیر ج۱ ص۱۳۵

عقبہ نے روایت کی ہے۔''(۱)

۲۔ابن ابی حاتم نے ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے۔

۳۔ابن حجر کہتے ہیں: ''یونس بن ارقم کندی بصری نے یزید بن ابی زیاد وغیرہ سے اور یونس سے عبداللہ بن عمر قواریری، حمید بن مسعدہ اور محمد بن عقبہ نے روایت کی ہے، بخاری نے کہا ہے وہ کوفی، معروف الحدیث اور شیعہ تھے اور ابن حبان نے بھی ''الثقات'' میں یہی باتیں کہی ہیں مگر کہا ہے کہ وہ بصری تھے'' (۲)

۴۔ابن حجر لسان المیزان میں کہتے ہیں: ''ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ شیعہ تھے، بزار نے اپنی مسند میں کہا ہے کہ یونس بن ارقم صدوق اور باوجودیکہ وہ کٹر شیعہ تھے پھر بھی اہل علم ان سے حدیثیں لیتے تھے۔''

۱۹۔روایت عثمان بن مغیرہ

عثمان نے علی بن ربیعہ والبی سے اور اسرائیل بن یونس سبیعی نے عثمان سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، ان کی حدیث کو طحاوی متوفی ۳۲۱ھ نے نقل کیا ہے (۳) اس کو روایت طحاوی (شمارہ ۶۱) میں بیان کریں گے نیز احمد بن حنبل نے اپنی مسند ج ۴ ص ۳۷ پر اور ''فضائل علی'' کے شمارہ ۹۲ پر اسود بن عامر سے انہوں نے اسرائیل سے اور انہوں نے عثمان سے اسی سند و متن کے ساتھ نقل کیا ہے۔

احوال و آثار

۱۔التاریخ الکبیر ج ۸ ص ۴۱۰ ۲۔لسان المیزان ج ۶ ص ۳۳۱ ۳۔مشکل الآثار ج ۴ ص ۳۶۸

عثمان بن مغیرہ بخاری اور سنن اربعہ کے راویوں میں سے ہیں، ابن حجران کے متعلق لکھتے ہیں: ''عثمان بن مغیرہ ثقفی وہی عثمان اعشی اور عثمان بن ابی زرعہ ہیں، انہوں نے زید بن وہب......اور علی بن ربیعہ والبی سے اور عثمان سے شعبہ، اسرائیل، ثوری اور شریک نے روایت کی ہے، صالح بن احمد (بن حنبل) نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ عثمان بن مغیرہ وہی عثمان بن ابی زرعہ، عثمان اعشی اور عثمان ثقفی کوفی ثقہ ہیں......ابن معین، ابو حاتم، نسائی اور عبدالغنی بن سعید نے ان کو ثقہ کہا ہے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور میں کہتا ہوں کہ عجلی اور ابن نمیر نے ان کی توثیق کی ہے۔''(۱)

۲۰۔ روایت زید بن حسن انماطی

زید بن حسن انماطی نے حدیث ثقلین کی تین طرق واسناد سے روایت کی ہے۔

ا۔انماطی نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے جابر سے روایت کی ہے (جابر کہتے ہیں) کہ حج میں بروز عرفہ رسولؐ اللہ کو ناقہء قصویٰ پر سوار خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اور میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا کہ اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، ایک کتاب خدا اور دوسرے میر ی عترت واہلبیت۔

اس روایت کو حافظ طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' حدیث نمبر ۲۶۸۰ پر مطین سے انہوں نے نصر بن عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے زید بن حسن سے نقل کیا ہے۔

ا۔تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۱۵۵

۲۔انماطی نے معروف بن خربوذ سے انہوں نے ابوالطفیل سے اور انہوں نے حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم سے پہلے اس دنیا سے جاؤں گا اور تم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہو گے، اس حوض کی چوڑائی صنعاء سے بصریٰ کی مسافت کے برابر ہے اور اس کے گرد ستاروں کے مانند چاندی کے ظروف ہیں جب تم آؤ گے تو ثقلین کے بارے میں تم سے سوال کروں گا، پس دیکھو ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، ان میں بزرگ کتاب خدا ہے جو ایک رسی ہے اور اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تم لوگوں کے ہاتھوں میں ہے، اس کو مضبوطی سے پکڑو اور گمراہ نہ ہو اور اس میں تغیر نہ کرو اور میری عترت و اہلبیت اس لئے کہ خدائے لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں۔

اس حدیث کو حافظ ابوالعباس حسن بن سفیان نسوی متوفی ۳۰۳ھ صاحب ''المسند الکبیر'' نے نصر بن عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے زید بن حسن انماطی سے نقل کیا ہے. حافظ ابونعیم اصفہانی نے حذیفہ بن اسید (۱) کے شرح حال میں اپنے شیخ محمد بن احمد بن حمدان سے اور انہوں نے حسن بن سفیان سے نقل کیا ہے، سمہودی نے ''جواہر العقدین'' میں اس کو بیان کیا ہے، ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور دیگر محدثین نے اس حدیث کو زید بن حسن انماطی سے نقل کیا ہے، اسی طرح حافظ طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں اس حدیث کو دو طریق سے نقل کیا

۱۔الحلیۃ الاولیاء ج۱ ص۵۵

ہے۔

۱۔طبرانی نے محمد فضل سقطی سے انہوں نے سعید بن سلیمان سے اور انہوں نے زید بن حسن انماطی سے.....

۲۔طبرانی نے مطیّن اور زکریا بن یحیٰی ساجی سے انہوں نے نصر بن عبدالرحمٰن وشّاء سے اور انہوں نے زید بن حسن انماطی سے.....(۱)

حافظ ھیثمی نے ''مجمع الزوائد'' کے باب المناقب میں حافظ طبرانی سے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس کے سلسلہ ءسند میں زید بن حسن انماطی ہے جس کو ابن حبان نے ثقہ کہا ہے اور ان دونوں اسناد میں سے ایک میں سارے کے سارے راوی ثقہ ہیں (۲).

خطیب بغدادی نے زید بن حسن انماطی کے شرح حال میں حسین بن عمر بن برہان غزّال سے انہوں نے محمد بن حسن نقاش سے انہوں نے مطیّن سے اسی سند و متن کیساتھ اس حدیث کو نقل کیا ہے البتہ اس تفاوت سے کہ اس کے آخر میں لفظ ''عترت'' کو حذف کر دیا ہے اور اسے ''اس میں تغیر نہ دینا'' تک نقل کیا ہے (۳)

آخر اس حدیث پیغمبرؐ میں کتر بیونت کیوں کی؟ کیا یہ اہلبیتؑ پیغمبر کی دشمنی میں نہیں کیا گیا ہے؟۔

۳۔زید بن حسن نے حدیث ثقلین کی معروف بن خرّبوذ سے انہوں نے ابوالطفیل

۱۔المعجم الکبیر ج۳ حدیث نمبر ۲۶۸۳　۲۔مجمع الزوائد ج۹ ص۱۶۴　۳۔تاریخ بغداد ج۸ ص۴۴۲

سے اور انہوں نے حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے حج سے واپسی پر اصحاب کو ایک جگہ روکا اور وہاں کی جگہ صاف کرنے کا حکم دیا پھر ان کے ساتھ آپ نے نماز پڑھی نماز کے بعد خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! خداوند عالم نے مجھے خبر دی ہے کہ ہر ایک نبی کی عمر اس کے پہلے نبی کی عمر سے نصف ہوئی ہے، عنقریب مجھے پیغام اجل ملنے والا ہے اور میں اس پر لبیک کہوں گا مجھ سے بھی سوال کیا جائے گا اور تم سے بھی سوال کیا جائے گا تم کیا جواب دو گے؟ سب نے ہم آواز ہو کر کہا ہم کہیں گے آپ نے پیغام پہونچا دیا اور ہمیں نصیحت کی خداوند عالم آپ کو جزائے خیر دے، پھر آپ نے فرمایا کیا تم گواہی نہیں دیتے کہ خدا ایک ہے محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے، جنت حق ہے جہنم حق ہے، قیامت ضرور آئے گی، نشر بعد موت حق ہے، سب نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ سب حق ہیں، آپ نے فرمایا خداوندا گواہ رہیو، اے لوگو! خدا میرا مولا ہے اور میں تمام مومنین کا مولا ہوں، میں مومنین کی جانوں پر اولی بالتصرف ہوں پس جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی مولا ہے بارالہا دوست رکھ اس کو جو اسے دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس سے دشمنی رکھے!۔

پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! میں تم سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہوں گا اور تم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوگے ایسا حوض جس کی چوڑائی بصریٰ سے صنعاء کی مسافت کے برابر ہے اور اس کے اطراف میں ستاروں کی مانند چاندی کے کاسے رکھے ہیں، جب تم میرے پاس آؤ گے تو ثقلین کے بارے میں تم سے سوال کروں گا، پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا

سلوک کرتے ہو ثقل اکبر کتاب خدا ہے جو ایسی رسی ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے، پس اس رسی کو مضبوطی سے پکڑ و اور گمراہ نہ ہو اور اس میں تغیر نہ کرو اور دوسرے میری عترت واہلبیت ہیں جن کے بارے میں خدائے لطیف نے خبر دی ہے کہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں.

اس روایت کو حافظ طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' ج ۳ حدیث نمبر ۳۰۵۲ پر دو طریق سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں:

محمد بن عبداللہ حضرمی (مطیّن) اور زکریا بن یحیی ساجی نے نصر بن عبدالرحمٰن وشاء سے نقل کیا ہے، اسی طرح ہم سے احمد بن قاسم بن مساور جوہری نے بیان کیا انہوں نے سعید بن سلیمان واسطی سے اور ان دونوں نے زید بن حسن انماطی سے انہوں نے معروف بن خربوذ سے انہوں نے ابوالطفیل سے انہوں نے حذیفہ بن اسید سے روایت کی ہے۔

اس روایت کو حافظ ھیثمی نے مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۶۵ پر، ابن حجر نے الصواعق المحرقہ ص ۲۵ پر اور حلبی نے اپنی سیرت ج ۳ ص ۳۰۱ پر اور ان سب نے طبرانی کی المعجم الکبیر سے نقل کیا ہے۔

حافظ ابن عساکر نے ''تاریخ مدینہ دمشق'' ج ۱ ص ۴۵ حدیث نمبر ۵۴۵ پر شرح حال امیر المومنین میں اس حدیث کو نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں: ہم کو ابو بکر محمد بن حسین بن مزرفی نے بتایا انہوں نے ابوالحسین محمد بن مہتدی سے انہوں نے ابوالحسن علی بن عمر بن محمد بن حسن سے انہوں نے عباس بن احمد برقی سے انہوں نے نصر بن عبدالرحمٰن ابو سلیمان وشاء سے انہوں

نے زید بن حسن انماطی سے......اس کے بعد وہی سند و متن ہے۔

نیز ابن کثیر نے البدایۃ والنھایۃ ج ۷ ص ۳۴۸ پر حافظ ابن عساکر سے روایت کی ہے اور آخر میں کہا ہے کہ ابن عساکر نے ان سب کی معروف کے طریق سے روایت کی ہے

احوال و آثار

۱۔حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ''ابوالحسین زید بن حسن قرشی کوفی نے جعفر بن محمد بن حسین، معروف بن خرّ بوذ اور علی بن مبارک ھنائی سے اور زید سے اسحاق بن راہویہ، سعید بن سلیمان واسطی، علی بن مدینی، نصر بن عبدالرحمٰن وشاء اور نصر بن مزاحم نے روایت کی ہے، ابو حاتم کا کہنا ہے کہ وہ کوفہ کے رہنے والے تھے اور بغداد میں آئے تھے اور ان کی حدیث منکر ہے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے، ترمذی نے ان سے صرف ایک حدیث باب حج میں نقل کی ہے.(۱)

۲۔سمعانی کہتے ہیں: ''ابوالحسین زید بن حسن قرشی کوفی انماطی نے معروف بن خرّ بوذ، علی بن مبارک، جعفر بن محمد بن علی سے اور ابوالحسین زید سے سعید بن سلیمان واسطی نے روایت کی ہے.''(۲)

۳۔خطیب بغدادی نے یہی باتیں کہنے کے بعد ان سے حدیث ثقلین کی روایت ہے (۳).

۱۔تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۴۰۶ ۲۔الانساب۔انماطی ۳۔تاریخ بغداد ج ۸ ص ۴۲۲

۲۱۔روایت جعفر بن عون مخزومی

جعفر نے ابو حیان یحیی بن سعید تیمی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور جعفر کی حدیث کو حافظ عبد بن حمید کشی نے اپنی مسند میں (۱) اور حافظ دارمی (۲) نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں: ''ہم کو جعفر بن عون نے بتایا انہوں نے ابوحیان تیمی سے اور انہوں نے یزید بن حیان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے زید بن ارقم کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول خدا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں ایک بشر ہوں اور عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں ہدایت ونور ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو پھر کتاب خدا کی طرف ترغیب وتشویق کے بعد فرمایا اور دوسرے میرے اہلبیت ، پھر تین مرتبہ ارشاد فرمایا: میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں''۔

ابراہیم بن اسحاق زھری نے بھی اس کی جعفر بن عون سے روایت کی ہے جس کی بیہقی نے اپنی سند سے (۳) روایت کی ہے اور ہم اسے روایت یعلی بن عبید (شمارہ ۲۳) میں بیان کریں گے۔

اسی طرح ابو احمد بن محمد عبد الوھاب فراء عبدی نے بھی جعفر بن عون سے روایت کی

۱۔نسخہ قدیم سے ۱۰۹۰ میں استنساخ شدہ نسخہ جو کتب خانہ صوفیا کے میوزیم میں ہے اس کا شمارہ ۸۹۴ ہے
۲۔سنن بیہقی ج ۱۰ص ۱۱۳ ۳۔سنن بیہقی ج ۱۰ص ۱۱۳

ہے جسے حاکم نیشاپوری نے حسن بن یعقوب سے انہوں نے فراء عبدی سے اور انہوں نے جعفر بن عون سے نقل کیا ہے حافظ بیہقی (۱) اور ابن عساکر نے اپنے شیوخ کی معجم میں اس حدیث کو حاکم کے طریق اور اسی سند سے نقل کیا ہے، نیز حافظ بیہقی (۲) نے دوسرے اسناد سے فراء عبدی کے طریق سے جعفر بن عون سے اسی سند و متن کے ساتھ نقل کیا ہے۔

احوال و آثار

۱۔ حافظ ابن حجر نے ''ع'' کو ان کا رمز قرار دیا ہے (یعنی وہ صحاح ستہ کے راویوں میں سے ہیں) وہ کہتے ہیں: ''ابو عون جعفر بن عون جعفر بن عمر بن حریث مخزومی کوفی نے اسماعیل بن ابی خالد، ابراہیم بن مسلم ہجری، اعمش، ہشام بن عروہ، یحیی بن سعید مسعودی، ابو عمیس، عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور جعفر بن عون سے احمد بن حنبل، حسن بن علی حلوانی، اسحاق بن راہویہ، عبد بن حمید، بندار، ہارون حمّال، ابوشیبہ کے دو بیٹے، ابوخثیمہ، حسن بن علی بن عفان اور ان کے آخری شاگرد محمد بن احمد بن ابی المثنی موصلی نے روایت کی ہے۔

احمد کا بیان ہے وہ بندہء صالح ہیں اور ان سے حدیث لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ، ابو احمد فراء کا کہنا ہے کہ احمد نے مجھ سے کہا کہ جعفر بن عون تم کو مبارک ہو، ابن معین نے ان کو ثقہ اور ابو حاتم نے صدوق کہا ہے، بخاری کے بقول ۲۰۶ھ میں اور ابو داؤد کے بقول ۲۰۷ھ میں ۸۷ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

۱۔ سنن بیہقی ج ۲ ص ۱۴۸ ۲۔ سنن بیہقی ج ۷ ص ۳۰

میں کہتا ہوں کہ ابن حبان اور ابن شاہین نے اپنی ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن قانع نے ''وفیات'' میں ثقہ کہا ہے.'' (۱)

۲۔ ابن سعد کا بیان ہے: ''جعفر بن عون بن جعفر بن عمرو بن حریث مخزومی کی کنیت ابو عون ہے، انہوں نے دوشنبہ ۱۱/ شعبان ۲۰۹ھ کو خلافت مامون میں کوفہ میں وفات پائی وہ ثقہ اور بہت زیادہ حدیثوں کے راوی ہیں.'' (۲)

۲۲۔ روایت زید بن ہارون

زید نے زکریا بن ابی زائدہ سے اور محاملی نے اپنی امالی میں اخوکر خویہ کے توسط سے زید بن ہارون سے روایت کی ہے ان کی روایت، روایت زکریا بن ابی زائدہ (شمارہ ۵) میں بیان ہو چکی ہے۔

احوال وآثار

یہ صحاح ستہ کے راویوں میں سے ہیں ابن حجر ان کے متعلق لکھتے ہیں: ''یزید بن ہارون بن زادی (زادن بھی کہا جاتا ہے) عظیم شخصیت کے حامل اور مشہور حفاظ میں سے ہیں، کہا جاتا ہے کہ ان کا اصل وطن بخارا تھا، ابن مدینی نے ان کو ثقہ کہا ہے اور دوسری جگہ کہا ہے کہ ان سے بڑا حافظ میں نے نہیں دیکھا ، ابن معین نے ثقہ، عجلی نے ثقہ اور ثبت، ابوحاتم نے ثقہ، امام، صدوق، یعقوب بن شیبہ نے ثقہ اور ابن قانع نے ثقہ اور مامون کہا ہے.'' (۳)
اسلم بن سہل بحشل نے تاریخ پیدائش ۱۱۸ھ اور تاریخ وفات ۲۰۶ھ بتائی ہے اور ہیثم سے نقل

۱۔ تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۱۰۱ ۲۔ طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۳۹۶ ۳۔ تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۳۶۶

کیا ہے کہ مصریوں میں یزید بن ہارون جیسا کوئی نہیں تھا.(۱)

۲۲۳۔ روایت یعلی بن عبید طنافسی

حدیث ثقلین کی یعلی بن عبید نے ابوحیان تیمی سے اور ابراہیم بن اسحاق زھری نے جعفر بن عون سے روایت کی ہے۔

حافظ بیہقی نے کتاب آداب قاضی سے ان کی روایت کونقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ''ہم سے قاضی کوفہ ابومحمد جناح بن نذیر بن جناح نے بتایا انہوں نے ابوجعفر محمد بن علی رحیم شیبانی سے انہوں نے ابراہیم بن اسحاق زھری سے انہوں نے جعفر (جعفر بن عون) سے اور یعلی بن عبید نے ابوحیان تیمی سے اور انہوں نے یزید بن حیان سے روایت کی ہے، یزید کا بیان ہے کہ میں نے زید بن ارقم کو کہتے ہوئے سنا کہ ایک دن رسول خداؐ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں ایک بشر ہوں اور عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں ہدایت ونور ہے اس کومضبوطی سے پکڑے رکھو، پھر آنحضرتؐ نے کتاب خدا کی طرف ترغیب وتشویق دینے کے بعد ارشاد فرمایا اور میرے اہلبیت! پھر تین مرتبہ فرمایا میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، اس روایت کومسلم نے اپنی صحیح میں ابوحیان سے نقل کیا ہے.''(۲)

احوال وآثار

۱۔تاریخ واسط ص ۱۵۸
۲۔سنن بیہقی ج ۱۰ ص ۱۳

یہ ان اشخاص میں سے ہیں جن سے تمام ارباب صحاح ستہ نے روایتیں لی ہیں، ابن حجر ان کے بارے میں لکھتے ہیں: ''یعلی بن عبید بن ابی امیہ ایاذی کے متعلق اسحاق بن منصور نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ وہ ثقہ ہیں، عثمان دارمی نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ سفیان سے نقل حدیث کرنے میں ضعیف اور بقیہ میں ثقہ ہیں، ابوحاتم نے کہا ہے وہ صدوق اور اپنے دوسرے بھائیوں کی نسبت حدیث میں اثبت ہیں، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور احمد بن یونس کا بیان ہے کہ یعلی بن عبید سے زیادہ مخلص اور افضل نہیں دیکھا انہوں نے شوال ۲۰۹ھ میں وفات پائی، جب کہ ابن حبان نے ماہ رمضان ۲۰۷ھ سال وفات بتایا ہے.''(۱)

۲۴۔روایت عبیداللہ بن موسیٰ عبسی

انہوں نے حدیث ثقلین کو اپنے والد، اسرائیل بن یونس سبیعی، شریک بن عبداللہ قاضی، ابواسرائیل ملائی اور فضیل بن مرزوق سے نقل کیا ہے اور عبیداللہ کی حدیث کی حافظ یعقوب بن سفیان فسوی نے اپنی کتاب (۲) میں روایت کی ہے جس کے اسناد و الفاظ یعقوب بن سفیان (شمارہ ۴۸) میں حدیث نمبر ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، میں بیان ہوں گے۔

اپنے باپ سے مروی ان کی حدیث کو حافظ ابوبکر جعابی نے کتاب ''الطالبین'' میں نقل کیا ہے اور ان سے حافظ سخاوی نے ''استجلاب ارتقاء الغرف'' (۳) میں اور نور الدین سمہودی نے ''جواھر العقدین'' میں نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں جعابی نے ''الطالبین'' میں عبید

۱۔تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۴۰۲ ۲۔المعرفۃ والتاریخ ج ۱ ص ۵۳۶ ۳۔صفحہ ۲۴

اللہ بن موسی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہ بن حسن سے انہوں نے اپنے باپ اور دادا سے اور انہوں نے علی سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: ''میں تم میں ایسی چیز کو اپنا خلیفہ چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا تمھارے ہاتھوں میں ہے اور دوسرے میری عترت و اہلبیت ، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں''۔

پھر سخاوی اور سمہودی کہتے ہیں اس حدیث کی بزّاز نے روایت کی ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں: ''میری روح قبض ہونے والی ہے تمھارے درمیان میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں یعنی کتاب خدا اور میری عترت و اہلبیت ،تم ان دونوں (سے وابستہ رہنے) کے بعد کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے''

احوال وآثار

ا۔ابن سعد لکھتے ہیں: ''عبیداللہ بن موسیٰ بن مختار(ا) کی کنیت ابو محمد تھی ،انہوں نے عیسی بن عمر اور علی بن صالح بن حی کے سامنے قرائتِ حدیث کی اور مسجد میں قرآن کی قرائت کرتے تھے،آخر شوال ۲۱۳ھ میں زمانہ خلافت مامون میں کوفہ میں وفات پائی وہ ثقہ ،صدوق ، بہت زیادہ حدیثوں کے راوی اور خوش قیافہ تھے ، وہ شیعہ تھے اور شیعیت سے متعلق حدیثوں کی روایت کرتے تھے''(۲)

ا۔لیکن صحیح ابن ابی المختار ہے اور یہی دوسرے ماخذ میں بھی ہے　　　۲۔طبقات ابن سعد ج۶ ص۴۰۰

۲۔ذہبی نے ''ع'' کا رمز ان کے لئے قرار دیا ہے یعنی کل ارباب صحاح ستہ نے ان سے روایت کی، ان کی توثیق کی اور ان کو عظیم شخصیت اور حافظ سے متصف کیا ہے، کہا گیا ہے کہ ۲۱۳ھ میں وفات پائی.(۱)

۳۔جزری کہتے ہیں: ''ابومحمد عبیداللہ بن موسی بن باذام بن ابی المختار عبسی حافظ اور ثقہ تھے مگر وہ شیعہ تھے ان سے بخاری بلا واسطہ اور ارباب صحاح ستہ میں بقیہ نے بالواسطہ حدیثیں نقل کی ہیں، یحیی بن معین وغیرہ نے ثقہ کہا ہے، قاضی اسد کا بیان ہے عبیداللہ بن موسی بن مختار روایت کرنے میں مشہور اور نقل حدیث میں ثقہ، قرائت اور قرآن و حدیث اور فقہ و فرائض میں معروف تھے، علم و درایت اور فضل و معرفت میں شاخص کی حیثیت رکھتے تھے، وہ زاہد و متقی اور عالم باعمل تھے، حمزہ کے سامنے قرائت کی اور بخاری کے بقول ۲۱۳ھ میں وفات پائی'.(۲)

۴۔حافظ ابن حجر نے انھیں حافظ سے متصف کیا ہے اور ان کیلئے ''ع'' کا رمز قرار دیا ہے (یعنی کل ارباب صحاح ستہ نے ان سے روایتیں لی ہیں) وہ کہتے ہیں: ''حافظ ابومحمد عبید اللہ بن موسی بن ابی المختار عبسی کوفی سے ارباب صحاح ستہ میں سے بخاری نے بلا واسطہ اور بقیہ پانچ نے بالواسطہ حدیثیں لی ہیں۔

ابن ابی خثیمہ نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ وہ ثقہ ہیں، ابوحاتم نے انہیں صدوق، ثقہ اور حدیث کو بنحو احسن بیان کرنے والا بتایا ہے، احمد بن عبداللہ عجلی ان کے متعلق کہتے ہیں کہ

۱۔الکاشف ج۲ص۲۳۴ ۲۔طبقات القراء ج۱ص۴۹۳

عبید اللہ بن موسی بڑے عالم قرآن و صاحب معرفت تھے میں نے انھیں کبھی سر بلند کیے ہوئے یا ہنستے ہوئے نہیں دیکھا، ابن عدی نے ثقہ کہا ہے اور حاکم نے قاسم سیاری سے اور انہوں نے حافظ ابو مسلم بغدادی کو کہتے ہوئے سنا کہ عبید اللہ بن موسی متروکین میں سے ہیں ،احمد نے ان کے شیعہ ہونے کی وجہ سے ان سے حدیثیں نہیں لیں اور احمد کی عبدالرزاق سے روایت کرنے پر سرزنش ہوئی ہے۔"(۱)

میں کہتا ہوں کہ تمام ارباب صحاح ستہ اور آئمہ جرح وتعدیل کی نظر میں معزز ہیں اور ان سبھی نے ان سے روایت کی ہے، ان کو موثق کہا ہے، اور حافظ، زاہد، متقی اور عالم وفقیہ سے متصف کیا ہے، تو پھر احمد نے ان کو کیوں نظر انداز کیا؟ صرف اس وجہ سے انہوں نے نظر انداز کیا تھا کہ وہ شیعہ تھے یعنی وہ علی کی ولایت کو تسلیم کرتے تھے نہ کہ معاویہ کی ولایت کو ، کیونکہ خدا اور اس کے رسولؐ نے اسی کا حکم دیا تھا اور صحیح اور متواتر حدیثیں جنھیں خود احمد نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے اگر انھیں خلافت پر نص صریح نہ مانیں تب بھی آپ کی دوستی پر تو دلالت کرتی ہیں تو پھر محبّ علی ہونے کی وجہ سے کیوں احمد نے ان کی حدیثیں چھوڑ دیں؟ کیا وہ آنحضرتؐ کی یہ حدیث بھول گئے تھے کہ "اے علی تم کو سوائے مومن کے کوئی دوست نہیں رکھے گا اور سوائے منافق کے کوئی تمھیں دشمن نہیں رکھے" جب مسلم، ترمذی، نسائی اور خود احمد نے بہت سے طرق واسناد سے اس حدیث کی روایت کی ہے تو پھر کس طرح احمد نے ایک مومن کی روایت کو چھوڑ کر ایک منافق سے روایت کرنے کے بعد اس کی توثیق کی؟

۱۔تہذیب التہذیب ج۷ص۵۰

خطیب کہتے ہیں: ''ابوزکریا غلام احمد بن ابی خثیمہ نے مجھ سے نقل کیا کہ رصافہ کی جامع مسجد میں میں بیٹھا ہوا تھا جیسے ہی یحیی بن معین نے نماز ظہر تمام کی تو دیکھا کہ احمد بن حنبل کا ایلچی ان کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کے برادر ابوعبداللہ احمد بن حنبل نے سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ یہ شخص (یعنی ابوخثیمہ) عبیداللہ بن موسی عبسی سے بہت زیادہ حدیثیں نقل کرتا ہے جب کہ میں نے اور تم نے اس کو معاویہ بن سفیان کو برا بھلا کہتے ہوئے دیکھا ہے اسی وجہ سے میں اس سے حدیثیں نہیں لیتا، راوی کہتا ہے کہ یحیی بن معین نے سر اٹھایا اور اس ایلچی سے کہا ابوعبداللہ احمد بن حنبل کو میرا اسلام کہنا اور کہدینا کہ میں نے اور تم (احمد) نے عبد الرزاق کو بھی عثمان بن عفان کو برا بھلا کہتے دیکھا ہے لہذا تم ان سے بھی حدیث لینا چھوڑ دو کیونکہ عثمان معاویہ سے افضل ہیں۔'' (۱)

اسی بات کو ابن حجر نے اپنی عادت کے مطابق مبہم انداز میں بیان کیا ہے، یعنی یہ کہ ''احمد کی عبدالرزاق سے روایت کرنے کی وجہ سے سرزنش ہوئی ہے''

احمد نے عبیداللہ بن مقسی سے صرف اس لئے روایت نہیں لی کہ وہ معاویہ کو برا بھلا کہتے تھے جب کہ اسی کے مقابلے میں اسحاق بن سوید عدوی بصری کہ جو حضرت علی کو برا بھلا کہتا تھا ابن حجر (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۳۶) کے بقول احمد نے اس کی توثیق کی ہے۔

ابن حجر کی تہذیب التہذیب، خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد، ابن عساکر کی تاریخ دمشق، کمال الدین ابن عدیم کی بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب اور ذہبی کی تاریخ الاسلام وغیرہ

۱۔ تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۴۲۷

کے بقول حریز بن عثمان حمصی ناصبی، دشمن علی تھا اور آپ پر صبح و شام لعنت کرتا تھا مگر مذکورہ کتابوں کے بقول احمد نے اس کی توثیق کی ہے اور کہا ہے ثقہ ہیں ثقہ ہیں؟ شام میں ان سے اثبت کوئی نہیں ہے!

ابن حجر لکھتے ہیں: ''حریز بن عثمان بن جبیر بن ابی احمر بن اسعد رجبی مشرقی حمصی کے بارے میں آجری نے ابوداؤد سے نقل کیا ہے کہ حریز کے سارے شیوخ ثقہ ہیں اور آجری نے حریز کے بارے میں احمد بن حنبل سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا ثقہ ہیں ثقہ ہیں! اور یہ بھی کہا کہ شام میں ان سے اثبت کوئی نہیں ہے. احمد کے سامنے حریز، ابوبکر بن مریم اور صفوان کا تذکرہ ہوا تو احمد نے کہا کہ حریز صحیح الحدیث ہے مگر وہ علی کی ذات پر بہت حملہ کرتا تھا (اور ان کو برا بھلا کہتا تھا) مفضل بن غسان کا بیان ہے کہ حریز باوجودیکہ ثبت ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ ابوسفیان کے طرفداروں میں سے تھے، عجلی کا بیان ہے وہ ثقہ ہے اور علی پر کیچڑ اچھالتا تھا، عمر بن علی کا کہنا ہے وہ علی کو برا بھلا کہتا تھا اور انھیں ان کے مرتبے سے نیچے دیکھاتا تھا اور وہ حافظ تھا، اور وہی دوسری جگہ کہتے ہیں وہ ثبت ہے مگر علی پر سخت حملہ کرتا تھا اور انھیں برا بھلا کہتا تھا، احمد بن سعید دارمی، احمد بن سلیمان مروزی سے نقل کرتے ہیں کہ اسماعیل بن عیاش نے کہا کہ میں مصر سے مکہ تک حریز بن عثمان کے ہمسفر تھا وہ مسلسل علی پر لعن وطعن کرتا اور ان کو برا کہتا تھا، ہم سے اسماعیل بن عیاش نے بیان کیا کہ حریز بن عثمان کو کہتے سنا کہ آنحضرت کی یہ حدیث جسے لوگ نقل کرتے ہیں کہ آپ نے علی سے کہا کہ ''تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسی سے تھی'' صحیح تو ہے لیکن سننے والے سے غلطی ہوئی

تھی، میں نے پوچھا اصل حدیث کیا ہے؟ بولے" تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو قارون کو موسیٰ سے تھی" میں نے کہا یہ کہاں سے تم نے کہدیا، اس کا راوی کون ہے؟ حریز نے کہا اسے میں نے ولید سے بالائے منبر سنا تھا۔"(۱)

ابن عدی کا کہنا ہے حریز شام کے افراد ثبت میں سے ہیں انہوں نے شام کے موثق حضرات سے حدیثیں نقل کیں، قطان (۲) اور دوسروں نے ان کی توثیق کی ہے، البتہ ان میں یہ کمی تھی کہ وہ علی سے دشمنی کرتا تھا اور آپ کو آپ کے مرتبے سے گھٹا دیتا تھا، یہ سب بغض علی کی وجہ سے تھا۔

ابن عدی کا کہنا ہے کہ یحییٰ بن صالح وحاظی کا بیان ہے کہ حریز بن عثمان نے عبدالرحمٰن بن میسرہ کے توسط سے رسول خداؐ کی علی کی منقصت میں ایسی حدیثیں لکھوائیں جن کو (شرم کے مارے) بیان بھی نہیں کیا جاسکتا۔

غنجار کا کہنا ہے کہ یحییٰ بن سالم سے پوچھا گیا کہ تم حریز سے کیوں حدیثیں نہیں لکھتے؟ یحییٰ نے جواب دیا میں کس طرح اس شخص سے اخذ حدیث کروں جس کے ساتھ سات سال نماز صبح پڑھی اور جب تک وہ ستر مرتبہ علی پر لعن نہیں کر لیتا تھا مسجد سے نکلتا نہیں تھا!!

ابن حبان کا کہنا ہے حریز ہر روز صبح کو ستر مرتبہ اور شام کو ستر مرتبہ علی پر لعن کرتا تھا اور جب اس

۱۔ یہ شام کے اثبت محدثین کا حال ہے جس کے سارے شیوخ ابوداؤد کے بقول ثقہ ہیں ان کی ایک فرد ولید بن عبد الملک کی ہے جو شرابخوار اور قرآن کو پھاڑنے والا ہے یہی وہ شخص ہے جس نے کعبہ کی چھت پر شراب پینے کی ٹھان لی تھی۔

۲۔ انہوں نے امام جعفر صادق کے بارے میں تو شک وتردید کی ہے مگر جریر کی توثیق کی۔

کے عمل پر اعتراض ہوا تو اس نے جواب دیا کہ یہ علی وہی ہے جس نے میرے آباء واجداد کے سر قلم کیے تھے۔''(۱)

آپ نے دیکھا کہ ان لوگوں نے دین خدا، حدیث پیغمبرؐ اور آپ کی عترت کے ساتھ کیسا کھیل کھیلا اور معیار کو بدل ڈالا جس کے نتیجے میں سنت بدعت اور بدعت سنت میں ،معروف منکر میں اور منکر معروف میں بدل گئے ! احمد بن حنبل نے عبید اللہ بن موسی کی حدیث کو ترک کیا اور دوسروں کو بھی ان سے حدیثیں نقل کرنے سے منع کیا اور ایسا انہوں نے اس لئے کیا کہ عبید اللہ، علی سے محبت اور معاویہ سے نفرت کرتے تھے لیکن حریزی جو صبح وشام حضرت علیؑ پر لعن وطعن کرتا تھا اس کے متعلق احمد نے کہا کہ وہ ثقہ ہیں وہ ثقہ ہیں، وہ بطور مطلق محدثین شام کی فردِ اثبت ہو گیا! ان ہی توثیقات اور اس کی خامیوں سے نظر اندازی کی وجہ سے احمد کی طرف نسبت دی گئی کہ وہ یزید کو دوست رکھتے تھے اور اس کی ولایت کو تسلیم کرتے تھے، ان کی اس بات کی نسبت ان کے معاصرین نے دی تھی، چنانچہ سبط ابن جوزی کا کہنا ہے کہ میرے جد ابوالفرج (ابن جوزی) نے قاضی ابویعلی ابن فرّا کی کتاب ''المعتمد فی الاصول'' سے صالح بن احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ میں (صالح بن احمد) نے اپنے والد سے پوچھا کہ لوگ آپ کی طرف یزید سے محبت کرنے کی نسبت دے رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا بیٹا جو خدا پر ایمان رکھے وہ کیسے یزید کو دوست اور اس کی ولایت کو قبول کر سکتا ہے؟!(۲)

۱۔تہذیب التہذیب ج۲ص ۲۳۷

۲۔تذکرۃ خواص الامۃ ص ۲۸۷

۲۵۔ روایت تلید بن سلیمان

تلید نے ابوالحجاف داؤد بن ابی عوف سے اور ان سے اسماعیل بن موسی بن بنت سد
نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان سے ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن احمد بن حنبل ۔
اپنے والد کی کتاب ''الفضائل'' میں نقل کیا ہے، ان کی حدیث کو شمارہ ۹ میں بیان کیا ہے۔

احوال وآثار

ابن حجر لکھتے ہیں: ''ابوسفیان تلید بن سلیمان محاربی اعرج کوفی (جنہیں ابوادریس بھ
کہا جاتا ہے) نے ابوالحجاف، یحیی بن سعید انصاری، عبدالملک بن عمیر، حمزہ زیارت ۔
اور ابوسعید اشج، ابن نمیر، یحیی بن یحیی نیشاپوری، احمد بن حنبل اور ایک جماعت نے تلید بـ
سلیمان سے روایت کی ہے، مروزی نے احمد سے نقل کیا ہے کہ وہ شیعہ تھے اور ان میں کو
خامی نہیں تھی۔''(۱)

۲۶۔ روایت ابوالنضر کنانی

ابوالنضر نے محمد بن طلحہ بن مصرف یامی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ا
سے ابن سعد نے اپنی طبقات میں نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں: ''ہم کو ہاشم بن قاسم کنانی نے بـ
انہوں نے محمد بن طلحہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عطیہ سے اور انہوں نے ابوسعـ
خدری سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا عنقریب میں دعوت حق کو لبیک کہنے و
ہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میر

۱۔ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۵۰۹

عترت، کتاب خدا تو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور میری عترت میرے اہلبیت ہیں، خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو" (۱)

احوال وآثار

ابن سعد کہتے ہیں: "ہاشم بن قاسم کنانی کی کنیت ابوالنضر ہے، وہ خراسان کے رہنے والے اور بغداد میں ساکن ہو گئے تھے اور ثقہ تھے، انہوں نے سلیمان بن مغیرہ......اور محمد بن طلحہ سے روایت کی ہے۔

اذیقعدہ ۲۰۸ھ کو بغداد میں وفات پائی۔" (۲)

۲۔ خطیب ان کے شیوخ کے نام بتانے کے بعد کہتے ہیں: "احمد بن حنبل، یحیی بن معین، ابوخثیمہ اور اسحاق بن راہویہ نے ان سے روایت کی ہے۔" پھر خطیب نے ابوالنضر کی وثاقت کو یحیی بن معین اور عجلی سے نقل کیا ہے۔ (۳)

۲۷۔ روایت ابوغسان نہدی

ابوغسان نے اسرائیل بن یونس سبیعی سے اور ابوغسان سے شیخ طحاوی، فہد بن سلیمان نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور طحاوی (۴) نے اس حدیث کو نقل کیا ہے جس کے

۱۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۹۴
۲۔ طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۳۳۵
۳۔ تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۶۴
۴۔ مشکل الآثار ج ۴ ص ۳۶۸

سند ومتن کوروایت طحاوی (شمارہ۶۱) میں بیان کریں گے۔

احوال وآثار

ابوغسان سے تمام ارباب صحاح ستہ نے روایتیں لی ہیں، ابن حجران کے متعلق لکھ
ہیں: ''مالک بن اسماعیل بن درھم (مالک بن زیاد درھم بھی کہا گیا ہے) ابوغسان نہد
حافظ اور حماد بن ابی سفیان کے نواسے تھے، ابوحاتم کہتے ہیں کہ ابن معین گمان کرتے تھے
کوفہ میں ابوغسان جیسا ٹھوس آدمی نہیں تھا، ابن معین سے منقول ہے کہ ابوغسان عابد
بھروسہ کے لائق اور ٹھوس آدمی تھے، اور کتابت حدیث میں ابونعیم سے بہتر تھے، یعقوب بن
شیبہ نے انھیں ثقہ، صحیح الکتاب، عبادت گزار اور متقن کہا ہے، ابن نمیر کا بیان ہے کہ ابوغسا
مجھے محمد بن صلت سے زیادہ محبوب ہیں وہ ائمہ محدثین میں سے ہیں، ابوحاتم کا کہنا ہے کو
میں ان سے ٹھوس کوئی شخص نہیں تھا نہ ابونعیم نہ کوئی اور وہ اسحاق بن منصور اور سلوی سے زیا
متقن اور ثقہ تھے، فضل وشرف اور عبادت وصحت حدیث میں ان کی نظیر نہیں ملتی جب ان
نگاہ پڑتی تھی تو معلوم ہوتا تھا کہ ابھی وہ قبر سے باہر آئے ہیں، ابوداؤد نے انھیں صحیح الکتا
اور نسائی نے ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔''(۱)

۲۸۔ روایت ابن الاصفہانی

ابن اصفہانی نے حاتم بن اسماعیل حارثی مدنی سے اور ابن اصفہانی سے محمد بن اسماعی
نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان کی حدیث کو حافظ ابوجعفر متوفی ۳۲۲ھ نے نقل

۱۔تہذیب التہذیب ج۱۰ص۳

ہے جس کو روایت نمبر ۶۲ میں بیان کریں گے۔

احوال وآثار

ا۔ حافظ ابونعیم لکھتے ہیں: ''ابوجعفر محمد بن سلیمان بن عبدالرحمٰن ابن الاصفہانی، کوفہ میں ساکن اور حمدان سے مشہور تھے، ۲۲۰ھ میں وفات پائی اور قاسم بن معن سے حدیث نقل کی ہے.'' (۱)

۲۔ ابن حجر لکھتے ہیں: ''ابوجعفر محمد بن سعید بن سلیمان بن عبداللہ کوفی ابن الاصفہانی کا لقب حمدان تھا، بخاری نے ان سے روایت کی ہے اور بخاری کے توسط سے ترمذی نے ان کی حدیث نقل کی ہے۔

یعقوب بن شیبہ نے انھیں متقن اور نسائی نے ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے.'' (۲)

نیز ملاحظہ کیجئے بخاری کی ''التاریخ الکبیر'' ج ۱ ص ۹۵

۲۹۔ روایت محمد بن کثیر عبدی

عبدی نے فطر بن خلیفہ اور زیاد بن منذر ابوالجارود عبدی سے اور ان دونوں نے ابو الطفیل سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، ان کی حدیث سمہودی کی ''جواہر العقدین'' کے ذکر چہارم میں اور سخاوی کی ''استجلاب'' صفحہ ۲۲ پر موجود ہے۔

احوال وآثار

۱۔ اخبار اصبہان ج ۲ ص ۱۷۵ ۲۔ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۱۸۸

ابن حجر کہتے ہیں: ''ابوعبداللہ محمد بن کثیر عبدی بصری سے (ارباب صحاح ستہ میں سے) بخاری اور ابوداؤد نے بلا واسطہ اور بقیوں نے دارمی کے توسط سے روایت کی ہے، ابوحاتم نے انھیں ثقہ اور صدوق کہا ہے، اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ مجھ سے فضل بن حساب نے ان کی حدیث بیان کی ہے، ۲۲۳ھ میں ۹۰ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا، احمد نے انھیں ثقہ کہا ہے.'' (۱)

۳۰۔روایت سعید بن سلیمان واسطی

سعید نے زید بن حسن انماطی سے اور سعید سے طبرانی کے شیخ احمد بن قاسم مساور جوہری نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں ان کی حدیث کو نقل کیا ہے جسے روایت زید بن حسن انماطی (شمارہ ۲۰) میں بیان کیا ہے۔

احوال وآثار

۱۔ابن سعد کہتے ہیں: ''یہ وہی سعدویہ ہیں جن کی کنیت ابوعثمان ہے، یہ ثقہ اور کثیر الحدیث (بہت زیادہ حدیثوں کے راوی) ہیں......'' (۲)

۲۔اسلم بن سہل بحشل لکھتے ہیں: ''ابوعثمان سعید بن سلیمان واسط میں پیدا ہوئے اور وہیں بزرگ ہوئے پھر بغداد چلے گئے جہاں ۲۲۵ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے ......'' (۳)

۳۔خطیب کہتے ہیں: ''ابوعثمان سعید بن سلیمان واسطی معروف بہ سعدویہ بزار نے

۱۔تہذیب التہذیب ج۹ص ۴۱۷ ۲۔طبقات ابن سعد ج ۷ص ۳۴۰ ۳۔تاریخ واسط ص ۲۱۵

بغداد میں سکونت اختیار کی اور وہاں لیث بن سعد سے حدیث نقل کی، ابو حاتم نے انھیں ثقہ، قابل اطمینان اور عفان سے زیادہ موثق کہا ہے اور عجلی نے انھیں ثقہ اور صحاح ستہ کے راویوں میں بتایا ہے۔"(۱)

۴۔ ابن حجر نے ان کا شرح حال لکھنے کے بعد ابو حاتم، عجلی، ابن سعد اور ابن حبان سے ان کی وثاقت کو نقل کیا ہے(۲)

۱۳۱۔ روایت عبداللہ بن بکیر

عبداللہ نے حکیم بن جبیر سے اور عبداللہ سے جعفر بن حمید نے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے، حافظ طبرانی نے "المعجم الکبیر" میں مطین سے اور انھوں نے جعفر بن حمید سے ان کی حدیث کی روایت کی ہے جو روایت حکیم بن جبیر (شمارہ ۴) میں ان کی سند و متن کے ساتھ بیان ہو چکی ہے۔

احوال و آثار

ابن حجر کہتے ہیں: "عبداللہ بن بکیر غنوی کوفی نے محمد بن سوقہ سے روایت کی ہے، وہ شیعہ آزادگان میں سے تھے، ساجی کا بیان ہے وہ سچ بولتے تھے مگر قوی حافظے کے مالک نہیں تھے، ابن حبان نے "الثقات" میں ان کا تذکرہ کیا ہے، وہ حکم بن جبیر سے روایت کرتے تھے اور عبداللہ سے ابو نعیم، ابراہیم بن حسن ثعلبی، جعفر بن حمید عبسی اور دیگر محدثین نے روایت کی ہے۔"(۳)

۱۔ تاریخ بغداد ج۹ ص۸۴ ۲۔ تہذیب التہذیب ج۴ ص۴۲ ۳۔ لسان المیزان ج۳ ص۲۶۴

۳۲۔روایت سعید بن منصور

انہوں نے اپنی سنن میں اپنے اسناد سے زید بن ثابت سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور اس کو ملا متقی نے ''کنز العمال'' میں نقل کیا ہے(۱)

احوال وآثار

ا۔ابن حجر لکھتے ہیں:''ابو عثمان سعید بن منصور بن شعبہ خراسانی مروزی (جنھیں طالقانی بھی کہا جاتا ہے) کوابن نمیر اور ابن خراش نے ثقہ کہا ہے،ابو حاتم کا بیان ہے وہ ثقہ اور ان لوگوں میں سے ہیں جو ثبت ومتقن اور حدیثوں کی جمع کرنے والے ہیں،ابن حبان بھی''الثقات''میں ان کے متعلق یہی رائے رکھتے ہیں،ابن قانع نے ثقہ اور ثبت،خلیلی نے ثقہ اور مورد اتفاق کہا ہے اور مسلمہ بن قاسم نے ان کی توثیق کی ہے.''(۲)

۲۔ذہبی کہتے ہیں:''ابو عثمان مروزی جنھیں طالقانی بلخی بھی کہا گیا ہے،حافظ،امام، حجت،مکہ کے مجاور اور صاحب سنن تھے،سلمہ بن شعیب کا بیان ہے کہ جب میں نے سعید بن منصور کا احمد بن حنبل کے سامنے تذکرہ کیا تو احمد نے ان کی بہت تعریف وستائش کی اور ان کا بڑے احترام سے نام لیا،۲۲۷ھ میں مکہ میں انتقال کیا.''(۳)

۳۳۔روایت داؤد بن عمر وضبی

داؤد نے صالح بن موسی بن عبداللہ سے اور داؤد سے بزّار کے شیخ احمد بن منصور مادی متوفی ۲۵۶ھ نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے،حافظ ابو بکر بزّار نے ان کی حدیث کو اپنی

ا۔کنز العمال ج۱ص۴۷ چاپ اول ۲۔تہذیب التہذیب ج۴ص۱۹۵ ۳۔تذکرۃ الحفاظ ص۴۱۶

مسند میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے زوائد مسند بزار میں نقل کیا ہے، ان دونوں کی روایتیں، روایت احمد بن منصور (شمارہ ۴۳) اور روایت ابن حجر (شمارہ ۱۰۵) میں بیان ہوں گی۔

احوال وآثار

ابن حجر لکھتے ہیں: ''ابوسلیمان داؤد بن عمرو بن زهیر بن عمرو بن جمیل ضبی بغدادی نے نافع بن عمر سے اور مسلم، نسائی (نے بواسطہ فضل بن سہل اعرج) احمد بن حنبل، ابویحیی صاعقہ اور احمد بن منصور مادی نے داؤد سے روایت کی ہے، ابوالقاسم بغوی ان کے متعلق کہتے ہیں ''ہم سے داؤد بن عمر بن زهیر جو کہ ثقہ اور ہر طرح قابل اطمینان ہیں، نے بیان کیا ہے،، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے، موسی بن ہارون وغیرہ نے تاریخ وفات صفر ۲۲۸ھ بتایا ہے، ابن قانع نے ان کو ثقہ اور ثبت کہا ہے۔'' (۱)

۳۴۔ روایت عمار بن نصر مروزی

عمار نے ابراہیم بن یسع سے اور عمار سے احمد بن یونس ضبی نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، حافظ ابونعیم اصفہانی کہتے ہیں: ''ہم کو عبداللہ بن جعفر نے ان چیزوں کے ضمن میں جن کی ان کے سامنے قرائت ہوئی تھی اور مجھے ان کا اجازہ دیا تھا، بتایا انہوں نے کہا ہم سے احمد بن یونس ضبی نے بتایا انہوں نے عمار بن نصر سے انہوں نے ابراہیم بن یسع ملکی سے انہوں نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ دادا سے اور انہوں نے علی سے

۱۔ تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۹۵

روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے جحفہ میں خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا...... اے لوگوں! کیا میں تم پر خود تم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا؟ سبھی نے ہم آواز ہو کر کہا بیشک ایسا ہی ہے پھر آپ نے فرمایا میں تم سے پہلے حوض کوثر پر وارد ہوں گا اور تم سے قرآن وعترت دونوں کے بارے میں سوال کروں گا......(۱)

احوال وآثار

۱۔ خطیب کہتے ہیں: ''ابو یاسر عمار بن نصر مروزی نے بغداد میں سکونت اختیار کی اور وہاں انہوں نے جریر بن عبد الحمید، سفیان بن عینیہ، وکیع بن جراح، محمد بن شعیب بن شاہپور اور بقیہ بن ولید سے اور عمار سے علی بن سہل بن مغیرہ، ابو حاتم رازی، ابو بکر بن ابی الدنیا، محمد بن حسین انماطی، صالح بن محمد جزرہ اور ابو القاسم بغوی نے روایت کی ہے، ابو حاتم کا بیان ہے کہ میں نے بغداد میں ان سے حدیثیں لکھیں وہ صدوق وراستگو ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ یحیی بن معین نے ان کی توثیق کی ہے جیسا کہ ہم کو ابراہیم بن مخلد بن جعفر نے بتایا انہوں نے محمد بن احمد بن ابراہیم حکیمی سے انہوں نے عبد الرحمٰن بن سہل بن حلیمہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے یحیی بن معین سے کئی بار سنا کہ عمار بن نصر ثقہ ہیں، عبد اللہ بن محمد بغوی کے بقول ماہ رمضان ۲۲۹ھ میں انتقال کیا۔'' (۲)

۲۔ ابن حجر لکھتے ہیں: ''ابو یاسر عمار بن نصر سعدی خراسانی مروزی ساکن بغداد نے جریر بن عبد الحمید...... وغیرہ سے اور عمار سے ہارون حیان قزوینی، ابو حاتم، احمد بن یونس ضبی

۱۔ حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۶۴
۲۔ تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۲۵۵

......نے روایت کی ہے، خطیب نے اپنی سند سے ابن معین سے ان کی وثاقت کونقل کیا ہے، ابوحاتم نے صدوق کہا ہے اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے.''(۱)

۳۵۔روایت منجاب بن حارث

منجاب نے علی بن مسہر سے اور منجاب سے محمد بن عبداللہ حضرمی مطیّن نے روایت کی ہے، ان کی حدیث کی حافظ طبرانی نے ''المعجم الکبیر''(۲) میں مطین سے روایت کی ہے جس کو روایت علی بن مسہر (شمارہ۱۴) میں متن وسند کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔

احوال وآثار

۱۔ابن سعد کہتے ہیں: ''منجاب بن حارث تمیمی کی کنیت ابومحمد ہے انہوں نے شریک اور علی بن مسہر وغیرہ سے روایت کی ہے.''(۳)

۲۔ابن حجر لکھتے ہیں: ''ابومحمد منجاب بن حارث بن عبدالرحمٰن تمیمی کوفی نے علی بن مسہر، بشر میں عمارہ خثعمی، یزید بن مقدام بن شرح بن ہانی، حصین بن عمرو احمسی، حاتم بن اسماعیل، ابوالاحفص، شریک، ابن المبارک، ابوعامر عقدی اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور منجاب سے مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور مطیّن وغیرہ کا کہنا ہے کہ ۲۳۱ھ میں وفات پائی.''(۴)

۳۶۔روایت عبدالرحمٰن بن صالح

۱۔تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۴۰۷
۲۔المعجم الکبیر ج ۳ حدیث نمبر ۲۶۷۸
۳۔طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۴۱۲
۴۔تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۲۹۷

عبدالرحمٰن نے صالح بن ابی الاسود سے اور عبدالرحمٰن سے حافظ مطین نے روایت کی ہے، ان کی حدیث کو حافظ طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں مطین سے نقل کیا ہے جس کو روایت صالح بن الاسود (شمارہ ۱۰) میں بیان کر چکے ہیں۔

احوال و آثار

۱۔ ابن سعد کہتے ہیں: ''صالح بن عبدالرحمٰن بن صالح ازدی کی کنیت ابومحمد ہے، وہ کوفہ کے رہنے والے تھے لیکن بغداد میں ساکن ہو گئے تھے، شریک، ابن ابی زائدہ، ابوبکر بن عیاش، ملازم بن عمرو سے روایت کرتے تھے، بغداد میں ذی الحجہ ۲۳۵ھ میں انتقال کیا۔'' (۱)

۲۔ خطیب کا بیان ہے: ''ابومحمد عبدالرحمٰن بن صالح ازدی بغداد میں ساکن تھے، وہ علی بن جعد کے ہمسایہ تھے، عبدالرحمٰن نے علی بن مسہر اور شریک بن عبداللہ سے اور عبدالرحمٰن سے عباس دوری، ابوقلابہ رقاشی، عبداللہ بن احمد بن احمد دورقی، ابوبکر بن ابی الدنیا، احمد بن حسن بن عبدالجبار صوفی، عمر بن ایوب سقطی اور عبداللہ بن محمد بن بغوی وغیرہ سے روایت کی ہے۔

پھر خطیب اپنی سند سے ابن معین سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ کوفہ سے عبد الرحمٰن بن صالح نامی شخص تمھارے پاس آنے والا ہے وہ ثقہ، صدوق اور شیعہ ہے، اگر آسمان زمین پر آ جائے تب بھی وہ آدھا حرف جھوٹ نہیں بول سکتا......

۱۔ طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۳۶۰

وہ شب و روز احمد بن حنبل کے ساتھ رہتے تھے اور احمد انھیں اپنا نزدیک ترین فرد سمجھتے تھے، احمد سے کسی نے کہا اے ابوعبداللہ، عبدالرحمٰن تو رافضی ہے! احمد نے جواب دیا سبحان اللہ جو شخص آل پیغمبرؐ کو دوست رکھے اس سے کہیں کہ ان کو دوست نہ رکھو؟ وہ ثقہ ہیں۔" (۱)

۳۔ ابن حجر کہتے ہیں: "ابو صالح (جنہیں ابو محمد بھی کہا جاتا ہے) عبدالرحمٰن بن صالح ازدی عتکی کوفی نے بغداد میں سکونت اختیار کی، ان کے جد عجلان تھے،، پھر ابن حجر ان کے شیوخ اور ان سے روایت کرنے والوں کی فہرست بتانے کے بعد کہتے ہیں کہ احمد بن حنبل اور ابن معین نے توثیق کی ہے اور ابو حاتم نے انہیں صدوق اور موسی بن ہارون نے ثقہ کہا ہے۔" (۲)

۳۷۔ روایت بشر بن ولید کندی

بشر بن ولید نے محمد بن طلحہ بن مصرف یامی ھمدانی سے اور بشر سے محمد بن موصلی نے روایت کی ہے، ان کی حدیث کو خطیب خوارزمی (۳) نے نقل کیا ہے اور ان سے حافظ بغوی نے اور حافظ بغوی سے ابوطاہر مخلص ذھبی نے روایت کی ہے حموئی نے ان کی حدیث کو فرائد السمطین (باب ۵۴ از سمط دوم) میں ابوطاہر سے نقل کیا ہے۔

احوال و آثار

۱۔ ابن سعد کہتے ہیں: "انہوں نے قاضی ابو یوسف سے روایت کی خود ان سے حدیثیں لکھیں اور دوسروں کو انھیں لکھوائیں، انہوں نے شریک، حماد بن زید، مالک بن انس

۱۔ تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۲۶۱ ۲۔ تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۱۹۷ ۳۔ مقتل الحسین ج ۱ ص ۱۰۴

،صالح مرّی اور محمد بن طلحہ وغیرہ سے روایت کی ہے، ایک زمانہ میں بغداد کے قاضی تھے"(۱)

۲۔خطیب بغدادی نے تفصیل سے ان کے حالات تحریر کئے ہیں اور ان کی ستائش کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "بشر نیک طبیعت کے مالک تھے، وہ عالم، دیندار، احکام الٰہی کے نفاذ میں سخت اور ابو یوسف کے مصاحبوں میں سے تھے، بہت سے فقہی مسائل کو لوگوں نے ان سے سیکھا تھا" اس کے بعد خطیب نے ابوداؤد اور دارقطنی سے ان کی وثاقت کو نقل کیا ہے اور سال وفات ۲۳۸ھ بتایا ہے (۲)

۳۸۔روایت جعفر بن حمید

جعفر نے عبداللہ بن بکیر غنوی سے اور جعفر سے حافظ ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن سلیمان حضرمی معروف بہ مطین نے روایت کی ہے، ان کی حدیث کو حافظ طبرانی نے "المعجم الکبیر" (۳) میں مطیّن سے نقل کیا ہے، جسے روایت حکیم بن جبیر (شمارہ۴) میں بیان کیا ہے۔

احوال وآثار

ا۔ابن حجر نے ان کے لئے "م" کی علامت قرار دی ہے یعنی وہ مسلم کے راویوں میں سے ہیں، وہ کہتے ہیں: "ابومحمد جعفر بن حمید قرشی (عبسی) کوفی سے مسلم نے باب توبہ میں ایک حدیث، اسی طرح بقی بن مخلد، ابویعلی، حسن، ابوزرعہ، صنعانی، حضرمی (مطیّن)، موسی بن اسحاق اور ایک جماعت نے روایت کی ہے، ابن حبان نے "الثقات" میں ان کا تذکرہ

ا۔طبقات ابن سعد ج۷ ص۳۵۵ ۲۔تاریخ بغداد ج۷ ص۸۴۔۸۰ ۳۔المعجم الکبیر ج۳ حدیث نمبر ۲۶۸۱

کیا ہے، ابن منجویہ نے کہا ہے کہ نوے سال کی عمر میں ۲۳۰ھ میں وفات پائی لیکن مطین نے ۲۴۰ھ سال وفات بتایا ہے اور کہا ہے کہ وہ ثقہ ہیں اور خضاب نہیں لگاتے تھے۔''(۱)

۲۔ ذہبی کہتے ہیں: ''ان سے مسلم، ابویعلی اور حسن بن سفیان نے روایت کی ہے، وہ ثقہ ہیں اور انہوں نے ۲۴۰ھ میں وفات پائی۔''(۲)

۳۔ خزرجی کا کہنا ہے: ''بستی (ابن حبان) نے ان کی توثیق کی ہے اور مطین نے ۲۴۰ھ سال وفات بتایا ہے۔''(۳)

۳۹۔ روایت اسماعیل بن موسی فزاری

انہوں نے تلید بن سلیمان محاربی سے روایت کی ہے، اس کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے احمد کی کتاب ''فضائل علی'' کے زوائد میں نقل کیا ہے، جس کو متن وسند کے ساتھ روایت ابوالجحاف (شمارہ ۹) میں بیان کیا ہے۔

احوال وآثار

ابن حجر کہتے ہیں: ''ابومحمد (یا ابواسحاق) اسماعیل بن موسی فزاری کوفی نے مالک سے روایت کی ہے اور بخاری نے ''خلق افعال العباد'' میں اسے نقل کیا ہے۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ابی ماجہ، ابن خزیمہ، ساجی اور ابویعلی نے بھی اسماعیل بن موسی سے روایت کی ہے، ابن ابی حاتم کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد سے ان کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے کہا وہ صدوق

۱۔ تہذیب التہذیب ج۲ص ۸۷ ۔ ۲۔ الکاشف ج۱ص ۱۸۴ ۔ ۳۔ الخلاصہ ج۱ص ۱۶۶

ہیں، مطین نے بھی انھیں صدوق کہا ہے، نسائی نے کہا ہے ان سے حدیث لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں کہا ہے کہ ان سے کبھی غلطی بھی ہو جاتی تھی، میں کہتا ہوں کہ حافظ ابو علی بکری کے ہاتھوں لکھا ہوا ابن حبان کی الثقات کے نسخے میں یہ جملہ ''ان سے کبھی غلطی ہو جاتی تھی'' نہیں ہے، آجری کے بقول ابو داؤد نے صدوق کہا ہے اوران کے شیعہ ہونے کی تصریح کی ہے، بخاری، مسلم، ابن سعد اور نسائی کے بقول وہ سدی کے نواسے ہیں۔'' (۱)

۴۰۔ روایت سفیان بن وکیع بن جراح

سفیان نے محمد بن فضل سے روایت کی ہے اوران کی حدیث کو حافظ ابو یعلی نے اپنی ''مسند'' (۲) میں نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں: ''ہم سے سفیان بن وکیع نے انہوں نے محمد بن فضیل سے انہوں نے عبد الملک بن ابی سلیمان سے انہوں نے عطیہ عوفی سے اور انہوں نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ میں نے رسولؐ اللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے ایک کتاب خدا جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی دوسرے میری عترت واہلبیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں۔''

۱۔ تہذیب التہذیب ج۱ص ۳۳۵ ۲۔ اس نسخے کو دمشق کے دار الحدیث النوریہ میں موجود نسخے سے نقل کیا گیا ہے اس پر بہت سے حفاظ اور ائمہ حدیث کے حاشیے اور بہت سی سماعتیں ہیں، کتب خانہ سلیمانیہ استنبول میں میں نے دیکھا ہے

احوال وآثار

ابن حجران کے شرح حال کو لکھنے اوران کے شیوخ کو بتانے کے بعد لکھتے ہیں: ''ان سے ترمذی اورابن ماجہ نے روایت کی ہے، ابن حبان نے فاضل، شیخ اورصدوق کہا ہے اور ابن خزیمہ نے ان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ کی طرف غلط نسبت دینے کے بجائے آسمان کا زمین پرآجانا انھیں پسند تھا......''(۱)

۴۱۔روایت اخوکرخویہ واسطی

واسطی نے یزید بن ہارون سے اورواسطی سے حافظ ابوعبداللہ حسین بن اسماعیل محاملی نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، اس حدیث کوانھوں نے اپنی امالی میں نقل کیا ہے جسے سند ومتن کے ساتھ روایت یزید بن ہارون (شمارہ ۲۲ میں) اورروایت زکریا بن ابی زائدہ (شمارہ ۵) میں بیان کیا ہے۔

احوال وآثار

خطیب نے ان کی تاریخ وفات ۲۴۶ ؁ھ بتایا ہے وہ کہتے ہیں: ''محمد بن یزید ابو بکر واسطی معروف بہ اخوکرخویہ بغداد میں ساکن تھے، وہاں انہوں نے ابوخالد احمر، یحیی بن سعید قطان، یزید بن ہارون، وھب بن جریر اورابوعامر عقدی سے اوراخوکرخویہ سے محمد بن لیث جوہری، یحیی بن محمد بن صاعد اورقاضی محاملی وغیرہ نے روایت کی ہے، وہ ثقہ تھے.''(۲)

۱۔تہذیب التہذیب ج۴ص۱۲۳ ۲۔تاریخ بغداد ج۳ص۳۷۴

۴۲۔روایت یوسف بن موسی قطان

ابن قطان نے جریر بن عبدالحمید اور محمد بن فضیل کے توسط سے ابو حیان تیمی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور قطان سے امام الائمہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ (۱) متوفی ۳۱۱ھ نے اپنی صحیح (۲) میں نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں: ''ہم سے یوسف بن موسی نے بتایا انہوں نے جریر اور محمد بن فضیل سے انہوں نے ابوحیان تمیمی (کہ یہی یحیی بن سعید تمیمی تیم الرباب ہیں) سے اور انہوں نے یزید بن حیان سے روایت کی ہے، یزید بن حیان کہتے ہیں کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم زید بن ارقم کے پاس گئے، حصین نے کہا اے زید تم نے رسولؐ اللہ کو دیکھا، ان کی اقتداء میں نماز پڑھی، ان سے حدیثیں سنیں اور ان کے ہمراہ جنگ کی، خلاصہ بہت سی خوبیوں کو تم نے درک کیا ہے لہذا جو تم نے رسول اللہؐ سے سنایا جن چیزوں کا ان کے ساتھ مشاہدہ کیا ہے انھیں بیان کرو، زید نے کہا اے برادرزادے میں بعید العہد اور بہت بوڑھا ہو چکا ہوں، جن چیزوں کو رسول اللہؐ سے یاد کیا تھا ان میں بعض کو تو بھول چکا ہوں لہذا جو تم سے بیان کروں اسے قبول کرنا اور جو نہ بیان کروں اس کے متعلق مجھے زحمت میں نہ ڈالنا، اس کے بعد کہا: ایک دن پیغمبرؐ اسلام مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو خم کہلاتا تھا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا اور پند و موعظہ کے بعد فرمایا اے لوگو! میں ایک بشر ہی تو ہوں، عنقریب پروردگار کی طرف سے

۱۔ ملاحظہ کیجئے عبقات روایت ابن خزیمہ (شمارہ ۵۵) ۲۔ قرن ششم کا قدیم ترین نسخہ کتب خانہ سلطان احمد سوم استنبول (شمارہ ۳۴۸) میں ہے اور یہ حدیث ص ۲۴۰ پر موجود ہے۔

پیغامبر آنے والا ہے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں گا، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑ ے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور و ہدایت ہے پس جس نے اس کو مضبوطی سے پکڑا اور اس سے وابستہ رہا اس نے ہدایت پائی اور جس نے چھوڑ دیا وہ گمراہ ہوا اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا: میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں.''(۱)

احوال وآثار

ا۔خطیب نے ان کا شرح حال لکھا ہے اور جن سے انہوں نے روایت کی ہے ان میں جریر بن عبدالحمید اور محمد بن فضیل کا ذکر کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ''بخاری، ابراہیم حربی، نسائی ،بغوی اور ایک جماعت نے ان سے روایت کی ہے،خطیب کہتے ہیں کہ کئی آئمہ حدیث نے یوسف بن موسی کو ثقہ کہا ہے اور بخاری نے اپنی صحیح میں ان سے احتجاج کیا ہے، ۲۵۳ھ میں انتقال کیا.''(۲)

۲۔حافظ ابن حجر نے بخاری، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے رموز کو ان کے لئے قرار دیا ہے، اس بناء پر یہ ان کے راویوں میں سے ہیں، پھر ابن حجر، خطیب سے نقل کرتے ہیں کہ ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے، نیز ابن خذیمہ نے اپنی صحیح میں ان سے

ا۔حافظ ابن خزیمہ کے شاگرد حافظ ابو حاتم ابن حبان بستی متوفی ۳۵۴ھ کتاب ''المجروحین'' کے مقدمہ ج۱ص۹۳ (مطبوعہ دار الوعی حلب) پر کہتے ہیں کہ اس روئے زمین پر سنن کا اچھی طرح جاننے والا، صحاح کا ان کے الفاظ کے ساتھ حفظ کرنے والا کہ اگر اس میں کوئی لفظ اضافی ہو تو اس کی طرف اس وثوق سے نشاندہی کرے جیسے ساری حدیثیں اس کے سامنے نصب ہے، سوائے محمد بن اسحاق بن خزیمہ کے کسی کو نہیں دیکھا.

۲۔تاریخ بغداد ج۱۴ص۳۰۴

روایت کی ہے اور مسلمہ نے ثقہ کہا ہے۔(۱)

۴۳۔روایت احمد بن منصور مادی

احمد بن منصور مادی سے حافظ ابوبکر بزّار نے اپنی مسند (۲) میں حدیث ثقلین کی
روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: ''ہم سے احمد بن منصور نے بیان کیا انہوں نے داؤد بن عمر سے
انہوں نے صالح بن موسیٰ بن عبداللہ سے انہوں نے عبدالعزیز بن رفیع سے انہوں نے ا
صالح سے اور انہوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: میں اپنے د
جانشین چھوڑے جاتا ہوں کہ ان کے ہوتے ہوئے تم کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا او
دوسرے میری عترت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پا
پہونچیں.''

اس حدیث کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے ''زوائد مسند بزار'' میں نقل کیا ہے، جس کا نسخہ
کتب خانہء آصفیہ حیدرآباد ھندوستان کے شمارہ ۷۲۹۵ میں موجود ہے، یہ حدیث اس نسخہ
کے ص ۲۷۷ پر ہے

احوال وآثار

ا۔ابن حجر لکھتے ہیں: ''ابن ابی حاتم کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد کے ہمراہ ا
سے حدیث لکھی میرے والد ان کو ثقہ کہتے تھے، دار قطنی نے انھیں ثقہ کہا ہے، عباس دو

ا۔تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۴۲۵ ۲۔اس کی پہلی جلد کا نسخہ استنبول کے کتب خانہ مراد ملا میں دیکھا ہے اس
شمارہ ۵۷۸ ہے۔

نے ان کی تجلیل کی ہے اور کہتے تھے کہ یحیی بن معین سے کئی مرتبہ سنا کہ ابوبکر رمادی کہتے تھے کہ حفظ میں ابراہیم اصفہانی ان (احمد بن منصور) کو ابوبکر بن ابی شیبہ کے ہم پلہ قرار دیتے تھے، ابوداؤد سے پوچھا گیا کہ رمادی سے کیوں حدیث نہیں لیتے؟ جواب دیا ان کو واقفیوں (۱) کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے دیکھا ہے اس لئے ان سے حدیث نقل نہیں کرتے۔" (۲)

۲۔ خطیب بغدادی ان کے شرح حال اور ان کے شیوخ کو لکھنے کے بعد کہتے ہیں: "اخذ حدیث اور اس کی سماع کی خاطر عراق، حجاز، یمن، شام اور مصر کا سفر کیا، وہ مستند حدیثوں کو لکھتے اور ان کی جمع آوری کرتے تھے، ہم سے عبیداللہ بن ابی الفتح نے اور انہوں نے ابوالحسن دارقطنی سے نقل کیا ہے کہ احمد بن منصور رمادی ثقہ ہیں" (۳)

۴۴۔ روایت احمد بن یونس ضبی

ضبی نے عمار بن نصر سے اور ضبی سے حافظ ابونعیم کے شیخ عبداللہ بن جعفر نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان کی حدیث کو ابونعیم (۴) نے نقل کیا ہے، یہ حدیث سند و متن کے ساتھ روایت عمار بن نصر (شمارہ ۳۴) میں بیان ہو چکی ہے۔

احوال و آثار

۱۔ حافظ ابونعیم ان کے حسب و نسب کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "ضبی کوفی، اصفہان آئے اور ۲۶۸ھ میں وفات پائی، عدالت و امانتداری میں بغداد کے لوگ ان کی

۱۔ چونکہ انہوں نے قرآن کے مخلوق یا قدیم ہونے میں توقف کیا تھا لہذا وہ واقفیہ سے مشہور ہوئے۔

۲۔ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۸۳   ۳۔ تاریخ بغداد ج ۵ ص ۱۵۱   ۴۔ حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۶۴

مثال دیتے تھے"(۱)

۲۔خطیب بغدادی کہتے ہیں: "احمد بن یونس بن میتب ابوالعباس ضبی کا اصل وطن کوفہ تھا، بغداد میں ان کی نشو ونما ہوئی اور اصفہان میں سکونت اختیار کی اور وہاں حدیثیں بیان کیں، ابوالعباس محمد بن یعقوب اصم نیشاپوری، محمد بن عبداللہ صفار اصفہانی، عبداللہ بن جعفر بن احمد بن فارس اصفہانی اور عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی نے ان سے روایتیں نقل کی ہیں، ابن حاتم کا بیان ہے کہ وہ بغداد کے رہنے والے تھے اور وہاں سے وہ اصفہان گئے اور وہیں ساکن ہوگئے میری نظر میں وہ صادق وراستگو ہیں۔

ہم کو عبدالکریم بن محمد بن احمد محاملی نے حافظ علی بن عمر (دار قطنی) سے نقل کیا کہ ابو العباس احمد بن یونس بن میتب ضبی کوفہ کے رہنے والے تھے جو اصفہان میں ساکن ہوگئے تھے، وہ بہت سی حدیثوں کے راوی اور ثقہ ہیں۔"(۲)

۴۵۔روایت ابراہیم بن مرزوق

انہوں نے ابو عامر عقدی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، ابوالبشر دولابی نے "الذریۃ الطاہرۃ" میں اور ابوجعفر طحاوی نے "مشکل الآثار" ج۲ص۳۰۷ پر ان سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، یہ حدیث سند ومتن کے ساتھ روایت کثیر بن زید (شمارہ ۷) میں بیان ہوچکی ہے۔

احوال وآثار

۱۔اخبار اصبہان (اصفہان) ج۱ص۸۱ ۲۔تاریخ بغداد ج۵ص۲۲۳

ابن حجر لکھتے ہیں: ''ابو اسحاق ابراہیم بن مرزوق بن دینار اموی بصری ساکن مصر نے ابو عامر عقدی، ابو داؤد طیالسی، وھب بن جریر اور روح بن عبادہ سے روایت کی ہے اور نسائی ...... نے ان سے روایت کی ہے، دار قطنی نے کہا ہے کہ وہ ثقہ ہیں مگر کبھی غلطی بھی کر جاتے تھے، ابن یونس کا بیان ہے کہ ۱۴ جمادی الاول ۲۷۰ھ کو انتقال کیا، ابن یونس نے ہی تاریخ الغرباء میں لکھا ہے کہ انھوں نے مصر میں وفات پائی اور وہ ثقہ اور ثبت تھے، انتقال سے پہلے نابینا ہو گئے تھے، ابن ابی حاتم کا کہنا ہے کہ میں نے ان سے حدیث لکھی وہ ثقہ اور صدوق ہیں، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے. مدنی نے سعید بن عثمان سے نقل کیا ہے کہ ابراہیم بن مرزوق ثقہ ہیں ان سے عبد الحکیم نے روایت کی ہے۔'' (۱)

۴۶۔ روایت حسین بن علی بن جعفر

حسین بن علی نے علی بن ثابت سے اور حسین بن علی سے حافظ ابو بکر بزّار نے اپنی مسند (۲) میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ (بزار) کہتے ہیں: ''ہم کو حسین بن علی بن جعفر نے بیان کیا انھوں نے علی بن ثابت سے انھوں نے سفیان بن سلیمان سے انھوں نے ابو اسحاق سے انھوں نے حارث سے اور انھوں نے علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: میری روح قفس عنصری سے پرواز کرنے والی ہے، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں

۱۔ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۶۳ ۲۔ اس کی پہلی جلد کا نسخہ استنبول کے کتب خانہ مراد سلار شمارہ ۵۷۸ میں موجود ہے، حافظ ابن حجر نے زوائد مسند بزار ص ۲۷۷ پر اس کو نقل کیا ہے یہ نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد میں موجود ہے، اس کا شمارہ ۲۹۵۷ ہے

چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میرے اہلبیت ! ان دونوں سے وابستہ رہنے کی صورت میں تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔"

احوال وآثار

ابن حجر نے انھیں ابوداؤد، نسائی اور بزار کے راویوں میں بتایا ہے اوران کے لائق اور صالح ہونے کو نسائی سے نقل کیا ہے(۱) ذھبی نے کہا ہے کہ احمد بن عمر بزار اور ایک جماعت نے ان سے حدیثیں لی ہیں (۲)

۴۷۔روایت ابواحمد فراء

ابواحمد فراء نے جعفر بن عون مخزومی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اوراس کو ابو الفضل حسن بن یعقوب معدل نے نقل کیا ہے، متن حدیث روایت جعفر بن عون (شمارہ۲۱) میں بیان ہوچکی ہے؛ بیہقی نے حاکم نیشاپوری کے طریق سے حسن بن یعقوب (۳) سے انکی حدیث نقل کی ہے۔

اسی طرح ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن یوسف بن احرم شیبانی نے ابواحمد سے روایت کی ہے جسے حافظ بیہقی نے باب بیان آل محمد میں نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں؛"ہم سے ابوزکریا یحیی بن ابراہیم بن محمد بن یحیی نے بیان کیا انہوں نے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب سے انہوں نے محمد بن عبدالوھاب سے انہوں نے جعفر بن عون سے انہوں نے ابوحیان (یعنی یحیی بن سعد) سے اورانہوں نے یزید بن حیان سے روایت کی ہے کہ میں نے زید بن ارقم کو کہتے

۱۔تہذیب التہذیب ج۲ص۳۴۴　۲۔میزان الاعتدال ج۱ص۵۴۴　۳۔سنن بیہقی ج۲ص۱۴۸

سنا کہ...... الفاظ مسلم (ج ۷ ص ۱۲۲) کے ہیں اس کے بعد بیہقی کہتے ہیں کہ مسلم نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں ابوحیان سے نقل کیا ہے۔(۱)

حافظ ابن عساکر نے اپنے شیوخ کی معجم کے صفحہ ۱۱ پر احمد بن علی العراقی سے انہوں نے احمد بن علی ابوبکر بن خلف شیرازی سے اور انہوں نے حاکم نیشاپوری سے سند و متن کے ساتھ اس کو نقل کیا ہے۔

احوال و آثار

ابن حجر لکھتے ہیں: ''حافظ محمد بن عبدالوھاب بن حبیب بن مہران عبدی ابواحمد فراء نیشاپوری نے اپنے والد اور چچازاد بھائی سے روایت کی ہے اور ابواحمد سے نسائی...... ابن خزیمہ، ابوعوانہ...... اور محمد بن یعقوب بن اخرم وغیرہ نے روایت کی ہے، مسلم نے ان کی مدح و ستائش کی ہے اور بخاری نے اپنی صحیح میں ابواحمد کے توسط سے ابوغسان سے روایت کی ہے کہ کہا گیا ہے کہ اس حدیث میں ابواحمد سے مراد یہی ابواحمد ہیں، نسائی نے انھیں ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے حاکم نے کہا ہے کہ وہ ہمارے دانا ترین مشائخ میں سے ہیں، بخاری، مسلم، ابراہیم بن ابی طالب، ابن خزیمہ اور ان کے بعد آنے والے مشائخ نے ابواحمد سے روایت کی ہے، میں نے ابوعمرو مستملی کی یہ تحریر دیکھی کہ میں (ابوعمرو) نے علی بن حسن دراابجردی کو کہتے سنا کہ ابواحمد میرے نزدیک ثقہ اور مامون (ٹھوس شخصیت کے حامل) ہیں وہ حسن بن یعقوب معدل سے نقل کرتے ہیں کہ ۲۷۲ھ میں

۱۔ سنن بیہقی ج ۷ ص ۳۰

انتقال کیا"(۱)

۴۸۔روایت یعقوب بن سفیان فسوی

فسوی نے زید بن ارقم، ابوسعید خدری، زید بن ثابت اور ابوذر غفاری جیسے چار صحابیوں سے آٹھ سندوں سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

زید بن ارقم سے جن چار سندوں سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ اور علی بن منذر نے بیان کیا انہوں نے فضیل سے انہوں نے ابوحیان سے اور انہوں نے یزید بن حیان سے روایت کی ہے کہ میں اور حصین بن عقبہ، زید بن ارقم کے پاس گئے، زید نے کہا کہ رسولؐ خدا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنا ئے الٰہی اور پند وموعظہ کے بعد ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں عنقریب دعوت اجل کو لبیک کہنے والا ہوں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور وہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو پھر قرآن کی طرف ترغیب وتحریص دینے کے بعد ارشاد فرمایا اور دوسرے میرے اہلبیت! پھر تین مرتبہ ارشاد فرمایا: میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔

۲۔ہم سے یحیی (یعنی یحیی بن یحیی بن بکیر تیمی) نے جریر سے بیان کیا انہوں نے حسن بن عبید اللہ سے اور انہوں نے ابوالضحی سے روایت کی ہے کہ زید بن ارقم نے کہا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ

۱۔تہذیب التہذیب ج۹ص۳۱۹

نہ ہو گے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچیں۔

۳۔ ہم سے احمد بن یحیی نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن شریک سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے انہوں نے ابو الطفیل سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک حبل متین ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت، پس دیکھو ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں۔

۴۔ ہم سے عبیداللہ بن موسی (۱) نے بیان کیا انہوں نے اسرائیل سے انہوں نے عثمان بن مغیرہ سے اور انہوں نے علی بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ میں (علی بن ربیعہ) نے زید بن ارقم سے جب وہ مختار کے پاس جا رہے تھے، پوچھا کہ آپ کی ایک حدیث مجھ تک پہونچی ہے، زید نے کہا وہ کونسی حدیث ہے؟ میں نے کہا کیا آپ نے رسول اللہؐ کو کہتے سنا ہے کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت؟ زید نے کہا ہاں۔

ابوسعید خدری سے جن دو حدیثوں کی روایت کی ہے یہ ہیں

۱۔ اس حدیث کو احمد نے فضائل علی شمارہ ۹۰ پر اور مسند ج ۴ ص ۳۷۱ پر اسود بن عامر کے توسط سے اسرائیل سے اسی سند و متن کے ساتھ نقل کیا ہے۔

۵۔ہم سے عبداللہ نے بیان کیا انہوں نے فضیل بن مرزوق سے انہوں نے عطیہ سے اورانہوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے ایک کتاب خدا جوآسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا سراتم لوگوں کے ہاتھوں میں ہے لہذا اس کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسرے میری عترت! فضیل کا بیان ہے کہ میں نے عترت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا وہ آنحضرتؐ کے اہلبیت ہیں۔

۶۔ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا انہوں نے ابواسرائیل سے انہوں نے عطیہ سے اور انہوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے ایک کتاب خدا جوآسمان سے زمین تک ایک مضبوط ذریعہ ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت ہیں! یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں۔

زید بن ثابت کی روایت

۷۔ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا انہوں نے شریک سے انہوں نے رکین سے انہوں نے قاسم بن حسان سے اور انہوں نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت ، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس

پہونچیں۔

ابوذر غفاری کی روایت

۸۔ہم سے ابوعبید اللہ نے بیان کیا انہوں نے اسرائیل سے انہوں نے ابواسحاق سے اور انہوں نے ایسے شخص سے روایت کی ہے جس سے حنش روایت کرتے تھے، وہ کہتے ہیں میں نے ابوذر کو دیکھا کہ وہ درکعبہ کو پکڑے کہہ رہے ہیں اے لوگو! جو مجھے پہچانتا ہے وہ پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ پہچان لے، میں ابوذر ہوں اور میں وہی کہوں گا جسے رسولؐ اللہ سے سنا ہے، حضرتؐ نے فرمایا تھا: اے لوگو! میں نے تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑیں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت، ان میں ایک جو دوسرے سے افضل ہے وہ کتاب خدا ہے یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، تم میں ان دونوں کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے نوح کا سفینہ کہ جو شخص اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جس نے گریز کیا وہ ہلاک ہوگیا.(۱)

احوال وآثار

ا۔ان کے شاگرد ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: ''یعقوب بن سفیان بن جوان فارسی کا انتقال ۲۷۷ھ میں ہوا'' پھر ان کے شیوخ کا ذکر کیا ہے.(۲)

ابن حجر لکھتے ہیں: '' حافظ یعقوب بن سفیان بن جوان فارسی ابو یوسف بن ابی معاویہ فسوی نے بہت سے محدثین سے روایت کی ہے اور ان سے ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ

ا۔المعرفۃ والتاریخ ج اص ۵۳۸۔۵۳۶ ۲۔الجرح والتعدیل ج۹ ص ۲۰۸

......ابوعوانہ اسفراینی، ابن ابی داؤد...... نے روایت کی ہے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے حدیث کی جمع آوری اور دوسری کتابیں تصنیف کی ہیں، وہ متقی و پرہیز گار اور سختی سے سنت پر عمل کرتے تھے، نسائی کا کہنا ہے کہ ان سے حدیث لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، حاکم نے کہا ہے کہ فارس میں وہ محدثین کے امام تھے، ابوزرعہ دمشقی کا بیان ہے کہ اشراف میں دو آدمی میرے پاس آئے جن میں ایک یعقوب بن سفیان تھے جنھوں نے حصول حدیث کی خاطر بہت زیادہ سفر کیا تھا، عراقیوں نے ان جیسا نہیں دیکھا تھا، یحیی (بن معین) نے ان کی تاریخ سے انتخاب کیا تھا، وہ جلیل القدر اور عظیم شخصیت کے حامل تھے، ابوالشیخ نے ابومحمد بن ابی حاتم سے حکایت کی ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے کہا تم جس شیخ کے پاس جانا اپنے اور ان کے درمیان یعقوب بن سفیان کو قرار دینا کہ ان جیسا نہیں مل سکتا، ابوعبدالرحمٰن نہاوندی کا بیان ہے کہ میں نے یعقوب بن سفیان کو کہتے سنا کہ میں نے ایک ہزار سے زیادہ شیوخ سے حدیثیں اخذ کیں اور وہ سب کے سب ثقہ ہیں.''(۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے ذہبی کی تذکرہ الحفاظ ج۱ص۵۸۲، العبر ج۲ص ۵۸۔ ذہبی نے ان کو حافظ، امام اور ارکان حدیث کا ایک رکن قرار دیا ہے، سمعانی کی الانساب، ابن اثیر کی اللباب ج۲ص۴۳۲، یاقوت حموی کی معجم البلدان ج۳ص۸۹۲، ابن اثیر کی الکامل ج۷ص۴۴۰، ابن کثیر کی البدایۃ والنہایۃ ج۱۱ص۶۰، ابن عماد کی شذرات ج۲ص۱۷۱

۱۔تہذیب التہذیب ج۱۱ص۳۸۵

۴۹۔روایت قاضی ابواسحاق زھری

ابواسحاق زھری نے جعفر بن عون اور یعلی بن عبید سے اور ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی کوفی نے ابواسحاق سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور اس حدیث کو بیہقی (۱) نے نقل کیا ہے جو روایت جعفر بن عون (شمارہ ۲۱) اور روایت یعلی بن عبید (شمارہ ۲۳) میں بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

خطیب بغدادی لکھتے ہیں: "ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق بن ابی العنبس زھری کوفہ کے قاضی تھے، انہوں نے جعفر بن عون عمری، اسحاق بن منصور سلولی، یعلی بن عبید طنافسی ...... سے سماع حدیث کیا وہ ثقہ، بافضل، دیندار اور شریف النفس انسان تھے ...... انہوں نے ۲۷۷ھ میں انتقال کیا؛" (۲)

۵۰۔روایت محمد بن فضل سقطی

محمد بن فضل، حافظ طبرانی کے شیوخ میں سے ہیں، طبرانی نے "المعجم الکبیر" (۳) میں ان سے بھی حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے اور محمد بن فضل سقطی نے سعید بن سلیمان سے اور انہوں نے زید بن حسن سے روایت کی ہے جو روایت زید بن حسن (شمارہ ۲۰) میں سند ومتن کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

۱۔سنن بیہقی ج ۱۰ ص ۱۱۳ ۲۔تاریخ بغداد ج ۶ ص ۲۵ ۳۔المعجم الکبیر ج ۳ حدیث نمبر ۲۶۸۰

خطیب لکھتے ہیں: "ابوجعفر محمد بن فضل بن جابر سقطی نے سعید بن سلیمان واسطی، عبد الاعلی بن حماد نرسی، فضل بن عبدالوھاب، ابراہیم بن محمد بن عرعرہ اور حامد بن یحیی بلخی سے سماع حدیث کیا اور ان سے ان کے بیٹے اسحاق، محمد بن مخلد، ابوسہل بن زیاد قطان، محمد بن حسن زیاد نقاش اور احمد بن یوسف بن خلاد نے روایت کی ہے وہ ثقہ تھے، دار قطنی نے صدوق کہا ہے ماہ رمضان ۲۸۸ھ میں وفات پائی۔" (۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے سمعانی کی الانساب۔ سقطی، ابن ماکولا کی الاکمال ج۴ص۴۹۱۔

۵۱۔ روایت فہد بن سلیمان

فہد نے ابوغسان مالک بن اسماعیل نہدی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور فہد سے حافظ ابوجعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ نے اس حدیث کونقل کیا ہے. (۲) یہ حدیث سند ومتن کے ساتھ روایت طحاوی (شمارہ ۶۱) میں بیان ہوگی۔

احوال وآثار

ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: "فہد بن سلیمان نحاس مصری نے موسی ابن داؤد، محمد بن کثیر مصیصی، یحیی بن صالح اور ابوتوبہ سے روایت کی ہے، میں نے ان کے فوائد کو لکھا لیکن ان سے سماع حدیث کا موقع نہیں ملا۔" (۳)

۱۔ تاریخ بغداد ج۳ص۱۵۳ ۲۔ مشکل الآثار ج۴ص۳۶۸ ۳۔ الجرح والتعدیل ج۷ص۸۹

۵۲۔روایت احمد بن قاسم جوہری

حافظ طبرانی نے جس تفصیل سے ان سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اس کو روایت زید بن حسن انماطی (شمارہ ۲۰) میں بیان کیا ہے۔

احوال وآثار

خطیب کہتے ہیں: ''ابوجعفر احمد بن قاسم بن مساور جوہری نے عفان بن مسلم، علی بن جعد، ابو بلال اشعری، ہیثم بن خارجہ اور محمد بن یوسف غضیضی سے حدیثوں کا سماع کیا اور احمد بن قاسم سے قاضی محاملی، احمد بن کامل، عبدالباقی بن قانع، احمد بن صباح کبشی اور محمد بن علی بن جیش ناقد نے روایت کی ہے وہ ثقہ تھے......

ہم کو محمد بن عبدالواحد نے محمد بن عباس کے حوالے سے بتایا کہ ابن مناوی کے سامنے قرائت ہو رہی تھی اور میں سن رہا تھا اس وقت انہوں نے کہا کہ ابوجعفر احمد بن قاسم بن مساور جوہری نے علی بن جعد سے بہت زیادہ حدیثیں کی ہیں، انہوں نے مجھ سے کہا کہ ان (علی بن جعد) سے پندرہ ہزار حدیثیں لکھی ہیں ۲۹۳ھ میں انتقال کیا؛'' (۱)

۵۳۔روایت حافظ صالح جزرہ

انہوں نے خلف بن سالم مخرمی بغدادی کے توسط سے یحیی بن حماد سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور صالح جزرہ سے ابونصر احمد بن سہل فقیہ بخاری جو حاکم نیشاپوری کے شیخ ہے، نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور حاکم (۲) نے اپنی کتاب میں ان سے اس حدیث کو

۱۔تاریخ بغداد ج ۴ص ۳۴۹ ۲۔المستدرک ج ۳ص ۱۰۹

نقل کیا ہے جو عبقات میں روایت نمبر ۲۷ میں بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

خطیب بغدادی ان کی بہت زیادہ تعریف وتمجید کے بعد لکھتے ہیں: ''ابی الاشرس صالح بن محمد بن عمرو بن حبیب بن حسان بن منذر بن عمار اسدی کی کنیت ابوعلی اور لقب جزرہ تھا وہ حافظ، عارف اور ائمہ حدیث میں سے تھے اور محدثین ان کی طرف رجوع کرتے تھے حصول حدیث کی خاطر انہوں نے بہت زیادہ سفر کیا تھا اور شام ومصر وخراسان کے مشائخ حدیث سے ملاقاتیں کی تھیں، وہ بغداد سے بخارا گئے اور وہیں رہ گئے، بخارا کے محدثین نے ان ہی سے حدیثیں لکھی تھیں، انہوں نے عرصے تک وہاں حدیثیں بیان کیں وہ صدوق ثبت اور امین تھے، انہوں نے ۲۹۴ھ میں بخارا میں وفات پائی۔''(۱)

۵۴۔ روایت احمد بن یحیی حلوانی

احمد بن یحیی نے عبداللہ بن داھر سے اور احمد سے ابوجعفر عقیلی متوفی ۳۲۲ھ نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جو روایت عقیلی (شمارہ ۶۲) میں بیان ہوگی۔

احوال وآثار

ذہبی نے ۲۹۶ھ میں جنہوں نے وفات پائی ہے ان میں حلوانی کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں: ''اس سال ابوجعفر احمد بن یحیی حلوانی نے جو مرد صالح تھے بغداد میں وفات پائی انہوں نے

۱۔ الوافی بالوفیات ج ۳ ص ۳۴۵

احمد بن یونس اور سعدویہ سے حدیثوں کا سماع کیا، وہ ثقات میں سے تھے۔"(۱)

۵۵۔روایت ابوجعفر مطیّن

حافظ طبرانی نے "المعجم الکبیر" میں بہت سی سندوں سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، جن میں چھ سندوں کا سلسلہ مطیّن سے ملتا ہے، حدیث نمبر یہ ہے ۲۶۸۰،۲۶۸۳،۳۰۵۲، ان میں بعض روایتیں، روایت زید بن حسن انماطی (شمارہ ۲۰) میں بیان ہو چکی ہیں۔
خطیب بغدادی نے بھی مطیّن کے طریق سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے اس کو بھی روایت انماطی (شمارہ ۲۰) میں بیان کیا ہے۔

احوال و آثار

۱۔ذہبی لکھتے ہیں: "حافظ کبیر ابوجعفر محمد عبداللہ بن سلیمان حضرمی کوفی نے ابونعیم کو دیکھا اور احمد بن یونس، یحیی حمانی، یحیی بن بشر حریری، سعید بن عمر اور اشعثی سے حدیثوں کا سماع کیا، ان کا سینہ علم سے پُر تھا، ابوجعفر سے ابوبکر نجار، ابوالقاسم طبرانی، ابوبکر اسماعیلی، علی بن حسان دمی، علی بن عبدالرحمٰن بکّائی اور ایک جماعت نے روایت کی ہے، انہوں نے "مسند" اور دیگر کتابیں تصنیف کیں اور تاریخ میں ایک مختصر کتاب تحریر کی، حافظ ابوبکر بن ابی دارم کا بیان ہے کہ میں نے مطیّن سے ایک ہزار حدیثیں لکھی ہیں، دارقطنی سے ان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا وہ ثقہ اور علم کا پہاڑ ہیں، میں کہتا ہوں ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور ربیع الثانی ۲۹۷ھ میں وفات پائی۔"(۲)

۱۔العبر ج ۲ ص ۱۰۶

۲۔تذکرۃ الحفاظ شمارہ ۶۶۲

۲۔امیر ابن ماکولا لکھتے ہیں: ''ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن سلیمان کوفی ائمہ حفاظ میں سے
ہیں، میں نے صوری کو کہتے سنا کہ ابونعیم (فضل) بن دکین نے ان کو مطیّن کا لقب دیا تھا''
(۱)۔

۳۔صفدی ان کا شرح حال لکھنے کے بعد ان سے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں وہ (مطین
کہتے ہیں میں بچہ تھا اور بچوں کے ساتھ کھیلتا تھا، میرا قد دوسروں سے نکلتا ہوا تھا، ہم سبھی پانی
میں داخل ہوتے تھے اور اپنی پیٹھوں پر گیلی مٹی مل لیتے تھے، ایک دن ابونعیم نے مجھے دیکھ
اور کہا اے مطین درس میں نہ آنا، اسی دن میں اس لقب (مطیّن) سے مشہور ہو گیا: (۲)

۵۶۔روایت حسین بن سفیان نسوی

انہوں نے ابوسلیمان نصر بن عبدالرحمٰن وشاء سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے اور ان (ا
سلیمان) سے ابوعمرو حیری محمد بن احمد بن حمدان نیشاپوری نے اس حدیث کی روایت کی ہے
ابونعیم (۳) نے ان اسناد و متون سے ان کو نقل کیا ہے جو روایت زید بن حسن انماطی (شما
۲۰) میں بیان ہوئی ہیں۔

احوال و آثار

ا۔ذہبی نے ۳۰۳ھ میں وفات پانے والوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں:
اس سال حافظ بزرگ ابوالعباس بن سفیان شیبانی نسوی صاحب ''مسند'' کا انتقال ہو
انہوں نے ابوثور سے فقہ پڑھی اور ان ہی کے نظریئے کے مطابق فتوادیا، انہوں نے احمد ب

ا۔الاکمال ج ۷ص ۲۶۱ ۲۔الوافی بالوفیات ج ۳ص ۳۴۵ ۳۔حلیۃ الاولیاء ج ۱ص ۳۵۵

حنبل، یحیی بن معین اور دیگر عظیم المرتبت محدثین سے سماع حدیث کیا، وہ ثقہ و حجت تھے، اور حصول حدیث کی خاطر بہت زیادہ سفر کیا تھا، حاکم کا کہنا ہے وہ اپنے زمانہ کے محدث خراسان تھے اور ثبت، حفظ، کثرت روایت، فہم اور ادبیات وفقہ میں دوسروں پر سبقت لے گئے تھے۔"(۱)

۲۔ سمعانی کہتے ہیں: "بالوز، نسا سے تین چار فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے، میں خود ابو العباس حسن بن سفیان بن عامر بن عبدالعزیز بن عطا شیبانی بالوزی نسوی کی قبر کی زیارت کرنے بالوز نامی قریہ میں گیا تھا، حسن بن سفیان اپنے زمانہ میں خراسان کے محدث تھے، فقہ و حدیث میں سب سے زیادہ صلاحیت رکھتے تھے اور حصول حدیث کی خاطر عراق، شام اور مصر کا سفر کیا تھا، انہوں نے بہت سی حدیثوں کی راویت کی اور بہت زیادہ حدیثوں کو جمع کیا اور "المسند الکبیر" "الجامع" اور "المعجم" تالیف کیں، وہ ابوبکر بن (ابی) شیبہ کے توسط سے کوفہ کے سارے آئمہ محدثین کی حدیثوں کو خراسان میں بیان کرتے تھے، ان سے کسب فیض کے لئے دنیا کے گوشہ و کنار سے محدثین، خراسان آتے تھے۔ ۳۰۳ھ میں وفات پائی اور "بالوز" نامی دیہات میں دفن ہوئے جہاں لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں، میں نے بھی اس کی زیارت کی ہے۔"(۲)

۵۷۔ روایت زکریا بن یحیی ساجی

حدیث ثقلین کی انہوں نے نصر بن عبدالرحمٰن وشاء سے اور انہوں نے زید بن حسن

۱۔ العبر ج ۲ ص ۱۲۴

۲۔ الانساب۔ بالوزی

انماطی سے روایت کی ہے، حافظ طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' حدیث نمبر ۲۶۸۰ اور ۳۰۵۲ میں
اس کونقل کیا ہے جو روایت زید بن حسن انماطی (شمارہ ۲۰) میں بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

ا۔ ذہبی کہتے ہیں: ''ابو یحیی زکریا بن یحیی بن عبدالرحمٰن بن ابیض بن دیلم بن باسل
بن ضبہ ضبی امام، حافظ اور بصرہ کے محدث تھے، انہوں نے حدیثوں کی جمع آوری کی ہے
ان سے ابواحمد بن عدی، ابوبکر اسماعیلی، ابوعمرو محمد بن احمد بن حمدان، قاضی یوسف میانجی
عبداللہ بن محمد بن سقا واسطی، یوسف بن یعقوب بخیری، علی بن لوء لوء وراق اور ایک
جماعت نے روایت کی ہے، ابو اسحاق اشعری نے اپنی کتاب ''تحریر مقالہ اھل الحدیث
السلف'' کی تالیف میں ان سے استفادہ کیا تھا، علل الحدیث پر ساجی کی بڑی اہم کتاب ہے
جو اس فن میں ان کی مہارت کا پتہ دیتی ہے، تقریباً نوے سال کی عمر میں ۳۰۷ھ میں انتقال
کیا۔'' (۱)

۲۔ خطیب بغدادی نے ان کا شرح حال لکھا ہے اور انھیں ابویعلی کی کنیت سے یاد کیا ہے
(۲).

۵۸۔ روایت عباس بن برتی

برتی نے نصر بن عبدالرحمٰن وشاء سے اور برتی سے ابوالحسن علی بن عمر بن محمد بن حسن
سکری نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، ان کی حدیث کو حافظ ابن عساکر نے ''تاریخ

ا۔ تذکرۃ الحفاظ شمارہ ۷۰۹
۲۔ تاریخ بغداد ج ۸ ص ۴۵۹

مدینہ دمشق'' کی ج ا ص ۴۵ پر نقل کیا ہے، یہ حدیث سند و متن کے ساتھ روایت زید بن حسن انماطی (شمارہ ۲۰) میں بیان ہوئی ہے۔

احوال و آثار

ا۔خطیب بغدادی لکھتے ہیں: ''ابو خبیب عباس بن احمد بن محمد بن عیسی بن قاضی برتی نے عبد الاعلی بن حماد نرسی، سوار بن عبداللہ عنبری، جعد بن یحیی مدنی اور محمد بن یعقوب زبیری سے اور برتی سے ابو بکر شافعی، عبداللہ بن موسی ہاشمی، عبد العزیز بن ابی صابر، عبید اللہ بن ابی سمرہ بغوی، ابو حفص ابن شاہین، علی بن عمر سکری اور دیگر محدثین نے راویت کی ہے، ۳۰۸ھ میں ان کا انتقال ہوا۔''(۱)

۲۔ابن حجر کہتے ہیں قاضی ابو العباس بن احمد بن محمد کے پاس ابو ہریرہ کی ایک مسند تھی جو ہم تک پہونچی ہے؛(۲)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے الاکمال ج ا ص ۴۱۰، سمعانی کی الانساب۔البرتی

۵۹۔روایت ابو بکر بن ابی داؤد

ابو بکر بن ابی داؤد نے عبد اللہ بن نمیر ھمدانی سے اور ابو بکر سے حافظ ابو جعفر طحاوی (۳) نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے پوری حدیث، روایت ابو جعفر طحاوی (شمارہ ۶۱) میں بیان ہوگی۔

احوال و آثار

ا۔تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۱۵۲   ۲۔تبصیر المنتبہ ج ا ص ۱۳۲   ۳۔مشکل الآثار ج ۴ ص ۳۶۸

خطیب لکھتے ہیں: ''ابوبکر عبداللہ بن سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران بن ابی داؤداز دی سجستانی کو ان کے والد حصول حدیث کی خاطر اپنے ہمراہ مشرق ومغرب میں لے گئے اور محدثین کی زبانی حدیثیں سنوائیں، انہوں نے خراسان، جبال (اس سے مراد جبل عامل لبنان ہے یا مازندران) اصفہان، فارس، بصرہ، بغداد، کوفہ، مدینہ، مکہ، شام، مصر، جزیرہ اور دوسرے اسلامی شہروں میں جاکر حدیثوں کا سماع کیا اور بغداد میں سکونت اختیار کی اور مسند، سنن، تفسیر، قرائت، ناسخ ومنسوخ نامی کتابیں تالیف کیں، وہ فہیم، مفکر، عالم اور حافظ تھے۔

ہم سے ابومنصور محمد بن عیسی ہمدانی نے حافظ ابوالفضل صالح بن احمد سے نقل کیا ہے کہ ابوبکر عبداللہ بن سلیمان عراق کے امام اور شہروں میں علم ودانش کے پرچمدار تھے، بادشاہ نے ان کے لئے خاص منبر بنوایا تھا جس سے وہ بادشاہ کو حدیثیں سناتے تھے اس لئے کہ وہ عالم وفاضل تھے ان کے زمانے میں عراق میں ایسے مشائخ تھے جن کے پاس ان سے زیادہ حدیثیں تھیں مگر ان کی حدیثیں ابن داؤد کی حدیثوں سے متقن ومحکم نہیں تھیں، میں کہتا ہوں کہ ابن ابی داؤد دشمنیٔ علی سے متہم تھے، ابوبکر بن ابی داؤد نے یکشنبہ ۱۸ ذی الحجہ ۳۱۶ھ کو انتقال کیا، ان کی تشییع جنازہ میں تین لاکھ لوگوں نے شرکت کی تھی۔'' (۱)

۶۰۔ روایت حسن بن مسلم

حسن بن مسلم نے عبدالحمید بن صبیح سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان سے

۱۔ تاریخ بغدادی ج۹ ص۴۶۴

حافظ طبرانی نے اپنے شیوخ کی معجم (ج ا ص ۱۳۵) میں اس حدیث کو نقل کیا ہے، خطیب بغدادی نے تلخیص المتشابہ فی الرسم میں حسن بن مسلم ہی کے شرح حال میں ان سے طبرانی کے طریق سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جو روایت یونس بن ارقم (شمارہ ۱۸) میں بیان ہوئی ہے۔

احوال و آثار

ان کی تصدیق و توثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے بغدادی کی تلخیص المتشابہ فی الرسم، امیر ابن ماکولا کی الاکمال ج ۷ ص ۲۴۴، ابن حجر کی تبصیر المنتبہ ج ۲ ص ۱۲۸

۶۱۔ روایت ابوجعفر طحاوی

طحاوی نے درج ذیل دو سندوں سے اپنی کتاب ''مشکل الآثار'' ج ۴ ص ۳۶۸ پر حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں:

ا۔ ہم سے فہد بن سلیمان نے بیان کیا انہوں نے ابوغسان مالک بن اسماعیل نہدی سے انہوں نے اسرائیل بن یونس سے اور انہوں نے عثمان بن مغیرہ سے روایت کی ہے کہ علی بن ربیعہ نے کہا کہ میں نے زید بن ارقم سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے رسولؐ خدا سے یہ حدیث سنی ہے '' انی تارك فيكم الثقلين كتاب الله عزوجل و عترتی؟''

زید بن ارقم نے جواب دیا ہاں میں نے یہ حدیث سنی ہے۔

اس حدیث کو احمد بن حنبل نے اپنی ''مسند'' ج ۴ ص ۳۷۱ پر اور ''فضائل علیؑ'' کے حدیث نمبر ۹۰ پر اسود بن عامر سے اور انہوں نے اسرائیل سے اسی سند و متن کے ساتھ نقل کیا ہے،

نیز سبط ابن جوزی نے احمد کی ''فضائل علی'' سے اس سے زیادہ تفصیل سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ جس حدیث کی میں نے روایت کی ہے، احمد نے اس کو ''فضائل'' میں نقل کیا ہے اور اس کی سند میں کوئی ایسا راوی نہیں ہے جس کو میرے جد (ابن جوزی) نے ضعیف قرار دیا ہو (۱).

۲۔ ہم سے ابن ابی داوٴد نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن نمیر ھمدانی سے انہوں نے محمد بن فضیل بن غزوان سے اور انہوں نے ابوحیان یحیی بن سعید بن حیان تیمی سے روایت کی ہے کہ یزید بن حیان نے کہا کہ میں اور حصین بن عقبہ، زید بن ارقم کے پاس گئے...... پھر صحیح مسلم (ج ۷ ص ۱۲۲) کی عبارت ہے جو عبقات میں روایت مسلم بن حجاج قشیری (شمارہ ۳۸) میں بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

ذہبی کہتے ہیں: ''ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ ازدی حجری امام، علامہ، حافظ اور مستند مصنف تھے، وہ مصر کے قریہ طحا کے رہنے والے تھے...... ابن یونس کا بیان ہے ۲۳۷ھ میں پیدا ہوئے اور ثقہ، ثبت، فقیہ اور عاقل ودانا تھے، کوئی ان جیسا ان کا جانشین نہ ہوسکا، ذیقعدہ ۳۲۱ھ میں وفات ہوئی۔'' (۲)

۶۲۔ روایت ابوجعفر عقیلی

انہوں نے ''الضعفاء'' میں تین سندوں سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، عبداللہ بن

۱۔ تذکرۃ خواص الامۃ ص ۳۲۲
۲۔ تذکرۃ الحفاظ شمارہ ۸۰۸

بن داہر کے شرح حال میں کہتے ہیں: ان کی احادیث میں درج ذیل حدیثیں بھی ہیں۔

ا۔ہم سے احمد بن یحیی حلوانی نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عبدالقدوس سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عطیہ سے اور انہوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا دوسرے میری عترت ، یہ دونوں ایک ہی ساتھ رہیں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو (۱)

۲۔ہم سے محمد بن اسماعیل نے بیان کیا انہوں نے محمد بن سعید بن اصفہانی سے انہوں نے حاتم بن اسماعیل سے انہوں نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے (حج میں) بروز عرفہ خطبہ دیا اور اس میں ارشاد فرمایا: میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑی کہ اگر تم اسے اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ کتاب خدا ہے، میرے بارے میں تم سے سوال ہوگا تو تم کیا کہو گے؟ سب نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پیغام الٰہی پہونچایا اور نصیحت کی ، یہ سن کر آنحضرتؐ نے انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کیا اور پھر لوگوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: خداوندا تو گواہ رہنا (۲)

اپنی کتاب کے جز دوم صفحہ ۲۲۸ پر ہارون بن سعد کے شرح حال میں کہا کہ ان ہی کی یہ

ا۔ابن جوزی نے ''العلل المتناھیہ'' میں عقیلی کے طریق سے اسے نقل کیا ہے۔

۲۔حدیث پیغمبرؐ سے کھیلنے والے دشمنان آل محمد نے ثقل دوم (اہلبیتؑ) کو حدیث سے حذف کر دیا جب کہ ترمذی نے اپنی صحیح کے ج ۵ ص ۶۲۱ پر بغیر حذف کے نقل کیا ہے ملاحظہ ہو عبقات شمارہ ۴۳

حدیث بھی ہے۔

۳۔ ہم سے محمد بن عثمان نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن سعید خدری سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو رسی کی مانند ہے اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمھارے ہاتھوں میں ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت ہیں یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، اس حدیث کی اس سے بہتر سند سے بھی روایت ہوئی ہے۔

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں: ''ابوجعفر محمد بن موسی بن حماد عقیلی امام، حافظ اور بڑی کتاب ''الضعفاء'' کے مصنف ہیں، مسلمہ بن قاسم کا بیان ہے عقیلی جلیل القدر اور باشکوہ انسان تھے، ان جیسا میں نے نہیں دیکھا، بہت سی کتابیں تصنیف کیں، محدثین میں سے جو بھی آتا تھا وہ کہتا تھا کہ اپنی کتاب سے حدیث بیان کیجئے لیکن وہ اپنی اصل کتاب (مطابقت کے لئے) باہر نہیں لاتے تھے، ایک مرتبہ ہم لوگوں نے آپس میں کہا وہ (عقیلی) یا بہت بڑے حافظے کے مالک ہیں یا بہت بڑے جھوٹے ہیں اور پھر ان (عقیلی) کے پاس گئے اور بنائے ہوئے منصوبے کے مطابق حدیث میں کمی وزیادتی کر کے انھیں سنایا تو فوراً انھوں نے اپنے حافظے سے اس کی اصلاح کی، جب ہم لوگ وہاں سے اٹھ کر باہر آئے تو یقین ہو گیا کہ یقیناً وہ ''احفظ الناس'' ہیں. حافظ ابوالحسن بن سہل قطان کا بیان ہے کہ ابوجعفر ثقہ، حدیث کے جلیل القدر

عالم اور حفظ میں دوسروں پر مقدم ہیں، ۳۲۲ھ میں انتقال کیا۔" (۱)

۶۳۔روایت ابوالفضل حسن بن یعقوب بخاری

ابوالفضل نے ابواحمد بن عبدالوھاب فراء عبدی متوفی ۲۷۲ھ سے اور انہوں نے جعفر بن عون سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور حاکم نیشاپوری نے ان سے نقل کیا ہے، حافظ بیہقی (۲) نے حاکم سے ان الفاظ میں اس حدیث کی روایت کی ہے جو روایت بن عون (شمارہ ۲۱) میں بیان ہوئی ہے۔

حافظ ابن عساکر نے اپنے شیوخ کی معجم کے صفحہ ۱۱ پر ابن عراقی احمد بن علی سے انہوں نے ابوبکر بن خلف شیرازی احمد بن علی سے اور انہوں نے حاکم سے اسی سند ومتن کے ساتھ نقل کیا ہے۔

احوال وآثار

ذہبی وفیات ۳۴۲ھ میں لکھتے ہیں: "اس سال ابوالفضل حسن بن یعقوب بخاری عدل نے نیشاپور میں انتقال کیا ہے، انہوں نے ابوحاتم رازی اور ان کے ہم طبقوں سے روایتیں کیں،۔حصول حدیث کی خاطر بہت زیادہ سفر کیا اور بہت زیادہ حدیثوں کی روایت کی ہے"۔(۳)

۶۴۔روایت محمد بن یعقوب ابن اخرم شیبانی

۱۔تذکرۃ الحفاظ نمبر ۸۲۳　۲۔سنن بیہقی ج ۲ ص ۱۴۸　۳۔العبر ج ۳ ص ۲۵۹

ابن اخرم نے حافظ ابواحمد محمد بن عبدالوھاب فرّاء عبدی نیشاپوری متوفی ۲۷۲ھ سے اورابن اخرم سے ابوزکریا یحیی بن ابراہیم بن محمد بن یحیی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اوران کی حدیث کو حافظ بیہقی (۱) نے نقل کیا ہے جو روایت ابواحمد فراء (شمارہ ۴۷) میں بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

ذہبی وفیات ۳۴۴ھ میں لکھتے ہیں: ''اس سال حافظ، محدث ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن یوسف بن اخرم شیبانی کا نیشاپور میں انتقال ہوا، انہوں نے ''المسند الکبیر'' اور ''مستخرج علی الصحیحین،، لکھی اور ابوالحسن ہلالی، یحیی ذھلی اوران کے ہم طبقہ افراد سے روایت کی ہے ،حدیث وعلل ورجال میں جس بلند مرتبے پر وہ فائز تھے نیشاپور میں وہ مرتبہ ان کو نہ مل سکا، چورانویں سال زندہ رہے اورایک دن کے لئے بھی نیشاپور کی خاک کو نہیں چھوڑا؛'' (۲)

۶۵۔روایت عبداللہ بن جعفر

عبداللہ بن جعفر نے احمد بن یونس ضبی سے اوران سے حافظ ابونعیم (۳) اصفہانی نے اس سند ومتن سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جو روایت عمار بن نصر (شمارہ ۳۴) میں بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

ان کے شاگرد ابونعیم (ذکراخبار اصبہان ج ۲ ص ۸۰ پر) لکھتے ہیں: ''ابومحمد عبداللہ بن

۱۔سنن بیہقی ج ۷ ص ۳۰ ۲۔العبر ج ۳ ص ۲۶۵ ۳۔حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۶۴

جعفر بن احمد بن فارس بن فرج ۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے اور شوال ۳۴۶ھ میں انتقال کیا، متاخر(۱) کہتے ہیں ان کا شوال ۳۴۵ھ میں انتقال ہوا، میں نے ابو محمد بن حیان سے اور انہوں نے ابوعمرو قطان کو کہتے سنا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا خدا نے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ انہوں نے جواب دیا مجھے اس نے بخش دیا اور پیغمبروں کا مقام عطا کیا۔''(۲)

۶۶۔روایت محمد بن احمد بن تمیم

محمد بن احمد نے ابو قلابہ رقاشی سے اور انہوں نے یحیی بن حماد سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور اس حدیث کو حاکم نیشاپوری نے ''المستدرک علی الصحیحین'' میں نقل کیا ہے جو عبقات میں روایت حاکم نیشاپوری (شمارہ ۲۷) میں بیان ہوئی ہے، اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد حاکم کہتے ہیں یہ حدیث شیخین (بخاری اور مسلم) کی شرائط کے مطابق صحیح ہے لیکن اس کو انہوں نے نقل نہیں کیا ہے (۳) ذہبی نے بھی تلخیص مستدرک میں اس بات کی تائید کی ہے۔

احوال وآثار

خطیب بغدادی لکھتے ہیں: ''ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم خیاط قنطری، پلوں پر زندگی گزارتے تھے اور احمد بن عبیداللہ نرسی اور ابوقلابہ رقاشی سے مروی حدیثیں بیان کرتے تھے

۱۔غالباً اس سے مراد ابن مندہ ہیں جن کی تاریخ اصفہان ہے، وہ ابونعیم کے معاصر اور ان سے متاخر تھے اور ان میں شدید رقابت چلتی تھی

۲۔اخبار اصبہان ج ۲ ص ۸۰

۳۔المستدرک علی الصحیحین ج ۳ ص ۹۰

آخر شعبان ۳۴۸ھ میں انتقال کیا۔"(۱)

۶۷۔روایت ابوجعفر شیبانی

ابوجعفر نے ابراہیم بن اسحاق زھری سے اور ابوجعفر سے ابومحمد قاضی جناح بن نذیر بن جناح نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور حافظ بیہقی (۲) نے اس سند ومتن کے ساتھ اس کو نقل کیا ہے جو روایت یعلی بن عبید (شمارہ ۳۴) میں بیان ہوئی ہے۔
نیز احمد بن حازم بن ابی غرزہ نے اس کی روایت کی ہے اور حاکم (۳) نے ان سے نقل کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے اور ذھبی نے بھی اپنی تلخیص میں اس کو نقل کیا ہے۔

احوال وآثار

۱۔ ذہبی نے ان کا شرح حال لکھا ہے اور اپنے زمانہ کے مسند کوفہ (۴) اور محدث کوفہ (۵) سے ان کی توصیف کی ہے۔

۲۔ابن عماد نے ذہبی کی العبر وفیات ۳۵۱ھ سے یہ عبارت نقل کی ہے: "اس سال ابو جعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی کوفی جو اپنے زمانہ میں کوفہ کی تکیہ گاہ تھے، نے انتقال کیا، انہوں نے ابراہیم بن عبداللہ قصار اور احمد بن عرعرہ اور ایک جماعت سے روایت کی ہے۔" (۶)

۶۸۔روایت ابوالشیخ ابن حیان اصفہانی

۱۔تاریخ بغداد ج۱ص۳۸۲ ۲۔سنن بیہقی ج۱۰ص۱۱۳ ۳۔المستدرک علی الصحیحین ج۳ص۵۳۳
۴۔العبر ج۲ص۲۹۳ ۵۔تذکرۃ الحفاظ شمارہ ۳۸۸ ۶۔شذرات الذھب ج۳ص۹

انہوں نے عوالی کے پہلے جز کے صفحہ ۶۰ پر (جو دار الکتب الظاہریہ دمشق کے شمارہ ۲۶۳۷ میں موجود ہے(۱)) اس طرح حدیث ثقلین کی روایت کی ہے: ''ہم کو ابو یعلی نے بتایا انہوں نے غسان سے انہوں نے ابو اسرائیل سے انہوں نے عطیہ سے اور انہوں نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک مضبوط رسی (ذریعہ) ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں۔

احوال وآثار

۱۔ ابونعیم اصفہانی ان کا شرح حال لکھتے ہوئے کہتے ہیں: ''وہ ابوالشیخ سے معروف اور ثقات واعلام میں سے ایک ہیں. احکام، تفسیر اور شیوخ سے متعلق ان کی تصنیفیں ہیں.'' (۲)

۲۔ ابن اثیر کہتے ہیں: ''وہ بہت بڑے حافظ وثقہ اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں، انہوں نے ابو یعلی موصلی اور بہت سے محدثین سے روایت کی ہے، ابونعیم اصفہانی نے ان سے بہت زیادہ روایتیں نقل کی ہیں، سب کے آخر میں جس نے ان سے روایت کی ہے ابو طاہر محمد بن احمد بن عبدالرحیم کاتب (۳) اصفہانی ہیں.'' (۴)

۱۔ اس قدیم ونفیس نسخہ پر ابوطاہر محمد بن احمد بن محمد بن عبدالرحیم کی روایت ہے، ان سے ابوالفضل جعفر بن عبدالواحد ثقفی نے، ان سے ابوعبداللہ محمد بن معمر بن عبدالواحد نے روایت کی ہے، اس پر محمد بن عبدالواحد بن احمد (کہ جو حافظ ضیاء الدین مقدسی متوفی س۶۴۳ھ سے مشہور ہیں) کی سماع اور دوسرے بہت سے سماعات اس پر موجود ہیں.

۲۔ اخبار اصبہان ج ۲ ص ۹۰ ۳۔ یہ اسی جز کے راوی ہیں ۴۔ اللباب ج ۱ ص ۴۰۴

۳۔ ذہبی، انھیں حافظ اصفہان، اپنے زمانہ کی تکیہ گاہ اور امام سے متصف کرنے کے بعد ابن مردویہ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ بھروسہ کے لائق، ہر طرح قابل اطمینان اور تفسیر و احکام وغیرہ میں بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں، ابو بکر خطیب نے انھیں حافظ، ثبت اور متقن کہا ہے......" (۱)

۴۔ ابن العماد نے ان کا شرح لکھا ہے اور امام، حافظ، ثبت، ثقہ، ابوالشیخ اور ابو محمد سے ان کی توصیف کرنے کے بعد ابونعیم، ابن مردویہ اور خطیب کی ان کے متعلق تعریف و تمجید کو نقل کیا ہے. (۲)

۵۔ ذہبی نے مذکورہ القاب ہی سے انھیں یاد کیا ہے. (۳)

٦۹۔ روایت محمد بن احمد بن بالویہ

محمد بن بالویہ نے عبداللہ بن احمد سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور محمد بن احمد سے حاکم نیشاپوری نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے یہ حدیث شیخین (بخاری اور مسلم) کی شرائط کے مطابق صحیح ہے مگر ان دونوں نے نقل نہیں کیا ہے (۴) ذہبی نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کوئی اظہار خیال نہیں کیا کیونکہ اس کے سلسلہء سند میں ایسا کوئی ہے ہی نہیں جو مورد طعن قرار پا سکے، یہ حدیث عبقات کے شمارہ ۲۷ میں بیان ہوئی ہے۔

احوال و آثار

۱۔ تذکرۃ الحفاظ شمارہ ۹۴۵
۲۔ شذرات الذہب ج ۳ ص ٦۹
۳۔ العبر ج ۲ ص ۳۵۱
۴۔ المستدرک علی الصحیحین ج ۳ ص ۱۰۹

خطیب نے ان کا شرح حال لکھا ہے اور ابوعلی ان کی کنیت بتائی ہے، ان کے شیوخ کو بتانے کے بعد کہتے ہیں: ''ابوبکر برقانی نے ان کی حدیث مجھ سے بیان کی اور جب میں نے ان کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا ثقہ ہیں، ابوعبداللہ حافظ محمد بن عبداللہ (حاکم) نیشاپوری سے منقول ہے کہ ابوعلی بن بالویہ کا نیشاپور میں پنجشنبہ آخر شوال ۳۴۷ھ میں انتقال ہوا۔'' (۱)

۷۔ روایت محمد بن احمد بن حمدان

محمد بن احمد نے حافظ حسن بن سفیان نسوی سے اور محمد بن احمد سے حافظ ابونعیم (۲) نے حذیفہ بن اسید غفاری کے شرح حال میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے، ان کی حدیث سند و متن کے ساتھ روایت زید بن حسن انماطی (شمارہ ۲۰) میں بیان ہوئی ہے۔

انہوں نے دوسری سندوں سے بھی حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جس کو خطیب (۳) خوارزمی نے حافظ ابوالعلاء سے انہوں نے زاھر شحامی سے انہوں نے ابوسعید گنجرودی سے اور انہوں نے محمد بن احمد سے نقل کیا ہے یہ حدیث شمارہ ۸۹ میں بیان ہوگی۔

احوال و آثار

سبکی لکھتے ہیں: ''ابوعمرو محمد بن احمد بن حمدان بن علی عبداللہ بن سنان، زاہد ابوجعفر حیری نیشاپوری کے بیٹے تھے، وہ زاہد، فقیہ، محدث اور نحوی تھے، انہوں نے ابوعثمان حیری کو درک کیا تھا اور ۲۹۵ھ میں ان سے سماع حدیث کیا، ابوجعفر محمد بن زنجویہ بن ھیثم، ابوعمرو احمد بن

۱۔ تاریخ بغداد ج۱ ص۲۸۲ ۲۔ حلیۃ الاولیاء ج۱ ص۳۵۵ ۳۔ مقتل الحسین ج۱ ص۱۰۴

نصر اور حافظ جعفر بن احمد سے حدیثوں کا سماع کیا ۲۹۹ھ میں حسن بن سفیان سے ان کی مسند اوران کے شیخ ابوبکر بن ابی شیبہ کی مسند کو سنا، اسی طرح ابویعلی موصلی سے ان کی مسند کا سماع کیا اور عبدان اهوازی، زکریا ساجی، محمد بن جریر طبری، ابوالعباس ابن سراج، ابن خزیمہ اور دیگر محدثین سے استماع حدیث کیا، حاکم ابوعبداللہ اور حافظ ابونعیم نے ان سے روایت کی ہے،۔ ۲۸ ذیقعدہ ۳۸۶ھ کو وفات پائی اور ابواحمد حاکم حافظ نے ان کی نماز میت پڑھائی۔ (۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے شذرات الذھب ج ۳ ص ۸۷، العبر ج ۳ ص ۳ لسان المیزان ج ۵ ص ۳۸، الوافی بالوفیات ج ۲ ص ۴۶ انہوں نے سن وفات ۳۷۸ھ بتا ہے، النجوم الزاھرہ ج ۴ ص ۱۵۰، بغیۃ الوعاۃ ج ۱ ص ۲۲

۷۱۔ روایت ابومحمد ابن حمویہ سرخسی

حافظ ابن عساکر نے اپنے شیوخ کی معجم کے صفحہ ۲۰۵ پر ان کی حدیث نقل کی ہے کہتے ہیں: ''ہم سے ابوعبداللہ محمد بن عمر کی بن نصیر متوثی بوشنجی کہ جن کے سامنے بوسنج میں قرائت ہوئی تھی، بیان کیا ان سے بوسنج میں ابوالحسن عبدالرحمٰن بن محمد بن مظفر داؤدی۔ بتایا ان سے ابومحمد عبداللہ بن احمد بن حمویہ سرخسی حموئی نے ان سے ابواسحاق ابراہیم بن خر شاشی نے ان سے ابومحمد عبد بن حمید بن نصر کشی نے...... عبد بن حمید کشی کی روایت ان کے جعفر بن عون مخزومی متوفی ۲۰۶ھ کی روایت شمارہ ۲۱ میں بیان ہوئی ہے۔

۱۔ طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۶۹

احوال وآثار

سمعانی لکھتے ہیں: ''ابومحمد عبداللہ بن احمد بن حمویہ سرخسی حموئی بوشنج اور ہرات میں ساکن تھے، ماوراء النہر کے شہروں کا سفر کیا تھا اور فربر میں ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن مطہر فربری سے بہت زیادہ صحیح حدیثوں کی روایت کی ہے، سمرقند میں دارمی کے راوی ابوعمر عباس بن عمر سمرقندی سے، خرشکت میں عبد بن حمید کے راوی ابواسحاق ابرہیم بن خزیم شاشی سے سماع حدیث کیا تھا، ابوبکر محمد بن ابی الھیثم ترابی مروزی، ابوالحسن عبدالرحمٰن بن محمد داؤدی فوشنجی اور دوسروں سے حدیثوں کا سماع کیا تھا، ۳۸۱ھ میں وفات پائی۔''(۱)

۷۲۔روایت ابوالحسن سکری

سکری نے ابوخبیب عباس بن احمد برتی سے اوران سے ابوالحسین محمد بن علی بن مہتدی نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، حافظ ابن عساکر دمشقی نے ''تاریخ مدینہ دمشق'' کے شرح حال امیرالمومنین ج۲ص ۴۵ شمارہ ۵۴۵ پراس حدیث کونقل کیا ہے، یہ حدیث سند و متن کے ساتھ روایت زید بن حسن انماطی (شمارہ ۲۰) میں بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

خطیب بغدادی لکھتے ہیں: ''ابوالحسن علی بن عمر بن محمد بن حسن بن شاذان بن ابراہیم بن اسحاق بن علی بن اسحاق حمیری کا خاندان حضرموت سے ختل منتقل ہوگیا تھا، یہ سکری، صیرفی، کیال اور حربی سے مشہور تھے، انہوں نے احمد بن حسن بن عبدالجبار......اور ابوخبیب برتی

۱۔الانساب ج۴ص ۲۵۹

سے حدیث کا سماع کیا تھا، قاضی ابوالطیب طبری......اور بہت سے افراد جن کا ذکر باعث طوالت ہے، نے ہم سے ان کی حدیثیں نقل کی ہیں، فتوخی کے بقول ۲۹۶ھ میں وہ پیدا ہوئے اور اپنے شیخ کی طرح ثقہ تھے، عبدالعزیز ازجی سے میں نے سنا کہ وہ علی بن عمر کا نام لیتے تھے اور کہتے تھے کہ صحیح السماع ہیں، عتیقی نے مجھ سے بتایا کہ شوال ۳۸۶ھ میں علی بن عمر سکری نے وفات پائی، ان کی بیشتر سماعیں ان کے بھائی کی کتابوں میں ان کے ہاتھ سے لکھی تھیں، محرم ۲۹۶ھ میں پیدا ہوئے، کافی دنوں تک حدیثیں بیان کیں اور جامع منصور میں ان کو لکھوائیں بینائی کو آخری عمر میں کھو دیا تھا وہ ثقہ اور مامون تھے۔'' (ا)

۷۳۔ روایت ابوعبید ہروی

وہ کہتے ہیں: ''حدیث میں ہے کہ میں تم میں دو گرانبہا چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت، ابوالعباس احمد بن ثعلب کا بیان ہے کہ ان دونوں کو رسولؐ خدا نے اس لئے ثقلین کہا کہ ان کے دامن سے وابستہ ہونا اور ان کے فرامین پر عمل پیرا ہونا مشکل وثقیل ہے، ان کے علاوہ دوسروں نے کہا ہے کہ ہر اہم اور قیمتی شئی کو عرب ثقل کہتے ہیں اور رسولؐ خدا نے ان دونوں کی قدر ومنزلت اور شان ومرتبہ کو بیان کرنے کے لئے ثقلین کہا ہے، مجھ سے ابن عمار نے ابوعمر سے نقل کیا کہ ثعلب سے رسولؐ خدا کی اس حدیث ــــ ''انی مخلف فیکم الثقلین'' کے بارے میں میں نے پوچھا کہ انھیں کیوں ثقلین کہا گیا؟ تو انہوں نے اپنی مٹھی بند کیا اور اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس

ا۔ تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۴۰

لئے کہ ان دونوں کو پکڑنا اور ان دونوں پر عمل کرنا ثقیل ہے۔"(۱)

احوال و آثار

ابن خلکان کہتے ہیں: "ابو عبید احمد بن محمد بن ابی عبید مؤدب ہروی کاشانی اکابر علماء میں سے تھے، انہوں نے اپنی کتاب "الغریبین" میں کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے، ان کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ہیں صرف یہ کہ وہ ابو منصور ازھری لغوی کے مصاحب اور ان کی خدمت میں رہ کر کسب فیض کرتے تھے، انہوں نے اپنی اس شہرت یافتہ کتاب میں قرآن و حدیث کے غریب الفاظ کی تفسیر و تشریح کی ہے، یہ بڑی مفید کتاب ہے۔"(۲)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے سبکی کی طبقات الشافعیہ ج ۴ ص ۸۴، صفدی کی الوافی بالوفیات ج ۸ ص ۱۱۴، سیوطی کی بغیۃ الوعاۃ ج ۱ ص ۳۷۱ شمارہ ۷۲۶۔

۴۷۔ روایت ابوزکریا مزکی

انہوں نے حافظ ابو عبداللہ محمد بن یعقوب بن اخرم شیبانی سے اور ان سے حافظ بیہقی نے "باب بیان آل محمد" میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: "ہم کو ابوزکریا یحیی بن ابراہیم بن محمد بن یحیی نے بتایا انہوں نے ابو عبداللہ محمد بن یعقوب سے انہوں نے محمد بن عبدالوھاب سے انہوں نے جعفر بن عون سے انہوں نے ابو حیان (یعنی یحیٰی بن سعد) سے اور انہوں نے یزید بن حیان سے روایت کی ہے کہ میں (یزید بن حیان) نے زید بن ارقم سے سنا...... بقیہ الفاظ مسلم (ج ۷ ص ۱۲۲) کے ہیں، اس کے بعد کہا ہے کہ مسلم نے اس کو

۱۔ کتاب الغریبین۔ ثقل

۲۔ وفیات الاعیان ج ۱ ص ۹۵

اپنی صحیح میں ابوحیان سے نقل کیا ہے؛"(۱)

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں: "ابوزکریا یحیی بن ابراہیم بن محمد بن یحیی مزکی نیشاپوری اپنے شہر کے شیخ العدالۃ، مرد صالح، زاہد ومتقی اوراپنے والدابواسحاق مزکی کی طرح محدث تھے، اصم جیسوں سے انہوں نے روایت کی اور بغداد میں نجّاراوران کے ہم طبقوں سے ملاقات کی اور چند نشستوں میں حدیثیں لکھیں ماہ ذی الحجہ میں انتقال کیا"(۲)

۷۵۔روایت قاضی عبدالجبار معتزلی

انہوں نے اپنی کتاب "المغنی" میں حدیث ثقلین کی یوں روایت کی ہے: "میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگرتم انھیں اختیار کیے رہوتو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدااوردوسرے میری عترت واہلبیت."(۳)

انہوں نے ان الفاظ میں بھی روایت کی ہے؛" خلفت فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا : کتاب الله و عترتی ."(۴)

یعنی میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگرتم انھیں پکڑے رہوتو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدااوردوسرے میری عترت۔

احوال وآثار

۱۔سنن بیہقی ج۷ص۳۰ ۲۔العبر ج۴ص۱۱۸ ۳۔المغنی ج۲۰بخش اول ص۱۹۱ ۴۔المغنی ج۲۰ص۱۲۶

۱۔خطیب بغدادی لکھتے ہیں: ''ابوالحسن عبدالجبار بن احمد بن عبدالجبار اسد آبادی نے علی بن ابراہیم بن سلمہ قزوینی اور...... سے حدیث کا سماع کیا، وہ فروع دین میں مذہب شافعی اور اصول دین میں معتزلیوں کے طرفدار تھے، اس سلسلے میں ان کی تصنیفیں ہیں، وہ قاضی القضات کے منصب پر فائز تھے، عبدالجبار بن احمد قبل اس کے کہ خراسان ہوتے ہوئے شہر ''رے'' پہونچیں ۴۱۵ھ میں انتقال کر گئے۔'' (۱)

۲۔سبکی کہتے ہیں: ''انہوں نے لمبی عمر پائی تھی اور جب ان کے علم کی ہر سو شہرت ہوئی تو دور و دراز سے طلاب دین ان کی طرف کھینچ کر آنے لگے۔'' (۲)

داؤدی نے سبکی ہی کی عبارت کو نقل کیا ہے (۳) اور یافعی نے وفیات ۴۱۴ھ میں اپنی کتاب مراءۃ الجنان ج ۳ ص ۲۹ پر ان کا شرح حال لکھا ہے. (۴)

۷۶۔روایت ابن شہریار اصفہانی

انہوں نے حافظ طبرانی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، خطیب بغدادی نے اس کو ''تلخیص المتشابہ فی الرسم'' (۵) میں نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں:

''ہم سے ابوالفرج محمد بن عبداللہ بن شہریار اصفہانی نے اصفہان میں بتایا انہوں نے ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی سے انہوں نے حسن بن مسلم طبیب صنعانی سے

۱۔تاریخ بغداد ج ۷ ص ۱۱۳　　۲۔طبقات الشافعیہ ج ۵ ص ۹۷　　۳۔طبقات المفسرین ج ۴ ص ۱۱۸

۴۔مراءۃ الجنان ج ۳ ص ۲۹　　۵۔دمشق کے دار الکتب ظاہریہ میں موجود نفیس نسخہ کے صفحہ ۳۰ پر اور مطبوعہ ج ۱ ص ۶۲ پر یہ روایت موجود ہے۔

انہوں نے عبدالحمید بن صبیح سے انہوں نے یونس بن ارقم سے انہوں نے ہارون بن سعد سے انہوں نے عطیہ سے اور انہوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انہیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں۔"

حافظ طبرانی نے اپنے شیخ حسن بن مسلم سے اس حدیث کو اسی سند و متن سے نقل کیا ہے (۱) اس بناء پر ابوالفرج محمد بن عبداللہ بن احمد بن شہریار اصفہانی، پانچویں صدی کی بزرگ شخصیت اور خطیب کے استاد اور حافظ طبرانی کے شاگرد تھے۔

۷۷۔ روایت ابوسعید گنجرودی

انہوں نے ابوعمرو محمد بن احمد حیری سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے اور ان سے حافظ ابو القاسم زاھر بن طاہر شحامی مستملی نیشاپوری نے روایت کی ہے اور اس حدیث کو اخطب خوارزم ابوالموءید موفق بن احمد مکی متوفی ۵۶۸ھ نے "مقتل الحسین" ج۱ص۱۰۴ پر نقل کیا ہے۔

احوال وآثار

سمعانی کہتے ہیں: "ابوسعد محمد بن عبدالرحمٰن ادیب، نیشاپور کے رہنے والے اور گنجرودی سے مشہور تھے، وہ ادیب، فاضل، عاقل ودانا، خوش اخلاق اور ثقہ وصدوق تھے،

۱۔ المعجم الصغیر ج۱ص۱۳۵

انہوں نے طولانی عمر پائی، بہت سے محدثین سے روایت کی اور ان کے ہمعصروں نے ان سے سماع حدیث کیا تھا انہوں نے اپنے والد کے توسط سے اس جماعت سے سماع حدیث کیا تھا جن میں ایک ابوعمر محمد بن احمد بن حمدان حیری ہیں، ۴۵۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔'' (۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے قفطی کی انباہ الرواۃ ج ۳ ص ۱۶۵، سیوطی کی بغیۃ الوعاۃ ج ۱ ص ۱۵۷، صفدی کی الوافی بالوفیات ج ۳ ص ۲۳۱

۷۸۔ روایت ابوبکر بن خلف شیرازی

انہوں نے حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ (صاحب مستدرک علی الصحیحین) سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے اور ان سے ابونصر ابن العراقی نے روایت کی ہے ان کی حدیث کو ابن عساکر نے معجم شیوخ کے صفحہ ۱۱ پر ابن العراقی سے نقل کیا ہے اور اسی کی حاکم نیشاپوری سے بھی روایت کی ہے اس کے الفاظ، مسلم کے الفاظ ہیں، اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ مسلم نے اپنی صحیح میں اس کو چند طریقوں سے نقل کیا ہے، ان کی حدیث روایت جعفر بن عون (شمارہ ۲۱) میں ابوحیان سے بیان ہوئی ہے۔

لہذا ابوبکر احمد بن عبیداللہ بن عمر بن خلف شیرازی پانچویں صدی ہجری کے مشاہیر علماء میں سے ہیں اور ان محدثین میں سے ہیں جنھوں نے حاکم نیشاپوری سے روایت کی ہے۔

۱۔ الانساب۔ گنجرودی

۷۹۔روایت ابوالحسین ابن المھتد ی

انہوں نے حافظ علی بن عمر سکری سے اوران سے ابوبکر محمد بن حسین مزرفی نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے،ان کی حدیث کو حافظ ابن عساکر دمشقی نے ''تاریخ مدینہ دمشق'' ج۲ ص۴۵ پر شرح حال امیر المومنین (شمارہ ۵۴۵) میں نقل کیا ہے،ان کی حدیث سند ومتن کے ساتھ روایت زید بن حسن انماطی (شمارہ ۲۰) میں بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

۱۔ان کے شاگرد خطیب بغدادی لکھتے ہیں: ''میں نے ان سے حدیثیں لکھیں وہ عالم و فاضل،شریف النفس اور ثقہ وصدوق تھے۔''(۱)

۲۔ابن جوزی لکھتے ہیں: ''ابوالحسین محمد بن علی بن محمد بن عبید اللہ بن عبد الصمد بن المھتد ی باللہ معروف بہ ابن الغریق ۱ ذیقعدہ ۳۷۰ھ کو پیدا ہوئے اور ابوالحسن دار قطنی ،ابو الفتح قواس اور دیگر محدثین سے سماع حدیث کیا، وہ ثقہ اور انسان صالح تھے،روزہ زیادہ رکھتے تھے اور قرآن کی زیادہ تلاوت کرتے تھے،ذکر خدا اور تلاوت قرآن کے وقت ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ جاتی تھیں،عبادت کی وجہ سے انھیں زاہد بنی ہاشم کہا جاتا تھا، لوگ اپنی سندوں کے استحکام کے لئے ان کے پاس آتے تھے،وہ آخری فرد تھے جنھوں نے دار قطنی ،ابن شاہین اور ابوبکر بن دولت سے ان کی زندگی میں ان کی حدیثیں بیان کیں،۱۶ سال کی عمر میں تقریریں کرتے اور خطبہ دیتے تھے ۴۰۷ھ میں صاحب نظر ہو گئے تھے،ان

۱۔تاریخ بغداد ج۳ ص۱۰۸

کی گواہی قابل قبول تھی، ۴۰۹ھ میں قاضی ہوئے اور چھہتر سال تک دومسجدوں جامع المنصور اور جامع المھدی کے خطیب ومقرر رہے اور چھپن سال تک منصب قضاوت پر فائز رہے اور آخر ذیقعدہ ۴۵۶ھ کو مغرب کے وقت انتقال کیا۔'' (۱)

۸۰۔ روایت داؤدی بوشنجی

انہوں نے ابو محمد عبداللہ بن احمد بن حمویہ سرخسی متوفی ۳۸۱ھ سے اور ان سے ابن عساکر کے استاد ابوعبداللہ محمد بن عمرکی بن نصر بوشنجی متوثی نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان کی حدیث کو حافظ ابن عساکر نے معجم شیوخ میں نقل کیا ہے، یہ حدیث سند ومتن کے ساتھ روایت ابن حمویہ سرخسی متوفی ۳۸۱ھ (شمارہ ۷۱) میں بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

سمعانی کہتے ہیں: ''امام ابوالحسن عبدالرحمٰن بن مظفر بن محمد بن داؤد بن احمد بن معاذ بن سہل بن حاکم بن شیرزاد داؤدی فوشنجی اپنے علاقہ ہی کے نہیں بلکہ خراسان کے مشائخ میں سے تھے، ان کا خاندان فضل وشرف، اخلاق وکردار اور تقوی وپرہیزگاری میں مشہور تھا، وہ اپنے جد اعلی داؤد بن احمد سے منسوب تھے، ادبیات میں ابوعلی فنجکردی سے ، فقہ میں ابوبکر قفال سے، نیشاپور میں علی بن سہل صعلوکی سے، بغداد میں ابوحامد اسفرائنی سے، فوشنج میں ابو سعید یحیی بن منصور فقیہ سے کسب فیض کیا، احتیاط کی خاطر فقہ کی تعلیم کے دوران اپنے گھر سے کھانا لے کر جاتے تھے، انہوں نے استاد ابوعلی دقاق اور ابوعبدالرحمٰن سلمی کی ہمنشینی

۱۔ المنتظم ج۸ص۲۸۳

اختیار کی، بغداد میں ابوالحسن ابن الصلت مجبّر سے، نیشاپور میں حافظ ابوعبداللہ سے، ہرات میں ابومحمد ابن ابی شریح سے، فوشنج میں ابومحمد حموئی اور بہت سے محدثین سے سماع حدیث کیا تھا۔ ابوالحسن داؤدی ربیع الثانی ۳۷۴ھ میں پیدا ہوئے اور فوشنج میں شوال ۴۶۷ھ میں انتقال کیا، میں نے فوشنج میں ان کی قبر کی زیارت کی ہے۔''(۱)

۸۱۔روایت ابوبکر مزرفی

انہوں نے ابوالحسین محمد بن علی بن مھتدی باللہ سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور حافظ ابن عساکر دمشقی نے ''تاریخ مدینۃ دمشق'' میں شرح حال امیرالمومنین ج ۲ ص ۴۵ کے شمارہ ۵۴۵ پر اس حدیث کو نقل کیا ہے، یہ حدیث سند ومتن کے ساتھ روایت زید بن حسن انماطی (شمارہ ۲۰) میں بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

سمعانی لکھتے ہیں: ''وہ غرب بغداد سے پانچ میل کے فاصلہ پر قریہ ''مزرفہ'' کے رہنے والے تھے، ابوبکر محمد بن حسین بن علی بن ابراہیم بن عبداللہ فرضی مزرفی شیبانی ثقہ، صالح اور عالم وفاضل تھے، بہت زیادہ استماع حدیث کیا تھا، جو سنا تھا اس سے استفادہ کیا تھا، ابوالحسن محمد بن علی بن المھتدی باللہ ابوالغنائم عبدالصمد بن علی بن مامون اور ان دونوں کے ہم طبقوں سے سماع حدیث کیا اور ہمارے بعض دوستوں نے ان سے استماع حدیث کیا تھا، ۴۳۹ھ میں پیدا ہوئے اور محرم ۵۲۷ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے۔''(۲)

۱۔الانساب داؤدی ۲۔الانساب۔مزرفی

ابن اثیر نے ''اللباب'' ج ۳ ص ۲۰۴ پر ان کا نام ''مزرقی'' بتایا ہے اور ابن حجر نے بھی تبصیر المنتبہ ج ۳ ص ۱۳۶۱ پر یہی نام لکھا ہے اور کہا ہے کہ ابوبکر محمد بن حسین مقری ابوالفتح میدانی نے ان سے روایت کی ہے۔

۲۔ ابن جزری لکھتے ہیں: ''ابوبکر محمد بن علی بن ابراہیم بن عبداللہ شیبانی بغدادی مزرقی (جو حاجی سے مشہور تھے) ان عالموں میں سے تھے جن کے سامنے قرائت حدیث ہوتی تھی، دس حفاظ و محدثین نے ان کے سامنے قرائت کی تھی حافظ ابوموسی مدینی، حافظ ابو الفرج ابن جوزی ...... ابوسعد ابن ابی عصرون، حافظ ابوالقاسم ابن عساکر اور ان سے روایت کرنے والی آخری فرد محمد بن محمد بن بختیار مندانی کی ہے، ذہبی کہتے ہیں وہ ثقہ عالموں میں سے ہیں (۱)

۳۔ ذہبی کہتے ہیں: ''وہ ثقہ عالم تھے ۵۲۷ھ میں سجدے میں ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی''۔ (۲)

۸۲۔ روایت ابوعبیداللہ متوثی

انہوں نے داؤدی بوشنجی سے اپنے اسناد سے عبد بن حمید کشی کے طریق سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، ان کی حدیث کو حافظ ابن عساکر نے ''معجم شیوخ'' صفحہ ۲۰۵ پر نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ''ہم کو بغداد میں بہ صورت قرائت ابوعبداللہ محمد بن عمر کی بن نصر متوثی نے بتایا انہوں نے ابوالحسن عبدالرحمن بن محمد بن مظفر داؤدی بوشنجی سے انہوں نے ابومحمد عبداللہ

۱۔ طبقات القراء ج ۲ ص ۱۳۱
۲۔ معرفۃ القراء الکبار ج ۱ ص ۳۹۱

بن احمد بن حمویہ سرخسی سے...... یہ حدیث سند و متن کے ساتھ روایت جعفر بن عون (شمارہ ۲۱) اور روایت ابن حمویہ سرخسی (شمارہ ۱۷) میں بیان ہوئی ہے۔

۸۳۔روایت ابن حمویہ جوینی

انہوں نے ابومحمد حسن بن احمد سمرقندی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان سے صدر الدین ابو المجامع ابراہیم بن محمد حموئی جوینی نے اپنے اسناد سے "فرائد السمطین فی فضائل المرتضٰی والبتول والسبطین" کے سمط دوم کے باب ۵۵ میں روایت کی ہے، اس حدیث کو انہوں نے اپنے اسناد سے زید بن حسن انماطی سے نقل کیا ہے جو سند و متن کے ساتھ روایت زید بن حسن انماطی (شمارہ ۲۰) میں بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

۱۔سمعانی کہتے ہیں: "امام ابوعبداللہ محمد بن حمویہ جوینی کی اولادیں اپنے کو حموی بھی لکھتی تھیں اور اپنے جد سے اپنے کو منسوب کرتی تھیں، میں نے ابوعبداللہ کو جوین میں دیکھا تھا، ۵۳۰ھ میں میں ان کے پاس جانا چاہ رہا تھا مگر جب نیشاپور پہونچا تو ان کا انتقال ہوگیا (۱)"

۲۔صفدی لکھتے ہیں: "محمد بن حمویہ بن محمد بن حمویہ جوینی زہد و نیکی اور علم میں مشہور تھے، وہ صاحب کرامت تھے، عراق و خراسان میں ان کے مرید تھے، انہوں نے فقہ و اصول امام الحرمین سے پڑھی پھر زاہد و عابد ہوگئے اور کئی بار حج کے لئے گئے، وہ مستجاب الدعوۃ تھے،

۱۔الانساب۔حموئی

سلطان سنجر اور دوسرے بادشاہ ان کی زیارت کے لئے جاتے تھے مگر وہ نہ کبھی ان سے ملنے جاتے تھے اور نہ ہی ان کا تحفہ قبول کرتے تھے، اوقاف کی کوئی چیز استعمال نہیں کرتے تھے، ۵۳۰ھ میں وفات پائی۔'' (۱)

۸۴۔ روایت ابونصر طوسی ابن العراقی

انہوں نے ابوبکر احمد بن علی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان کی حدیث کو حافظ ابن عساکر دمشقی متوفی ۵۷۱ھ نے معجم شیوخ کے صفحہ ۱۱ پر نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں: ''ہم کو ابونصر احمد بن علی بن محمد بن اسماعیل طوسی معروف بہ ابن العراقی نے بغداد میں بتایا انہوں نے کہا ہم کو ابوبکر احمد بن علی بن عبیداللہ بن عمر بن خلف شیرازی نے نیشاپور میں بتایا انہوں نے حاکم ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بیع سے انہوں نے ابوالفضل حسن بن یعقوب بن یوسف عدل سے انہوں نے ابواحمد محمد بن عبدالوھاب عبدی سے انہوں نے جعفر بن عون سے...... یہ حدیث متن وسند کے ساتھ روایت جعفر بن عون (شمارہ ۲۱) میں بیان ہوئی ہے اس کے الفاظ مسلم کے الفاظ ہیں، پھر ابن عساکر کہتے ہیں: مسلم نے اپنی صحیح میں مختلف طرق واسناد سے ابوحیان سے اس کی روایت کی ہے۔

۸۵۔ روایت زاہر بن طاہر شحامی

انہوں نے حافظ محمد بن عبدالرحمن ابوسعد گنجرودی سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے اور ان سے حافظ ابوالعلاء حسن بن احمد عطار ہمدانی نے روایت کی ہے اور خطیب خوارزمی نے ''

۱۔ الوافی بالوفیات ج ۳ ص ۲۸

مقتل الحسین'' ج۱ص۱۰۴ پر حافظ ابوالعلاء سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

احوال وآثار

ابن جزری کہتے ہیں: ''ابوالقاسم زاہر بن طاہر بن محمد بن محمد شحامی مستملی ثقہ، صحیح السماع اور نیشاپور کی روح تھے، ربیع الثانی ۵۳۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔''(۱)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے المنتظم ج۱۰ص۷۹، لسان المیزان ج۲ ص۴۷۰۔ العبر ج۴ص۹۱، شذرات الذهب ج۴ص۱۰۲۔

۸۶۔روایت جار اللہ زمخشری

زمخشری کہتے ہیں: ''رسول خداؐ نے فرمایا: خلفت فیکم الثقلین کتاب الله و عترتی اور ثقل ہر اس مال ومتاع کو کہتے ہیں جو چارپایہ پر حمل کیا جاتا ہے، جن وانس کو ثقلان اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ روئے زمین پر ساکن ہیں گویا ان دونوں نے روئے زمین کو سنگین کردیا ہے، کتاب اور عترت کو اس لئے ان سے تشبیہ دی کہ جس طرح دنیا جن وانس سے آباد ہے اسی طرح دین ان دونوں سے آباد ہے، عترت، کنبہ اور رشتہ دار کو کہتے ہیں۔'' (۲)

احوال وآثار

۱۔ابن خلکان لکھتے ہیں: ''ابوالقاسم محمود بن عمر محمد بن عمر خوارزمی زمخشری تفسیر وحدیث ونحو ولغت وعلم بیان کے بہت بڑے امام تھے، ان کے امام ہونے پر سبھی کا اتفاق تھا، مختلف

۱۔طبقات القراء ج۱ص۲۸۸ ۲۔الفائق فی غریب الحدیث ج۱ص۱۷۰

علوم وفنون کے حصول کی خاطر بار سفر باندھا اور نحو ابومضر منصور سے پڑھی، الکشاف فی تفسیر القرآن العزیز'' ان ہی کی تفسیر ہے کہ اس جیسی تفسیر اس سے پہلے لکھی نہیں گئی تھی، قواعد نحو میں ''المحاجاۃ بالمسائل النحویہ'' اور ''المفرد والمرکب'' تفسیر حدیث میں ''الفائق'' لغت میں '' اساس البلاغہ'' اور'' ربیع الابرار'' فصوص الاخبار''''متشابہ اسامی الرواۃ'' وغیرہ ان کے شاہکار ہیں.''(۱)

۲۔ یاقوت لکھتے ہیں: ''وہ تفسیر، نحو، لغت اور ادب کے امام تھے، وسیع معلومات کے حامل اور مختلف علوم وفنون پر تسلط رکھتے تھے، وہ معتزلی مسلک کے تھے اور اس بات کو علنی طور پر کہتے تھے.''(۲)

۳۔ داؤدی لکھتے ہیں: ''وہ وسیع معلومات اور بہت سی فضیلتوں کے مالک تھے، ہر علم پر ان کو تسلط حاصل تھا، بزرگوں سے ملاقاتیں کیں اور مفید کتابیں تصنیف کیں، وہ کئی مرتبہ خراسان گئے اور جب بھی کسی شہر میں داخل ہوئے ان سے استفادہ علمی کرنے اور ان کی شاگردی اختیار کرنے کے لئے تانتا لگ جاتا تھا، وہ امام ادب اور نساب عرب تھے، کسب فیض کے لئے لوگ ان کی طرف کھنچے آتے تھے.''(۳)

۸۷۔ روایت ابن عطیہ محاربی

وہ اپنی تفسیر کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: ''مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے بیماری کی حالت میں جو آخری خطبہ دیا اس میں ارشاد فرمایا: لوگو! میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا

۱۔ وفیات الاعیان ج۵ ص۱۶۸ ۲۔ معجم الادباء ج۷ ص۱۴۷ ۳۔ طبقات المفسرین ج۲ ص۳۱۴

ہوں ، دیکھو تمھاری آنکھیں اندھی اور تمھارے دل گمراہ نہ ہونے پائیں ، تمھارے قدم ڈگمگانے نہ لگیں اور تمہارے ہاتھ چھوٹے نہ ہونے پائیں، کتاب خدا جو تمہارے اور خدا کے درمیان ایک رسی (ذریعہ) ہے اور اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا تمھارے ہاتھوں میں ہے، اس کے محکمات پر عمل کرنا اور متشابہات پر ایمان رکھنا، اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جاننا اور آگاہ ہو جاؤ کہ دوسرا ثقل میری عترت و اہلبیت ہیں، دیکھو ان پر سبقت نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔" (۱)

احوال و آثار

ابن فرحون کہتے ہیں: "عبد الحق بن غالب عبد الرحمٰن ..... کی کنیت ابو محمد تھی، قاضی ابو محمد عبد الحق فقیہ و مفسر اور احکام و فقہ و حدیث و نحو و لغت و ادب کے عالم تھے، تفسیر میں "الوجیز" تصنیف کی اور اس میں نئے مطالب پیش کئے، ۵۴۱ھ میں انتقال کیا۔" (۲)

مزید تصدیق و توثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے داؤدی کی طبقات المفسرین ج ۱ ص ۲۶۰؛ کحالہ کی معجم المؤلفین ج ۵ ص ۹۳، استاد ملائے ان کی تفسیر پر تحقیق کی ہے اور پہلی جلد کے مقدمہ میں صفحہ ۴ سے ۲۳ تک ان کا شرح حال لکھا ہے۔

۸۸۔ روایت ابو الفضل بن ناصر

ان کے طریق سے ابو المجامع صدر الدین ابراہیم بن محمد جوینی حموئی نے "فرائد السمطین فی فضائل المرتضی و البتول و السبطین" کے سمط دوم باب ۵۵ میں حدیث ثقلین کو اپنے اسنا

۱۔ المحرر الوجیز فی تفسیر کتاب اللہ العزیز ج ۱ ص ۳۴ ۲۔ الدیباج المذہب ج ۲ ص ۵۷

سے زید بن حسن انماطی سے نقل کیا ہے جوشمارہ ۲۰ میں بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

ا۔ان کے شاگرد ابن جوزی لکھتے ہیں :''ابوالفضل محمد بن ناصر بن محمد بن علی بن عمر بغدادی حافظ، ضابط، متقن اور ثقہ تھے،ان میں کوئی جھول نہیں تھا.''(۱)

۲۔ذہبی نے حافظ، امام اور محدث عراق سے ان کی توصیف کی ہے، اوران کی وثاقت کو ابن جوزی سے نقل کیا ہے، ۵۵۰ھ ان کا سال وفات بتایا ہے(۲)

۸۹۔روایت حافظ ابوالعلاءعطار

انہوں نے حافظ ابوالقاسم زاہر بن طاہر شحامی مستملی نیشاپوری سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اوراخطب خوارزم ابوالموءید موفق بن احمد مکی خوارزمی متوفی ۵۶۸ھ نے مقتل الحسین ج ۱ ص ۱۰۴ پراس کونقل کیا ہے۔

احوال وآثار

ا۔ذہبی نے تفصیلی شرح حال اور بہت زیادہ تعریف وستائش کے بعد حافظ عبدالقادر سے نقل کیا ہے کہ''ہمارے شیخ ابوالعلا محتاج تعارف نہیں ہیں ، دنیا صدیوں میں ان جیسا پیدا نہ کرسکی ، حدیثی مجموعوں کی تنظیم جو بعد میں اصول کہے جانے لگے ، استنساخی خوبی ، اتقان اورٹھوس تحریر کے ساتھ ساتھ کثرت سماع میں وہ اپنے ہمعصروں پر فوقیت رکھتے ہیں.''

(۳)

ا۔المنتظم ج ۱۰ ص ۲۴۸ ۲۔تذکرۃ الحفاظ شمارہ ۱۲۸۹ ۳۔تذکرۃ الحفاظ شمارہ ۱۲۲۴

۲۔ابن جوزی نے ان کا شرح حال لکھنے کے بعد حفظ واتقان سے توصیف کی ہے.(۱)

۳۔ابن جزری لکھتے ہیں: ''شیخ ہمدان،عراقیوں کے امام،الغایۃ فی القرأت العشر کے مصنف،حافظ زمانہ،ثقہ،دیندار،مخیّر اور بلند مرتبہ پر فائز تھے،۱۹ جمادی الاولی ۵۶۹ھ کو وفات پائی.''(۲)

۹۰۔روایت خطیبی دھلقی

ابوحفص صائن الدین عمر بن عیسی خطیبی دھلقی نے ''لباب الالباب فی فضائل الخلفاء والاصحاب'' میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے(۳) وہ باب چہارم ص ۱۴۷ پر زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں کہ: ''جب رسولؐ خدا حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم پہونچے تو وہاں خطبہ دیا اور اس میں ارشاد فرمایا: میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، میں نے تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑیں ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت، دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، پھر فرمایا خدا میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا مولا ہوں، اس کے بعد علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ (علی) مولا ہے بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس (علی) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس سے دشمنی

۱۔المنتظم ج۱۰ ص ۲۴۸ ۲۔طبقات القراء ج۱ ص ۲۰۴

۳۔ترکی کے کتب خانوں میں اس کا دو نسخہ دیکھا ہے ایک کتب خانہ نورعثمانیہ شمارہ ۳۴۱۲ میں اور دوسرا کتب خانہ سلیمانیہ شمارہ ۳۳۴۳ میں جس کو ۹۱۹ھ میں قاسم بن ابی بکر بن ملک احمد سلیمانی ملطی نے لکھا تھا، اس روایت کو میں نے اسی نسخہ سے نقل کیا ہے.

رکھے۔

۹۱۔روایت محیی الدین نووی

انہوں نے شرح صحیح مسلم میں حدیث ثقلین کونقل کیا ہے وہ کہتے ہیں: ''علماء کے بقول شان وعظمت کی وجہ سے انھیں ثقلین کہا گیا ہےاور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چونکہ ان دونوں پرعمل کرنا سنگین ہےاس لئے انھیں ثقلین سے یادکیا گیا'' (۱)

احوال وآثار

۱۔ذہبی نے ان کا شرح حال لکھا ہےاوران کی تعریف میں مبالغہ سے کام لیا ہے، وہ نووی کوان القاب سے یادکرتے ہیں: ''امام عصر، حفظ میں یکتا، شیخ الاسلام، راہنمائے اولیاء، محیی الدین ابوزکریا یحیی بن شرف بن مری حزامی حورانی شافعی......(۲)

۲۔سبکی ان کی ان الفاظ میں توصیف کرتے ہیں: ''شیخ امام علامہ محیی الدین ابوزکریا، شیخ الاسلام، استاد المتاخر، لاحقین کیلئے حجت خدا، بزرگوں کی راہ کی طرف دعوت دینے والے......زاہدومتقی، اہلسنت والجماعت کے بزرگوں کی پیروی کرنے والےاورکوئی بھی لمحہ اطاعت خداوندی سے ہٹ کرنہیں گزارتے تھے،ان ساری خوبیوں کے ساتھ فقہ،متون احادیث، رجال، لغت اورتصوف وغیرہ پرپورا تسلط رکھتے تھے،خلاصہ یہ کہ قطب زمانہ اور مخلوقات کے درمیان سرِّ خدا تھے،ان کے کرامت کوذکر کرنا مشہورومعروف باتوں کی تکرار کے مترادف ہے،رجب ۶۷۶ھ میں ان کا انتقال ہوا تھا'' (۳)

۱۔المنہاج فی شرح صحیح مسلم ج۱۵ص۱۸۰ ۲۔تذکرۃ الحفاظ شمارہ ۱۶۲۷ ۳۔طبقات الشافعیہ ج۸ص۳۹۵-۴۰۰

۹۲۔روایت شرف الدین عمر موصلی

شرف الدین نے اپنی کتاب ''النعیم المقیم لعترۃ النبی العظیم'' (۱) کے باب سوم ص۶۴ پر حدیث ثقلین کو یوں نقل کیا ہے: '' آنحضرتؐ نے فرمایا عنقریب میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں اور تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، کتاب خدا اور میری عترت و اہلبیت پس دیکھو ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو.'' اسی کتاب کے صفحہ ۶۹ پر ہے '' اور حدیث میں ہے کہ علی نے پیغمبر اسلام کو سلام کیا، حضرت نے جواب سلام کے بعد انگلی سے ان (علی) کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں.''

۹۳۔روایت ابو العباس قرطبی

انہوں نے ''تلخیص صحیح مسلم (۲)'' ج ۲ ص ۱۰۰ پر حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: ''یزید بن حیان کا کہنا ہے کہ میں حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے ......'' الفاظ بعینہ صحیح مسلم (۳) کے ہیں۔

۱۔۶۷۶ھ کا یہ قدیمی خطی نسخہ استنبول ترکی کے کتب خانہ ایا صوفی کے شمارہ ۳۵۰۴ میں موجود ہے، اسی کتب خانہ میں ایک اور نسخہ ہے جس کی ۷۴۶ھ میں مصنف کے سامنے قرائت کی گی تھی، مصنف کی اس پر ان الفاظ میں توصیف کی گئی ہے ''سید اوحد، عالم البارع ولورع العارف، دریائے طریقت، لسان حقیقت، پیشوائے طوائف، وصف کرنے والوں کی منتہی، شرف الدین ابو محمد عمر ابن سعید شجاع الدین محمد ...... نے ۶۴۲ھ میں بغداد میں اس کتاب کو تصنیف کیا تھا.''

۲۔جلد دوم شمارہ ۲۶۴ کو کتب خانہ سلیمانیہ استنبول میں موجود کتب جار اللہ ایوب میں دیکھا ہے اس کو حسین بن احمد بہنسی نے اصل نسخہ سے ۶۹۴ھ میں نقل کیا ہے

۳۔صحیح مسلم ج ۷ ص ۱۲۲

ضیاءالدین ابوالعباس احمد بن ابراہیم قرطبی مالکی انصاری نے ۶۵۶ھ میں انتقال کیا۔

احوال وآثار

ابن فرحون کہتے ہیں: ''وہ ابن مزین سے معروف اور مشہور اماموں میں سے ہیں، علم حدیث، فقہ اور قواعد عربی پر تسلط رکھتے تھے۔''(۱)

۹۴۔روایت عزالدین ابن ابی الحدید

وہ کہتے ہیں؛ ''رسولؐ خدا نے اپنی عترت کو یوں بیان کیا ہے کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، اس کے بعد ارشاد فرمایا: میری عترت میرے اہلبیت ہیں، اور جب آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اهل البیت ...... نازل ہوئی تو آپ نے ان لوگوں پر عبا کا سایہ کر کے ارشاد فرمایا بارالہا یہی میرے اہلبیت ہیں لہذا ان سے ہر رجس و پلیدگی کو دور رکھ۔''(۲)

احوال وآثار

ابن فوطی کہتے ہیں: ''عزالدین ابوحامد عبدالحمید بن ابی الحسین ھبۃ اللہ بن محمد بن ابی الحدید مدائنی کاتب اصولی، ادیب، فاضل، حکیم اور حکومتی امور کو انجام دیتے تھے، ہمارے شیخ تاج الدین کا بیان ہے: وہ دارالتشریف میں کاتب تھے پھر ترقی کر کے ۶۲۹ھ میں مخزن میں کاتب کے فرائض انجام دینے لگے پھر ترقی کر کے دیوان کے کاتب ہو گئے مگر بعد میں معزول ہو گئے اور صفر ۶۴۲ھ میں شہری امور انجام دینے لگے لیکن اس سے بھی معزول ہو

۱۔الدیباج المذہب ص ۶۸ ۲۔شرح نہج البلاغہ ج ۶ ص ۳۷۵

گئے اور امیر الدین طبرسی کے منشی ہو گئے، پھر عضدی اسپتال کی نظارت کرنے لگے، جب جعفر بن طحان ضامن نے فرار کیا تو ان کی ذمہ داریوں کو اپنے ہاتھ میں لیا لیکن کچھ نہ کرنے کی وجہ سے معزول ہو گئے، انہوں نے وزیر کے لئے شرح نہج البلاغہ لکھی، حکومت عباسی کے ختم ہونے کے بعد زیادہ زندہ نہ رہے اور جمادی الثانی ۶۵۶ھ میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے، وہ ۱۰ ذی الحجہ ۵۸۶ھ کو مدائن میں پیدا ہوئے تھے۔"(۱)

مزید تصدیق وتمجید کے لئے ملاحظہ کیجئے ابن شاکر کی فوات الوفیات ج ۱ ص ۵۱۹، ابن کثیر کی تاریخ ابن کثیر ج ۱۳ ص ۱۹۹۔

۹۵۔روایت قاضی بیضاوی

انہوں نے بغوی کی مصابیح السنۃ کی شرح "تحفۃ الابرار" ص ۲۳۶ پر جابر بن عبداللہ انصاری سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں "عترت آپ کے قریبی رشتہ دار ہیں"

احوال وآثار

۱۔سبکی کہتے ہیں: "عبداللہ بن عمر بن محمد بن علی ابو الخیر قاضی ناصر الدین بیضاوی صاحب کتاب "الطوالع" مطالب کی تہ تک پہونچنے والے عظیم امام، صالح اور زاہد ومتقی تھے (۲)"

۲۔سیوطی لکھتے ہیں: "وہ امام، علامہ، فقہ وتفسیر واصول فقہ وعربی ومنطق کے جاننے

۱۔مجمع الآداب ج ۴ ص ۱۹۰ شمارہ ۲۳۵
۲۔طبقات الشافعیہ ج ۸ ص ۱۵۷

والے اور صالح، حقائق کی گہرائی تک پہونچنے والے، متعبد اور شافعی مسلک کے تھے،
۶۸۵ھ میں تبریز میں انتقال کیا اور صفدی نے ان کی اس طرح توصیف کی ہے......"(۱)
داؤدی نے بھی تفصیل سے ان کا شرح حال لکھا ہے ملاحظہ کیجئے طبقات المفسرین ج ا
ص ۲۴۲۔

۹۶۔روایت ظہیر الدین عبدالصمد فارقی

انہوں نے بغوی کی شرح (۲) میں حدیث ثقلین کونقل کیا ہے وہ کہتے ہیں:" کتاب خدا اور اہلبیت کوان کے فضل وشرف اور عظمتوں کی وجہ سے ثقلین کہا ہے اور ہر قیمتی اور اہم چیز کو عرب ثقل کہتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چونکہ ان پر عمل کرنا اور ان دونوں کے حق کی ادائیگی بہت ثقیل ہے اس لئے انھیں ثقلین کہا گیا، اور حضرت کے اس ارشاد" اذکرکم اللہ فی اھلبیتی" کا مطلب یہ ہے کہ آپ محبت اہلبیت اوران کے حقوق کی رعایت اور امامت میں ان کو مقدم رکھنے میں حکم خدا کی یاددہانی کرارہے ہیں اور اس فقرے کی تین بار تکرار اہلبیت کی عظمت ومرتبہ کو بیان کرنے کے لئے تھا۔"

احوال وآثار

۱۔ھدیۃ العارفین ج۱ص۵۷۴ پر ہے" ظہیر الدین عبدالصمد بن محمود فارقی فارابی کا انتقال ۷۰۷ھ کے بعد ہوا ہے، انہوں نے بیضاوی کی طوالع الانظار اور بیضاوی ہی کی

۱۔بغیۃ الوعاۃ ج۲ص۵۰ ۲۔مؤلف کے بھتیجے کے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ نسخہ کتب خانہ استنبول کے کتب خانہ تورھان والدہ شمارہ ۶۰ میں موجود ہے تاریخ کتابت ۲۳ ربیع الاول ۷۵۳ھ ہے

منھاج الاصول کی شرحیں کی ہیں۔''

۲۔ حاجی خلیفہ ''کشف الظنون'' شمارہ ۱۱۱۶ میں طوالع کے شارحین میں لکھتے ہیں ''اس کی عبدالصمد بن محمود فارقی نے مبسوط شرح کی ہے اور اس کو ۱۰ اصفر ۷۰۷ھ کو پایہ تکمیل تک پہونچایا۔''

نیز شمارہ ۱۶۹۹ میں بغوی کی مصابیح السنۃ کی شروح میں ان کی بھی شرح کا ذکر کیا ہے۔

۹۷۔ روایت زین العرب

انہوں نے بغوی کی مصابیح السنۃ کی شرح میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: ''کتاب وعترت کی عظمت و منزلت کو مدنظر رکھتے ہوئے انھیں ثقلین سے تشبیہ دی گئی ہے، دین کی اصلاح ان ہی کی وجہ سے ہے اور جس طرح دنیا جن وانس سے آباد ہے، دین بھی ان ہی کے وسیلہ سے آباد ہے...... اذکر کم اللہ فی اھل بیتی کا مطلب اہلبیت سے دوستی رکھنا، ان کا احترام کرنا اور ان کا مطیع رہنا ہے۔''(۱)

احوال وآثار

ان کا نام زین العرب علی بن عبداللہ بن احمد ہے، حاج خلیفہ نے ''کشف الظنون'' ج ۲ شمارہ ۱۶۹۹ میں مصابیح کی شرحوں میں ان کی بھی شرح کا ذکر کیا ہے۔

ان کا شرح حال سوائے ''ھدیۃ العارفین'' (ج ۱ ص ۷۲۰) کے کہیں اور نظر نہیں آیا،

۱۔ ۷۶۸ھ میں مولف کے اصل نسخے سے اس کی نسخہ برداری ہوئی ہے، کتب خانہ سلیمانیہ استنبول کے کتب خانہ تورھان والدہ شمارہ ۵۹ میں موجود اس کتاب کے صفحہ ۳۵۶ پر یہ حدیث موجود ہے

اس میں لکھا ہے: ''علی بن عبداللہ مصری مشہور بہ زین العرب نے نحو میں زمخشری کی انموذج کی شرح لکھی اور کلیات قانون ابن سینا کی شرح کی نیز انہوں نے بغوی کی مصابیح السنۃ کی شرح لکھی اور ۷۵۱ھ میں اسے پایہ تکمیل تک پہونچایا۔''

۹۸۔ روایت حسن بن حبیب حلبی

انہوں نے ''النجم الثاقب فی اشرف المناصب (۱)'' کی ''فصل فی محبۃ آلہ واصحابہ'' میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے، وہ صفحہ ۸۶ پر فضیلت اہلبیت کے متعلق لکھتے ہیں: ''حضرتؐ نے قرآن کے ساتھ اہلبیت کا ذکر کر کے ان کی عظمتوں کو بیان کیا ہے اور ان کے لئے فرمایا ہے

انی تارک فیکم ماان اخذتم به لن تضلوا ......''

احوال و آثار

ابن حجر لکھتے ہیں: ''ابو محمد بدرالدین حسن بن عمر بن حسن بن عمر بن حبیب بن عمر بن شویخ دمشقی حلبی نے تعلیم حاصل کرنی شروع کی اور ادبیات میں سب پر سبقت لے گئے، پھر انتخاب و تخریج حدیث اور تاریخ لکھنی شروع کی، ان کی تحریریں مسجع اور مقفیٰ ہوا کرتی تھیں، انہوں نے شروط قضا، انشاء اور صحیح بخاری کو اپنے ہاتھوں سے لکھا اور نظم و نثر میں لکھی کتابوں کی وجہ سے کافی شہرت حاصل کی تھی، آخر عمر میں خانہ نشینی کی زندگی اختیار کی مگر تحریری خدمات انجام دیتے رہے، ان کی تالیفات میں سے ایک درۃ الاسلاک فی دولۃ الاتراک ہے......''(۲)

۱۔ ۸۲۶ھ کا نسخہ دار الکتب الظاہریہ دمشق شمارہ ۵۸۸۳ میں موجود ہے

۲۔ انباء الغمر ج ۱ ص ۲۴۹

ابن حجر درر الکامنۃ میں لکھتے ہیں: "انہوں نے عیاض کی مقاصد الشفا پر مسجع اور مقفی عبارت میں کام کیا اور اس کا نام "اسنی المطالب فی اشرف المناقب" (۱) رکھا، ابو حامد ابن ظہیرہ نے اس کا سماع کیا...... انہوں نے قاہرہ، مصر، اسکندریہ میں حدیثوں کا سماع کیا، وہ عالم و فاضل، زیرک و ذہین اور صحیح النقل تھے، ابن عشائر، ابن ظہیرہ، سبط ابن عجمی، محبّ الدین ابن شحنہ اور علاء الدین ابن خطیب ناصریہ نے ان سے حدیث نقل کی ہے۔" (۲)

مزید تصدیق و توثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے ابن العماد کی شذرات الذہب ج ۶ ص ۲۶۲، شوکانی کی البدر الطالع ج ۲ ص ۲۰۵، شوکانی ہی کی الرد الوافر ص ۵۰ اور النجوم الزاہرہ ج ۱۱ ص ۱۸۹۔

۹۹۔ روایت ابن تیمیہ حرانی

انہوں نے حدیث ثقلین کو صحیح مسلم سے نقل کیا ہے، پہلے انہوں نے صحیح مسلم سے زید بن ارقم (۳) کی پھر ص ۱۰۵ پر صحیح مسلم ہی سے جابر کی روایت نقل کی ہے، البتہ اس پر انہوں نے شک وشبہ کا اظہار کیا ہے جس کا جواب خود اسی کتاب میں موجود ہے۔

احوال و آثار

تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ حرانی متوفی ۷۲۸ھ کے حالات کو ان کے شاگرد ابن کثیر نے بڑے شرح وبسط سے تحریر کیا ہے اور بہت سے ان کے حوادث وقضایا

۱۔ مؤلف نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ "میں نے اس کتاب کا نام النجم الثاقب رکھا ہے" نیز کشف الظنون ج ۲ شمارہ ۱۹۲۰ اور اعلام زرکلی میں یہی نام ہے۔ ۲۔ الدرر الکامنۃ ج ۲ ص ۱۱۳ ۳۔ منہاج السنۃ ج ۴ ص ۱۰۴

کو بیان کیا ہے، ابن ناصر نے الردالوفر میں، آلوسی نے جلاء العینین میں اور بیطار نے ان پر مستقل کتاب لکھی ہے، اسی طرح ابوزھرہ اور محمد خلیل ہراس نے بھی ان پر مستقل کتاب لکھی ہے..

۱۰۰۔ روایت اثیرالدین ابوحیان اندلسی

انہوں نے اپنی تفسیر میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: ''آنحضرتؐ نے بیماری کی حالت میں جو آخری خطبہ دیا اس میں ارشاد فرمایا: لوگو! میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان کے سلسلے میں تمھاری آنکھیں اندھی اور تمھارے دل گمراہ نہ ہونے پائیں.'' (۱)

پوری حدیث، روایت عطیہ میں بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

ان کے شاگرد صفدی لکھتے ہیں: ''اثیرالدین ابوحیان محمد بن یوسف بن علی بن یوسف حیان غرناطی شیخ، امام، حافظ، یکتائے زمانہ اور نحویوں کے امام ہیں، وہ ہمیشہ یا استماع حدیث کرتے تھے یا تحقیق میں مشغول رہتے تھے یا قلمی خدمات انجام دیتے تھے، ان کی ہر بات ٹھوس ہوتی تھی، کہنے سے پہلے وہ لکھ لیتے تھے، لغت سے آشنا اور الفاظ حفظ کئے ہوئے تھے، نحو اور صرف کے امام اور عربی میں تو ان کا کوئی ہم پلہ ہی نہیں تھا، تفسیر و حدیث میں ید طولیٰ رکھتے تھے، ۱۷ صفر ۷۴۵ھ کو انتقال کیا.'' (۲)

۱۔ البحر المحیط ج ۱ ص ۱۲
۲۔ الوافی بالوفیات ج ۵ ص ۲۸۳۔۲۶۷

۱۰۱۔روایت علاء الدین ابن ترکمان

انہوں نے اپنی کتاب ''الجوھر النقی علی سنن بیہقی'' (ج ۷ص ۳۱) کے باب آل محمد میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے،ان کی یہ کتاب سنن بیہقی مطبوعہ حیدر آباد کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

احوال وآثار

۱۔ابن حجر لکھتے ہیں: ''علاء الدین علی بن عثمان بن مصطفیٰ ماردینی ابن ترکمانی حنفی ۶۸۳ھ میں پیدا ہوئے جب شعور کی منزلوں تک پہونچے تو فقہ پڑھنی شروع کی اور اس میں تبحر پیدا کیا اور پھر درس وفتوی دینا شروع کیا اور جامع کتابیں لکھیں،غریب القرآن،مختصر ابن الصلاح اور الجوھر النقی ان کی شاہکار ہیں،۷۵۰ھ میں وفات پائی۔'' (۱)

۲۔حسینی نے ''ذیل تذکرۃ الحفاظ'' ص ۱۲۵ پر ان کا شرح حال لکھا ہے اور سال وفات ۷۴۹ھ بتایا ہے اور ان کی کتاب ''الدر النقی'' تحریر کیا ہے۔

۱۰۲۔روایت شمس الدین واسطی

انہوں نے ''مجمع الاحباب'' (۲) میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: ''

۱۔الدرر الکامنۃ ج ۳ص ۱۵۶ ۲۔کشف الظنون ج ۲ص ۱۵۹۶ میں اس کو مجمع الاخبار فی مناقب الاخیار کے البتہ بعض چیزوں کو حذف کیا ہے اور بعض نام سے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ''مجمع الاحباب'' کے نام سے یہ مشہور ہے ......ظاہراً یہ ابو نعیم کی حلیۃ الاولیاء کی تلخیص ہے البتہ بعض چیزوں کو حذف کیا ہے اور بعض کا اضافہ کیا ہے جیسا کہ ابن حجر نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے، میں نے دسویں صدی کا نسخہ کتب خانہ سلیمانیہ استنبول کے کتب خانہ لالہ شمارہ ۲۰۹۶ میں دیکھا ہے ترجمہ امیر المومنین ص ۸۷ پر حدیث ثقلین موجود ہے.

صحیح مسلم میں بھی زید بن ارقم کی طولانی حدیث میں ہے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم میں پیغمبر اسلام خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا اور پند وموعظہ کے بعد فرمایا اے لوگو! میں ایک بشر ہی تو ہوں وہ وقت دور نہیں ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آئے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ایک اللہ کی کتاب جس میں نور وہدایت ہے لہذا خدا کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو، آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد فرمایا اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں......"

احوال وآثار

ابن حجر وفیات ۷۷۶ھ میں لکھتے ہیں: "محمد بن حسن بن عبداللہ حسینی واسطی ساکن قاہرہ ۷۱۷ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم کا آغاز کیا، پھر تکمیل تعلیم کے لئے شام گئے اور وہاں تدریس کی صلاحیت پیدا کی، فقہ واصول میں کمال حاصل کیا اور تناقض اسنوی کی رد میں مطالب کی جمع آوری کی اور حلیۃ الاولیاء، کا خلاصہ لکھا، گوشہ نشینی کی زندگی گزارتے تھے، وہ بہت بڑی تفسیر کے مؤلف اور خوش خط تھے۔"(۱)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے ابن حجر ہی کی الدرر الکامنۃ ج۴ص۴۱۰ شمارہ ۳۶۴۰، ابن العماد کی شذرات ج۶ص۲۰۵۔

۱۔انباء الغمر ج۱ص۱۲۸

۱۰۳۔روایت تقی الدین مقریزی

انہوں نے اپنی کتاب ''معرفة مایجب لآل البیت النبوی من الحق علی من عداھم ''(۱) ص ۳۸ پر سنن ترمذی سے حدیث ثقلین کونقل کیا ہے مقریزی کا نام ابو العباس احمد بن علی بن عبدالقادر مصری حسینی عبدی ہے۔

احوال وآثار

ابن تغری بردی نے ان کا یوں شرح حال لکھا ہے: ''شیخ ، امام، عالم، بارع، عمدة المورخین وعین المحدثین تقی الدین مقریزی بعلبکی الاصل، مصر میں پیدا ہوئے اور وہی ان کا مسکن ومدفن ہوا، فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اس میں کمال حاصل کیا اور ہر علم میں جامع اور مفید کتابیں لکھیں، وہ قوی حافظے کے مالک، مؤرخ، علوم وفنون کے جامع اور حکومت کی نظر میں معزز ومحترم تھے، ان ہی وجوہات کی بناء پر زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی اس حد تک شہرت پائی کہ انھیں بطور مثال پیش کیا جانے لگا۔

وہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے، لوگوں سے کنارہ کشی کر کے زیادہ وقت عبادت میں گزراتے تھے، مگر مذہب اہل ظاہر کی طرف رجحان رکھنے کی وجہ سے حنفی پیشواؤں کے سخت مخالف تھے، میں نے ان کی بہت سی تصنیفات کی ان کے سامنے قرائت کی تھی ...... '' پھر ان کی تصنیفات کی فہرست بتائی ہے جن میں ''التنازع والتخاصم'' اور'' فی معرفة یجب لآل البیت النبوی من الحق علی من عداھم '' ہیں، پنجشنبہ ۱۶ ماہ رمضان

۱۔۱۳۹۲ھ میں دارالاعتصام قاہرہ مصر نے محمد احمد عاشور کی تحقیق کے ساتھ اس کوزیور طبع سے آراستہ کیا۔

۸۴۵ھ کو وفات پائی اور قاہرہ میں صوفیوں کے قبرستان میں دفن ہوئے۔"(۱)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے ابن حجر کی انباء الغمر ج۹ص۱۷۰، سخاوی کی الضوء اللامع ج۲ص۲۵۔۲۱، ابن العماد کی شذرات الذہب ج۷ص۲۵۴، سیوطی کی حسن المحاضرہ ج۱ص۵۵۷۔

۱۰۴۔روایت عثمان بن حاجی بن محمد ہروی

انہوں نے "مصابیح السنۃ" کی شرح کے صفحہ ۱۷۸ پر حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے، دسویں صدی ہجری کا یہ نسخہ ترکی کے کتب خانہ سلیمانیہ شمارہ ۲۸۸ میں موجود ہے۔

۱۰۵۔روایت حافظ ابن حجر عسقلانی

انہوں نے "المطالب العالیہ(۲) بزوائد المسانید الثمانیہ"(۳) ج۴ص۶۵ پر باب فضائل علی شمارہ ۳۹۷۲ میں حضرت علیؑ سے یوں نقل کیا ہے:

"غدیر خم میں رسول خداؐ نے علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: کیا تم لوگ گواہی دیتے ہو کہ خدا تمھارا پروردگار ہے؟ سب نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا کیا گواہی نہیں دیتے ہو کہ خدا اور اس کا رسول تمھارا مولا ہیں؟ سب نے کہا بیشک ایسا ہی ہے تو آپ نے فرمایا جس کا خدا اور اس کا رسول مولا ہے اس کا یہ (علی) مولا ہے، دیکھو میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر تم

۱۔المنہل الصافی ج۱ص۳۹۹۔۳۹۴

۲۔۱۳۹۳ھ میں وزارت اوقاف کویت نے حبیب الرحمن اعظمی کی تحقیق کے ساتھ اس کو شائع کیا ہے

۳۔اور یہ ابوداؤد (طیالسی) حمیدی، ابن ابی عمر، مسدد، ابن منیع بغوی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید کشی اور حارث بن ابی اسامہ کی مسانید ہیں، مسند ابی یعلی اور مسند ابن راہویہ کا بھی اس میں اضافہ کیا ہے۔

انھیں مضبوطی سے پکڑو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمھارے ہاتھوں میں ہے اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، یہ حدیث صحیح السند ہے۔"

پھر حدیث غدیر کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں "یہ دونوں اسحاق کی روایتیں ہیں"

حافظ ابن حجر "زوائد مسند بزار" ص ۲۷۷ پر لکھتے ہیں: "ہم سے احمد بن منصور نے بیان کیا انہوں نے داؤد بن عمرو سے انہوں نے صالح بن موسی بن عبداللہ سے انہوں نے عبد العزیز بن رفیع سے انہوں نے ابوصالح سے اور انہوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ ان کے ہوتے ہوئے کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں۔

ہم سے حسین بن علی بن جعفر نے بیان کیا انہوں نے علی بن ثابت سے انہوں نے سفیان بن سلیمان سے انہوں نے ابواسحاق سے انہوں نے علی سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: میں تم سے رخصت ہونے والا ہوں اور تم میں دو گرانقدر چیز چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میرے اہلبیت، ان دونوں سے تمسک کے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے۔"

احوال و آثار

سخاوی لکھتے ہیں: "ہمارے استاد کے شیخ امام الائمہ شہاب ابوالفضل احمد بن علی بن

بن محمد بن علی بن احمد کنانی عسقلانی مصری شافعی معروف بہ ابن حجر (کہ یہ ان کے بعض بزرگوں کا لقب تھا) نے ایک ہزار سے زیادہ نشستوں میں اپنے حافظے سے حدیثیں لکھوائیں، ان کی شہرت اتنی ہوئی کہ دنیا کے گوشہ وکنار سے لوگ کھنچ کران کے پاس آنے لگے، اور اس کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھتے تھے، سارے مذاہب کی عظیم شخصیتیں ان کی شاگرد تھیں، سبھی نے ان کی ستائش کی ہے، ان کے لامحدود فتاوے دنیا میں منتشر ہوئے اور ان کی بہت سی روایتیں علماء نے نقل کی ہیں، ان سارے کمالات کے ہوتے ہوئے مزاج میں بہت انکساری تھی، خوراک و پوشاک اور عبادت و بخشش وعطا پر کافی توجہ دیتے تھے، قدماء نے ان کے قوی حافظے، وثاقت، امانتداری اور وسیع معلومات کی گواہی دی ہے، اور ان کے شیخ عراقی تو ان کی اعلمیت کے قائل تھے تقی فاسی اور برہان حلبی کا کہنا ہے کہ ہم نے ان جیسا نہیں دیکھا، میں نے بہت سی ان کی تصنیفات کی ان کے سامنے قرائت کی تھی، آخر ذی الحجہ ۸۵۲ھ میں انتقال کیا۔" (۱)

۱۰۶۔ روایت ابن الدیبع شیبانی

انہوں نے حدیث ثقلین کی یوں روایت کی ہے "یزید بن حیان نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ! میں تم میں دو گرانبہا چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور وہ خدا کی رسی ہے جو اس کی پیروی کرے گا ہدایت پائے گا اور جو اس کو چھوڑ دے گا گمراہ ہوگا اور دوسرے میری عترت واہلبیت ، ہم نے کہا رسولؐ خدا کے

۱۔ الضوء اللامع ج۲ ص۴۰۔۳۶

اہلبیت کون لوگ ہیں، کیا آپ کی بیویاں شامل ہیں؟ جواب دیا خدا کی قسم نہیں کیونکہ عورت ایک مدت تک اپنے شوہر کے ساتھ رہتی ہے اور ادھر شوہر نے طلاق دی اور وہ اپنے ماں باپ اور قوم و قبیلے کی طرف پلٹ گئی، حضرت کے اہلبیت تو آپ کے اصل رشتہ دار ہیں کہ جن پر آنحضرتؐ کے بعد صدقہ حرام ہے، مسلم نے اس حدیث کو نقل کیا ہے، اور رسولؐ خدا نے قرآن اور اہلبیت کو اس لئے ثقلین کہا ہے کہ ان سے تمسک کرنا اور شایان شان ان کے اقوال پر عمل کرنا ثقیل ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہر قیمتی اور نفیس شئی کو عرب ثقل کہتے ہیں، اور حضرت نے ان کی عظمت و جلالت کی وجہ سے انھیں ثقلین قرار دیا۔" (۱)

احوال و آثار

غزی لکھتے ہیں: "وحید الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن یوسف شیبانی زبیدی شافعی معروف بہ ابن الدبیع شیخ، امام، علامۂ یگانہ، محقق اور یمن کے محدث، مؤرخ اور وہاں علوم حدیث کو زندہ کرنے والے تھے۔" (۲)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے شوکانی کی البدر الطالع ج ۱ ص ۳۳۵، ابن العما کی شذرات الذھب ج ۸ ص ۲۵۵ وفیات ۹۴۳ھ، اور ابن عیدردس نے النور السافر ص ۲۲۱-۲۱۲ پر ان کی بڑی ستائش کی ہے اور امام، حافظ، حجت، متقن، شیخ الاسلام، علامہ الناس، نابغہ، امام، مسند دنیا، حدیث سید المرسلین کے امیر المومنین، خاتمۃ المحققین جیسے مبالغہ آمیز القاب سے ان کی توصیف کی ہے۔

۱۔ تیسیر الوصول الی جامع الاصول ج ۳ ص ۲۹۷ ۲۔ الکواکب السائرۃ ج ۲ ص ۱۵۸

۱۰۷۔روایت شمس الدین ابن طولون

ابن طولون نے ''الشذرات الذھبیۃ (۱)'' ص۶۶ پر لکھتے ہیں: ''صحیح مسلم میں زید بن ارقم سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ان میں پہلی کتاب خدا ہے جس میں نور و ہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو، پھر حضرتؐ نے قرآن کی طرف ترغیب دینے کے بعد ارشاد فرمایا اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔

احوال وآثار

غزّی کہتے ہیں: ''شیخ علامہ شمس الدین ابوعبداللہ ابن شیخ علاء الدین ابن خواجہ شمس الدین معروف بن ابن طولون دمشقی صالحی حنفی محدث نحوی، نحو میں ماہر، فقہ میں علامہ اور حدیث میں مشہور تھے، وہ مدرسہ شیخ الاسلام ابوعمرو میں حنفی مسلک کی تدریس کرتے تھے، طلاب ان سے نحو پڑھنے کے لئے آتے تھے اور لوگ دل لگا کر ان سے حدیثیں سنتے تھے، انہوں نے ساٹھ جز میں بہ طور تعلیقہ حدیث کو تالیف کیا، اور اس کا نام تعلیقات رکھا، سارا وقت عبادت اور علوم کے فروغ پر صرف کرتے تھے، ۱۱یا۱۲ جمادی الاولی ۹۵۳ھ کو انتقال کیا (۲)''۔

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے شذرات الذھب ج۸ص ۲۹۸۔

۱۔ ۱۳۹۷ھ میں اس کو ڈاکٹر صلاح الدین منجد نے تحقیق کر کے الائمۃ الاثناعشر کے نام سے شائع کیا ہے

۲۔ الکواکب السائرہ ج۲ص ۵۲

۱۰۸۔روایت سوسی مغربی

انہوں نے اپنی کتاب ''جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد''(۱) ج۱ص۱۶پر یوں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے،زید بن ارقم کا بیان ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں مضبوطی سے پکڑے رہے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتے ،ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے،ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے،اور دوسرے میری عترت واہلبیت ، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں ، پس دیکھو ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، یہ روایت صحیح ترمذی میں ہے.''

انہوں نے ج۲ص۲۳۶باب مناقب اھل البیت میں زید بن ارقم سے بعبارت صحیح مسلم حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور کہا ہے کہ اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔

احوال وآثار

مجبی لکھتے ہیں: ''محمد بن سلیمان فاسی (یہ نام ہے، فاس کی طرف نسبت نہیں ہے)ابن طاہر سوسی رودانی مغربی مالکی نزیل حرمین امام جلیل ،محدث خبیر اور سارے علوم وفنون میں یکتا تھے، ۱۰۳۷ھ میں پیدا ہوئے اور یکشنبہ ذیقعدہ ۱۰۹۴ھ میں انتقال کیا،ان کے بارے میں استاد عبد القادر بن عبد الھادی نے مبالغہ آرائی کی ہے اور کہا ہے کہ اصول وحدیث میں ان جیسا نہیں دیکھا.''(۲)

۱۔۱۳۴۶ھ میں مطبع خیریہ میرٹھ ہندوستان میں یہ کتاب طبع ہوئی تھی ۲۔خلاصۃ الاثر ج۴ص۲۰۴

۱۰۹۔روایت عصامی مکی

ایک سوچھتیسویں حدیث میں لکھتے ہیں: ''ابن شیبہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے بیماری کی حالت میں ارشاد فرمایا: اے لوگو! عنقریب میری روح قفس عنصری سے پرواز کرنے والی ہے اور میں بغیر کسی جھجک کے ایک بات کہنا چاہتا ہوں، آگاہ ہو جاؤ میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت، پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، اور تم سے ان دونوں کے متعلق سوال کروں گا کہ تم نے کیسا ان کے ساتھ سلوک کیا۔'' (۱)

احوال وآثار

ان کے حالات جاننے کے لئے ملاحظہ کیجئے شوکانی کی البدر الطالع ج۱ص۴۰۲، مرادی کی مسلک الدرر ج۳ص۱۳۹

۱۱۰۔روایت محمد بن امین محبی

انہوں نے اپنی کتاب '' جنی الجنتین فی تمیز نوعی المثنیین ''ص۱۳۱پر حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

احوال وآثار

ان کے حالات جاننے کے لئے ملاحظہ کیجئے ان کے شاگرد سوالاتی کی ذیل نفحة

۱۔سمط النجوم العوالی ج۲ص۵۰۲

الریحانہ ج ۶ ص ۴۴۴۔۴۰۰، مرادی کی سلک الدرر ج ۴ ص ۸۶، عبدالفتاح حلو کی مقدمہ نفحۃ الریحانہ ج ۱ ص ۳۴۔۴

۱۱۱۔روایت کمال الدین ابن حمزہ حسینی

انہوں نے حدیث ثقلین کو ''البیان والتعریف'' کے حرف الف میں یوں نقل کیا ہے ''اما بعد: لوگو! عنقریب میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، تمھارے درمیان دو گرانبہا چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور و ہدایت ہے جس نے کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑا اور اس سے وابستہ رہا، اس نے ہدایت پائی اور جس نے چھوڑ دیا وہ گمراہ ہوا، لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑ و اور اس سے وابستہ رہو اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں امام احمد، مسلم اور عبد بن حمید نے زید بن ارقم سے اس کی روایت کی ہے(۱) اور ص ۱۶۵ پر صحیح مسلم سے نقل روایت کی ہے۔

اسی طرح وہ حرف کاف میں لکھتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا ''میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے، کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت، پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں۔

خدا میرا مولا ہے اور میں تمام مومنین کا مولا ہوں، اور جس کا میں مولا ہوں اس کا علی

۱۔البیان والتعریف ج ۱ ص ۱۶۴

مولا ہے، بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس (علی) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس (علی) سے دشمنی رکھے۔

اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں اور حاکم نے ابو الطفیل کے توسط سے زید بن ارقم سے نقل کیا ہے''(۱)

احوال و آثار

۱۔ مرادی لکھتے ہیں: ''وہ عالم، مشہور امام، محدث، نحوی اور بہت زیادہ محترم تھے، ان کا شمار مشاہیر محدثین میں ہوتا ہے.....''اس کے بعد ان کی تالیفات بیان کی ہیں اور سن وفات ۱۱۲۰ھ بتایا ہے۔(۲)

۲۔ مجی نے ''نفحۃ الریحانہ'' ج ۲ ص ۸۶ شمارہ ۶۶ میں ان کا شرح حال لکھا ہے

۱۱۲۔ روایت عبدالغنی نابلسی

انہوں نے اپنی کتاب ''ذخائر المواریث'' ج ۱ ص ۲۱۵ شمارہ ۱۹۳ میں حدیث ثقلین کی یزید بن حیان سے ان الفاظ میں روایت کی ہے: ''میں، حصین ابن سبرہ اور عمر بن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے......انہوں نے کہا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: انی تارك فیکم ثقلین ......یہ روایت صحیح مسلم کے باب فضائل میں زہیر بن حرب و شجاع بن مخلد سے، ترمذی کے باب مناقب میں علی بن منذر اور عطیہ سے اور السنۃ میں ابو بکر بن ابی شیبہ سے

۱۔ البیان والتعریف ج ۲ ص ۱۳۶
۲۔ سلک الدرر ج ۱ ص ۲۲

نقل ہوئی ہے۔

احوال وآثار

عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی دمشقی حنفی نقشبندی متوفی ۱۱۴۳ھ کے بارے میں محبی لکھتے ہیں: ''وہ علم کا گہرا سمندر تھے جس کی تہ تک کوئی نہیں پہونچ سکتا ہے. فضیلتیں ان کے گرد گھومتی تھیں، ان کے دائرۂ علم کو بیان کرنے سے قلم عاجز اور زبان قاصر ہیں اور ان کی تالیفات کی تعداد بارش کے قطرے سے زیادہ ہیں'.(۱)

مرادی نے ان کا شرح حال لکھنے کے بعد ان کی بہت سی تالیفات کا ذکر کیا ہے.(۲)

۱۱۳۔ روایت شبراوی

جامعہ ازھر کے استاد شبراوی نے زید بن ارقم سے مروی حدیث ثقلین کو صحیح مسلم اور صحیح ترمذی سے نقل کیا ہے.(۳)

احوال وآثار

ان کے حالات جاننے کے لئے ملاحظہ کیجئے مرادی کی ''سلک الدرر'' ج۳ص ۱۰۷۔

۱۱۴۔ روایت میر غنی حسینی

انہوں نے اپنی کتاب ''الدرة الیتیمہ فی بعض فضائل السیدة العظیمة'' میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے، وہ صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں (۴): ''رسولؐ خدا نے فرمایا: میں ایسی چیزیں

۱۔ نفحۃ الریحانہ ج۲ص ۱۳۷ ۲۔ سلک الدرر ج۳ص ۳۰ ۳۔ الاتحاف بحب الاشراف ص۶

۴۔ کتب خانہ ظاہریہ دمشق میں یہ نسخہ موجود ہے، ۱۴۱۳ھ میں لکھا گیا ہے اور اس کا شمارہ ۳۶۷۱ ہے.

چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر اسے تم نے مضبوطی سے پکڑا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت، پس دیکھوان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو۔''

احوال وآثار

عفیف الدین ابوالسیادۃ عبداللہ بن ابراہیم بن حسن میر غنی حسینی متقی مکی طائفی حنفی ملقب بہ محبوب متوفی ۱۲۰۷ھ کے حالات جاننے کے لئے ملاحظہ کیجئے بیطار کی حلیۃ البشر ج۲ص ۱۰۱۱۔

۱۱۵۔روایت احمد زینی دحلان

انہوں نے اپنی سیرت میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: ''حضرتؐ سے محبت کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے اصحاب، آپ کے اہلبیت، آپ کی ذریت اور آپ کے رشتہ داروں سے محبت کی جائے...... مسلم نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا اے لوگو!...... ثقلان، ثقل کا تثنیہ ہے اور قاموس کے بقول ہر نفیس شئی کو ثقل کہتے ہیں۔

اور احمد نے بھی ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا: عنقریب میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت، کتاب خدا تو ایک دراز رسی ہے آسمان سے زمین تک اور میری عترت میرے اہلبیت ہیں. خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، پس دیکھوان دونوں کے

ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو،

کسی شخص کی عترت اس کے نزدیکترین رشتہ دار ہیں۔"(۱)

۱۱۶۔روایت کمشخانوی

انہوں نے "راموزالاحادیث" میں حدیث ثقلین کی یوں روایت کی ہے: "میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ایک کتاب خدا جس نے اس کی پیروی کی اس نے ہدایت پائی اور جس نے اس کو ترک کیا وہ گمراہ ہوا۔اور زید بن ارقم سے منقول ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا: مجھے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ جلد ہی میری طلبی ہوگی اور مجھے جانا پڑے گا، میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت، کتاب خدا تو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور میری عترت میرے اہلبیت ہیں، خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں ،پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو۔" (۲)

۱۱۷۔روایت بہجت آفندی

انہوں نے حدیث ثقلین کو "تاریخ آل محمد" ص ۴۵ پر نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں: "حدیث ثقلین کو سارے محدثین نے نقل کیا ہے جن میں قابل ذکر بخاری، مسلم، احمد بن حنبل اور مالک بن انس ہیں اور انہوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے" اس کے بعد پوری حدیث کو نقل کیا ہے اور پھر اس کی شرح کی ہے۔

۱۔السیرۃ النبویہ ج۲ص۳۰۰
۲۔راموزالاحادیث ص۱۴۴

۱۱۸۔روایت منصور علی ناصف

انہوں نے حدیث ثقلین کی اس طرح روایت کی ہے ''یزید بن حیان کا کہنا ہے کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے، اس حدیث کو فضائل علی میں مسلم اور ترمذی نے نقل کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے، ایک کتاب خدا جو ایک رسی (ذریعہ) ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی اور دوسرے میری عترت و اہلبیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچیں، دیکھنا میرے بعد تم ان سے کیونکر پیش آتے ہو۔''(۱)

۱۱۹۔روایت نبھانی

انہوں نے ''الفتح الکبیر'' ج ا ص ۴۵۱ پر حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ''زید بن ثابت سے مروی ہے کہ (حضرتؐ نے فرمایا) میں تم میں اپنے دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں، ایک کتاب خدا جو ایک دراز رسی ہے آسمان سے لے کر زمین تک، دوسرے میری عترت و اہلبیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں۔

اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، یہ دونوں عظمت میں مساوی درجہ رکھتے ہیں، ایک کتاب خدا جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی، دوسرے میری

۱۔التاج الجامع للاصول ج ۳ ص ۳۰۹۔۳۰۸

عترت واہلبیت ، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں، پس دیکھوان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو۔"

انہوں نے "الشرف المؤبد" صفحہ ۱۱۸ور ۲۴ پر بھی اس حدیث کونقل کیا ہے۔

۱۲۰۔روایت مبارکپوری

امام حافظ ابوالعلی محمد بن عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم مبارکپوری نے "تحفۃ الاحوذی بشرح جامع ترمذی" ج ۱۰ص ۲۹۱۔۲۸۷ پر حدیث ثقلین کونقل کرنے کے بعد اس کی شرح کی ہے اور اس کے معانی بیان کیے ہیں۔

۱۲۱۔روایت عباس یمنی

عباس بن احمد یمنی نے اپنی کتاب "الروض النفیر" ج ۵ صفحہ ۳۴۳ اور ۴۶۶ پر حدیث ثقلین کونقل کیا ہے۔

۱۲۲۔روایت احمد بنا

احمد بنا "الفتح الربانی بترتیب مسند احمد بن حنبل الشیبانی" ج ۱ص ۱۸۶ باب الاعتصام بکتاب اللہ میں لکھتے ہیں:

۱۔ یزید بن حیان تیمی کا بیان ہے کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے اور جب ہم ان کے پاس بیٹھے تو حصین نے کہا کہ.....

۲۔ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: میں دو ثقل چھوڑے جاتا ہوں

انہوں نے طرق حدیث ثقلین اور ان کی شرح کو فتح الربانی کے ساتھ چھپنے والی کتاب ''بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی ''میں پیش کیا ہے،اور بلوغ الامانی ج ۴ ص ۲۶ پر لکھتے ہیں: پوری امت پر آل کا اطلاق نہیں ہوسکتا کیونکہ حدیث ثقلین میں ہے انی تارك فیكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا كتاب الله و عترتی ، اور یہ حدیث صحیح مسلم وغیرہ میں موجود ہے۔''

۱۲۳۔روایت عبداللہ شافعی

انہوں نے ''ارجح المطالب'' ص ۳۴۱۔۳۳۵ پر عظیم المرتبت آئمہ حفاظ سے زید بن ثابت ،زید بن ارقم ،ابوسعید خدری، جابر بن عبداللہ، زید بن اسلم ،حضرت علیؑ ،ابوذر،ابورافع ،ابوہریرہ،ام ہانی اور ام سلمی سے مروی حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔

وہ کہتے ہیں: ''جابر بن عبداللہ کے خاندان کے محمد بن عبدالرحمٰن بن خلاد سے مروی ہے کہ مرض الموت میں پیغمبرؐ نے علی اور فضل کا ہاتھ پکڑا اور ان کا سہارا لیے ہوئے منبر پر تشریف لے گئے اور حمد وثنائے الہی کے بعد ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم اپنے نبیؐ کی وفات سے کیوں رنجیدہ ہو؟ کیا مجھ سے پہلے کے پیغمبروں نے دائمی زندگی گزاریں؟ اگر ایسا ہے تو جاؤ اور ان سے ملو! دیکھو میں جاتا ہوں مگر تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، ایک کتاب خدا جو تمھارے ہاتھوں میں ہے اور تم صبح وشام اس کی تلاوت کرتے ہو اور دوسرے میرے اہلبیت۔

اس حدیث کی سید ابوالحسن یحیی بن حسن نے اپنی کتاب ''اخبار المدینۃ'' میں نقل کیا ہے۔''

۱۲۴۔روایت ابوریّہ

انہوں نے اپنی کتاب ''اضواء علی السنة المحمدیه ''ص۴۰۴ پرحدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں ''روایت میں ہےانی تارك فیكم الثقلین كتاب الله و عترتی اهل بیتی ، یہ حدیث اہلسنت کی بہت سی کتابوں میں مختلف الفاظ میں مگر معنیٰ واحد میں وارد ہوئی ہے اس حدیث کے متعلق مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے علامہ شرف الدین موسوی اوراستاد بزرگ شیخ سلیم بشری استادسابق جامع ازھر کےدرمیان مکاتبات کا مجموعہ ''المراجعات'' ص۲۰طبع چہارم کی طرف.''

۱۲۵۔روایت توفیق ابوعلم

انہوں نے ''اھل البیت'' ص۸۰۔۷۷ پرحدیث ثقلین کونقل کرنے کے بعداس کی شرح کی ہےاور پھرطویل اورمفید بحث کی ہےجس کانقل کرنا فائدہ سےخالی نہ ہوگا۔

''حدیث ثقلین کی زید بن ارقم نے حضرتؐ سے یوں روایت کی ہے انا تارك فیكم الثقلین ......اورابوسعید خدری نے نبیؐ سےروایت کی ہےکہ انی تارك فیكم الثقلین ......اورایک روایت میں بجائے ثقلین کے خلیفتین ہے،اوردوسری روایت میں ہے انی تركت فیكم ما ان اخذتم به لن تضلوا ......اورایک روایت میں ہے کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگرتم ان کی پیروی کروتو کبھی گمراہ نہ ہوگےاور وہ کتاب خدااورمیری عترت واہلبیت ہیں،دیکھوان دونوں سےآگے نہ بڑھناورنہ ہلاک ہوجاؤ گےاورنہ پیچھے رہ جاناورنہ تب بھی ہلاک ہوجاؤ گےاورانھیں کچھ سیکھانا پڑھانانہیں

کیونکہ یہ تم سے زیادہ جانتے ہیں۔

یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ ازواج پیغمبر، اہلبیت میں داخل نہیں ہیں، بلکہ اس میں صرف آپ کے قریبی رشتہ دار شامل ہیں، اور یہی میرا بھی نظریہ ہے۔

حدیث ثقلین معتبرترین اور مشہورترین احادیث نبویہ میں سے ہے، اسلامی دانشوروں نے اس کو بہت اہمیت دی ہے اور اس پر خاص توجہ کی ہے، کیونکہ یہ اہم عقیدۂ اسلامی کی نشاندہی کرتی ہے اور اہلبیت میں امامت کے محصور ہونے اور ان کے معصوم ہونے پر شیعوں کی سب سے بہترین دلیل یہی ہے کیونکہ نبیؐ نے انھیں قرآن کا قرین وہم پلہ قرار دیا ہے، اور جس طرح قرآن کو باطل نہیں چھوسکتا اسی طرح وہ اہلبیت کے بھی قریب نہیں آسکتا اس لئے کہ قرآن واہلبیت ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہو سکتے اور کسی بھی احکام دین کی مخالفت قرآن سے جدائیگی محسوب ہوگی، جب کہ حضرتؐ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ حوض کوثر تک یہ دونوں جدا نہ ہوں گے، لہذا یہ حدیث، اہلبیتؑ کی عصمت پر واضح اور روشن دلیل ہے۔

نبیؐ نے اس حدیث کو مختلف مقامات پر اس لئے ارشاد فرمایا کہ آپ امت کو عقائدی انحراف سے بچانا چاہ رہے تھے، اور یہ صرف اس صورت میں ممکن تھا کہ اہلبیتؑ سے تمسک کیا جائے، نیز یہ کہ نہ ان سے آگے بڑھا جائے اور نہ ہی ان سے پیچھے رہا جائے پس اگر ان سے خطاولغزش کا امکان ہوتا تو آنحضرتؐ کبھی ان سے تمسک کا حکم نہیں دیتے، کیونکہ تمسک کا مطلب یہ ہے کہ ان کا قول وفعل حجت ہے اور جوان سے وابستہ رہے گا وہ اسی طرح گمراہ

نہ ہوگا جس طرح قرآن سے وابستہ رہنے والا، اوراسی سے اہلبیت کی عصمت ثابت ہو
ہے اس لئے کہ اگران سے غلطی ہوگی تو ان سے وابستہ رہنے والا بھی گمراہ ہوگا، جب
حضرتؐ قرآن کی طرح ان کی پیروی کو بھی ہدایت ونور سے تعبیر کرر ہے ہیں۔

ان کی عصمت اس طرح بھی ثابت ہوتی ہے کہ وہ قرآن کی طرح آسمان سے زم
تک ایک درازرسی ہیں اور یہ کنایہ ہے اس کا کہ وہ خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں
اوران کا قول، خدا کا قول ہے، پس اگر وہ معصوم نہ ہوتے تو وہ اس مقام تک نہیں پہونچ
نیز یہ کہ وہ قرآن سے جدانہ ہوں گے اور قرآن تا قیامت ان سے جدانہ ہوگا، یہ اسی صور
میں صحیح ثابت ہوگا جب انھیں ہر خطا ولغزش سے محفوظ مانیں، کیونکہ خطا ولغزش کا لازم
ہے کہ وہ قرآن سے جدا ہیں اور قرآن ان سے جدا ہے، جب کہ انفکاک ناممکن ہے،
جس طرح قرآن سے آگے بڑھنا اور قرآن سے ہٹ کر فتویٰ دینا اوراس کے خلاف با
کی پیروی کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح اہلبیتؑ سے آگے بڑھنا، خودکوان کا پیشوا قرار
اوران کو پیچھے چھوڑ کر دوسرے کی پیروی کرنا اور غیروں کی امامت کو قبول کرنا بھی جائز
ہے، اسی طرح اہلبیتؑ کو سکھانا پڑھانا اوران کی باتوں کو رد کرنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ ا
کسی چیز سے جاہل ہوتے تو ان کا جاننا ان پر واجب تھا اور پھر ان کی باتوں کو ٹھکرانے
منع نہ کیا جاتا۔

یہ احادیث دلالت کرتی ہیں کہ ہر زمانہ میں اہلبیت ان خوبیوں کے حامل تھے ک
آنحضرتؐ نے فرمایا یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے، یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے

پہونچیں، اوراس کی خداوند لطیف وخبیر نے آنحضرتؐ کوخبر دی تھی، اور دونوں کا حوض کوثر پر پہونچنا کنایہ ہے دنیا کے ختم ہونے کا، پس اگر کوئی زمانہ کسی ایک سے خالی ہوتو پھر حضرتؐ کی بات سچ ثابت نہیں ہوگی۔

جنھوں نے اہلبیتؑ کو بارہ اماموں میں محصور کیا ہے اوران سب کی ماں حضرت زہراؑ کو بتایا ہے اور سارے بنی ہاشم کواہلبیت میں شامل نہیں کیا ہے، انہوں نے اسی حدیث ثقلین سے استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ اہلبیت وہ خاص افراد ہیں جوعلم وفضل اور زہد وعفت و پاکدامنی کا مجموعہ تھے اور وہ بارہ امام ہیں جن کی ماں فاطمہ زہرا ہیں، اوران کی دلیل یہ ہے کہ بارہ اماموں اوران کی ماں فاطمہ زہرا کے علاوہ دیگر بنی ہاشم کے معصوم نہ ہونے پر اجماع ہے نیز واقعات بھی ان کے معصوم نہ ہونے کی شہادت دیتے ہیں اس لئے کہ بارہ اماموں کے علاوہ دیگر بنی ہاشم سے گناہ بھی ہوا ہے اور وہ بہت سے احکام الٰہی سے جاہل بھی تھے اوران میں دیگر افراد میں کوئی فرق نہیں تھا پس وہ کس طرح قرآن کے شریک اوراس کے ہم پلہ ہوسکتے ہیں۔''

۱۲۶۔روایت اعظمی

شیخ محدث حبیب الرحمٰن اعظمی نے ''المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ ''ج۴ص۶۵پر حدیث ثقلین کونقل کیا ہے۔

تضعیفِ سندحدیث ثقلین کا جواب

اکابر محدثین کی زبانی حدیث ثقلین کونقل کرنے کے بعد ضروری سمجھا کہ اہلسنت کے بعض ان متعصب علماء ومحدثین کا بھی جواب دے دوں جنھوں نے اس حدیث شریف پر اعتراض کیا ہے، یہ جواب ان کے اعتراض کے مہمل ہونے کے لئے کافی ہے۔

امام بخاری کا اعتراض اوران کا جواب

بخاری ''التاریخ الصغیر'' میں لکھتے ہیں: ''عبدالملک کی حدیث جس کی انہوں نے عطیہ سے اور عطیہ نے ابوسعید سے اور ابوسعید نے رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا'' ترکت فیکم الثقلین '' اس کے بارے میں احمد (بن حنبل) کا کہنا ہے کہ یہ کوفیوں کی روایت ہے اوراس کے سارے راوی منکراورناشناختہ ہیں'' (۱)

۱۔التاریخ الصغیر ج ۱ص ۳۰۲

جواب

امام بخاری کا احمد کی طرف اس حدیث کے منکر ہونے کی نسبت دینا بڑی تعجب خیز بات اور حقیقت سے بہت دور ہے، کیونکہ احمد نے اس حدیث کو متعدد طرق اور محکم اسناد سے نقل کیا ہے اور انہوں نے اپنی ''مسند'' میں بہت زیادہ روایات کی زید بن ارقم، زید بن ثابت اور ابو سعید خدری سے روایت کی ہے، لہذا اس حدیث کے متعلق بخاری کا جرح کرنا تعجب آور اور کسی بھی طرح قابل توجیہ نہیں ہے کیونکہ خود احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اس حدیث کی روایت کی ہے، جو بخاری کے شبہ کے بطلان پر بہت بڑی دلیل ہے، اس لئے کہ یہ روایت (حدیث ثقلین) اگر احمد کی نظر میں منکر اور ناشناختہ ہوتی تو وہ کبھی بھی اپنی ''مسند'' میں نقل نہ کرتے، کیونکہ ایسا کرنا ان کی تدلیس و تلبیس کا باعث ہوگا، جب کہ سبھی جانتے ہیں کہ احمد بن حنبل نقل روایات میں بہت محتاط تھے، خاص طور سے اپنی ''مسند'' میں چنانچہ قاضی القضاۃ تاج الدین سبکی ان کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''احمد نے ''مسند'' تالیف کی، اور یہ اس امت کے اصول میں سے ایک اصل ہے، امام حافظ ابو موسی محمد بن ابی بکر مدینی کا بیان ہے کہ یہ کتاب (یعنی مسند امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی) اصل کبیر اور محدثین کا موثق مدرک و ماخذ ہے، کیونکہ احمد نے بہت زیادہ احادیث اور بہت سی سماعات سے انتخاب کر کے اس (مسند) کو تالیف کیا، اور احادیث میں اختلاف کی صورت میں اس کتاب کو امام اور پناہگاہ قرار دیا ہے، جیسا کہ مجھ سے میرے والد اور دیگر

حضرات نے بیان کیا کہ ان کے پاس ابوالحسین مبارک بن عبدالجبار نے بغداد سے لکھا کہ ہم کو ابواسحاق ابراہیم بن عمر احمد برکی نے بتایا انہوں نے ابوعبداللہ عمیر (عمر) بن محمد بن رجاء سے انہوں نے موسی بن حمدون بزاز سے اور انہوں نے حنبل بن اسحاق سے نقل کیا ہے، حنبل کا کہنا ہے کہ میرے چچا (امام احمد بن محمد بن حنبل شیبانی) نے مجھ کو اور صالح اور عبداللہ کو جمع کیا، اور ہمارے سامنے اپنی ''مسند'' کی قرائت کی، ہمارے علاوہ کسی اور نے پوری ''مسند'' کا سماع نہیں کیا تھا، پھر انہوں (احمد) نے ہم سے کہا کہ ساڑھے سات لاکھ حدیثوں سے انتخاب کر کے (تیس ہزار حدیثوں پر مشتمل) اس ''مسند'' کو تیار کیا ہے، لہذا جس حدیث پیغمبرؐ کے (صحیح ہونے میں) مسلمان اختلاف کریں اس ''مسند'' کی طرف رجوع کریں، اگر وہ حدیث اس کتاب میں موجود ہے تو قابل قبول ہے، ورنہ وہ حجت نہیں ہے۔

عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ میرے باپ نے ایک کروڑ حدیثیں لکھی تھیں اور وہ سب کی سب ان کے حافظے میں تھیں، عبداللہ بن حنبل ہی کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے والد سے کہا آپ کتابیں کیوں نہیں لکھتے، جب کہ آپ نے ''مسند'' تالیف کی ہے؟ جواب دیا: اس ''مسند'' کو میں نے ''امام'' قرار دیا ہے، تاکہ جب بھی کسی حدیث کے بارے میں لوگ اختلاف کریں تو اس کی طرف رجوع کریں، نیز عبداللہ کا بیان ہے کہ میرے باپ نے سات لاکھ حدیثوں سے

انتخاب کر کے اس ''مسند'' کو تالیف کیا ہے۔

ابوموسی مدینی کا کہنا ہے کہ احمد (بن حنبل) نے صرف ان ہی افراد سے حدیثیں نقل کی ہیں جن کی صداقت و دیانت ان کے نزدیک ثابت تھی، اور جن کی امانتداری ان کی نظر میں مشکوک تھی ان سے حدیثیں نہیں لیں، پھر انہوں نے اپنی اسناد سے عبداللہ بن احمد سے نقل کیا ہے کہ میں (عبداللہ) نے اپنے باپ سے عبدالعزیز بن ابان کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اپنی ''مسند'' میں ان سے کچھ بھی نقل نہیں کیا ہے، کیونکہ عبدالعزیز نے حدیث مواقیت کو نقل کیا ہے. ابوموسی ہی کا بیان ہے کہ میں لوگوں کی زبانی سنتا تھا کہ ''مسند'' میں چالیس ہزار حدیثیں ہیں، کہ ایک دن بغداد میں ابومنصور بن زریق کے سامنے اس کی قرائت کی، انہوں نے کہا کہ ہم کو ابوبکر خطیب نے بتایا کہ ابن منادی کہتے تھے کہ احمد بن حنبل کی روایتیں ان کے بیٹے عبداللہ سے زیادہ کسی کے پاس نہیں ہیں، عبداللہ نے ''مسند'' کا سماع کیا جس میں تیس ہزار حدیثیں ہیں، اور تفسیر جس میں ایک لاکھ بیس ہزار حدیثیں ہیں ان میں تیس ہزار حدیثوں کا سماع کیا، اور بقیہ کو خود احمد بن حنبل کے ہاتھوں لکھا دیکھا، لہذا انہیں معلوم کہ ابن منادی جو احادیث کی تعداد بتا رہے تھے وہ غیر تکراری تھیں یا تکراری بھی ان میں شامل ہیں، دونوں وجہیں صحیح ہوسکتی ہیں. اور جن صحابہ سے روایت کی ہے ان کی تعداد سات سو ہے، نیز ابوموسی مدینی کہتے ہیں کہ احمد کے محتاط ہونے کی دلیل

خود ان کی کتاب ہے، کہ اس میں متن وسند کو صحیح طریق سے نقل کیا ہے، مثلاً ایک حدیث ہے جس کے متعلق ابوعلی حداد نے مجھے بتایا اور انہوں نے ابونعیم سے انہوں نے حصین سے انہوں نے محمد بن جعفر سے انہوں نے شعبہ سے اور انہوں نے ابوالتیاح سے روایت کی ہے. ابوالتیاح کا کہنا ہے کہ میں نے ابوزرعہ سے ابوہریرہ سے مروی رسولؑ خدا کی یہ حدیث سنی: میری امت قریش کے اس گروہ کو نابود کر دے گی، اصحاب نے دریافت کیا یا رسولؐ اللہ پھر آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: اے کاش لوگ ان سے کنارہ گیری کرتے، عبداللہ کا بیان ہے کہ میرے والد نے مرض الموت میں کہا اس حدیث کو حذف کرو کیونکہ یہ حضرتؐ کے اس بیان کے خلاف ہے جس میں آپ نے فرمایا: ان کی باتیں سنو اور اس کی اطاعت کرو، یہ اور بات ہے کہ اس کے راوی ثقہ اور قابل اطمینان ہیں، مگر چونکہ اس کے الفاظ کمیاب اور مشہور احادیث کے مطابق نہیں ہیں، لہذا اس حدیث کو حذف کرنے کا حکم دیا یہی ان کے محتاط ہونے کی دلیل ہے.''(۱)

پس جب احمد نے اپنی ''مسند'' میں اس حد تک دقت اور احتیاط کی اور صرف صحیح اسانید سے حدیثیں نقل کیں، اور حل اختلاف کے لئے اس کو مرجع قرار دیا، پھر کیسے انہوں نے حدیث ثقلین کو اپنی ''مسند'' میں مختلف الفاظ اور متعدد طرق و اسناد سے نقل کیا؟ ان کی نظر میں اگر یہ حدیث منکر اور ناشناختہ تھی تو پھر کیسے انہوں نے اس کی روایت کی؟!

۱۔ طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۳۳۔ ۳۱

عمر بن محمد عارف نہروانی مدنی ''مناقب احمد بن حنبل'' میں لکھتے ہیں:

''ابن عساکر کا کہنا ہے کہ حدیث پیغمبرؐ کے ذریعہ راہ ہدایت کی شناخت ہوتی ہے اور اکثر احکام اسی سے اخذ کئے جاتے ہیں اور حلال و حرام کی معرفت کا ذریعہ یہی ہے، چند ائمہ حدیث نے اس کی جمع آوری کی ہے کہ سب سے عظیم المرتبت مسند ''مسند امام احمد'' ہے، جس کی سماع کی خاطر لوگ بار سفر باندھتے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو اس لئے کہ اس کے مؤلف امام احمد ہیں جنھیں فن حدیث میں سب پر سبقت حاصل ہے اور ان ہی کی کتاب ہے جو قدر و منزلت اور حجم کے لحاظ سے عظیم اور ارباب علم کے نزدیک مشہور ہے، اس ''مسند'' میں تکراری حدیثوں اور ان حدیثوں کو چھوڑ کر جن کا ان کے بیٹے عبد اللہ نے عالی اسناد کے ساتھ اضافہ کیا ہے، تیس ہزار حدیثیں ہیں اور امام (احمد) نے ان کی اس لئے جمع آوری کی تھی تا کہ جن کے پاس یہ کتاب پہونچے یا اس کی روایت کئے ہوں، وہ موازنہ کرنے کے لئے اس کی طرف مراجعہ کریں''

ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کیسے ممکن ہے کہ امام احمد بن حنبل جیسی شخصیت اپنی کتاب میں ایسی حدیث (ثقلین) کو نقل کر دیں جو ان کی نظر میں منکر اور ناشناختہ ہو؟

شیخ عبد الحق دہلوی ''اسماء رجال المشکواۃ'' میں احمد بن حنبل کے حالات میں لکھتے ہیں:

''لوگوں کے درمیان امام احمد کی ''مسند'' بڑی شہرت کی حامل ہے اس میں انہوں نے تیس ہزار سے زیادہ حدیثیں جمع کی ہیں، جو اپنے زمانے کی سب سے

جامع کتاب ہے"

شیخ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں:

"طبقہ دوم میں وہ کتابیں ہیں جو "الموطا" اور "صحیحین" کے درجے تک تو نہیں پہونچیں، لیکن ان کے بعد کے درجے کی ہیں، اور ان کے مؤلفین فن حدیث میں وثاقت وعدالت اور حفظ وتبحر علمی میں بڑی شہرت کے مالک ہیں اور انہوں نے کتاب تالیف کرتے وقت جو تعہد کیا تھا اس پر پابند رہے اور اس میں تساہلی نہیں برتی، ان کے بعد میں آنے والے فقہاء اور محدثین نے ان پر خاص توجہ کی، بزرگوں اور دانشوروں نے شرحیں کیں اور راویوں کی تحقیق کے بعد فقہی مسائل میں ان سے استنباط کیا اور سارے علوم کی بنیاد ان ہی احادیث پر رکھی جیسے "سنن ابوداؤد" "جامع ترمذی" "مجتبی النسائی" ان کتابوں اور پہلے طبقہ کی کتابوں پر رزین نے "تجرید الصحاح" میں اور ابن اثیر نے "جامع الاصول" میں کافی توجہ دی ہے، عجب نہیں کہ "مسند احمد بن حنبل" اسی طبقہ سے ہو، کیونکہ امام احمد بن نے اس کو صحیح اور ضعیف حدیثوں کی کسوٹی قرار دیا ہے، اور جو روایتیں اس "مسند" میں نہیں ہیں ان پر عمل کرنے سے منع کیا ہے۔"(۱)

اب جب کہ احمد نے اپنی "مسند" میں تھوڑی سی بھی کوتاہی نہیں کی، اور ان کی "مسند" نہایت موثق اور معتبر کتاب ہے تو پھر ہم کیسے مانیں کہ وہ ایک ایسی حدیث کو اپنی کتاب میں

۱۔ حجۃ البالغۃ ص ۱۳۴

نقل کریں جوان کی نظر میں منکر اور ناشناختہ ہے؟!

نیز ولی اللہ دہلوی ''الانصاف'' میں لکھتے ہیں:

''احمد نے اپنی ''مسند'' کو ترازو قرار دیا ہے جس پر حدیث پیغمبرؐ تولی جاتی ہے لہذا جو حدیث اس میں پائی جائے ولو ایک طریق سے ہو وہ صحیح ہے، اور جو اس میں موجود نہ ہو اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے''

اگر اس بات کو صحیح مانیں کہ احمد بن حنبل حدیث ثقلین کو صحیح نہیں مانتے تھے، جب کہ انہوں نے اپنی ''مسند'' کو صحیح اور ضعیف حدیثوں کی شناخت کا میزان قرار دیا ہے اور پھر اس ''مسند'' میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے، تو اس صورت میں وہ دروغگوئی اور فریب دینے سے متہم ہوں گے۔

ابو مہدی ثعالبی ''مقالید الاسانید'' میں احمد بن حنبل کے شرح حال میں بہ نقل از ابن خلکان لکھتے ہیں:

''احمد نے ''مسند'' تالیف کی اور اس کو اس امت کے اصول میں سے ایک اصل قرار دیا اور اس میں ایسی حدیثیں جمع کیں جن تک دوسروں کی دسترسی نہ ہو سکی''

اسی کتاب میں ابو مہدی ثعالبی لکھتے ہیں:

''احمد کی بہت سی اہم تصنیفیں ہیں کہ ان ہی میں ایک ''مسند'' ہے جس میں تیس ہزار حدیثیں ہیں، اور اگر ان کے بیٹے عبداللہ کی اضافہ شدہ حدیثوں

کے ساتھ شمار کیا جائے تو ان کی تعداد چالیس ہزار تک پہونچتی ہے، احمد نے جب اپنے بیٹوں کو جمع کر کے ان کے سامنے ''مسند'' کی قرائت کی تو یہ کہا: ساڑھے سات لاکھ حدیثوں سے انتخاب کر کے (تیس ہزار احادیث پر مشتمل) اس کتاب کو تالیف کیا ہے، اگر مسلمانوں کو کسی حدیث پیغمبرؐ میں شک ہو تو اس کتاب کی طرف رجوع کریں، اگر وہ حدیث اس کتاب میں موجود ہے تو صحیح ہے، ورنہ حجت نہیں ہے''

خود مخاطب (دہلوی) ''بستان المحدثین'' میں احمد بن حنبل کے شرح حال میں ان کی ''مسند'' کا ذکر اور اس کے متعلق احمد کے بیان کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''میں کہتا ہوں کہ احمد کی مراد وہ حدیثیں ہیں جو شہرت اور تواتر معنوی تک نہ پہونچی ہوں، ورنہ بہت سی صحیح اور مشہور حدیثیں ہیں جو ان کی ''مسند'' میں نہیں ہیں''

مخاطب (صاحب تحفہ) نے احمد کے بیان کو نقل کرنے کے بعد اپنے دل سے اس کی تخصیص کر دی، پھر بھی امام بخاری کی بات کی کیا توجیہ کی جاسکتی ہے اور اس کو حقیقت سے قریب مانی جاسکتی ہے؟!

حافظ جلال الدین سیوطی ''تدریب الراوی'' میں، نووی کے اس قول کی شرح میں کہ ''اصول پنجگانہ کی طرح ''مسند احمد بن حنبل'' اور ''مسند ابو داؤد طیالسی'' اور دیگر مسانید سے احتجاج اور ان پر تکیہ نہیں کیا جاسکتا ہے'' لکھتے ہیں:

''مسند احمد بن حنبل کے متعلق نووی کے اس بیان پر اعتراض وارد ہوا ہے کیونکہ احمد نے اپنی مسند میں صرف صحیح احادیث کے نقل کرنے کا عہد کیا تھا، گر چہ عراقی نے اس کو تسلیم نہیں کیا ہے، اور کہا ہے کہ ابو موسیٰ مدینی نے احمد سے کسی حدیث کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس ''مسند'' میں دیکھو، اگر اس میں موجود ہے تو ٹھیک ورنہ حجت نہیں ہے، اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ جو بھی اس ''مسند'' میں ہے حجت ہے، بلکہ صرف اس بات کی وضاحت ہے کہ جو حدیث اس میں نہیں ہے وہ حجت نہیں ہے، اس کے علاوہ نہ یہ کہ بہت سی صحیح حدیثیں ہیں جو صحیح میں منقول ہیں مگر ''مسند'' میں نہیں ہیں، مثلاً داستان ام زرع سے متعلق عائشہ کی حدیث، بلکہ ضعیف حدیثیں بھی پائی جاتی ہیں، اس سے بڑھ کر چند جعلی اور گڑھی ہوئی حدیثیں ہیں جنھیں میں نے ایک کتاب میں جمع کیا ہے، احمد کے بیٹے عبداللہ نے بھی جن حدیثوں کا ''مسند'' میں اضافہ کیا ہے ان میں جعلی اور ضعیف حدیثیں ہیں. (یہ تھے عراقی کے الفاظ)

شیخ الاسلام نے اس سلسلے میں ایک کتاب لکھی اور اس کا نام ''القول المسدد فی الذب عن المسند'' رکھا، وہ اس کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: میں اس کتاب میں ان احادیث کے بارے میں اظہار خیال کروں گا جن کے بارے میں بعض اہل حدیث کا خیال ہے کہ وہ جعلی ہیں اور ''مسند'' میں موجود ہیں، تا کہ اس عظیم المرتبت کتاب کا دفاع کر سکوں جس کو امت اسلامی قدر کی نگاہ سے

دیکھتی ہے اور اختلاف کے وقت اس کتاب کو امام قرار دیتے ہوئے اس کی طرف مراجعہ کرتی ہے، پھر شیخ الاسلام عراقی کی جمع کی ہوئی نو حدیثوں اور ''الموضوعات'' میں ابن جوزی کی جمع کی ہوئی پندرہ حدیثوں کو نقل کرنے کے بعد (کہ جو مسند میں موجود ہیں) ہر ایک کا جواب دیا ہے، میں (سیوطی) کہتا ہوں کہ ''مسند'' میں اور بھی حدیثیں ہیں جن کو ابن جوزی نے ذکر کیا ہے، لیکن ان پر ان (شیخ الاسلام) کی نظر نہیں پڑی، اور میں نے انہیں اپنی کتاب ''الدلیل الممهد'' میں جمع کیا ہے اور پھر ان کا دفاع کیا ہے اور وہ چوبیس حدیثیں ہیں'' (۱)

ان باتوں کو سننے کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ احمد بن حنبل کی ''مسند'' میں مروی حدیث ثقلین پر کوئی جرح کرے گا، پھر کس طرح اس جرح کی نسبت احمد کی طرف دی جاسکتی ہے، اور بخاری کی بات قبول کی جاسکتی ہے؟

اگر اب بھی کسی کو شک وشبہ ہو تو اس کو رفع کرنے اور زبانوں کو خاموش کرنے کے لئے تقی الدین ابن الصلاح کی کتاب ''علوم الحدیث'' کی عبارت نقل کرتا ہوں.

''غریب حدیثیں دو طرح کی ہیں، ایک صحیح جو کتب صحیح میں موجود ہیں اور دوسری غیر صحیح کہ غالباً غیر صحیح ہی پر غریب کا اطلاق ہوتا ہے، اور احمد بن حنبل کے متعلق مجھ سے بتایا گیا کہ وہ کہتے تھے کہ غریب حدیثوں کو نہ لکھو کیونکہ وہ منکر اور

۱۔ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی ج ۱ ص ۱۷۲۔۱۷۱

ناشناختہ ہیں اوران میں اکثر ضعیف ہیں''

پس جو شخص منکر حدیثوں پر نہ صرف یہ کہ عمل نہ کرے بلکہ اس کو لکھنے سے منع کرے، وہ کس طرح اپنی مایہ ناز کتاب ''مسند'' یا ''مناقب امیرالمومنین'' میں منکر حدیثیں نقل کر کے ان آیات کا مصداق بنے گا ''یا ایھا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون، کبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون '' (سورہ صف آیة ۲۔ ۳) (یعنی اے ایمان لانے والو تم ایسی باتیں کیوں کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے خدا کے نزدیک یہ غضب کی بات ہے کہ تم ایسی بات کہو جو کرو نہیں) '' اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم و انتم تتلون الکتاب افلا تعقلون '' (سورہ بقرہ آیة ۴۴) (یعنی تم لوگوں سے تو نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنی خبر نہیں لیتے حالانکہ تم کتاب خدا کو رٹا کرتے ہو تو تم اتنا بھی نہیں سمجھتے)

لہٰذا حدیث ثقلین کے متعلق یہ کہنا کہ احمد بن حنبل نے اس کو منکر کہا ہے، بہت بڑا جھوٹ اور ان پر بہتان ہے.

۲۔ابن جوزی کا اعتراض اور ان کا جواب

ابن جوزی '' العلل المتناھیة فی الاحادیث الوھیه '' میں لکھتے ہیں:

''عترت کے بارے میں رسولؐ خدا کی وصیت سے متعلق ایک حدیث ہے جس کو عبد الوھاب انماطی نے ہم سے بیان کیا اور انہوں نے محمد بن مظفر سے انہوں نے احمد بن محمد عتیقی سے انہوں نے یوسف بن دخیل سے انہوں نے ابوجعفر عقیلی سے انہوں نے احمد بن

یحیی حلوانی سے انہوں نے عبداللہ داھر سے انہوں نے عبداللہ بن عبدالقدوس سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عطیہ سے اورانہوں نے ابوسعید سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: انی تارك فیكم الثقلین ، كتاب الله و عترتی و انهما لن یفترقا جمیعا حتی یردا علّی الحوض ، فانظر وا كیف تخلفونی فیهما (یعنی میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسری میری عترت یہ کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں)

لیکن یہ حدیث صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ اس کے سلسلہء سند میں عطیہ ہے جس کو احمد اور یحیی نے ضعیف قرار دیا ہے، ابن عبدالقدوس ہے جس کی یحیی کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں ہے اور یحیی نے اس کو خبیث رافضی کہا ہے، عبداللہ بن داھر ہے جس کی احمد اور یحیی نے ہلکی سے بھی تعریف نہیں کی ہے"(۱)

جواب

ابن جوزی کی بات کالغو اور بے تکی ہونا چند دلیلوں سے ثابت ہے۔

۱۔صحیح مسلم میں یہ حدیث متعدد طرق واسناد سے نقل ہوئی ہے اور اس صحیح میں کسی حدیث کانقل ہونا، خواہ ایک ہی طریق سے ہو، مسلم کی نظر میں اس کی صحت پر دلالت کرتا ہے پس کس طرح وہ حدیث صحیح نہ ہوگی جو متعدد طرق سے اس صحیح میں نقل ہوئی ہو؟

صحیح مسلم کے بارے میں علماء کی آراء

۱۔العلل المتناھیۃ فی الاحادیث الواھیۃ ج۱ص ۲۶۸

صحیح مسلم نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ جن حدیثوں کو انہوں نے اپنی ''صحیح'' میں نقل کیا ہے ان کی صحت پر اجماع ہے چہ جائیکہ وہ حدیثیں جو خود ان کی نظر میں صحیح ہیں، جیسا کہ حافظ سیوطی نے تحریر کیا ہے کہ:

''مسلم کا بیان ہے کہ اس صحیح میں ان حدیثوں کو میں نے نقل نہیں کیا ہے جو صرف میری نظر میں صحیح ہیں بلکہ ان حدیثوں کو نقل کیا ہے جن کی صحت پر محدثین کا اجماع ہے''(۱)

شیخ عبدالحق دہلوی ''اسماء رجال المشکواۃ'' میں مسلم کے شرح حال میں لکھتے ہیں: ''مسلم نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب میں وہی حدیثیں نقل کی ہیں جن کی صحت پر علماء کا اجماع ہے''

لہذا مسلم کا اپنی ''صحیح'' میں حدیث ثقلین کو نقل کرنا، اس کی صحت پر اجماع علماء کی واضح دلیل ہے، اور اس کو صحیح نہ ماننا قول پیغمبر کی مخالفت اور اہل باطل کی پیروی کرنا ہے۔

ولی اللہ دہلوی نے بھی اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ''صحیح مسلم'' میں موجود حدیثوں کی صحت پر محدثین کا اجماع ہے، چنانچہ وہ آیۂ تطہیر کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''ایک گروہ کا کہنا ہے کہ آنحضرتؐ نے مرتضی، زہرا اور حسنین کے حق میں دعا نہیں کی تھی جب کہ یہ کذب محض ہے، اس لئے کہ یہ حدیث ''صحیح مسلم'' میں موجود ہے جس کی صحت پر اہل حدیث کا اجماع ہے''(۲)

۱۔ تدریب الراوی ج۱ ص۸۹ ۔ ۲۔ قرۃ العینین ص۱۱۹

یہاں ہم صرف اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں، عبقات الانوار حدیث منزلت میں تفصیل سے ''صحیحین'' کے بارے میں بحث کی ہے اور اس میں ثابت کیا ہے کہ ابن الصلاح، ابواسحاق اسفرائنی، قاضی ابوالطیب، شیخ ابواسحاق شیرازی، ابوعبداللہ حمیدی، ابو نصر عبدالرحیم بن عبدالخالق، سرخسی حنفی، قاضی عبدالوھاب مالکی، ابویعلی حنبلی، ابن زاغونی حنبلی، ابن فورک اور بہت سے متکلمین واشاعرہ اور سارے اہل حدیث نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود حدیثوں کو صحیح اور قطعی الصدور کہا ہے، اور سارے علمائے اہلسنت کا یہی نظریہ ہے، اور محمد بن طاہر مقدسی کا تو یہ کہنا ہے کہ نہ صرف یہ کہ صرف ''صحیحین'' میں موجود حدیثیں صحیح ہیں، بلکہ جو ان کی شرائط پر پوری اتریں وہ بھی صحیح اور قطعی الصدور ہیں۔

عسقلانی کے استاد بلقینی، ابن کثیر، ابن تیمیہ، ابن حجر عسقلانی، سیوطی، کورانی، کردی نخلی، شیخ عبدالحق دہلوی اور ولی اللہ دہلوی کا بھی کہنا ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجو حدیثوں کی صحت قطعی ہے۔

اور چونکہ ''صحیح مسلم'' میں حدیث ثقلین موجود ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکور سارے افراد اس حدیث کے صحیح ہونے کے قائل ہیں، لہذا ابن جوزی کے اعتراض کے لغ ہونے میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔

بلکہ طیبی نے تو کہا ہے کہ صحاح ستہ کی روایتوں کی صحت پر شرق وغرب کا اجماع ہے وہ کہتے ہیں:

''اگر کوئی کہے کہ صراط مستقیم پر تمھارے رہنے کی کیا دلیل ہے اس لئے کہ ہر

فرقہ مدعی ہے کہ وہ صراط مستقیم پر ہے؟ تو میں کہوں گا کہ موثق اور قابل اطمینان محدثین کی وجہ سے جنھوں نے رسولؐ خدا اور آپ کے اصحاب کے احوال وافعال سے متعلق صحیح حدیثیں جمع کی ہیں جیسے صحاح ستہ جن کی صحت پر شرق وغرب کا اتفاق ہے، اور خطابی، بغوی اور نووی جیسے شارحین بھی میرے ہم خیال ہیں، پس جو ان کی راہ پر گامزن ہے وہ صراط مستقیم پر ہے"(۱)

ابومہدی ثعالبی "مقالید الاسانید" میں مسلم کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

"حافظ ابوعلی نیشاپوری، مسلم کی "صحیح" کو دوسری کتابوں پر مقدم رکھتے تھے، اور کہتے تھے کہ زیر آسمان مسلم کی کتاب سے صحیح تر کوئی کتاب نہیں ہے، اور بعض مغربی دانشوروں کا بھی یہی نظریہ ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ مسلم نے شرط کی ہے کہ اپنی "صحیح" میں ان ہی حدیثوں کی روایت کریں گے جن کو دو تابعین نے دو صحابیوں سے نقل کیا ہے اسی طرح تابعین کے بعد کے طبقے یہاں تک کہ سلسلہء سند خود ان تک پہونچے، اور جو چیزیں شہادت کے لئے ضروری ہیں ان کی بھی نقل حدیث میں رعایت کی ہے، جب کہ یہ چیزیں بخاری کے یہاں مفقود ہیں"

مخاطب (صاحب تحفہ) بھی "بستان المحدثین" میں مسلم کے شرح حال میں لکھتے ہیں:" مسلم نے تین لاکھ سماع کی ہوئی حدیثوں سے انتخاب کر کے اپنی صحیح کو تالیف کیا ہے اور اس میں بہت احتیاط سے کام لیا ہے"

۱۔ الکاشف شرح مشکوٰۃ۔ خطی

احوال وآثار

ابوعلی نیشاپوری جنہوں نے مسلم اوران کی صحیح کی تعریف وتمجید کی ہے وہ اکابر محدثین میں سے ہیں،ان کے متعلق علمائے رجال نے یوں اظہار خیال کیا ہے۔

سمعانی لکھتے ہیں:

''حفاظ حدیث میں سے ایسے کا ذکر کرنے جارہا ہوں جس کا چہرہ جانا پہچانا ہےاوروہ حافظ نیشاپورابوعلی ہیں جواپنے زمانہ میں حفظ واتقان و پرہیز گاری اور حصول حدیث کی خاطرسفرکرنے میں یکتا تھے، حاکم ابوعبداللہ حافظ''تاریخ نیشا پور''میں لکھتے ہیں:ابوعلی کا ذکر جس طرح شرق میں ہوتا ہےاسی طرح غرب میں بھی ہوتا ہے،ائمہ حدیث سے مذاکرہ کرنے اور کثرت تصنیف میں دوسروں پر مقدم ہیں ،ان علوم میں تقدم کے ساتھ ساتھ شہر کے موردقبول تعدیل کنندگان میں سے ہیں''(۱)

ذہبی کا بیان ہے:

''حافظ ابوبکر بن ابودارم کا کہنا ہے کہ میں نے ابن عقدہ کو جتنا ابوعلی نیشاپوری کے سامنے متواضع دیکھا،اتنا کسی کے سامنےنہیں دیکھا،حاکم کا کہنا ہے کہ میں نے ابوعلی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں،ابواحمد عسال،ابواسحاق حمزہ،ابو طالب بن نصراور ابوبکر جوابی بغداد میں ایک جگہ جمع ہوئے ،ان لوگوں نے

۱۔الانساب۔الحافظ

حدیث نیشاپور کولکھوانے کے لئے کہا، میں نے انکار کیا مگر جب اصرار کیا تو تین حدیثیں میں نے لکھوائیں، ان میں سوائے ابوحمزہ کے کسی نے ایک حدیث کا بھی جواب نہیں دیا عبدالرحمٰن بن مندہ کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سنا کہ اختلافِ حدیث میں ابوعلی نیشاپوری سے بڑا حافظ اور متقن میں نے نہیں دیکھا۔

قاضی ابوبکر ابہری کا بیان ہے کہ میں نے ابوبکر بن داؤد کو ابوعلی نیشاپوری سے کہتے ہوئے سنا کہ "من ابراهيم عن ابراهيم عن ابراهيم" (یعنی ابراہیم نے ابراہیم سے اور ابراہیم نے ابراہیم سے روایت کی ہے) سے مراد کون لوگ ہیں؟ ابوعلی نے جواب دیا "ابراهيم بن طهان عن ابراهيم بن عامر البجلی عن ابراهيم النجعی" ابوبکر نے کہا ابوعلی تم نے صحیح کہا ہے۔

حاکم کا بیان ہے کہ ابوعلی نے کہا کہ میں نے محدثین میں ابوبکر جعابی جیسا نہیں دیکھا، ان کے حفظ نے تو مجھے حیران کر دیا، جب میں نے ابوبکر سے اس بات کو نقل کیا تو انہوں نے کہا وہ ایسی بات کہہ رہے ہیں جب کہ در حقیقت میرے استاد وہ ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ جمادی الاولی ۳۴۹ھ میں ابوعلی کا انتقال ہوا" (۱)

۱۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۹۰۲

سبکی نے بھی یہی باتیں کہی ہیں (۱)

اتنی عظمتوں کے مالک ابوعلی نیشاپوری ہیں، جنہوں نے ''صحیح مسلم'' کو دیگر صحاح و مسانید پر مقدم کیا ہے۔

دونوں متعہ کے حرام قرار دینے کی وجہ سے حضرت عمر پر جو اعتراض ہوا ہے، اس کا مخاطب (شاہ صاحب) اپنی کتاب ''تحفہ اثناعشریہ'' میں یوں جواب دیتے ہیں:

''اس طعن کا جواب یہ ہے کہ اہلسنت کے نزدیک صحیح ترین کتاب ''صحیح مسلم'' ہے اور اس ''صحیح'' میں سلمہ بن اکوع اور سبرہ بن معبد جہنی سے اور دیگر صحاح میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے جنگ موتہ میں متعہ کو تین دن کی اجازت کے بعد قیامت تک کے لئے خود حرام کیا تھا''

پس مخاطب بھی ان ہی لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے ''صحیح مسلم'' کو صحیح ترین کتاب کہا ہے، بلکہ اس کی سارے علمائے اہلسنت کی طرف نسبت دی ہے، لہذا سارے علمائے اہلسنت کے نزدیک عموماً اور ابوعلی نیشاپوری اور مخاطب کے نزدیک خصوصاً ابن جوزی کا اعتراض لغو و باطل ہے۔

نووی، مسلم کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''علم حدیث میں ''مسلم'' کی بہت سی تالیفات ہیں کہ ان ہی میں یہ ''صحیح'' ہے جس کے ذریعہ خدا نے مسلمانوں پر احسان اور قیامت تک ان کے نام کو روشن کیا ہے'' (۲)

۱۔ سبکی طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۲۷۶   ۲۔ تہذیب الاسماء واللغات ج ۲ ص ۹۱

''مقالید الاسناد''میں ثعالبی کے بقول حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی ایسا کہا ہے۔
ذہبی، مسلم کے شرح حال میں ان کی ''صحیح'' کے متعلق لکھتے ہیں:

''یہ نفیس کتاب بڑی جامع ہے، حفاظ کی جب اس پر نظر پڑی تو بہت خوش ہوئے، مگر سلسلہء سند کی زیادتی کی وجہ سے اس کا سماع نہیں کیا، اور اس کی روایتوں کو ایک یا دو واسطوں سے نقل کیا اور اس کا نام''المستخرج علی صحیح مسلم ''رکھا، اس کام کو جن محدثین نے انجام دیا یہ ہیں: ابوبکر محمد بن محمد بن رجاء، ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق اسفرائنی، زاہد ابوجعفر احمد بن حمدان حیری، ابوالولید حسان بن محمد فقیہ، ابوحامد احمد بن محمد شاذلی ہروی، ابوبکر محمد بن عبد اللہ بن احمد اصفہانی، ان کے علاوہ اور بھی محدثین ہیں جن کے نام میرے ذہن میں نہیں ہیں''(۱)

اگر ابن جوزی کی بات درست ہوتی اور حدیث ثقلین صحیح نہ ہوتی تو پھر مسلم اور ان کی ''صحیح'' کی اس طرح تجلیل نہ ہوتی۔

بعض محدثین نے مسلم کو دیگر مشائخ پر مقدم کیا ہے، چنانچہ نووی اور شیخ عبدالحق دہلوی ، احمد بن سلمہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

''ابوزرعہ اور ابوحاتم کو دیکھا کہ صحیح حدیثوں کی شناخت میں مسلم بن حجاج کو اپنے زمانے کے مشائخ پر مقدم رکھتے تھے''(۲)

۱۔ سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۵۵۷
۲۔ تہذیب الاسماء واللغات ج ۲ ص ۹۱، اسماء رجال المشکوۃ

نووی ''تہذیب الاسماء'' میں ''مسلم'' ہی کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''مسلم رحمہ اللہ عظیم المرتبت محدثین میں سے ہیں، وہ حافظ و متقن تھے، اور حصول حدیث کی خاطر دوسرے شہروں اور ملکوں میں ائمہ حدیث سے انہوں نے ملاقاتیں کی تھیں، اوروں پر ان کے تقدم کے سبھی معترف ہیں، ہر زمانے میں محدثین نے ان کی کتاب کی طرف رجوع کیا ہے اور وہ ہمیشہ مورد اعتماد ہی رہے ''

''مقالید الاسانید'' میں ثعالبی کے بقول ابن حجر عسقلانی نے اپنی مرویات کی فہرست میں مسلم کے متعلق کہا ہے:

''وہ اکابر اور مشاہیر محدثین میں سے تھے، حصول حدیث کی خاطر بہت زیادہ سفر کیا تھا، اپنے زمانہ کے محدثین پر سبقت کے تو سبھی معترف ہیں جیسا کہ اپنے وقت کے دو امام اور اپنے زمانے کے دو حافظ ابوزرعہ اور ابوحاتم نے اس بات کی تائید کی ہے''

جب حدیث کے امام ان کے تقدم اور پرہیز گاری کے قائل ہیں بلکہ اس پر اجماع ہے تو پھر حدیث ثقلین کو ہم صحیح مانیں گے، کیونکہ مسلم نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں متعدد طرق اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے جو سبھی کی نظر میں مورد قبول ہے، کیا اب بھی حدیث ثقلین کی صحت میں شک و تردید کی گنجائش ہے؟ اور کیا ابن جوزی کی بات میں کوئی جان ہے؟ ہرگز نہیں!

نقل روایت میں مسلم کا احتیاط

نووی کہتے ہیں:

''مسلم نے اپنی ''صحیح'' کی تالیف میں بڑی احتیاط، اتقان، پرہیز گاری اور معرفت سے کام لیا ہے، اور یہ ان کے کمال ورع، پوری معرفت، تبحر علمی، دقت عمل اور علوم حدیث پر احاطے کی علامت ہے'' (۱)

نووی ان کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''مسلم کی جلالت علمی، ورع و پرہیز گاری اور علوم حدیث میں تخصص و تبحر کی سب سے بڑی دلیل ان کا روایتوں کے الفاظ میں متن و سند کے درمیان اختلاف کی نشاندہی کرنا ہے، خواہ ایک ہی حرف کا اختلاف کیوں نہ ہو، انہوں نے ان روایتوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے جن کو واضعین نے وضع کیا تھا اور میں نے ''شرح صحیح مسلم'' کے مقدمے میں انہیں بیان کیا ہے، خلاصہ یہ کہ دقت عمل اور صحت اسناد میں مسلم کی کتاب کی نظیر نہیں ملتی، اور اس کے ثبوت میں میرے پاس اتنی دلیلیں ہیں کہ پھر کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی'' (۲)

اسی کتاب میں نووی لکھتے ہیں:

''جو بھی غائر نظر سے ''صحیح مسلم'' کا مطالعہ کرے گا اور اس کے اسناد و ترتیب کو دیکھے گا اور اس کے حسن سلیقہ، روش تحقیق، روایتوں میں دقت، احتیاط و ورع، مختصر سلسلہ سند، نظم و انضباط، کثرت روایات اور دیگر حیرت انگیز محاسن اور

۱۔ المنہاج فی شرح مسلم بن حجاج ج ۱ ص ۳۱۔۳۰
۲۔ تہذیب الاسماء واللغات ج ۲ ص ۹۰

مخفی وظاہر لطائف کا مشاہدہ کرے گا، وہ اس نتیجے پر پہونچے گا کہ وہ (مسلم) ایسے امام تھے کہ ان جیسا ان کے بعد پھر کوئی اور پیدا نہیں ہوا، اوران کے زمانہ میں بہت کم ہوں گے جو ان کے ہم مرتبہ ہوں اور یہ فضل الہی ہے جس کو چاہے وہ عطا کرے کیونکہ خدا ہی فضل عظیم کا مالک ہے"(۱)

یہ عبارتیں مسلم کے کمال ورع اور روایتوں میں نہایت احتیاط کی نشاندہی کرتی ہیں، یہی یہ ہے کہ جب مسلم نے ابوزرعہ کو اپنی کتاب پیش کی اور انہوں نے بعض روایتوں کو ضعیف بتایا تو مسلم نے انہیں حذف کردیا، جیسا کہ آئندہ اس سلسلے میں ہم بیان کریں گے۔

پس کس طرح کوئی سنی حدیث ثقلین کو جعلی بتانا تو دور کی بات ہے اسے ضعیف قرار دے سکتا ہے جب کہ اس کی عظیم الشان محدث نے اپنی عظیم المرتبت کتاب "صحیح مسلم" میں روایت کی ہے؟!

۲۔ اس حدیث کی ترمذی نے اپنی "صحیح" میں (جو صحاح ستہ میں سے ایک ہے) جابر بن عبداللہ انصاری، زید بن ارقم، ابوذر غفاری، ابوسعید اور حذیفہ سے روایت کی ہے۔

علماء کی نظر میں صحیح ترمذی کا مقام

"صحیح ترمذی" اتنی مایہ ناز کتاب ہے جس کے متعلق خود ترمذی نے کہا ہے۔

"جس گھر میں یہ کتاب ہے اس میں گویا نبی بول رہے ہیں"

ترمذی کے اس بیان کو ابن اثیر، ذہبی، ولی الدین خطیب، شیخ عبدالحق دہلوی، ثعالبی

۱۔تہذیب الاسماء اللغات ج۲ص۹۱

،کاتب چلپی اور خود مخاطب (صاحب تحفہ) نے نقل کیا ہے.(۱)

پس کس طرح حدیث ثقلین کو صحیح نہ مانیں جب کہ ایسی عظیم کتاب میں متعدد طرق واسناد سے یہ نقل ہوئی ہے؟!

ابن اثیر کے بقول ترمذی نے اپنی صحیح کے متعلق کہا ہے:

''میں نے یہ کتاب تالیف کی اور اس کو علمائے حجاز کے سامنے پیش کیا انہوں نے داد تحسین دی اور اپنی خوشی کا اظہار کیا،علمائے عراق کے سامنے پیش کیا انہوں نے داد تحسین دی اور اپنی خوشی کا اظہار کیا،علمائے خراسان کے سامنے پیش کیا انہوں نے بھی داد تحسین دی اور اپنی خوشی کا اظہار کیا، پس جس گھر میں یہ کتاب ہے گویا وہاں نبی بول رہے ہیں.''(۲)

اسی بات کو ذہبی نے ''تذکرۃ الحفاظ''(۳) میں،ولی الدین خطیب نے ''رجال المشکواۃ'' میں،عبدالحق دہلوی نے ''اسماء رجال المشکواۃ'' میں،ثعالبی نے ''مقالید الاسناد'' میں اور دیگر علماء نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

لہذا صحیح ترمذی میں موجود کسی حدیث پر اگر کوئی اعتراض کرے تو اس نے گویا ان بزرگوں کی مخالفت کی۔

چلپی نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے کہ صحاح ستہ میں موجود روایتوں کی صحت پر

۱۔ جامع الاصول ج۱ ص۱۱۴،تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۶۳۴،الاکمال فی اسماء الرجال ج۳ ص۸۰۳،اسماء رجال المشکواۃ،مقالید الاسانید،کشف الظنون،بستان المحدثین.

۲۔ جامع الاصول ج۱ ص۱۱۴ ۳۔ تذکرۃ الحفاظ ج۲ شمارہ ۶۳۴

شرق وغرب کا اتفاق ہے (جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا ہے) اس بناء پر چونکہ ترمذی نے اپنی ''صحیح'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، جو صحاح ستہ میں سے ایک ہے، لہذا اس کی بھی صحت پر شرق وغرب کا اتفاق ہے. اس کے بعد بھی کیا ابن جوزی کی بات کے غلط ہونے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش رہتی ہے؟

ابن روز بہان نے شیعوں کی رد میں لکھی اپنی کتاب ''الباطل'' میں صحاح ستہ کی صحت پر اجماع کی تصریح کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''صحاح ستہ کی حدیثیں رافضیوں کی حدیث جیسی نہیں ہیں کیونکہ ان کی صحت پر ائمہ حدیث کا اجماع ہے''

ابن روز بہان اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

''ہماری صحاح کے متعلق سارے علماء کا کہنا ہے کہ جن (کتابوں) پر صحاح کا اطلاق ہوتا ہے (ان پر تعلیقات وحواشی کو چھوڑ کر) ان کے بارے میں کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ اگر ان میں قول وفعل وتقریر پیغمبر نہیں ہے تو تم مطلقہ ہو، تو نہ طلاق واقع ہوگی نہ قسم کی مخالفت اور نہ ہی وہ گنہگار ہوگا''

پس کس طرح ابن جوزی نے اس اجماع کی مخالفت کی؟ صحاح کی کتاب میں موجود حدیث کے صحیح ہونے کے لئے ابن روز بہان کی عبارت سے بڑھ کر کسی اور چیز کی ضرورت ہے؟

۳۔ حدیث ثقلین کی امام احمد بن حنبل نے اپنی ''مسند'' میں متعدد طرق واسناد سے

روایت کی ہے، جنہیں میں نے بحث سند میں بیان کیا ہے.

احمد کی ''مسند'' کے بارے میں علماء کی آرا

جیسا کہ میں نے بیان کیا کہ ابوموسی مدینی نے ''مسند احمد بن حنبل'' میں موجود ساری حدیثوں کو صحیح قرار دیا ہے، اور اپنی بات کے ثبوت میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے، میں نے مدینی کے مفاخر اور ان کے شرح حال کو عبقات حدیث ولایت میں قلمبند کیا ہے

ابن رجب حنبلی کے بقول حافظ ابوالعلاء ہمدانی نے ان تمام حدیثوں کی صحت کا فتوی دیا ہے جو ''مسند احمد بن حنبل'' میں موجود ہیں.

خود ابوالعلاء ہمدانی جنھوں نے ''مسند'' میں موجود تمام حدیثوں کی صحت کا فتوی دیا ہے بڑے پایہ کے حافظ تھے، ان کے متعلق علماء نے یوں اظہار خیال کیا ہے.

ذہبی کہتے ہیں:

''ابوالعلاء ہمدانی حافظ، علامہ، شیخ الاسلام اور شیخ ہمدان تھے، ۴۸۸ھ میں پیدا ہوئے، سمعانی نے انہیں حافظ، متقن، عالم وفاضل، خوش خلق اور عزت نفس کا مالک کہا ہے، اور کہا ہے کہ ان کے پاس مال دنیا سے جو کچھ تھا اس کے عطا سے دریغ نہیں کرتے تھے، وہ غریبوں کا احترام کرتے تھے اور مختلف قرائتوں اور حدیث وادب سے واقف تھے، میں نے ان سے استماع حدیث کیا تھا۔

حافظ عبدالقادر کا کہنا ہے: ہمارے شیخ ابوالعلاء کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے، عرصۂ دراز تک کوئی ان کا مثل نہ ہوسکا، انہوں نے اپنے ہمعصر عطاء کے

مقابلہ بہت زیادہ سماع حدیث کیا تھا، وہ خوش خط تھے اور جب بھی کچھ لکھتے تھے تو اس پر نقطہ اور اعراب دیتے تھے، سب سے پہلے ۴۹۵ھ میں عبدالرحمٰن سے سماع حدیث کیا تھا اور حدیث، انساب، تواریخ، اسماء والکنی اور داستان وسیرت میں اپنے ہمعصروں پر سبقت حاصل کیا تھا، ایک دن ہم ان کے پاس بیٹھے تھے کہ کسی نے عثمان کا فتویٰ نقل کیا، انہوں نے اسی وقت اس فتویٰ سے متعلق بہت سی حدیثیں اپنے حافظے سے لکھوائیں۔

ان کی بہت سی تصنیفات ہیں جن میں ایک ''زادالمسافر'' ہے جو پچاس جلدوں میں ہے، وہ علوم قرآن کے امام تھے اور ان علوم کے متعلق ''العشرۃ و المقرّوات'' لکھی، نیز وقف، تجوید اور قراء کی شناخت کے بارے میں دس جلدوں میں کتاب لکھی...... وہ نحو ولغت کے امام تھے...... جس پر مجھے بھروسہ ہے اس سے میں نے سنا ہے کہ حافظ ابو العلاء جب نیشاپور گئے تو عبد الغافر بن اسماعیل فارسی نے کہا کہ تم جیسا کوئی نیشاپور میں نہیں آیا، حافظ ابوالقاسم علی بن حسن سے سنا ہے کہ وہ اپنے ایک شاگرد کے بارے میں جو سفر پر گیا تھا کہہ رہے تھے کہ اگر وہ ابوالعلاء سے ملے بغیر واپس آئے تو اس کا سفر بیکار ہے. ابوالعلاء کا جمادی الاولی ۵۶۹ھ میں انتقال ہوا'' (۱)

حافظ عبدالمغیث کا بھی یہ نظریہ ہے کہ ''مسند احمد بن حنبل'' میں جتنی حدیثیں ہیں وہ

۱۔تذکرۃ الحفاظ ج۴ص ۱۳۲۴۔طبقات الحفاظ ص ۴۷۳

سب کی سب صحیح ہیں، ابن رجب ان کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''عبدالمغیث نے ''الانتصار لمسند الامام احمد'' تصنیف کی ہے، اور اس میں لکھا ہے کہ ''مسند'' کی ساری حدیثیں صحیح ہیں، اس سلسلے میں اس کے پہلے ابوموسی نے کتاب لکھی تھی، اور ابوالعلاء نے بھی فتوی دیا تھا کہ ''مسند'' کی ساری حدیثیں صحیح ہیں، البتہ ابن جوزی نے اس کی مخالفت کی ہے۔''

عبدالمغیث کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے ذہبی کی ''العبر'' ج۴ص۲۴۹، یافعی کی ''مراءۃ الجنان'' ج۳ص۴۲۶، ابن رجب کی ''ذیل طبقات الحنبلیه'' قنوجی کی ''التاج المکلل'' ص۲۱۰

خود ابن جوزی نے ''مسند احمد بن حنبل'' کی بڑی تعریف وتمجید کی ہے، چنانچہ عمر بن محمد عارف نہروانی ''مناقب احمد بن حنبل'' میں لکھتے ہیں:

''ابن جوزی کا کہنا ہے: امام احمد کے پاس ساڑھے سات لاکھ حدیثیں تھیں، البتہ اس عدد سے مراد طرق واسنادِ حدیث ہے نہ کہ متن حدیث (یعنی ساڑھے سات لاکھ اسناد ایسے ان کے پاس تھے جن کی وجہ سے حدیثیں صحیح کہلاتی ہیں) اور ان میں سے انتخاب کر کے اپنی مشہور ''مسند'' تالیف کی جوامت کی نظر میں مورد احترام ہے اور وہ اس کو اپنے لئے حجت مانتی ہے، اور اختلاف کے وقت اسی کی طرف رجوع کرتی ہے، حنبل بن اسحاق کا کہنا ہے کہ میرے چچا (احمد بن حنبل) نے مجھے، صالح اور عبداللہ کو اپنے پاس بلوایا اور ہمارے سامنے''

مسند'' کی قرائت کی، پوری ''مسند'' کی سوائے ہم لوگوں کے کسی نے سماع نہ کی ہوگی، پھر چچانے کہا میں نے اس کتاب (مسند) کو ساڑھے سات لاکھ سے زیادہ حدیثوں سے انتخاب کر کے تالیف کیا ہے، لہذا جب بھی مسلمان کسی حدیث پیغمبر کے بارے میں اختلاف کرے وہ اس کی طرف رجوع کرے، اگر وہ حدیث اس ''مسند'' میں مل جائے تو ٹھیک ورنہ حجت نہیں ہے. وہ (احمد) کتاب نہیں لکھتے تھے اور جب ان سے کتاب لکھنے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے جواب دیا، میں نے اس ''مسند'' کو امام قرار دیا ہے، جب بھی لوگ سنن نبیؐ میں سے کسی سنت کے بارے میں اختلاف کریں تو اس ''مسند'' کی طرف رجوع کریں''

یہ تھی خود ابن جوزی کی عبارت، جس سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

۱۔ انہوں نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ احمد بن حنبل نے ساڑھے سات لاکھ صحیح حدیثوں سے انتخاب کر کے (تیس ہزار احادیث پر مشتمل) اپنی ''مسند'' تالیف کی ہے۔

۲۔ کتاب کی ''مشہور مسند'' سے توصیف کی ہے۔

۳۔ امت اسلامی نے اس ''مسند'' کو قبول کیا ہے اور وہ اس کا احترام کرتی ہے۔

۴۔ امت اسلامی اس ''مسند'' کو حجت مانتی ہے۔

۵۔ امت نے ''مسند'' کو مورد اعتماد مرجع قرار دیا ہے اور اختلاف کے وقت اسی کی طرف رجوع کرتی ہے۔

۶۔احمد نے ''مسند'' میں (تیس ہزار) موجود حدیثوں کو ساڑھے سات لاکھ حدیثوں سے منتخب کیا ہے۔

۷۔اختلاف کے وقت اس کی طرف رجوع کرنے کا احمد نے حکم دیا ہے۔

۸۔احمد نے کہا ہے کہ اگر وہ حدیث اس ''مسند'' میں ہو تو حجت ہے ورنہ حجت نہیں ہے۔

۹۔احمد نے اپنی ''مسند'' کو لوگوں کے لئے امام قرار دیا ہے۔

۱۰۔اختلاف کے وقت احمد نے اس ''مسند'' کی طرف رجوع کرنے کا دوبارہ حکم دیا ہے

ان باتوں کو دیکھتے ہوئے بہت تعجب ہوتا ہے کہ ابن جوزی، ''مسند احمد بن حنبل'' کی تو اس طرح توصیف کریں، مگر حدیث ثقلین جو اس ''مسند'' میں موجود ہے اس پر اعتراض اور اس کو ضعیف قرار دیں! ان کی باتوں میں کیا تضاد نہیں ہے؟

ابن جوزی ''الموضوعات'' میں لکھتے ہیں:

''جب بھی کسی حدیث کو ''الموطا'' ''مسند احمد'' ''صحیحین'' ''سنن ابوداؤد'' اور ''سنن ترمذی'' جیسے اسلامی دواوین میں نہ پاؤ تو اس کے بارے میں تأمل کرو، اگر صحیح یا حسن روایتوں میں اس جیسی حدیث مل جائے تو اس پر عمل کرو، اور اگر اس میں شک کرو اور اس کو اصول کے خلاف پاؤ تو اس روایت کے راویوں کی تحقیق کرو اور ان کے حالات کو میری کتاب ''الضعفاء والمتروکین'' میں دیکھو،

اس میں ان کے ضعیف ہونے کی علت معلوم ہو جائے گی''(۱)

گویا ابن جوزی نے ''الموضوعات'' میں ''مسند احمد'' کو اسلامی دواوین میں شمار کیا ہے ،اور ''موطّا'' کا قرین و مصاحب قرار دیا ہے اور ''صحیحین''، ''سنن ابو داؤد'' اور ''ترمذی'' پر مقدم کیا ہے اور اطمینان و اعتماد کے لحاظ سے سب کو ایک جیسا بیان کیا ہے، اور ان میں موجود احادیث پر غور و تامل کرنے کے لئے نہیں کہا ہے. ان سب باتوں کے باوجود حدیث ثقلین جو ''مسند احمد''، ''صحیح ترمذی'' اور سبط ابن جوزی کے بقول ''سنن ابو داؤد'' جیسے دواوین اسلام میں موجود ہے اس کو غیر صحیح کہا ہے!!

۴۔ مسلم نے صرف ان ہی حدیثوں کی روایت کی ہے جن کو ابوزرعہ نے صحیح قرار دیا ہے چنانچہ ذہبی ''مسلم'' کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''مکی بن عبدان کا بیان ہے: میں نے مسلم کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنی اس مسند (صحیح مسلم) کو ابوزرعہ کے سامنے پیش کیا، اور جس حدیث کو انہوں نے ضعیف کہا اس کو حذف کر دیا اور جس کو صحیح اور بے عیب کہا، اس کو نقل کیا، اگر محدثین دو سو سال تک حدیثیں لکھیں، تو ان کا مدرک و محور یہی مسند ہوگی''(۲)

مکی کی اس عبارت کو نووی نے ''المنہاج فی شرح مسلم بن حجاج'' ج ۱ ص ۲۱ پر نقل کیا ہے۔

اس کا لازمہ یہ ہوا کہ حدیث ثقلین جو ''صحیح مسلم'' میں متعدد طرق و اسناد سے نقل ہو

۱۔ الموضوعات ج ۱ ص ۹۹
۲۔ سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۵۵۷

ہے وہ ہر اعتراض سے عاری ہے، لہذا ابن جوزی کا اعتراض باطل ہے۔

ابوزرعہ کی شخصیت

''ابوزرعہ'' جن کی تائید شدہ حدیثوں کو مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے، وہ بڑے پایہ کے محدث تھے، سمعانی ان کے متعلق لکھتے ہیں:

''وہ امام، خدا ترس، متقن، حافظ، بہت زیادہ حدیثوں کے راوی اور صدوق تھے، کئی بار وہ بغداد گئے اور احمد بن حنبل کی صحبت اختیار کی اور ان سے حدیثوں کے متعلق مذاکرہ کیا، ان دونوں کی ہمنشینی سے بہت سے فوائد حاصل ہوئے، مسلم بن حجاج (صاحب صحیح) ابوابراہیم اسحاق حربی، عبداللہ بن احمد بن حنبل، قاسم بن زکریا مطرز، ابوبکر محمد بن حسین قطان، ان کے بھتیجے اور ان کے بھانجے ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی خلیفہ رازی نے ان سے روایتیں لی ہیں، عبداللہ بن احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ جب ابوزرعہ میرے والد کے پاس آئے تو ان سے حدیث کے بارے میں بہت زیادہ مذاکرہ کیا، ایک دن میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ میں (احمد) جب واجب نماز پڑھ لیتا تھا تو نوافل پر ابوزرعہ سے مذاکرہ اور ان کی صحبت کو ترجیح دیتا تھا، عبداللہ بن احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ حفاظ کون لوگ ہیں؟ جواب دیا بیٹا کچھ خراسان کے جوان تھے جواب اپنے وطن واپس جا چکے ہیں، جب میں نے نام پوچھا تو کہا بخارا کے محمد بن اسماعیل (امام بخاری) شہر رے کے عبید اللہ بن عبدالکریم (ابو

زرعہ رازی) سمرقند کے عبداللہ بن عبدالرحمٰن اور بلخ کے حسن بن شجاع۔

ابوزرعہ رازی سے حکایت ہوئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے دو محدثین سے ایک ایک لاکھ حدیثیں لکھیں، ایک لاکھ حدیثیں ابراہیم فراء سے اور ایک لاکھ ابوشیبہ عبداللہ سے. ابوعبداللہ محمد بن مسلم بن وارہ کا کہنا ہے کہ میں (ابوعبد اللہ) نیشاپور میں اسحاق بن ابراہیم کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک عراقی آیا اور اس نے کہا کہ میں نے احمد بن حنبل کو کہتے ہوئے سنا کہ سات لاکھ سے زیادہ صحیح حدیثیں ہیں ان میں سے چھ لاکھ حدیثیں اس جوان (ابوزرعہ) کے حافظہ میں ہیں، اسحاق بن راہویہ کا کہنا ہے کہ جس حدیث کو ابوزرعہ نہ پہچانیں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے"(۱)

ذہبی کا بیان ہے

"ابوزرعہ امام، حافظ دوران اور حفظ و ذہانت و اخلاص و علم و عمل میں یگانہ روزگار تھے، ان کے شیوخ میں جنھوں نے ان سے حدیثیں لی ہیں، یہ ہیں: حرملہ ابوحفص فلاس، محدثین کی ایک جماعت، مسلم، خالہ زاد بھائی حافظ ابوحاتم، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابن ابی داؤد اور ابوعوانہ۔

ابن عقدہ کا بیان ہے کہ مجھ سے مطین نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے ابوزرعہ سے بڑا حافظ نہیں دیکھا۔

۱۔ الانساب۔ رازی

صنعانی کا کہنا ہے کہ میری نظر میں ابوزرعہ ، احمد بن حنبل جیسے ہیں۔

علی بن جنید کا کہنا ہے کہ میں نے ابوزرعہ سے بڑا عالم نہیں دیکھا ,ابویعلی موصلی کا کہنا ہے کہ ابوزرعہ کی عظمت بیان سے بالاتر ہے، وہ تمام ابواب، شیوخ اور تفسیر کو حفظ کئے ہوئے تھے۔

صالح جزرہ کا کہنا ہے کہ میں نے ابوزرعہ سے سنا کہ قرائت شدہ دس ہزار حدیثیں مجھے حفظ ہیں۔

یونس بن عبدالاعلی کا بیان ہے کہ ابوزرعہ سے زیادہ منکسر مزاج میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

ابوحاتم کہتے ہیں کہ ابوزرعہ نے اپنا جیسا نہیں چھوڑا، اور کسی نے ان جیسا کسی کو نہیں پایا، ان جیسے زاہد بہت کم ہوں گے، ۲۶۴ھ کے آخری دن میں انتقال کیا'' (۱)

۵۔ محمد بن اسحاق نے حدیث ثقلین کو صحیح کہا ہے، اور اس کی متعدد طرق و اسناد سے وارد ہونے کی تائید کی ہے، ازھری '' تہذیب اللغۃ '' میں اس حدیث کو بہ روایت زید بن ثابت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

'' محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ یہ حدیث (ثقلین) صحیح ہے، اور اس کو انہوں نے مرفوعاً نقل کیا ہے، اور اسی کی مانند حدیث کی زید بن ارقم اور ابوسعید خدری

۱۔ تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص ۵۵۷

سے روایت ہوئی ہے''

آپ نے دیکھا کہ ازھری کے بقول ابن اسحاق نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، اور ازھری کے اسی قول کو ابن منظور نے ''لسان العرب'' میں نقل کیا ہے، جو ابن منظور کے صحیح ماننے کی علامت ہے. لہذا محمد بن اسحاق، ازھری اور ابن منظور کا اس حدیث کو صحیح قرار دینا، ابن جوزی کی اس بات کو باطل کرتا ہے کہ حدیث ثقلین صحیح نہیں ہے۔

۶۔ ''استجلاب ارتقاء الغرف'' میں سخاوی کے بقول، حافظ ابن خزیمہ نے حدیث ثقلین کو اپنی صحیح میں نقل کیا ہے، لہذا یہ حدیث ابن خزیمہ اور سخاوی دونوں کی نظر میں صحیح ہے، کیونکہ ان کا نقل کرنا، صحت حدیث کی تائید ہے. سیوطی ''تدریب الراوی'' میں لکھتے ہیں:

''صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بعد صحیح حدیثوں کی شناخت مورد اعتماد کتب سنن سے ہوتی ہے جیسے ''سنن ابوداوَد'' ''ترمذی'' ''نسائی'' ''ابن خزیمہ'' ''دار قطنی'' ''حاکم'' اور ''بیہقی'' وغیرہ، البتہ اس شرط پر کہ انہوں نے اس حدیث کے صحیح ہونے کی تصریح کی ہو، صرف حدیث کا وجود صحت کے لئے کافی نہیں ہے مگر یہ کہ وہ کہدیں کہ میں نے اس کتاب میں صرف صحیح حدیثیں نقل کی ہیں، اس صورت میں حدیث کا وجود اس کی صحت کے لئے کافی ہے، جیسے ابن خزیمہ اور اصحاب مستخرجات''(۱)

سیوطی اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

۱۔تدریب الراوی ج۱ص۱۰۵۔۱۰۴

''صحیح ابن خزیمہ مرتبہ کے لحاظ سے ''صحیح ابن حبان'' سے بالاتر ہے، کیونکہ ابن خزیمہ نے حدیثوں میں بڑی دقت سے کام لیا ہے اور وہ اسناد میں تھوڑے سے بھی شک سے حدیث کو صحیح نہیں کہتے تھے، اور کہتے تھے کہ اتنی دقت کے بعد حدیث صحیح ثابت ہوتی ہے'' (۱)

سیوطی ہی لکھتے ہیں:

''جیسا کہ معلوم ہوا کہ احادیث صحیح سے متعلق صحیح ترین کتاب، ابن خزیمہ کی کتاب ہے، اس کے بعد ابن حبان کی اور پھر حاکم کی ہے، لہذا ''صحیح مسلم'' کی حدیثوں کے بعد صحیح ترین حدیثیں وہ ہیں جن کی صحت پر ان تینوں کا اتفاق ہو، پھر ابن خزیمہ اور ابن حبان یا حاکم کا، پھر ابن حبان اور حاکم کا، پھر صرف ابن خزیمہ کا اس کے بعد صرف ابن حبان کا اور پھر صرف حاکم کا اتفاق، اب اگر کوئی حدیث شرائط صحت شیخین کے مطابق نہ ہو اور نہ کسی نے اس کے متعلق کچھ کہا ہو تو پھر اس میں تامل کرنا چاہیئے'' (۲)

جب ''صحیح ابن خزیمہ'' صحت کے اعتبار سے اس مرتبے پر فائز ہے اور اس میں حدیث ثقلین موجود ہے، تو پھر ابن جوزی کے اعتراض کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اور یہ حدیث نہ صرف یہ کہ ضعیف نہیں۔ ہے بلکہ صحیح ترین حدیثوں میں سے ہے۔

۷۔ حافظ ابوعوانہ اسفرائنی نے اس حدیث کو ''المسند الصحیح'' میں جو ''صحیح مسلم'' کا

۱۔ تدریب الراوی ج ۱ ص ۱۰۹ ۲۔ تدریب الراوی ج ۱ ص ۱۲۴

استخراج ہے، نقل کیا ہے۔

صحیح ابن عوانہ کے بارے میں علماء کے اقوال

سمعانی ''الانساب'' میں ان کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''ابوعوانہ نے ''صحیح مسلم بن حجاج قشیری'' کے اسلوب پر ''المسند الصحیح''
لکھی اور اس کام کو بنحو احسن انجام دیا''

ابن خلکان نے ''وفیات الاعیان'' میں، ذہبی نے ''تذکرۃ الحفاظ'' میں، سبکی نے ''طبقات الشافعیہ'' میں اور اسدی نے ''طبقات الشافعیہ'' میں ان کے شرح حال میں لکھا ہے۔

''یہ صاحب صحیح ہیں جنہوں نے اپنی صحیح میں ''صحیح مسلم'' سے حدیثوں کا استخراج کیا ہے'' یافعی نے ''مراۃ الجنان'' میں انہیں صاحب مسند صحیح کہا ہے۔

سخاوی اپنی مرویات میں لکھتے ہیں:

''سماع اور قرائت کے ذریعہ اتنی روایتیں میرے پاس ہوگئی ہیں کہ ان کا بیان مشکل ہے، اور وہ چند طرح کی ہیں، ایک وہ ہیں جو ابواب فقہ کے مطابق مرتب ہوئی ہیں اور وہ بہت زیادہ ہیں جن میں بعض ''صحیح'' کے نام سے ہیں جیسے ''صحیح بخاری''، ''صحیح مسلم''، ''صحیح ابن خزیمہ'' (جو پوری موجود نہیں ہے) اور ''صحیح ابوعوانہ اسفرائنی'' جس میں گرچہ ''صحیح مسلم'' سے استخراج کیا ہے، مگر اس میں بہت سے طرق واسناد اور بہت زیادہ احادیث کا اضافہ کیا ہے''(۱)

۱۔ الضوء اللامع ج۸ ص۱۰

مخاطب ''بستان المحد ثین'' میں لکھتے ہیں:

''صحیح ابوعوانہ، مستخرج از صحیح مسلم ہے، اور محد ثین کی اصلاح میں ''مستخرج ''اس کتاب کو کہتے ہیں جو کسی کتاب کی حدیثوں کو صحیح ثابت کرنے کے لئے لکھی جائے اور اس کتاب کی ترتیب ومتون وطرق واسناد کو ملحوظ رکھا جائے اور اپنے سلسلہء سند کو اس کتاب کے مصنف تک متصل کرے اور پھر اس مصنف کے شیخ اور پھر شیخ الشیخ تک سند کو پہونچائے، اور چونکہ وہ حدیث دوسرے طرق سے بھی ثابت ہے، لہذا اس مصنف کی حدیث کے وثوق واعتماد میں اضافہ ہو جاتا ہے، اس ''مستخرج'' کو صحیح اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں طرق واسناد اور تھوڑا متون کا اضافہ ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے یہ مستقل کتاب کہلاتی ہے، اور ذہبی نے اس صحیح سے ایک سوتیں حدیثوں کا انتخاب کر کے ایک کتاب لکھی جو ''منتقی الذہبی'' سے مشہور ہے''

۸۔ اکابر حفاظ نے احادیث صحیحین (صحیح بخاری اور صحیح مسلم) یا احادیث صحاح ستہ سے متعلق جو کتابیں تالیف کی ہیں ان میں ''حدیث ثقلین'' موجود ہے جیسے حاکم کی ''المستدرک علی الصحیحین'' جس میں شرائط صحت صحیحین کے مطابق اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، حمیدی کی ''الجمع بین الصحیحین'' رزین کی ''تجرید الصحاح'' ابن اثیر کی ''جامع الاصول''

۹۔ محاملی نے اپنی ''امالی'' میں حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے

۱۰۔ سراج الدین فرغانی نے حدیث ثقلین کو اپنی کتاب ''نصاب الاخیار'' میں نقل کیا

ہے، جس کتاب کے بارے میں صاحب ''کشف الظنون'' لکھتے ہیں:

''یہ کتاب ''غررالاخبار ودررالاشعار'' کا خلاصہ ہے، اس کتاب میں مصنف کے بقول ایک ہزار صحیح حدیثیں ہیں''

۱۱۔ بغوی نے حدیث ثقلین کو 'مصابیح'' میں مسلم اور ترمذی سے نقل کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے.

۱۲۔ سخاوی نے ''استجلاب ارتقاء الغرف'' میں، سمہودی نے ''جواہر العقدین'' میں، احمد بن فضل بن محمد باکثیر مکی نے ''وسیلہ المال'' میں، مناوی نے ''فیض القدیر'' میں اور حسن زمان نے ''القول المستحسن'' میں کہا ہے کہ ضیاء الدین مقدسی نے حدیث ثقلین کو ''المختارہ'' میں نقل کیا ہے، محققین کے بقول مقدسی نے اپنی اس کتاب میں صرف صحیح حدیثیں نقل کی ہیں۔

المختارہ، محققین کی نظر میں

حافظ زین الدین عراقی لکھتے ہیں:

''ان کے معاصرین میں جس نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، حافظ ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی ہیں، انہوں نے اپنی کتاب ''المختارہ'' میں صرف صحیح حدیثیں نقل کی ہیں''(۱)

سیوطی نے بھی عراقی کی بات نقل کی ہے.(۲)

۱۔ التقیید والایضاح ص ۲۴ ۲۔ تدریب الراوی ج ۱ ص ۱۴۴

سخاوی لکھتے ہیں

''حروف تہجی کے مطابق جو مستند کتابیں لکھی گئی ہیں، اوران کی احادیث سے احتجاج کیا جاسکتا ہے، ان میں ایک ضیاء مقدسی کی ''المختارہ'' ہے''(۱)

شیخ عبدالحق دہلوی ''شرح مشکوٰۃ'' کے مقدمہ میں ''مستدرک'' کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں:

''دوسرے اماموں کی بھی صحیح ہیں جیسے امام الائمہ ابن خزیمہ کی ''صحیح'' اور ضیاء الدین مقدسی کی ''المختارہ'' جس میں انہوں نے وہ صحیح حدیثیں نقل کی ہیں جو'' صحیحین'' میں موجود نہیں ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ یہ ''مستدرک'' سے بہتر ہے''

حدیث ثقلین کو صحیح حدیث کہنے والے علماء وحفاظ

حدیث ثقلین کو بہت سے عظیم المرتبت حفاظ اور ائمہ حدیث نے نقل کیا ہے، اوراس کے صحیح ہونے کی تصریح اوراس حدیث کے راویوں کی توثیق کی ہے، جن میں چند یہ ہیں۔

۱۔محبّ الدین بغدادی معروف بہ ابن نجار نے اپنی سند سے مسلم سے نقل کیا ہے۔

۲۔رضی صنعانی نے ''مشارق الانوار'' میں صحیح مسلم سے نقل کیا ہے، اوراس کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ اس میں صرف صحیح حدیثیں جمع کی ہیں اورانہیں اپنے اور خدا کے درمیان حجت قرار دیا ہے۔

۳۔ابن طلحہ نے ''مطالب السؤول'' میں صحیح مسلم سے نقل کیا ہے۔

۱۔الضوء اللامع ج۸ص۱۱

۴۔حافظ گنجی نے ''کفایۃ الطالب'' میں صحیح مسلم سے نقل کیا ہے۔

۵۔نووی نے ''تہذیب الاسماء'' میں صحیح مسلم سے نقل کیا ہے۔

۶۔محبّ طبری نے ''ذخائرالعقبیٰ'' میں صحیح مسلم سے نقل کیا ہے۔

۷۔خازن نے اپنی ''تفسیر'' میں صحیح مسلم سے نقل کیا ہے۔

۸۔مزّی نے ''تحفۃ الاشراف'' میں مسلم، ترمذی اور نسائی سے نقل کیا ہے۔

۹۔ولی الدین خطیب نے ''مشکوٰۃ المصابیح'' میں مسلم اور ترمذی سے نقل کیا ہے۔

۱۰۔طیبی نے ''الکاشف'' میں مسلم سے نقل کیا ہے۔

۱۱۔خلخالی نے ''المفاتیح فی شرح المصابیح'' میں نقل کیا ہے۔

۱۲۔ ''الصراط السوی'' کے مطابق ذہبی نے ابوعوانہ کے الفاظ میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کو صحیح کہا ہے.

۱۳۔کازرونی نے'' المنتقی فی سیرة المصطفی '' میں حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے: ''جو شخص ایسی بات کہے جو مضمون حدیث ثقلین کے مخالف ہو، (اور وہ عالم دین کے شہر میں ہو) وہ عجب نہیں کہ کافر ہو گیا ہو''

۱۴۔ابن کثیر نے اپنی ''تفسیر'' میں ''صحیح مسلم'' سے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے.

۱۵۔ ''فیض القدیر'' میں مناوی کے بقول ھیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں راویان حدیث ثقلین کی توثیق کی ہے۔

۱۶۔ خواجہ پارسا نے ''فصل الخطاب'' میں ''جامع الاصول'' سے بہ روایت مسلم اس حدیث کونقل کیا ہے۔

۱۷۔ ملک العلماء دولت آبادی نے ''ھدایۃ السعداء'' میں متعدد کتابوں سے حدیث ثقلین کونقل کرنے کے بعد اس حدیث کی شرح کی ہے اور اس کے نکات بیان کئے ہیں، اور ''شرح سنت'' میں کہا ہے ''اس حدیث کی صحت پر محدثین خلف وسلف کا اتفاق ہے''

۱۸۔ سخاوی نے ''استجلاب ارتقاء الغرف'' میں ''صحیح مسلم''، ''صحیح ابن خزیمہ'' حاکم کی ''المستدرک'' اور ''المختارہ'' سے نقل کیا ہے۔

۱۹۔ سیوطی نے ''الجامع الصغیر''، ''الاساس''، ''احیاء المیت''، ''نہایۃ الافضال'' میں ''صحیح مسلم'' اور حاکم کی ''المستدرک'' سے اس حدیث کونقل کیا ہے۔

۲۰۔ سمہودی نے ''جواہر العقدین'' میں مسلم، حاکم اور ''المختارہ'' سے اس حدیث کونقل کیا ہے۔

۲۱۔ ابن روزبہان نے ''شرح رسالہ عقائد'' میں اس حدیث کونقل کیا ہے۔

۲۲۔ قسطلانی نے ''المواھب اللدنیہ'' میں ''صحیح مسلم'' سے حدیث کونقل کیا ہے۔

۲۳۔ علقمی نے ''الکواکب المنیر'' میں ''صحیح مسلم'' سے نقل کیا ہے۔

۲۴۔ ابن حجر مکی نے ''الصواعق المحرقہ'' میں متعدد مقامات پر مسلم اور دیگر کتابوں سے نقل کیا ہے۔

۲۵۔ میرزا مخدوم جرجانی نے ''النواقض'' میں مسلم سے نقل کیا ہے۔

۱۶۔خواجہ پارسانے ''فصل الخطاب'' میں ''جامع الاصول'' سے بہ روایت مسلم اس حدیث کونقل کیا ہے۔

۱۷۔ملک العلماء دولت آبادی نے ''ھدایۃ السعداء'' میں متعدد کتابوں سے حدیث ثقلین کونقل کرنے کے بعد اس حدیث کی شرح کی ہے اور اس کے نکات بیان کئے ہیں، اور ''شرح سنت'' میں کہا ہے ''اس حدیث کی صحت پر محدثین خلف وسلف کا اتفاق ہے''

۱۸۔سخاوی نے ''استجلاب ارتقاء الغرف'' میں ''صحیح مسلم'' ''صحیح ابن خزیمہ'' حاکم کی'' المستدرک'' اور ''المختارہ'' سے نقل کیا ہے.

۱۹۔سیوطی نے ''الجامع الصغیر'' ''الاساس'' ''احیاء المیت'' ''نہایۃ الافضال'' میں'' صحیح مسلم'' اور حاکم کی ''المستدرک'' سے اس حدیث کونقل کیا ہے۔

۲۰۔سمہودی نے ''جواہر العقدین'' میں مسلم، حاکم اور ''المختارہ'' سے اس حدیث کونقل کیا ہے۔

۲۱۔ابن روز بہان نے ''شرح رسالہ عقائد'' میں اس حدیث کونقل کیا ہے۔

۲۲۔قسطلانی نے ''المواھب اللدنیہ'' میں ''صحیح مسلم'' سے حدیث کونقل کیا ہے۔

۲۳۔علقمی نے ''الکواکب المنیر'' میں ''صحیح مسلم'' سے نقل کیا ہے۔

۲۴۔ابن حجر مکی نے ''الصواعق المحرقہ'' میں متعدد مقامات پر مسلم اور دیگر کتابوں سے نقل کیا ہے۔

۲۵۔میرزا مخدوم جرجانی نے ''النواقض'' میں مسلم سے نقل کیا ہے۔

۲۶۔قاری نے ''شرح الشفا'' اور ''المرقاۃ'' میں صحیح مسلم سے نقل کیا ہے۔

۲۷۔مناوی نے ''فیض القدیر'' میں مسلم وغیرہ سے نیز ''التیسیر'' میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور راویان حدیث کی بڑے اعتماد سے توثیق کی ہے، اسی طرح ''فیض القدیر'' میں ھیثمی کا راویان حدیث کی توثیق کو نقل کیا ہے۔

۲۸۔احمد بن باکثیر نے ''وسیلۃ المآل'' میں نقل کیا ہے۔

۲۹۔قادری نے ''الصراط السوی'' میں صحیح مسلم سے نقل کرنے کے بعد اس کی صحت کی تصریح کی ہے۔

۳۰۔شیخ عبدالحق دہلوی نے ''اللمعات'' میں صحیح مسلم سے نقل کیا ہے۔

۳۱۔خفاجی نے ''نسیم الریاض'' میں مسلم سے نقل کیا ہے۔

۳۲۔عزیزی نے ''السراج المنیر'' میں مسلم سے نقل کیا ہے۔

۳۳۔مقبلی نے ''ملحقات الابحاث المسددہ'' میں نقل کیا ہے۔

۳۴۔زرقانی نے ''شرح مواہب اللدنیہ'' میں نقل کیا ہے۔

۳۵۔سہارنپوری نے ''المرافض'' میں صحیح مسلم اور طبرانی سے نقل کیا ہے۔

۳۶۔بدخشانی نے ''مفتاح النجا'' میں صحیح مسلم، طبرانی، حاکم سے نیز ''نزل الابرار'' میں مذکورہ افراد کے علاوہ ترمذی سے بھی نقل کرنے کے بعد حدیث کے صحت کی تائید کی ہے۔

۳۷۔محمد صدر عالم نے ''معارج العلی'' میں حاکم، ترمذی اور طبرانی سے بہ سند صحیح نقل کیا ہے۔

۳۸۔ ولی اللہ دہلوی نے ''ازالۃ الخفا'' میں صحیح مسلم سے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس بات کی تصریح کی ہے کہ اس کے الفاظ اس حدیث کے صحیح ترین الفاظ ہیں، اسی حدیث کو حاکم سے بھی نقل کیا ہے۔

۳۹۔ محمد معین سندھی نے ''دراسات اللبیب'' میں صحیح مسلم اور دیگر کتابوں سے نقل کیا ہے۔

۴۰۔ محمد بن اسماعیل نے ''الروضۃ الندیہ'' میں صحیح مسلم اور دیگر کتابوں سے نقل کیا ہے۔

۴۱۔ صبان نے ''اسعاف الراغبین'' میں مسلم اور دیگر کتابوں سے نقل کیا ہے۔

۴۲۔ عجیلی نے ''ذخیرۃ المال'' میں صحت حدیث ثقلین کی تصریح کی ہے۔

۴۳۔ مولوی مبین لکھنوی نے ''وسیلۃ النجاۃ'' میں مسلم اور مستدرک سے نقل کیا ہے۔

۴۴۔ جمال محدث نے ''تفریح الاحباب'' میں صحیح مسلم اور صواعق محرقہ سے نقل کیا ہے۔

۴۵۔ ولی اللہ لکھنوی نے ''مرأۃ المومنین'' میں صحیح مسلم اور صواعق محرقہ سے نقل کیا ہے۔

۴۶۔ فاضل رشید دہلوی نے ''الحق المبین'' میں صحیح مسلم اور صواعق محرقہ سے نقل کیا ہے۔

۴۷۔ حمزاوی نے ''مشارق الانوار'' میں مسلم، نسائی اور احمد سے نقل کیا ہے۔

۴۸۔ قندوزی نے ''ینابیع المودۃ'' میں صحیح مسلم، مستدرک، طبرانی کی معجم کبیر اور صواعق محرقہ سے نقل کیا ہے، اور کہا ہے کہ ابن حجر مکی نے صحت حدیث کی تصریح کی ہے۔

۴۹۔ حسن زمان نے ''القول المستحسن'' میں لکھا ہے کہ مناوی کے بقول مقدسی نے''

المختارہ'' میں اس حدیث کو نقل کیا ہے، اور انہوں نے اسی کتاب میں ''المختارہ'' کو کتب صحیحہ میں بتایا ہے، نیز مناوی سے ہیثمی کا راویان حدیث کی توثیق کو نقل کیا ہے۔

۵۰۔ صدیق حسن قنوجی نے ''السراج الوھاج'' میں صحیح مسلم کی ساری حدیثوں کو (کہ ان ہی میں حدیث ثقلین بھی ہے) صحیح اور متواتر کہا ہے۔

تضعیف عطیہ کا جواب

ا۔ ابوسعید سے حدیث ثقلین کی روایت کرنے والے، ''عطیہ'' کے بارے میں ابن جوزی کی یہ بات غلط ہے کہ وہ ضعیف ہیں، اس لئے کہ ابن سعد نے ان کی توثیق کی ہے۔ چنانچہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

''ابن سعد کا کہنا ہے کہ عطیہ نے ابن اشعث کی معیت میں خروج کیا تھا، حجاج نے محمد بن قاسم کے پاس نامہ لکھا کہ عطیہ کو بلا کر علی پر سب وشتم کراؤ، اگر وہ ایسا نہ کریں تو چار سو تازیانے لگاؤ، اور ان کی داڑھی مونڈ دو، محمد بن قاسم نے ان سے علی کو برا کہنے کے لئے کہا، لیکن انہوں نے انکار کر دیا، چنانچہ محمد بن قاسم نے حجاج کے حکم کو عملی جامہ پہنایا، پھر وہ خراسان گئے اور عراق پر عمر بن ھبیرہ کی حکومت تک خراسان ہی میں رہے، اور پھر عراق آ گئے، اور آخر عمر تک وہیں رہے، اور ۱۱۰ سال کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہوئے، وہ انشاء اللہ ثقہ تھے، ان کی بہت سی صالح حدیثیں ہیں، مگر بعض افراد ان کی احادیث سے احتجاج

نہیں کرتے ہیں''(۱)

ابن سعد جنھوں نے''عطیہ'' کی توثیق کی ہے، انہیں اہلبیت سے سخت دشمنی تھی، یہاں تک کہ انہوں نے امام جعفر صادقؑ کی تضعیف کر دی، اور آپ کی روایتوں کو اختلاف و اضطراب سے متصف کیا ہے، اس کے علاوہ اور بھی دلیلیں ہیں جو اہلبیتؑ سے ان کے کینہ رکھنے کی نشاندہی کرتی ہیں، جب ایسا شخص''عطیہ'' کی توثیق کرے تو پھر''عطیہ'' کی وثاقت بہت ٹھوس ہوگی، اور جن کے بارے میں ابن سعد نے کہا ہے کہ وہ''عطیہ'' کی روایتوں سے احتجاج نہیں کرتے، وہ ابن سعد سے بھی بڑھ کر ہوں گے۔

۲۔عطیہ، احمد بن حنبل کے راویوں میں سے ہیں، اور ان سے اپنی''مسند'' میں روایت کی ہے، اور سبھی جانتے ہیں کہ احمد بن حنبل سوائے ثقہ کے کسی اور سے روایت نہیں کرتے تھے. چنانچہ تقی الدین سبکی اپنی کتاب کے پہلے باب کی پہلی حدیث "من زار قبری وجبت له شفاعتی" کے راویوں کی توثیق میں لکھتے ہیں:

''احمد بن حنبل نے صرف ثقہ سے روایت کی ہے، جیسا کہ بکری کی رد میں لکھی جانے والی کتاب میں ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ محدثین میں جرح وتعدیل کے قائلین دو طرح کے ہیں، ایک وہ ہیں جنھوں نے موثق افراد کے سوا کسی اور سے روایت نہیں کی ہے جیسے مالک......احمد......''(۲)

سبکی کے اس بیان کی روشنی میں''عطیہ'' کی وثاقت میں کسی شک کی گنجائش نہیں رہتی،

۱۔تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۲۶

۲۔شفاء الاسقام ص ۱۱۔۱۰

اس لئے کہ احمد کے غیر ثقہ سے روایت نہ کرنے کی دو ہی صورتیں ہیں، یا وہ غیر ثقہ سے کسی بھی صورت میں روایت نہیں کرتے تھے، خواہ بالواسطہ یا بلا واسطہ، جیسا کہ احمد کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے، بلکہ ایسا ہی ہے، اس صورت میں غیر ثقہ سے بلا واسطہ ترک روایت کی جو چیز موجب بنے گی وہی غیر ثقہ سے بالواسطہ روایت کرنے میں مانع ہوگی، لہذا اس صورت میں بھی ''عطیہ'' کی وثاقت ثابت ہے۔

''مسند احمد'' کا مطالعہ کرنے والے پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ احمد نے اپنی ''مسند'' میں بہت زیادہ روایتیں ''عطیہ'' سے لی ہیں، خود حدیث ثقلین کی انہوں نے ''عطیہ'' کے توسط سے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے، اور یہ بات ثابت ہے کہ جن کی دیانت و صداقت احمد کی نظر میں ثابت ہوتی تھی صرف انہی سے وہ روایت کرتے تھے، جیسا کہ عبد الوھاب سبکی ''طبقات الشافعیہ'' میں احمد بن حنبل کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

> ''ابن مدینی کا کہنا ہے کہ جن کی صداقت و دیانت ان (احمد) کی نظر میں ثابت ہوتی تھی، صرف انہی سے وہ روایت کرتے تھے، مشکوک افراد کی روایتیں چھوتے بھی نہیں تھے''

ان سب باتوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ ابن جوزی کا احمد کی طرف ''عطیہ'' کی تضعیف کی نسبت دینا احمد پر بہتان عظیم ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ابن جوزی فضائل اہلبیت کے چھپانے میں اس حد تک بڑھ گئے کہ حقائق سے انکار اور بدیہیات کی نفی کر دی، احمد اور ان کی ''مسند'' کے متعلق کیسے انہوں نے ایسی بے تکی باتیں کیں جب کہ وہ خود حنبلی تھے؟

۳۔ ابن جوزی کے نواسے حافظ سبط ابن جوزی نے ''عطیہ'' کی وثاقت کی تصریح کی ہے، اوران کی تضعیف کو غلط بتایا ہے، سبط ابن جوزی نے پیغمبرؐ اسلام کی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہ ''کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہو سوائے میرے اور علی کے'' کہا ہے:

''اگر یہ کہا جائے کہ ''عطیہ'' ضعیف ہے، اوراس حدیث کے ضعیف ہونے کی یہ وجہ بتائی جائے کہ ترمذی کا کہنا ہے کہ میں نے یہ حدیث بیان کی یا مجھ سے محمد بن اسماعیل (بخاری) نے یہ حدیث سنی تو حیرت میں پڑ گئے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ''عطیہ عوفی'' نے ابن عباس اور صحابہ سے اس کی روایت کی ہے اور ''عطیہ'' ثقہ ہیں، اور بخاری کے حیرت کی وجہ یہ ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا تھا:'' میں اس مسجد میں سوائے پاک کے کسی کے جانے کو جائز نہیں سمجھتا نہ حائض کے لئے اور نہ ہی مجنب کے لئے'' شافعی کا نظریہ ہے کہ مجنب کے لئے مسجد سے گزرنا جائز ہے اور ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ جب تک غسل نہ کر لے اس وقت تک داخل ہونا جائز نہیں ہے، کیونکہ نص موجود ہے، اور علی اس لئے اس حدیث سے مستثنیٰ ہیں کہ جس طرح بعض چیزیں رسولؐ خدا سے مخصوص تھیں، اسی طرح بعض چیزیں علی سے بھی'' (۱)

یحیی بن معین کی طرف ''عطیہ'' کی تضعیف کی نسبت دینا بھی غلط ہے، اس لئے کہ

۱۔ تذکرۃ خواص الامۃ ص۴۲

موثق عالم دین'' دوری'' نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ'' عطیہ'' صالح ہیں، ابن حجر عسقلانی '' عطیہ'' کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

'' دوری نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ وہ صالح تھے''(۱)

لہذا (عطیہ کی تضعیف کی) ابن معین کی طرف ابن جوزی کے نسبت دینے کی کوئی حیثیت نہیں ہے

۴۔'' عطیہ'' بخاری، ترمذی اور ابوداؤد کے راویوں میں سے ہیں، بخاری نے'' الادب المفرد'' میں، ترمذی نے اپنی'' صحیح'' میں اور ابوداؤد نے اپنی'' سنن'' میں (کہ آخر الذکر دونوں کتابیں صحاح ستہ میں سے ہیں) ان سے روایت کی ہے، بلکہ ترمذی نے اپنی'' صحیح'' میں حدیث ثقلین کو'' عطیہ'' سے نقل کیا ہے، اور اہلسنت کی نظر میں'' صحاح ستہ'' کی عظمت کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر'' عطیہ'' کے بارے میں ابن جوزی کی بات صحیح مانیں، تو پھر'' صحاح ستہ'' کی اہمیت ختم ہو جائے گی۔

ابن جوزی کا'' عطیہ'' پر اعتراض کرنا اور حدیث ثقلین کو ضعیف کہنا حدیث کے سلسلے میں ان کی عدم آگاہی کی دلیل ہے، کیونکہ حدیث ثقلین کی صرف'' عطیہ'' نے روایت نہیں کی ہے، بلکہ دوسروں نے بھی روایت کی ہے، اگر ان کو ضعیف مانیں تو دوسروں کے نقل کرنے کی وجہ سے ان کا ضعف دور ہو جائے گا، اور ابوسعید سے مروی حدیث ثقلین کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، اور متعدد طرق واسناد والفاظ میں وارد ہونے والی مطلق حدیث ک

۱۔تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۲۵

صحت تو اپنی جگہ ہے ہی۔

حدیث ثقلین کو صرف ''عطیہ'' نے ابوسعید سے نقل نہیں کیا ہے، بلکہ ابوسعید سے ''ابو الطفیل'' نے بھی نقل کیا ہے، جو صحابی تھے، اور اس پر سخاوی کی ''استجلاب ارتقاء الغرف'' سمہودی کی ''جواھر العقدین'' ابن باکثیر کی ''وسلۃ المآل'' اور شیخانی قادری کی ''الصراط السوی'' شاہد ہیں فرض کیجئے کہ ''عطیہ'' ضعیف تھے اور صرف ان ہی نے ابوسعید سے حدیث ثقلین کی روایت کی تھی، تب بھی حدیث ثقلین کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، کیونکہ حدیث ثقلین کی صرف ابوسعید نے روایت نہیں کی ہے، بلکہ بیس سے زیادہ صحابیوں نے رسولؐ خدا سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، اور یہ تعداد تواتر سے بھی بالاتر ہے، جیسا کہ عبقات الانوار حدیث ولایت میں تفصیل سے اس کو بیان کیا ہے۔

تضعیف عبداللہ بن عبدالقدوس کا جواب

۱۔ حافظ محمد بن عیسی بن طبّاع کا ''عبداللہ بن عبدالقدوس'' کی توثیق کرنا، ابن جوزی کے اعتراض کو غلط ثابت کرنے کے لئے کافی ہے، چنانچہ مقدسی ''عبداللہ بن عبدالقدوس'' کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''ابن عدی کا کہنا ہے کہ محمد بن عیسی انہیں ثقہ کہتے تھے'' (۱)

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں:

''منقول ہے کہ محمد بن عیسی نے انہیں ثقہ کہا ہے'' (۲)

۱۔ الکمال فی اسماء الرجال۔ مخطوطہ

۲۔ تہذیب التہذیب ج۵ ص۳۰۳

محمد بن عیسی ابن طبّاع، جنہوں نے ''عبداللہ بن القدوس'' کی توثیق کی ہے، وہ بھی بہت بڑے محدث تھے، ذہبی ان کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''محمد بن عیسی بن طبّاع، حدیث کے حافظ کبیر تھے، ابوحاتم کا کہنا ہے یہ ثقہ اور ان کی حدیثیں بھروسہ کے قابل ہیں، میں نے محدثین کے درمیان ان جیسا حافظ نہیں دیکھا، ابوداؤد نے ثقہ کہا ہے، میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ اسّی سال کی عمر میں ۲۲۴ھ میں ان کا انتقال ہوا، ان کی بہت سی تصنیفات ہیں۔

احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ ابن طبّاع زیرک ودانا تھے، بخاری کا بیان ہے کہ میں نے علی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں (علی) نے عبدالرحمٰن اور یحیی سے سنا کہ لوگ ابن طباع سے حدیث ھیثم کے متعلق پوچھتے تھے، واقعاً ان کی حدیث کو ابن طباع سے زیادہ کوئی نہیں جانتا تھا. ابوحاتم کا کہنا ہے کہ میں نے محمد بن عیسی کو کہتے ہوئے سنا کہ ابن مہدی اور ابوداؤد کے درمیان ''ھیثم'' کی کسی حدیث کے بارے میں اختلاف ہوگیا کہ ان کی حدیث کا سماع کیا ہے یا اپنی طرف سے گڑھ لیا ہے، دونوں نے فیصلہ مجھ پر چھوڑ دیا، پھر میں نے اس حدیث کے بارے میں انہیں بتایا''(۱)

ذہبی ''العبر'' میں لکھتے ہیں:

''حافظ ابوجعفر بن عیسی بن طباع نے مالک اور ان کے ہم طبقوں سے

۱۔ تذکرۃ الحفاظ ج۱ص۴۱۱

حدیثیں سنیں، ابوحاتم کا کہنا ہے میں نے ان سے بڑا حافظ نہیں دیکھا، ابوداؤد کا بیان ہے کہ انہوں نے تفقہ کیا اور چالیس ہزار حدیثیں حفظ کیں'' (۱)

۲۔ ابن حبان کی نظر میں بھی ''عبداللہ بن عبدالقدوس تمیمی رازی'' موثق ہیں، انہوں نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

''عبداللہ بن عبدالقدوس تمیمی رازی، اطراف شہر رے کے رہنے والے تھے ، انہوں نے اعمش اور ابن ابی خالد سے اور ان (عبداللہ) سے سعید بن سلیمان اور محمد بن حمید نے روایت کی ہے'' (۲)

ابن حجر ان کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ بعض اوقات غریب حدیثیں بھی نقل کرتے تھے'' (۳)

ابن حبان کا ان کی توثیق کرنا بڑی اہمیت کا حامل ہے، اس لئے کہ ابن حبان کو اہلبیت سے سخت دشمنی تھی، اور ان کی شان میں وہ گستاخی کرتے تھے، چنانچہ امام علیؑ رضا کے بارے میں کہا ہے ''وہ عجیب وغریب کام انجام دیتے تھے اور (معاذ اللہ) خطا کار تھے'' ملاحظہ کیجئے میزان الاعتدال ج۳ ص ۱۵۸، تہذیب التہذیب ج۷ ص ۳۸۸، پھر کس طرح ایسا ناصبی ایک رافضی کی توثیق کرسکتا ہے!

۳۔ بخاری جیسے راسخ العقیدہ سنّی نے ''عبداللہ بن عبدوس'' کی توثیق کی ہے، ھیثمی ''

۱۔ العبر ج۱ ص ۲۹۳ ۲۔ الثقات ج۷ ص ۴۸ ۳۔ تہذیب التہذیب ج۵ ص ۳۰۳

مجمع الزوائد'' میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''بخاری اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے''

عسقلانی ان کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''بخاری کا کہنا ہے کہ یہ صدوق ہیں، مگر ضعیف افراد سے بھی روایت کرتے تھے''(۱)

واضح رہے کہ اہلسنت کے اکابر محدثین میں بہت ہی کم محدث ایسے ہوں گے جنھوں نے ضعیف افراد سے روایت نہ کی ہو، ابن تیمیہ کی ''المنھاج السنۃ'' اس پر شاہد ہے، اب اگر عبداللہ بن عبدالقدوس'' ضعیف افراد سے روایت کرنے کی وجہ سے مورد اعتراض قرار پا سکتے ہیں تو پھر کوئی بھی محدث اعتراض سے نہیں بچ سکتا ہے۔

۴۔ عبداللہ بن عبدالقدوس ''تعلیقات صحیح بخاری'' کے راویوں میں سے ہیں، ملاحظہ کیجئے ''الکاشف'' ج ۲ ص ۱۰۵ ''تہذیب التہذیب'' ج ۵ ص ۳۰۳ ''تقریب التہذیب'' ج ۱ ص ۴۳۰ ، رمز ''خت''

اور چونکہ محققین کے نزدیک بخاری کا کسی سے حدیث کا نقل کرنا خواہ ''تعلیقات'' ہی میں کیوں نہ ہو، اس کی عدالت کی دلیل ہے، لہذا ''عبداللہ بن عبدالقدوس'' پر اعتراض لغو ہے۔

ابن حجر عسقلانی ''فتح الباری فی شرح صحیح البخاری'' کے مقدمہ ''ھدی الساری'' میں بخاری کے راویوں پر اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں:

۱۔ تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۰۳

''ہر منصف مزاج کو معلوم ہونا چاہئے کہ صاحب ''صحیح'' جس راوی سے روایت کریں، یہ ان کی نظر میں اس راوی کے عادل ہونے اور اس کے ضبط (قوی حافظہ) اور عدم غفلت کی علامت ہے، خاص طور سے ان دو کتابوں کے راوی جن کو ائمہ جمھور نے باتفاق ''صحیحین'' (صحیح بخاری اور صحیح مسلم) کہا ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ جنھوں نے اپنی کتاب میں احادیث صحیح کی جمع آوری کی ہے، اس پر یہ لفظ صادق نہیں آتا ہے، لہذا جس کا بھی ان دونوں کتابوں میں نام موجود ہے ان کی عدالت پر گویا جملہ محدثین کا اجماع ہے۔

البتہ اگر اس راوی سے ''متابعات وشواہد وتعلیقات'' میں روایت نقل ہوئی ہوتو پھر درجے میں فرق آجائے گا، لیکن بہر حال اس کی صداقت ثابت ہے، بنابر ایں اگر کوئی شخص کسی راوی پر طعن کرے تو اس کا یہ طعن، امام (صاحب صحیحین) کے تعدیل کے مقابلہ میں ہوگا، جس کی وجہ سے وہ قابل قبول نہیں ہوگا، مگر یہ کہ کوئی ایسی وجہ بیان کی جائے جو اس راوی کی عدالت کو مطلق ضبط حدیث یا کسی حدیث کے سلسلے میں خدشہ دار کردے، کیونکہ ائمہ حدیث کی نظر میں راوی کے غیر معتبر ہونے کے اسباب متفاوت ہیں، بعض موجب قدح ہیں اور بعض موجب قدح نہیں ہیں، شیخ ابوالحسن مقدسی، جن کی کتابِ صحیح میں روایت نقل ہوئی ہو ان کے بارے میں کہتے ہیں: وہ پل سے گزر گیا، یعنی اس کے خلاف کہی جانے والی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے، شیخ ابوالفتح قشیری اپنی ''مختصر'' میں کہتے

ہیں کہ جملہ محدثین نے ''شیخین'' (بخاری اور مسلم) ہی کی کتابوں کو ''صحیحین'' کہا ہے کہ اس نامگذاری کا لازمہ یہ ہے کہ ان دونوں کتابوں (صحیح بخاری اور صحیح مسلم) کے راوی عادل ہیں.''(۱)

ملا علی قاری نے ''المرقاۃ فی شرح مشکواۃ'' میں ''صحیحین'' کے بارے میں ایسا ہی کہا ہے (۲).

اس بناء پر اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یحیی بن معین نے ''عبداللہ بن عبدالقدوس'' پر طعن کیا ہے تو ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری کی عبارتیں خود ان کا جواب ہیں. اور ابن جوزی کا اعتراض ان کی عدم آگاہی کی عکاسی کر رہا ہے۔

۵۔ ''عبداللہ بن عبدالقدوس'' صحیح ترمذی کے راویوں میں سے ہیں، ملاحظہ کیجئے الکاشف ج ۲ ص ۱۰۵، تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۰۳ میں رمز ''ت''

۶۔ اگر فرض کریں کہ ''عبداللہ بن عبدالقدوس'' پر طعن ہوا ہے تو اس سے خود حدیث ثقلین کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور نہ ہی اس روایت کی وجہ سے کوئی ضرر پہونچے گا جس کو اعمش نے عطیہ سے اور عطیہ نے ابو سعید سے نقل کیا ہے، کیونکہ اعمش سے صرف ''عبداللہ بن عبدالقدوس'' نے حدیث ثقلین کی روایت نہیں کی ہے، محمد بن طلحہ بن مصرف یامی اور محمد بن فضیل بن غزوان ضبی نے بھی اعمش سے اس حدیث کو نقل کیا ہے، ملاحظہ کیجئے ''مسند احمد بن حنبل'' ج ۳ ص ۱۷، ''صحیح ترمذی'' ج ۵ ص ۶۲۱

۱۔ ھدی الساری ج ۲ ص ۱۴۴۔۱۴۲ ۲۔ المرقاۃ فی شرح المشکوۃ ج ۱ ص ۱۶

لہذا ابن جوزی کے اعتراض کا کوئی فائدہ نہیں ہے، بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ''عبد اللہ بن عبد القدوس'' کا اعمش سے اس حدیث کی روایت کرنا، ان دوسرے راویوں کی صداقت کی مؤید ہے جنہوں نے اعمش سے اس حدیث کی روایت کی ہے۔

اور جس طرح حدیث ثقلین کی صرف ''عبداللہ'' نے اعمش سے روایت نہیں کی ہے، اسی طرح صرف اعمش نے بھی ''عطیہ'' سے اس کی روایت نہیں کی ہے، بلکہ عبدالملک بن ابی سلیمان میسرہ عزرمی، ابواسرائیل اسماعیل بن خلیفہ عبسی ملائی، ہارون بن سعد عجلی اور کثیر بن اسماعیل تیمی نواء نے بھی ''عطیہ'' سے روایت کی ہے'' مسند احمد'' اور'' معاجم طبرانی'' اس کی شاہد ہیں۔

تضعیف ''ابن داھر'' کا جواب

''عبداللہ بن داھر'' کے بارے میں ابن جوزی کا یہ طعن کہ ''ابن داھر کے بارے میں احمد اور یحییٰ کا کہنا ہے کہ ان میں کوئی قابل ذکر بات نہیں تھی'' بھی مردود ہے، اس لئے کہ سیوطی کی ''تدریب الراوی'' جیسی کتاب کا مطالعہ کرنے والے پر پوشیدہ نہیں ہے کہ ایسے طعن واعتراض کی کوئی حیثیت نہیں ہے، تفصیل عبقات الانوار حدیث ولایت میں بیان کی ہے۔

''ابن داھر'' سے ابن جوزی کی بدگمانی کی یہ وجہ تھی کہ وہ فضائل علیؑ میں بہت زیادہ روایتیں بیان کرتے تھے، جیسا کہ ذہبی کہتے ہیں:

''ابن عدی کا کہنا ہے کہ ان کی زیادہ تر روایتیں فضائل علی میں ہیں''(۱)

جب ایسا ہے تو پھر ان اسباب کی وجہ سے ایسے شخص پر طعن کا کوئی اعتبار نہیں ہے، کیونکہ اس طعن کی بنیاد بغض اہلبیت ہے نہ کہ ضعف راوی۔

ابن جوزی کا ''عبداللہ بن داھر'' کی وجہ سے حدیث ثقلین پر اعتراض کرنا تعجب خیز بات ہے، اس لئے کہ اکابر علمائے اہلسنت کی کتابوں میں بہت سے طرق سے وارد ہونے والی حدیث ثقلین کے سلسلہ ءسند میں نہ تو ''عبداللہ بن داھر'' ہیں نہ ہی ''عبداللہ بن عبد القدوس''، صرف ایک نادر روایت کے سلسلہ ءسند میں یہ دونوں ہیں جس کو ابن جوزی نے بیان کیا ہے، اور اسی کو بہانہ بنا کر انہوں نے حدیث ثقلین پر اعتراض کیا ہے، اور یہ بھول گئے کہ ''مسند احمد''، ''صحیح مسلم'' اور ''صحیح ترمذی'' کا صرف ایک بار مطالعہ ان کے سوء نیت کے آشکار ہونے کے لئے کافی ہے.

ابن جوزی کے اعتراض کو رد کرنے والے محدثین ومحققین

ان ہی وجوہات اور دیگر عوامل کی وجہ سے اہلسنت کے بہت سے اکابر محدثین اور بلند پایہ محققین نے ''العلل المتناھیہ'' میں موجود حدیث ثقلین پر ابن جوزی کے اعتراض کو تسلیم نہیں کیا ہے، جن میں چند یہ ہیں

۱۔ خود ابن جوزی کے نواسے سبط ابن جوزی نے ''مسند احمد بن حنبل'' سے حدیث ثقلین نقل کرنے کے بعد کہا ہے:

۱۔ میزان الاعتدال ج۲ ص ۴۱۷

''اگر کوئی کہے کہ تمھارے نانا نے ''الواھیۃ'' میں کہا ہے کہ ہم سے عبد الوھاب انماطی نے بتایا انہوں نے محمد بن مظفر سے انہوں نے محمد عتیقی سے انہوں نے یوسف بن دخیل سے انہوں نے ابو جعفر عقیلی سے انہوں نے احمد حلوانی سے انہوں نے عبد اللہ بن داھر سے انہوں نے عبد اللہ بن عبد القدوس سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عطیہ سے انہوں نے ابو سعید سے اور انہوں نے رسولؐ خدا سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: انی تارك فیکم الثقلین ...... تمھارے نانا اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ عطیہ ضعیف ہے، ابن عبد القدوس رافضی ہے اور ابن داھر میں قابل ذکر کوئی بات نہیں ہے، تو میں (سبط ابن جوزی) کہوں گا کہ جس حدیث کی میں نے روایت کی ہے اس کو احمد ابن حنبل نے ''الفضائل'' میں نقل کیا ہے، اور اس کے سلسلہء سند میں کوئی ایسا راوی نہیں ہے جس کو میرے نانا نے ضعیف کہا ہے، اور میری روایت کو ابو داؤد نے اپنی ''سنن'' میں اور ترمذی اور دیگر محدثین نے نقل کیا ہے اور رزین نے ''الجمع بین الصحیحین'' میں اس کو بیان کیا ہے، مجھے تعجب ہے کہ میرے نانا سے کس طرح ''صحیح مسلم'' والی حدیث جس کی انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے پنہاں رہ گئی''(۱)

سخاوی لکھتے ہیں:

۱۔تذکرۃ خواص الامۃ ص۴۲

''مجھے تعجب ہے کہ کس طرح ابن جوزی نے حدیث ثقلین کو'' العلل المتناھیۃ'' میں نقل کیا، اوراس سے بڑھ کرتعجب تو ان کی اس بات پر ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، جب کہ عنقریب اس حدیث کے طرق واسناد جن میں بعض ''صحیح مسلم'' میں موجود ہیں بیان کریں گے'' (۱)

سمہودی اس بات کو ثابت کرنے کے بعد کہ حدیث ثقلین صحاح اور مسانید میں موجود ہے، لکھتے ہیں:

''تعجب کی بات ہے کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو'' العلل المتناھیۃ'' میں نقل کیا ہے، ہوشیار رہنا دھوکہ نہ کھانا! لگتا ہے جب وہ اس حدیث کو نقل کرر ہے تھے تو ان کی نظر صرف اسی سند پر پڑی، جب کہ اور بھی طرق واسناد سے یہ نقل ہوئی ہے'' (۲)

حقیقت یہ ہے کہ یہ خوش کرنے والی باتیں ہیں ورنہ ابن جوزی کی معلومات اوران کی وسعت نظر کی تعریف وتمجید کو دیکھتے ہوئے کوئی بھی عقلمند اس بات کو تسلیم نہیں کرے گا کہ'' مسند ابن راھویہ'''' مسند احمد'''' مسند عبد بن حمید'''' مسند دارمی'''' صحیح مسلم'''' صحیح ترمذی'' مصاحف ابن انباری'' ابن ابی الدنیا کی'' فضائل القرآن'' حکیم ترمذی کی'' نوادرالاصول'' ابن ابی عاصم کی کتاب'' السنۃ'' '' مسند بزار'''' خصائص نسائی'''' مسند ابویعلی'' دولابی کی'' الذریۃ الطاہرہ'''' صحیح ابن خزیمہ'''' صحیح ابوعوانہ'' المستدرک علی الصحیحین '' خرگوشی کی''

۱۔ استجلاب ارتقاء الغرف۔ مخطوطہ   ۲۔ جواھر العقدین ج۲ص۷۳

شرف النبوۃ'' ابونعیم کی ''منقبۃ المطھرین'' اور ''حلیۃ الاولیاء'' اور ابن طاہر مقدسی کی ''طرق حدیث ثقلین'' جیسی صحاح ومسانید ومعاجم میں موجود متعدد طرق واسناد سے نقل ہونے والی حدیث ثقلین پر ان کی نظر نہیں پڑی ہوگی۔

کیا ان کتابوں میں ابن جوزی کی سند کے علاوہ اور اسناد سے یہ حدیث نقل نہیں ہوئی ہے؟! یقیناً مذکورہ بالا کتابوں میں دیگر طرق واسناد سے اس حدیث کی روایت ہوئی ہے، مگر ابن جوزی اپنی کتاب کے قاری کو فریب دینا چاہ رہے تھے کہ حدیث ثقلین صرف اسی سند سے نقل ہوئی ہے، اور چونکہ اس کے راوی ضعیف ہیں، لہذا حدیث بھی صحیح نہیں ہے، مگر خود ابن جوزی کے ہی ہم نوالوں اور ہم پیالوں نے متعدد طرق واسناد سے حدیث ثقلین نقل کر کے ان کے راز کو فاش اور حیلے کو آشکار کر دیا:

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

۴۔ ابن حجر مکی ''الصواعق المحرقۃ'' اور ''تتمۃ الصواعق'' میں معتبر مأخذ سے حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''ابن جوزی نے اشتباہ یا بقیہ طرق حدیث سے غفلت کی وجہ سے حدیث ثقلین کو ''العلل المتناھیۃ'' میں نقل کیا ہے، جب کہ ''صحیح مسلم'' میں زید بن ارقم سے مروی ہے کہ آنحضرت نے غدیر خم میں یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی''

پھر ابن حجر نے حدیث ثقلین کی صحت کو ثابت کرنے کے لئے علماء کے اقوال نقل کئے

ہیں وہ ''تتمۃ الصواعق'' میں لکھتے ہیں

''ابن جوزی نے ''العلل المتناھیۃ'' میں حدیث ثقلین نقل کر کے اچھا کام نہیں کیا''

۵۔مناوی لکھتے ہیں:

''ھیثمی کا کہنا ہے کہ حدیث ثقلین کے سارے راوی موثق ہیں، ابویعلی نے اس حدیث کی ایسی سند سے روایت کی ہے جس میں اعتراض کی گنجائش ہی نہیں ہے، اور اسی کو حافظ عبد العزیز بن اخضر نے نقل کیا ہے......اور جنھوں نے ابن جوزی کی طرح اس حدیث کو ضعیف کہا ہے، اشتباہ کیا ہے''(۱)

۶۔حسن زمان نے ''القول المستحسن '' میں مناوی ہی کی عبارت نقل کی ہے۔

۷۔شیخانی قادری ''الصراط السوی'' میں حدیث ثقلین نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

''ابن جوزی نے اپنی عادت کے مطابق اس حدیث کو واہیات میں بیان کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے، غالباً وہ بھول گئے کہ اس حدیث کو مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں زید بن ارقم سے نقل کی ہے''(۲)

۱۔فیض القدیر ج۳ص ۱۵۔۱۴

۲۔ لیجئے ابن جوزی نے بھی حدیث ثقلین کی صحت کا اعتراف کر ہی لیا، ''نفحات الازھار فی خلاصۃ عبقات الانوار'' ج۲ص ۵۲ پر علامہ میلانی کے بقول، ابن جوزی نے ''کتاب المسلسلات'' میں اس طرح حدیث کو نقل کیا ہے جو ان کی نظر میں اس کی صحت پر دلالت کرتا ہے۔ ''العلل المتناھیۃ'' میں ان کے حدیث نقل کرنے کی دو ہی وجہیں ہوسکتی ہیں:

ا۔جس طریق سے ''کتاب المسلسلات'' میں حدیث نقل کی ہے اس کی انہیں خبر نہیں تھی.

۲۔انہیں صرف اس طریق وسند پر اعتراض تھا جس سے ''العلل'' میں نقل کیا ہے۔

''کتاب المسلسلات'' کا خطی نسخہ ''دارالکتب ظاہریہ'' (دمشق) میں ہے اس کو خود مؤلف کے زمانہ میں ۵۸۱ھ میں علی بن ملکداد جنزی نے لکھا تھا، اس کے آخری صفحات پر مؤلف کی بہت سی قرائتیں اور سماعیں ہیں، یہ نسخہ مجموعہ دہم میں ہے اور اس کا شمارہ ۳۷ ہے۔ ملاحظہ کیجئے فہرست مخطوطات دارالکتب الظاہریہ (فہرست حدیث ص ۴) یہ حدیث ص ۴ پر موجود ہے، حدیث کی عبارت یہ ہے۔

''پانچویں حدیث: ہمارے شیخ ادام اللہ ایامہ کا کہنا ہے کہ ہم کو محمد بن علی علوی نے بتایا انہوں نے قاضی محمد بن علی بن عبداللہ جعفی سے انہوں نے حسین بن محمد فزاری سے انہوں نے حسن بن علی بن بزیع سے انہوں نے یحییٰ بن حسن بن فرات سے انہوں نے عبدالرحمٰن مسعودی سے انہوں نے ربیع بن جمیل ضبی سے انہوں نے مالک بن ضمرہ سے اور انہوں نے ابوبکر سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: حوض کوثر پر امیرالمومنین وامام الغر المحجلین علی آئیں گے اور میں بڑھ کر ان کا ہاتھ پکڑوں گا ان کا اور ان کے اصحاب کا چہرہ چمکتا ہوگا، میں کہوں گا تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ وہ جواب دیں گے ہم نے اکبر کی تصدیق اور پیروی کی اور اصغر کی کمک ونصرت سے دریغ نہیں کی اور میدان جنگ میں ان کے ہم رکاب رہے، پس میں (رسول خداؐ) کہوں گا، آؤ اور حوض کوثر سے سیراب ہو، جب وہ پانی پیئے گیں تو پھر کبھی تشنہ نہ ہوں گے، ان لوگوں کے امام کی صورت سورج کی طرح چمکتا ہوگا، اور خود ان لوگوں کی صورت چودھویں کے چاند کی طرح یا آسمان میں ستاروں کی مانند ہوگا۔

ہمارے شیخ نے کہا: تم لوگ خدا کو حاضر وناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث (ثقلین) کو ابوالفضل بن ناصر نے مجھ سے بیان کیا تھا، ابوالفضل نے کہا تھا خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو ابوالغنائم بن نرسی نے مجھ سے بیان کیا تھا، ابوالغنائم نے کہا تھا خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو ابوعبداللہ محمد بن علی علوی نے بیان کیا تھا، ابوعبداللہ نے کہا تھا تم لوگ خدا کو حاضر وناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو قاضی محمد بن عبداللہ نے مجھ سے بیان کیا تھا، قاضی محمد بن عبداللہ نے کہا تھا تم لوگ خدا کو حاضر وناظر جانتے ہوئے

''رافضی کہتے ہیں: دسویں حدیث جس کی جمہور نے روایت کی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: انی تارك فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا كتاب الله و عترتى اهل بيتى و لن يفترقا حتى يردا علىّ الحوض ،اور نبیؐ نے فرمایا: اهل بيتى فيكم مثل سفينة نوح من ركبها نجى و من تخلف عنها غرق .یہ حدیث حضرتؑ کے ساتھ تمسک پر دلالت کرتی ہے، اور چونکہ حضرت علی ان سب کے سردار ہیں، لہذا آپ ہی پر ان کی اطاعت واجب ہے اور وہی امام ہیں۔

لیکن اس کے کئی جوابات ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ زید بن ارقم سے منقول صحیح مسلم میں موجود حدیث کے الفاظ یہ ہیں: رسول خداؐ مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو خم

گواہی دو کہ اس حدیث کو حسین بن محمد بن فرزدق نے مجھ سے بیان کیا تھا، حسین بن محمد نے کہا تھا تم لوگ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو حسین بن علی بزلیع نے مجھ سے بیان کیا تھا، ابن بزلیع نے کہا تھا تم لوگ گواہی دو کہ اس حدیث کو یحیی بن حسن نے مجھ سے بیان کیا تھا یحیی نے کہا تھا تم لوگ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو ابوعبدالرحمن نے مجھ سے بیان کیا تھا، ابوعبدالرحمن نے کہا تھا تم لوگ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو حارث بن حصیرہ نے مجھ سے بیان کیا تھا، حارث نے کہا تھا تم لوگ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو ربیع بن جمیل ضبی نے مجھ سے بیان کیا تھا، ضبی نے کہا تھا تم لوگ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو مالک بن ضمرہ نے مجھ سے بیان کیا تھا، مالک بن ضمرہ نے کہا تھا تم لوگ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو ابوذر غفاری نے مجھ سے بیان کیا تھا، ابوذر نے کہا تھا تم لوگ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو رسول خدا نے مجھ سے بیان کیا تھا، رسول خداؐ نے فرمایا تھا تم لوگ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس بات (قرآن واہلبیت سے تمسک کرنے) کو منجانب خدا جبرائیل نے مجھ سے بیان کیا تھا''

خدا سبھی کو حقائق جاننے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔(مترجم)

کہلاتا تھا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد وثنا اور پند ونصیحت کے بعد فرمایا: اے لوگو میں ایک بشر ہی تو ہوں، عنقریب میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آنے والا ہے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں گا میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور وہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد فرمایا: اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔

یہ حدیث جس کے ساتھ تمسک کرنے کا حکم دے رہی ہے اور اس سے تمسک گمراہی سے بچانے کا ضامن ہے وہ کتاب اللہ ہے اور دوسری روایتوں میں بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں جابر سے مروی ہے کہ حضرت نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن خطبہ دیا اور اس میں ارشاد فرمایا: میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے، اور وہ کتاب خدا ہے، تم سے ہمارے بارے میں پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ اصحاب نے کہا ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے پیغام الٰہی کو پہونچایا اور ہم کو نصیحت کی، حضرت نے اپنی انگلی آسمان کی طرف بلند کی اور اصحاب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: خداوندا تو گواہ رہنا!

اور حضرت کا یہ کہنا کہ ”اور میری عترت، یہ دونوں (قرآن وعترت) کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں“ تو اس کی ترمذی نے راویت کی ہے، احمد سے بھی اس کے متعلق دریافت کی گیا تھا، اور بہت سے اہل

علم نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

ایک جماعت نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ سارے اہلبیت گمراہی پر اجماع واتفاق نہیں کریں گے، اور قاضی ابو یعلی اور دیگر محدثین کی طرح ہم بھی یہی کہتے ہیں، لیکن جن چیزوں کا رافضی اعتقاد رکھتے تھے ان میں کسی ایک پر بھی اہلبیت کا اتفاق نہیں تھا، اور وہ ان چیزوں سے بیزار تھے۔"(۱)

جواب

ابن تیمیہ کی بات کئی طرح سے رد ہوتی ہے۔

۱۔ان کا یہ کہنا کہ "صحیح مسلم" میں موجود حدیث ثقلین صرف کتاب خدا سے تمسک پر دلالت کرتی ہے، عترت کے ساتھ تمسک پر دلالت نہیں کرتی، یہ ان کی غلط فہمی کا نتیجہ اور محدثین و متکلمین کی روش کے خلاف بات ہے، "صحیح مسلم" کی اس روایت کے متعلق اہلسنت کے بلند پایہ محدث "شیخ محمد معین سندھی" کی تحقیق و تحلیل، ابن تیمیہ کے جواب کے لئے کافی ہے، سندھی "دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب" میں لکھتے ہیں:

"اہلبیت سلام اللہ تعالی علیہم اجمعین کے بارے میں ہمیں مشہور "حدیث تمسک" نظر آئی، جب اس کے راویوں کے متعلق تحقیق کرنی شروع کی تو دیکھا کہ اسی حدیث کو ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نے اپنی "صحیح" (صحیح مسلم) میں

۱۔منہاج السنۃ ج۴ص۱۰۵۔۱۰۴

نقل کیا ہے اس میں زید بن ارقم سے منقول حدیث کے الفاظ یہ ہیں: مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو ''خم'' کہلاتا تھا، رسول خداؐ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا اور پند ونصیحت کے بعد فرمایا: اے لوگو! میں ایک بشر ہی تو ہوں، عنقریب میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آنے والا ہے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہنے والا ہوں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ایک کتاب خدا جس میں نور و ہدایت ہے، لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو، حضرتؐ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد فرمایا: اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، پھر تین مرتبہ اس جملے کی تکرار کی: میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔

جب میں نے اس حدیث پر غور کیا تو دیکھا کہ آنحضرتؐ نے قرآن اور اہلبیت کو ''ثقلین'' سے تعبیر کیا ہے اور ''ثقل'' اس نفیس شئی کو کہتے ہیں جس کی حفاظت کی جائے، لہذا ''ثقلین'' سے تعبیر کی وجہ سے جن اوصاف کی بنیاد پر قرآن کی نفاست ومحافظت ہے، ان ہی کی وجہ سے اہلبیت کی بھی نفاست و محافظت ہے، اور چونکہ قرآن معارف الٰہی کا منبع ہے، لہذا اہلبیت بھی معارف الٰہی اور حکام شرعی کا منبع ہیں اس بات کی تائید حضرتؐ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے ''وہ وقت دور نہیں ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آئے اور میں

اس کی آواز پر لبیک کہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں (ثقلین) چھوڑے جاتا ہوں'' ایسا کیوں نہ ہو اس لئے کہ پیغمبر اسلامؐ اپنے بعد اپنی امت کو سوائے قیام حق اور اتباع سنت کے کوئی اور وصیت نہیں کر سکتے، لہذا امت کے درمیان'' ثقلین'' کو چھوڑنا اور ان کے ساتھ تمسک کی وصیت کرنا صرف اس لئے تھا کہ یہ دونوں معارف الہیہ کے پہونچانے اور ان کی طرف راہنمائی کرنے میں آپ (رسولؐ خدا) کے خلیفہ و جانشین ہیں۔

پس جس طرح حضرتؐ نے کتاب خدا سے تمسک کی وصیت کی اسی طرح اہلبیت کے ساتھ بھی تمسک کی وصیت کی، کیونکہ'' اهل بیتی '' (میرے اہلبیت) عطف ہے '' اولهما '' (ان دو میں پہلی) پر اور از لحاظ قرینہ'' ثانیهما '' (ان میں دوسری) پوشیدہ ہے یا یہ (ثانیهما) بغیر پوشیدہ مانے بھی سمجھا جا سکتا ہے اور یہ صحیح نہیں ہے کہ '' اهل بیتی '' کو'' کتاب الله '' پر عطف کیا جائے، کیونکہ اس کا لازمہ یہ ہوگا کہ کتاب خدا اور اہلبیت دونوں پہلے'' ثقل'' ہیں اور دوسرے'' ثقل'' کا اصلاً ذکر ہی نہیں ہے (جب کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ میں دو ثقل چھوڑے جاتا ہوں) لہذا حضرتؐ کے اس جملے کی تین بار تکرار کہ'' میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں'' کو حمل کریں گے مبالغہ پر اور اس پر کہ اہلبیت کے ساتھ تمسک کرنا واجب اور ان سے روگردانی حرام ہے۔

اوراگر'' فتمسکوا بکتاب الله ''پر'' اهل بیتی '' کوعطف کریں اوراس سے یہ سمجھ میں آئے کہ جن کے ساتھ تمسک کرنے کاحکم دیا گیا ہےان کی دوسری فرد''اہلبیت'' کی ہےتواس صورت میں مسلم کی حدیث میں جہاں قرآن کے ساتھ تمسک کی تصریح ہوئی ہے وہیں اہلبیت کے ساتھ بھی تمسک کی تصریح ہوئی ہے۔

یہ ساری بحث حدیث ثقلین کے الفاظ سے تھی،اور جب میں ''صحیح مسلم'' میں موجودحدیث ثقلین کی تفسیروتشریح کررہا تھا،اس وقت میری نظرترمذی کی اس حدیث پر پڑی جس میں آنحضرتؐ نے فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگرانہیں اختیار کیے رہوتو میرے بعدگمراہ نہ ہوگے،ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کرہے،ایک خدائے بزرگ وبرتر کی کتاب جوآسمان سے زمین تک ایک درازرسی ہےاور دوسرے میری عترت واہلبیت ، یہ دونوں کبھی جدانہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پرمیرے پاس پہونچیں، پس دیکھو میرے بعدتمھاراان کے ساتھ کیساسلوک رہتاہے۔

دیکھا کہ اس حدیث میں حضرتؐ نے اہلبیت کے ساتھ تمسک کی تصریح کی ہےاوراس بات کی وضاحت کی ہے کہ اہلبیت کی پیروی کرنے والاقرآن کی پیروی کرنے والے کی طرح حق پرہےاوران کے ساتھ تمسک کاحکم خودخدانے دیاہے،اورحوض کوثرپرپہونچنے تک کوئی ایسی بات نہیں کہی جاسکتی ہے جوان کی

شان کے خلاف ہے، بلکہ حضرتؐ نے اس حدیث میں بڑے بلیغ انداز میں قرآن واہلبیت کے ساتھ تمسک کرنے کی ترغیب وتحریص اس طرح کی ہے کہ "پس دیکھو میرے بعد تمھارا سلوک ان دونوں کے ساتھ کیسا رہتا ہے" گویا "ترمذی" کی حدیث "صحیح مسلم" کی حدیث کی تفسیر کررہی ہے۔

میں نے صرف ان ہی دو اسناد پر توقف نہیں کیا بلکہ دوسرے طرق واسناد کو تلاش کرنا شروع کیا تاکہ اس حدیث کی صحت میں اور اضافہ ہوجائے تو دیکھا کہ احمد بن حنبل نے اپنی "مسند" میں ان الفاظ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے "قریب ہے میں بلایا جاؤں اور مجھے جانا پڑے، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ایک خدائے بزرگ وبرتر کی کتاب جو ایک دراز رسی ہے آسمان سے زمین تک اور دوسرے میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں، اور خدائے لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں، تم خود ہی سوچو کہ تمہیں ان دونوں کے ساتھ کیا رویہ رکھنا چاہئے" اس حدیث کی سند میں جھول نہیں ہے اور اس کو قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اس حدیث سے اور باتیں آشکار ہوئیں اور وہ یہ کہ یوں تو ہر قول پیغمبرؐ وحی کے مطابق ہے لیکن یہ ایسی حدیث ہے جس کے وحی کے مطابق ہونے کی خود پیغمبر نے یوں خبر دی ہے "اخبر نی اللطیف الخبیر" یعنی خداوند لطیف و

خبیر نے مجھے خبر دی ہے، اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن کی طرح اہلبیت بھی حق پر ہیں، اور وحی منزل کی طرح اہلبیت کو بھی خدا نے ہر خطا ولغزش سے محفوظ رکھا ہے، اور حضرت کا فرمانا کہ "یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے" یہ صرف ایک دعا نہیں ہے (کیونکہ یہ بعید ہے) بلکہ ایک خبر ہے جس کو پیغمبرؐ منجانب خدا پہونچا رہے تھے، کیونکہ دعا تو پہلے ہی قبول ہوگئی تھی، جیسا کہ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا" انی سئلت لهما ذلك "یعنی میں نے ان دونوں (قرآن واہلبیت) کو خدا سے مانگا، گویا حضرتؐ قبول دعا کی خبر دے رہے تھے۔

"ان میں جدائی نہیں ہوگی" کا مطلب یہ ہے کہ ان میں حکم میں جدائی نہیں ہوگی، یعنی جس چیز کا قرآن نے حکم نہیں دیا ہے اس کا اہلبیت بھی حکم نہیں دیں گے، اور علماء کے بقول سنت پیغمبرؐ کتاب میں داخل ہے، اور حضرتؐ کا اہلبیت کے ساتھ تمسک کی طرف ترغیب تحریص کا مقصد یہ تھا کہ احکام الٰہی ان ہی سے لیا جائے، اسی لئے اہلبیت کو قرآن کا قرین ومصاحب قرار دیا، اور قرآن کی طرح اہلبیت کی اتباع کو ضلالت گمراہی سے تحفظ کی سپر بتایا، لہذا ان کے ساتھ تمسک کا مطلب ان سے صرف مودت ودوستی نہیں ہے بلکہ ان کے فرامین پر عمل پیرا ہونا ہے۔

علوم کے حصول میں بھی اہلبیت کے ساتھ تمسک کی حدیث میں تصریح ہوئی

ہے،قریش کے متعلق حدیث میں ہے'' وتعلموا منهم فانهم اعلم منكم ''یعنی قریش سے علم لوکیونکہ وہ تم سے زیادہ جانتے ہیں.تو جب یہ بات علمائے قریش کے لئے ثابت ہے،تو پھر اہلبیت کے لئے بطریق اولیٰ ثابت ہوگی،کیونکہ اہلبیت کو کچھ ایسے امتیازات حاصل تھے جن سے قریش محروم تھے۔

حضرتؐ کا ایک اور ارشاد ملا جس میں علم کو آپ نے معیار امامت وخلافت قرار دیا ہے،آپ نے فرمایا۔'' الحمد لله الذی جعل فينا الحكمة اهل البيت '' یعنی شکر ہے خدا کا جس نے ہم اہلبیت میں حکمت کو قرار دیا،پس معلوم ہوا کہ یہی وہ عارف وعالم ہیں جن کے ساتھ تمسک کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ان سے علم حاصل کرنے کا ارشاد ہوا ہے اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس کو''ثعلبی'' نے اپنی تفسیر میں (امام) جعفر صادقؑ سے'' واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا '' کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہم ہی وہ حبل اللہ ہیں جس کے بارے میں ارشاد ہوا'' واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا ''

ایسا کیوں نہ ہو،جب کہ''ثقلین''میں کے ایک''ثقل'' وہ ہیں،اور جس طرح دوسرا''ثقل'' قرآن ایک حبل اللہ ہے آسمان سے زمین تک اسی طرح اس خاندان نبوت کے افراد ایک''ثقل'' ہیں چنانچہ ان میں سے ایک (حضرت علیؑ) اپنے اور اپنی اولاد کی نسبت کہتے ہیں:

وفینا کتاب الله انزل صادقا وفینا الهدی والوحی والخیر یذکر، ہم میں کتاب اللہ اتری اور ہم میں ہی وحی وذکر الٰہی وخیر ہے

اہلبیت کی شان میں جو آیات نازل ہوئی ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جس کا ذکر کیا گیا، اور ایسی تمام آیات کا ذکر ابن حجر مکی نے ''الصواعق المحرقہ'' میں کیا ہے، اسی طرح اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو سید الساجدین علیہ و علی آبائه و ابنا ئه التسلیمات الطیبات الزاکیات سے منقول ہے کہ جب آپ اس آیہء کریمہ ''یاایھا الذین آمنوا اتقو الله و کونوا مع الصادقین '' کی تلاوت فرماتے تھے تو ایک طویل دعا پڑھتے تھے جس میں طلب درجات عالیہ و درجہ صادقین اور ان اذیتوں کا ذکر ہوتا تھا جو بے دینوں کے ہاتھوں خاندان نبوت کے ائمہ دین کو پہونچتی تھیں، اس کے بعد آپ فرماتے تھے کہ ان لوگوں نے ہمارے حق میں کمی کی اور قرآن شریف کے معنی میں جھگڑا کیا اور اس کی تفسیر اپنی رائے سے کی اور جو تفسیر احادیث سے ثابت ہوتی تھی اس کو چھوڑ دیا، اس امت کے ناخلف لوگ کس درجہ کو پہونچے ہیں، اور ملت کے ارکان منہدم ہو گئے اور امت میں تفرقہ اور اختلاف پڑ گیا، یہاں تک کہ ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگے حالانکہ ارشاد الٰہی ہے کہ ''تم ان لوگوں کے ایسے نہ ہو جانا جو روشن دلیلیں آنے کے بعد بھی آپس میں پھوٹ ڈال کر بیٹھ رہے'' پس صاحبان کتاب اور ائمہ ھدیٰ سے زیادہ کون ابلاغ حجت اور

تاویل قرآن کے لئے اہل ہوسکتا ہے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے ذریعے خدا نے اپنے بندوں پر حجت تمام کی، کیونکہ بغیر حجت خدا کے ساری مخلوق شتر بے مہار کی طرح ہوتی ہے، ایسے ائمہ ھدیٰ سوائے شجرہء مبارکہ کی شاخوں کے اور کہیں نہیں ملتے، یہی وہ لوگ ہیں جن سے خدا نے ہر طرح کے رجس کو دور رکھا اور آفات و نقصانات سے بری کیا اور ان کی محبت امت پر فرض کی. (ثعلبی کا قول ختم ہوا)

ابن حجر نے ''صواعق محرقہ'' میں ایسا ہی کہا ہے۔

پس ائمہ ھدیٰ کے کلام سے ہمیں تمسک کے معنی اس طرح معلوم ہو گئے کہ پھر کسی شک کی گنجائش نہیں رہی، احادیث صحیحہ کی روشنی میں ''اہلبیت'' کی یہی تفسیر ثابت ہے، اس کے علاوہ بہت سی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ اہلبیت سے یہی پنجتن پاک مراد ہیں، اس سلسلے میں ہماری تحقیقی کتاب ہے طالبان حق اس کی طرف رجوع کریں۔

جب ہم کو یہ سب ''صحیح مسلم'' میں ملا تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ یہی آنحضرت کی اولاد ہیں، جو احادیث ائمہ اثنا عشر کے بارے میں وارد ہوئی ہیں، ہم نے اپنی کتاب ''مواھب سید البشر فی حدیث الائمہ الاثنی عشر'' میں بڑے شرح وبسط سے اس پر بحث کی ہے، اس کی صحت اور تعداد پر اس علم کے علمائے سلف وخلف نے اتفاق کیا ہے، اور یہ ائمہ اپنے زمانہ کے تمام لوگوں پر ان ہی خصوصیات کی وجہ سے فوقیت رکھتے تھے، لہذا ہم کو یقین ہو گیا کہ تمام احادیث تمسک کے

مصداق یہی لوگ ہیں، اوران کے سوااور کوئی ان احادیث کے اطلاق کا اہل نہیں ہے اوران احادیث سے جن میں تمسک اہلبیت کا حکم دیا گیا ہے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں سے ایسے لوگ جو تمسک کے اہل ہیں قیامت تک باقی رہیں گے جس طرح کتاب خدا قیامت تک باقی رہے گی، اسی وجہ سے ابن حجر نے ''صواعق محرقہ'' میں کہا ہے کہ ''حدیث میں ہے کہ اہلبیت امان ہیں اہل زمین کے لئے، اوراس پر روایت گزشتہ دلالت کرتی ہے کہ ہر ایک زمانہ میں میری امت میں میرے اہلبیت کے عادل افراد ہوں گے اور ظاہر ہے کہ ان میں سب سے زیادہ اہل وحقدار جن سے تمسک کا حکم دیا گیا ہے ان کے امام وعالم علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ ہیں، چنانچہ ابو بکر کہا کرتے تھے علی، عترت رسول ہیں یعنی ان لوگوں میں سے ہیں جن سے تمسک کا حکم دیا گیا ہے، ابو بکر نے علی کو اہلبیت و عترت سے مخصوص کیا ہے.'' (یہ تھا ابن حجر کا بیان)

جب تخریج حدیث اوراس کے معنی کے تحقیق سے میں فارغ ہوا تو اس کے طرق و اسناد پر نظر پڑی، دیکھا یہ حدیث بہت سے طرق کے ساتھ تقریبا ٢٠ صحابیوں سے مروی ہے، ان چند طرق میں ہے کہ یہ حدیث حجۃ الوداع میں بیان کی، بعض میں ہے کہ آنحضرتؑ نے اپنے مرض موت میں مدینہ میں بیان کی جب کہ آپ کا حجرہ اصحاب سے بھرا تھا، غدیر کے موقع پر بھی بیان کی اور واپسی کے وقت طائف میں بھی، حقیقت یہ ہے کہ ان سب جگہوں پر بھی یہ حدیث

ارشاد فرمائی اور دوسری جگہوں پر بھی تا کہ قرآن وعترت کی عظمت لوگوں پر واضح ہو جائے ،طبرانی نے ابن عمر سے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے کہ مرتے وقت آخری فقرہ جو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا یہ تھا: میرے بعد میری عترت و اہلبیت کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

اور جب حدیث ثقلین کی صحت ثابت ہوگئی،اوراس کے الفاظ اوراس کے معانی کی دلالت تمہیں معلوم ہو گئے جیسا کہ ہم نے بیان کیا،اور جب آیہ تطہیر کی تفسیر و معانی بھی اس کے مطابق ہیں،تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ جس میں ذرا سا بھی انصاف کا شائبہ ہے وہ شک کرے کہ کن لوگوں پر یہ حدیث اور یہ آیۃ صادق آتے ہیں،کون لوگ اس آیت اوراس حدیث کے مصداق ہیں،اور کن لوگوں پراس آیت اوراس حدیث کا اطلاق ہوتا ہے،یہ لوگ یقیناً بارہ امام اہلبیت میں سے اور سیدہ نساء عالمین بضعۂ رسول خدا ام الائمہ زہرا طاہرہ علی ابیہا و علیہا الصلواۃ و السلام ہیں،جن کے معصوم ہونے میں مطلقاً شک نہیں ،جس طرح کہ ان میں سے مہدی علیہ السلام معصوم اور عدم الخطاء ہیں، یہی معنی شیخ الاکبر نے بیان کئے ہیں، بلکہ یہ حدیث اپنے قوی اسناد وصحت کے لحاظ سے دوسری احادیث کی بہ نسبت زیادہ معتبر ہے''(۱)

۲۔''صحیح مسلم'' میں موجود جس ''حدیث ثقلین'' میں ابن تیمیہ کو دھوکہ ہوا ہے اس کی وجہ زید بن ارقم کا یزید بن حیان، حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم سے نقل حدیث کے وقت اس

۱۔دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب ص ۲۳۱۔۲۲۷

میں تحریف وتصرف کرنا ہے، اور ایسا تصرف زید بن ارقم سے بعید بھی نہیں ہے، اس لئے کہ یہ وہی ہیں جن سے حضرت علیؑ نے جب حدیث" من کنت مولاہ " پر گواہی مانگی تو انہوں نے گواہی نہیں دی اور کتمان حق کیا (اس بات کو میں نے عبقات الانوار حدیث غدیر میں بیان کیا ہے) جس پر حضرت علیؑ نے بد دعا کی اور خدا نے انہیں دنیا ہی میں اس کی سزا دی، ان کے تحریف حدیث کی ایک اور دلیل یہ روایت مسلم حدیث ثقلین میں حدیث غدیر کا بیان نہیں کرنا ہے، جب کہ حدیث ثقلین کی کڑی واقعہ غدیر سے ملتی ہے، اور ان کا " اہلبیتؑ " کی یہ تفسیر کرنا کہ " جن پر صدقہ حرام ہے " وہ حضرتؐ کے اہلبیتؑ ہیں یہ خود ان کی اختراع ہے،

اسی وجہ سے حافظ گنجی زید بن ارقم سے مروی حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

" زید کا اہلبیت کی یہ تعریف کرنا کہ جن پر صدقہ حرام ہے، غلط ہے اور ان کو صرف اسی میں منحصر نہیں کیا جا سکتا ہے، کیونکہ عبد المطلب کی اور بھی اولادیں تھیں جن پر صدقہ حرام تھا، اور بنا بر قول صحیح کسی شخص کی آل خود اس کے علاوہ ہوتی ہے، لہذا زید بن ارقم کے قول کی بنا پر حضرت علی جو اہلبیت میں ہیں خارج ہو جائیں گے جبکہ صحیح یہ ہے کہ علی و فاطمہ وحسن وحسین رضی اللہ عنھم ہی اہلبیت پیغمبر ہیں، جیسا کہ مسلم نے اپنی اسناد کے ساتھ عائشہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن رسولؐ خدا کالے بالوں والی چادر اوڑھے ہوئے گھر سے نکلے اتنے میں حسن بن علی آئے انہیں چادر میں داخل کر لیا، پھر حسین بن علی آئے انہیں بھی چادر میں داخل کر لیا، پھر فاطمہ آئیں انہیں بھی چادر میں لے لیا، پھر علی آئے انہیں بھی

چادر میں داخل کرلیا پھر (آیہ تطہیر) انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطہرکم تطہیرا کی تلاوت کی، یہ دلیل ہے اس بات کی کہ صرف یہی وہ لوگ ہیں جن کو خداوند عالم نے آیہ تطہیر میں اہلبیت کے نام سے یاد کیا ہے اور جن کو حضرت نے چادر میں داخل کیا ہے، مسلم ہی نے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ جب "آیہ مباہلہ" نازل ہوئی تو رسولؐ خدا نے علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کو بلایا اور فرمایا: پروردگارا یہ ہیں میرے اہلبیت"(۱)

اس کے علاوہ اور بھی شواہد ہیں جو حدیث میں زید بن ارقم کے تحریف وتصرف کی نشاندہی کرتے ہیں، مگر حق تو وہی جو چڑھ کر بولے چنانچہ زید بن ارقم ہی نے دوسرے مقام پر پیغمبرؐ اسلام سے حدیث ثقلین کی جو روایت کی ہے اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ حضرتؐ نے اہلبیتؑ سے تمسک اور ان کی اتباع کا حکم دیا ہے، نیز ان سے آگے بڑھ جانے اور ان سے پیچھے رہ جانے سے بھی منع کیا ہے، ملاحظہ کیجئے "صحیح ترمذی" ابن انباری کی "المصاحف" طبرانی کی "المعجم الکبیر" حاکم کی "المستدرک علی الصحیحین" ابن مغازلی کی "المناقب" ان کے علاوہ دیگر معتبر کتب حدیث۔

۳۔ "صحیح مسلم" میں موجود جناب جابر سے مروی حدیث ثقلین سے ابن تیمیہ کا تمسک کرنا اور یہ ادعا کرنا کہ حضرتؐ نے صرف کتاب خدا (قرآن) سے تمسک کا حکم دیا ہے، بھی لغو اور اس کا بطلان واضح ہے، اس لئے کہ "صحیح مسلم" میں جناب جابر سے منقول حدیث

۱۔ کفایۃ الطالب ص ۵۴

ثقلین اگر چہ تحریف شدہ نقل ہوئی ہے، مگر ''اہلبیت'' کے ساتھ تمسک کا حکم دیا گیا ہے، ترمذی کی عبارت یہ ہے:

''ہم سے نصر بن عبدالرحمٰن کوفی نے بیان کیا انہوں نے زید بن حسن سے انہوں نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے (جناب) جابر سے روایت کی ہے، جابر کا کہنا ہے کہ میں نے آنحضرت کو حج میں عرفہ کے دن ناقہء قصوا پر سوار خطبہ دیتے دیکھا، میں نے خود آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! میں تم ایسی چیزیں چھوڑے جا تا ہوں کہ اگر تم انہیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا دوسرے میرے اہلبیت''(۱)

ابن تیمیہ کو ''مسلم'' کے طریق سے منقول محرف حدیث ثقلین نقل ہی نہیں کرنی چاہئے تھی، مگر انہوں نے نہ صرف یہ کہ اسے نقل کیا بلکہ اس سے احتجاج بھی کیا ہے، ظاہری بات ہے جب حیا ہی اٹھ جائے تو پھر انسان کچھ بھی کر سکتا ہے۔

۴۔ ابن تیمیہ کا یہ ادعا کہ حضرتؐ کے اس ارشاد'' وعترتی و انهمالن یتفرقا حتی یردا علیّ الحوض '' کو ترمذی نے نقل کیا ہے، اور اس کے بارے میں احمد سے دریافت کیا گیا تھا، اور اس کی بہت سے علماء نے تضعیف کی ہے اور اس کو صحیح نہیں کہا ہے، غلط اور درج ذیل باتوں کی وجہ سے باطل ہے۔

۱۔ ان کی باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت نے جو ''عترت'' کی پیروی کا حکم دیا

۱۔ صحیح ترمذی ج۵ ص۶۲۱ باب المناقب

ہے،اس کی صرف ''ترمذی'' نے روایت کی ہےاورترمذی کے علاوہ کسی اور نے روایت نہیں کی ہے، جب کہ آپ نے بحث سند میں دیکھا کہ اہلسنت کے کتنے علمائے سابقین ولاحقین نے تمسک بہ اہلبیتؑ والی حدیث کی روایت کی ہے

۲۔ان کی باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث ثقلین میں حضرت کا یہ ارشاد'' وانهما لن یتفرقا حتی یردا علیّ الحوض ''(یعنی یہ دونوں (قرآن واہلبیت) کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں) صرف ''ترمذی'' کی روایت ہے، جب کہ آپ نے بحث سند میں دیکھا کہ کتنے علمائے اہلسنت نے اس عبارت کے ساتھ حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، کہ ان میں چند یہ ہیں، رکین فزاری،عبدالملک عزرمی ،اعمش ،ابن اسحاق ،اسرائیل بن یونس سبیعی ،عبدالرحمٰن مسعودی، محمد بن طلحہ یامی ،یشکری، شریک ضبی ،جریر بن عبدالحمید، محمد بن فضیل ضبی ،عبداللہ بن زہیر ہمدانی ،ابواحمد زبیری، ابو عامر عقدی ،اسود بن عامر شامی، یحییٰ بن حماد شیبانی ،ابن سعد، مخرمی ،ابن بقیہ واسطی ،احمد بن حنبل ،عبد بن حمید کشی ،عباد بن یعقوب اسدی، جہضمی ،عنزی، طریقی ،رقاشی ،محمد بن ابی العوام ریاحی ،حکیم ترمذی ،عبداللہ بن احمد ، بزار ،قبانی ،نسائی ،ابویعلی ،طبری ، باغندی اسفرائنی ،بغوی ،ابن انباری ،ابن عقدہ ،جعابی ،طبرانی ،قطیعی ،ازھری ،ذہبی ،حاکم ،ثعلبی ابونعیم ،ابن عساکر ،ضیاء مقدسی...............

۳۔ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ ''احمد سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تھا'' ان کی بات ہم نہیں سمجھ پائے کہ آیا حدیث کے متعلق پوچھنا حدیث کی قدح وضعف کا باعث ہے؟ کیا احمد۔

اپنی ''مسند'' میں اس کو نقل نہیں کیا جیسا کہ ہم نے پیش کیا؟ کیا احمد نے ''مناقب علی'' میں اس حدیث کو نقل نہیں کیا؟ سوال کرنے والا کون تھا؟ احمد نے اس کا کیا جواب دیا تھا؟ آخر کیا وجہ تھی کہ احمد کے جواب کو پیش نہیں کیا؟ اتنے سوالات ہیں جو ابن تیمیہ کی باتوں کی وجہ سے ذہن میں آتے ہیں۔

بہر حال ''احمد'' نے اس حدیث کو یا ضعیف کہا ہوگا یا صحیح، اگر ضعیف کہا تھا تو پھر کیوں بیان نہیں کیا جب کہ یہ ان کا مؤید بنتا؟ اور اگر ''احمد'' نے حدیث کو صحیح کہا تھا تو اس سے کیوں چشم پوشی کی کیا یہ خیانت نہیں ہے؟ لہذا ابن تیمیہ کی بات تعجب خیز ہے، اور احمد کا حدیث ثقلین کو صحیح قرار دینا اور اس کو اپنی ''مسند'' اور ''مناقب'' میں نقل کرنا ہی ابن تیمیہ کا منھ توڑ جواب ہے۔

۴۔ ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ ''اس حدیث کو اہل علم کی ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے اور اس کو صحیح نہیں جانا ہے'' یہ ابن تیمیہ ہی کی گڑھی ہوئی بات ہے، جس کو ایک عام آدمی بھی پسند نہیں کرتا چہ جائیکہ وہ جس کو ''شیخ الاسلام'' کہا جاتا ہو!

خلاصہ یہ کہ بہت تلاش کے باوجود ہم کو کوئی ایسا نظر نہیں آیا جو حدیث کے اس حصے کا منکر ہوا ہو، بخاری نے اصل حدیث سے انکار کی احمد کی طرف تو نسبت دی (جس کا حقیقت سے دور کا بھی ربط نہیں ہے، بلکہ احمد نے متعدد طرق و اسناد سے اس کو نقل کیا ہے) اسی طرح ابن جوزی نے بھی اصل حدیث پر طعن کیا، مگر کوئی ایسا نہیں ملا جس نے اصل حدیث تسلیم کیا ہو اور صرف آخری حصے سے انکار کیا ہو، یہ اور بات ہے کہ ابن تیمیہ نے اپنی طرف سے بعض

اہل علم کی طرف اس کے منکر ہونے کی نسبت دے دی مگر نام نہیں بتائے ایسا کیوں کیا؟ اگر فہرست کے طولانی ہونے کا خطرہ تھا تو کم سے کم ایک ہی نام بتا دیتے، حقیقت یہ ہے کہ ابن تیمیہ کی بات بڑی تعجب خیز ہے!

حدیث ثقلین کی بحث سند کو دیکھنے کے بعد ہر شخص یہی کہے گا کہ اس حدیث کی صحت پر اجماع ہے، بلکہ بعض نے تو اجماع کی تصریح کی ہے.

ابن تیمیہ کا ایک اور شگوفہ اور اس کا جواب

ابن تیمیہ حدیث غدیر کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں:

''چونکہ رسولؐ خدا نے حجۃ الوداع میں امامت علی کے متعلق کچھ نہیں کہا اور کسی نے بھی خواہ بہ اسناد صحیح یا بہ اسناد ضعیف نہیں کہا کہ حضرتؐ نے حجۃ الوداع میں اپنے کسی بھی خطبہ میں امامت علی کے بارے میں کچھ کہا، جب کہ وہاں جم غفیر تھا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امامت علی کا موضوع اس پیغام کا جز نہیں تھا جس کے پہونچانے پر آپ مامور کئے گئے تھے، بلکہ حدیث موالات اور حدیث ثقلین یا ان جیسی حدیثیں جنہیں امامت کے بارے میں پیش کی جاتی ہیں ان میں بھی امامت کی بات نہیں چھیڑی، اور مسلم نے جو اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے غدیر خم میں فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور اس کی طرف ترغیب وتشویق دینے کے بعد فرمایا: اور دوسرے میری عترت واہلبیت، پھر تین مرتبہ فرمایا: میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ

یاددلاتاہوں، اس روایت کوصرف مسلم نے نقل کیا ہے، بخاری نے ان کونقل نہیں کیا، اور ترمذی نے اس کی روایت کرنے کے بعداس میں اضافہ کردیا ''یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں'' جس پر بعض حفاظ حدیث نے اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حصہ حدیث کا جز نہیں ہے ،اور جنہوں نے اس حدیث کوصحیح کہا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت کی ساری عترت کہ وہ بنی ہاشم ہیں، ضلالت پر اجماع واتفاق نہیں کریں گے، یہ بات قاضی ابو یعلی وغیرہ کے جواب میں اہلسنت کی ایک جماعت نے کہی ہے، اور صحیح مسلم میں جو حدیث ہے اس کے بارے میں اگر فرض کریں کہ اس کو رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے، تو اس کے بارے میں سوائے کتاب خدا کی پیروی کے کچھ اور نہیں ہے ،جس کو حجۃ الوداع سے پہلے بھی ارشاد فرمایا تھا اور عترت کی پیروی کا حکم نہیں دیا تھا، صرف اتنا کہا تھا ''میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاددلاتاہوں،'' یہ بات امت سے اس لئے کہی تھی تا کہ نہ ان (اہلبیت) کی حق تلفی ہونے پائے اور نہ ہی ان پر ظلم وستم ہونے پائے، کہ جس کی غدیر سے پہلے بھی سفارش کی تھی، لہذا ان مقدمات سے معلوم ہوا کہ حدیث، امامتِ علی کے بارے میں نہیں ہے'' (۱)

جواب

ابن تیمیہ کے اس بیان کے کئی جوابات ہیں۔

۱۔منہاج السنۃ ج۴ص۸۵

اول: ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ ''حجۃ الوداع میں حضرتؐ نے نہ امامت علی کے بارے میں کچھ کہا اور نہ ہی اس کے متعلقات کے بارے میں، اور کسی نے نہ بہ اسناد صحیح اور نہ ہی بہ اسناد ضعیف نقل کیا ہے کہ حضرت نے حجۃ الوداع میں امامت علی کے متعلق کچھ کہا ہے'' مردود اور خلاف واقع بات ہے، کیونکہ جو شخص بھی تحقیق کرے گا وہ اسی نتیجہ پر پہونچے گا کہ حضرت نے (بقیہ نصوص سے قطع نظر) اسی حدیث ثقلین کی حجۃ الوداع میں کئی بار تکرار کر کے امامتِ حضرت علیؑ کو ثابت کیا ہے۔

دوم: ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ ''مجمع عمومی میں جس پیغام الٰہی کے پہونچانے پر حضرتؐ مامور تھے، اس میں کہیں بھی علی کا نام نہیں لیا'' بھی غلط ہے، کیونکہ آنحضرتؐ نے اہلبیتؑ کا ذکر کیا ہے جس کے ضمن میں خود حضرت علیؑ بھی آتے ہیں، اس کے علاوہ حضرت نے حجۃ الوداع میں حضرت علیؑ کے متعلق مخصوص خطبہ ارشاد فرمایا تھا اور آپ کی عصمت و افضلیت کو ثابت کیا تھا چنانچہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

''رسول خدا نے علی کو زکوٰۃ اور جزیہ لینے کے لئے نجران بھیجا، علی گئے اور اپنے فرائض انجام دینے کے بعد مکہ میں حجۃ الوداع میں رسول خداؐ سے جا ملے اور اپنے لشکر میں ایک سپاہی کو اپنا جانشین بنا دیا اور قبل اس کے کہ لشکر وارد مکہ ہو، علی نے اپنے کو حضرت کے حضور میں پہونچایا، جس شخص کو علی نے اپنا جانشین بنایا تھا اس نے علی کی اجازت کے بغیر سارے سپاہیوں کو ایک ایک حلہ تقسیم کر دیا، جب لشکر وارد مکہ ہوا اور علی نے دیکھا کہ ہر سپاہی حلہ زیب تن کئے ہے، تو علی نے ان

حلوں کو اتروایا، سپاہیوں نے حضرتؐ سے علی کی شکایت کی، رسولؐ خدا نے ان کی باتوں کو سننے کے بعد خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! تم علی کی شکایت نہ کرو! وہ احکام الٰہی کے عمل پیرا ہونے میں بہت سخت ہے'' (١)

ابن ھشام (٢) اور ابن جریر (٣) طبری نے بھی اسی کی روایت کی ہے۔

سوم: ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ ''رسولؐ خدا جن باتوں کے پہونچانے پر مامور تھے ان میں امامتِ (حضرت) علی کا موضوع شامل نہیں تھا، بلکہ حدیث موالات (حدیث غدیر) اور حدیث ثقلین جن کو امامت کے سلسلے میں پیش کیا جاتا ہے، ان کے بھی بیان کرنے کا حکم نہیں آیا تھا، درج ذیل دلائل کی روشنی میں غلط اور باطل ہے۔

١۔ گزشتہ روایات واحادیث ان کے اس دعوے کو غلط ثابت کرتی ہیں کہ رسول خداؐ نے امامت علیؑ کے متعلق حجۃ الوداع میں کچھ نہیں کہا.

٢۔ گزشتہ روایات واحادیث ہی کی روشنی میں ان کا یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ حضرتؐ نے اپنے خطبے میں حضرت علیؑ کا نام نہیں لیا تھا.

٣۔ ابن تیمیہ کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ حضرتؐ صرف تمام احکام الٰہی کے پہونچانے پر مامور تھے، کیونکہ جو بھی غور کرے گا وہ اس نتیجہ پر پہونچے گا کہ حضرتؐ کا خطبہ آغاز بعثت سے حجۃ الوداع تک کے احکام پر مشتمل نہیں تھا اور اگر فرض کریں کہ حضرت نے اپنے خطبہ میں سارے احکام بیان کئے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے بعد جو کہا وہ جزء دین نہیں تھا

١۔ تاریخ الکامل ج٢ص ١٢٦　٢۔ السیرۃ النبویہ ج٢ص ٦٠٣۔٦٠٢　٣۔ تاریخ الطبری ج٢ص ٤٠٢۔٤٠١

، کیونکہ ایسی بات تو کوئی بھی عقلمند نہیں کہہ سکتا، البتہ ابن تیمیہ کے لئے کوئی بڑی بات نہیں کہ وہ حدیث غدیر اور حدیث ثقلین کو جن کے پہونچانے پر حضرت مامور تھے، دین سے بلکہ مطلق اسلام سے خارج کر دیں، کیونکہ ان کا ہدف ہی اہلبیت سے دشمنی اور کینہ توزی تھا، جن میں سرفہرست حضرت علیؑ تھے۔

۴۔ ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ حدیث غدیر کا ذکر حجۃ الوداع میں نہیں کیا، یہ مذکورروایتوں کو دیکھتے ہوئے سوائے آنکھ میں دھول جھونکنے کے کچھ بھی نہیں ہے، میں نے ان روایتوں کو جن میں حجۃ الوداع میں حدیث غدیر کا ذکر موجود ہے، ''عبقات الانوار حدیث غدیر'' میں تفصیل سے پیش کیا ہے۔

۵۔ ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ حجۃ الوداع میں حضرتؐ نے حدیث ثقلین بیان نہیں کی تھی، یہ ان کی یا جہالت ہے یا تجاہل، کیونکہ پہلے بیان کر چکا ہوں کہ اس حدیث کو حضرت نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن، اسی طرح غدیر خم میں اپنے خطبہ میں بیان فرمایا تھا. جیسا کہ ''صحیح ترمذی'' میں موجود روایت اس کی حکایت کرتی ہے، پورے خطبہ غدیر کو ابن عبدربہ کی کتاب ''العقد الفرید'' سے نقل کر رہا ہوں

''ساری حمد اللہ کے لئے ہے، اسی کی ہم حمد کرتے ہیں، اسی سے طلب مغفرت کرتے ہیں، اسی کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں، اور شرِ نفس اور برے اعمال میں اسی سے پناہ مانگتے ہیں، جس کی خدا ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کر دے اس کی کوئی ہدایت نہیں کر سکتا، میں گواہی دیتا

ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، وہ وحدہ لاشریک لہ ہے، اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے، اے بندگان خدا میں تم کو تقوائے الٰہی کی وصیت کرتا ہوں اور تمہیں اطاعت خداوندی کی ترغیب دیتا ہوں اور تمھارے سامنے اچھی باتیں بیان کرتا ہوں۔

امابعد، اے لوگو! جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں اس کو غور سے سنو، کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اگلے سال اسی مقام پر تم سے ملوں یا نہیں، اے لوگو! تمھارے خون اور تمھارے اموال تم پر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پہونچنے تک اسی طرح حرام ہیں جس طرح اس ماہ میں اس جگہ پر یہ دن حرمت رکھتا ہے، کیا میں نے پیغام الٰہی پہونچا دیا ہے؟ خدایا گواہ رہنا کہ میں نے تیرا پیغام پہونچا دیا، جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہے، وہ اس کو صاحب امانت کے حوالہ کردے، جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا ہے میرے چچا عباس بن عبدالمطلب نے سب سے پہلے سود لیا تھا، جاہلیت کی خونریزی ختم ہوگئی ہے، پہلا خون عامر بن ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب کا بہا تھا، جاہلیت کی ساری رسومات سوائے سدانہ (خانہ کعبہ کی خدمت کرنا) اور سقایہ (حجاج کو پانی پلانا) کے ختم ہوگئی ہیں، اگر کوئی شخص جان بوجھ کر یا اس کے مثل (شبہ عمد) کسی کو قتل کرے تو مقتول کے بدلے قاتل کو قتل کیا جائے گا، اور جو عصا یا پتھر کے ذریعہ قتل کر دیا جائے اس کی دیت سو اونٹ ہیں، اور اگر کسی نے اس میں کچھ اضافہ کیا تو وہ اہل جاہلیت میں سے ہے۔

اے لوگو! بتحقیق شیطان اس زمین پر اپنی پرستش سے مایوس ہو چکا ہے، لیکن وہ اس بات پر راضی ہے کہ جن اعمال کو تم اہمیت نہیں دیتے اس کے ذریعہ اس کی اطاعت کی جائے۔

اے لوگو! مہینوں کی ترتیب بدل دینا بھی کفر کو بڑھاوا دینا ہے کہ اس سے کفار اور بہک جاتے ہیں، ایک سال اسی مہینہ کو حلال سمجھ لیتے ہیں اور دوسرے سال اسی کو حرام کہتے ہیں، تا کہ خدا نے جو (چار مہینے) حرام کئے ہیں ان کی تعداد پوری کرلیں، اور خداوند عالم نے زمین وآسمان کی خلقت میں زمانے کی جو ہیئت قرار دی ہے وہ اسی کے مطابق گردش کرتا ہے اور اس میں تو شک ہی نہیں کہ خدا نے جس دن زمین وآسمان کو خلق کیا اسی دن سے خدا کے نزدیک خدا کی کتاب (لوح محفوظ) میں مہینوں کی تعداد بارہ ہے، ان میں سے چار مہینے حرمت کے ہیں، تین تو پے در پے ہیں جو یہ ہیں ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور ایک رجب کا مہینہ ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہے، کیا میں نے پیغام الٰہی پہونچا دیا، اے خدا! گواہ رہنا کہ میں نے تیرا پیغام پہونچا دیا۔

اے لوگو! تمھاری بیویوں کا تم پر حق ہے اور تمھارا تمھاری بیویوں پر حق ہے ، تمھارا ان پر حق یہ ہے کہ تمھارے علاوہ کوئی اور ان سے ہمبستری نہ کرے اور تمھای اجازت کے بغیر کسی بھی ایسے شخص کو گھر میں راہ نہ دیں جس کو تم ناپسند کرتے ہو، اور وہ بدکاری نہ کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو خدا کی طرف سے

اجازت ہے کہ تم ان کے ساتھ نزدیکی نہ کرو اور ان کے ساتھ بستر پر سونا چھوڑ دو، اور انہیں مارو مگر شدت کے ساتھ نہیں، پس اگر وہ اپنی حرکت سے باز آجائیں اور تمھارا کہا مانیں تو ان کی خوراک و پوشاک معمول کے مطابق تمھارے ذمہ ہے، بتحقیق عورتیں تمھارے پاس بیچاری ہیں، ان کے پاس اپنے لئے کچھ بھی نہیں ہے، تم نے انہیں بطور امانت خدا سے لیا ہے اور کلمہء خدا (صیغہ نکاح) کے ذریعہ ان کی فروج کو حلال کیا ہے، عورتوں کے سلسلے میں تقوائے الٰہی کو اختیار کرو اور میں ان کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔

اے لوگو! مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں، بغیر اجازت کے کسی کا مال کسی کے لئے حلال نہیں ہے، کیا میں نے پیغام الٰہی پہونچا دیا؟ خدایا گواہ رہنا میں نے تیرا پیغام پہونچا دیا، میرے بعد کفر کی طرف نہ پلٹ جانا کہ تم میں سے بعض، بعض کو ماریں، ''بتحقیق میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے، کتاب خدا اور میرے اہلبیت'' کیا میں نے پیغام الٰہی پہونچا دیا؟ خدایا گواہ رہنا میں نے تیرا پیغام پہونچا دیا!

اے لوگو! تمھارا پروردگار ایک ہے، تمھارا باپ ایک ہے، تم سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے تھے، تم میں خدا سے نزدیک وہی ہے جو متقی ہے، عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے مگر تقویٰ کی وجہ سے، کیا میں نے پیغام الٰہی پہونچا دیا؟ سبھی نے ہم آواز ہوکر کہا بیشک آپ نے پیغام الٰہی پہونچا دیا! پھر حضرت

نے فرمایا، ان پیغامات کو حاضرین، غائبین تک پہونچادیں۔

اے لوگو! خدا نے میراث میں ہر وارث کا حصہ مقرر کیا ہے، اور وارث ثلث سے زیادہ اپنے مال کے بارے میں وصیت نہیں کرسکتا ہے، اور اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے تو بچہ باپ سے ملحق ہوگا اور زانی کو سنگسار کیا جائے گا،، اور اگر کسی نے کسی کو اس باپ کے نام کے بجائے کسی اور کے نام کے ذریعہ پکارا ، یا اس کے مولی کے نام کے علاوہ کسی اور کے نام سے پکارا تو اس پر خدا، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اور خدا اس کے کسی بھی عمل کو قبول نہیں کرے گا۔" (۱)

اس کے علاوہ اور بھی روایتیں ہیں جو اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ حضرت نے یہ حدیث حجۃ الوداع میں ارشاد فرمائی تھی، چنانچہ سمہودی طرق حدیث ثقلین بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"حافظ ابومحمد عبدالعزیز بن اخضر نے "معالم العترۃ" میں حدیث ثقلین نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ رسولؐ خدا نے یہ حدیث حجۃ الوداع میں ارشاد فرمائی تھی" (۲)

حافظ زرندی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"حجۃ الوداع میں رسولؐ خدا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، اور فرمایا: میں حوض کوثر پر پہونچوں گا اور تم بھی میرے بعد وہاں پہونچو گے، پھر میں تم سے اپنے ثقلین کے بارے میں سوال کروں گا کہ تم نے ان کے ساتھ کیسا

۱۔ العقد الفرید ج۲ ص ۱۱۱۔۱۱۰ ۲۔ جواہر العقدین ج۲ ص ۷۳

سلوک کیا......"(۱)

زرندی کی اسی روایت کو سمہودی نے "جواهر العقدین" (۲) میں اور شیخانی قادری نے "الصراط السوی" میں نقل کیا ہے۔

بہت سے اکابر علمائے اہلسنت قائل ہیں کہ حجۃ الوداع میں حضرتؐ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی، چنانچہ سمہودی "جواہر العقدین" میں طرق حدیث ثقلین بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"پانچویں تنبیہ: گزشتہ حدیثیں اہلبیت نبی کے ساتھ تمسک کرنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک پر دلالت کرتی ہیں، بہت سی روایتوں کی رو سے حضرت نے غدیر خم میں خطبہ کے درمیان یہ بات کہی اور ترمذی کے مطابق عرفہ کے دن اور عبد الرحمٰن بن عوف کے بقول طائف کے بعد اور ام سلمی کے بقول مرض الموت میں، جب کہ اصحاب سے حجرہ بھرا ہوا تھا، حدیث ثقلین ارشاد فرمائی تھی" (۳)

ابن حجر مکی "صواعق محرقہ" میں بہت سے طرق سے حدیث ثقلین نقل کرنے کے بعد اور اہلبیت کے ساتھ تمسک کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"اس حدیث (ثقلین) کی بیس سے زیادہ اصحاب نے روایت کی ہے، اور بعض روایتوں میں ہے کہ حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی"

شیخانی قادری "الصراط السوی" میں ابوسعید سے حدیث ثقلین نقل کرنے کے بعد لکھتے

۱۔ نظم درر السمطین ص ۲۳۳ ۲۔ جواہر العقدین ج ۲ ص ۷۵ ۳۔ جواہر العقدین ج ۲ ص ۱۱۵

ہیں ''مروی ہے کہ حضرت نے یہ حدیث حجۃ الوداع میں ارشاد فرمائی تھی'' سندھی نے بھی حجۃ الوداع ہی کو حدیث ثقلین بیان کرنے کی جگہ بتایا ہے۔

چہارم: ابن تیمیہ نے ''صحیح مسلم'' میں موجود زید بن ارقم کی تحریف شدہ حدیث ثقلین کو نقل تو کیا ہے، مگر صرف اسی تحریف پر انہوں نے اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس میں اور اضافہ کر کے حدیث کو ناقص بنا دیا۔

پنجم: ابن تیمیہ نے سوچا کہ اس حدیث کو شیخین میں سے صرف ''مسلم'' نے نقل کیا ہے ''بخاری'' نے نقل نہیں کیا ہے، اور ''بخاری'' کا نقل نہ کرنا حدیث کے ضعف کا موجب ہے، مگر انہیں نہیں معلوم کہ اس حدیث کا نقل نہ کرنا بخاری اور ان کی ''صحیح'' کے معایب کا تو موجب بنے گا، ضعف حدیث کا سبب نہیں بنے گا، اور اگر ''بخاری'' اور ''مسلم'' دونوں ہی اس حدیث کو نقل نہ کرتے بلکہ اس پر اعتراض کرتے اور اس کو ضعیف قرار دیتے، تب بھی ان کی باتوں کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، کیونکہ اس حدیث متواتر کی روایت کرنے والے عظیم المرتبت علماء و محدثین کی اتنی وافر تعداد ہے جن کے مقابلے ''بخاری'' اور ''مسلم'' کی باتیں بے اہمیت ہوتیں، بحمد اللہ اس سے پہلے بیان کیا ہے کہ حاکم نے اپنی ''مستدرک'' میں حدیث ثقلین کو مختلف الفاظ میں متعدد معتبر طرق و اسناد سے نقل کیا ہے کہ ان میں کی ہر روایت ''بخاری'' اور ''مسلم'' کے معیار پر بھی صحیح ہے لیکن ان دونوں نے نقل نہیں کیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ''بخاری'' نے حدیث ثقلین کو اصلاً ذکر نہ کر کے حدیث کے سلسلے میں بہت بڑی خیانت کی ہے، مگر یہ کہ ان کے احتیاط کو حدیث نقل نہ کرنے کی وجہ بتائی جائے

کیونکہ زید بن ارقم نے آغاز کلام ہی میں کہدیا تھا کہ ''خدا کی قسم میری عمر زیادہ ہوگئی ہے اور میں بعید العہد ہو گیا ہوں اور جو باتیں میرے ذہن میں تھیں ان میں کی بعض باتیں ذہن سے نکل چکی ہیں''

لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اہلسنت کا کوئی بھی عالم ایسی توجیہ کرے، کیونکہ ان کی نظر میں زید بن ارقم اور دیگر صحابہ عادل ہیں، بالفرض اگر ''بخاری'' نے احتیاط کی خاطر ''مسلم'' والی روایت نقل نہیں کی، تو پھر جن الفاظ واسناد سے حاکم نے اپنی ''مستدرک'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ''بخاری'' اور ''مسلم'' کے شرائط صحت پر صحیح قرار دیا ہے انہیں کیوں نقل نہیں کیا؟

مذکورہ باتوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ''مسلم'' حقیقت بیانی میں ''بخاری'' کی طرح بخل سے کام نہیں لیتے تھے اور اصل قضیہ کو نظر انداز نہیں کرتے تھے، بلکہ تھوڑے حقائق بیان کردیتے تھے، اسی وجہ سے متعصب علمائے اہلسنت اور دشمنانِ اہلبیتؑ کی نظر میں ''صحیح مسلم'' کا مرتبہ ''صحیح بخاری'' کے بعد ہے (جب کہ فنی لحاظ سے صحیح مسلم، صحیح بخاری سے جامع ہے)

ششم: ابن تیمیہ نے دوبارہ یہ بات کہی ہے کہ روایت کے اس جملے ''یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں'' کو صرف ترمذی نے نقل کیا ہے، جب کہ ان کی بات حقیقت سے کوسوں دور ہے، کیونکہ حدیث ثقلین بحث سند کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ترمذی سے پہلے اور ان کے بعد بہت سے عظیم المرتبت حفاظ، اکابر محدثین،

اصحاب صحاح اور شیوخ حدیث نے مذکورہ جملہ کے ساتھ حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔

ہفتم: ابن تیمیہ نے اس جملہ پر ''یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے......'' اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ بہت سے علمائے اہلسنت نے اس پر اعتراض کیا ہے، جب کہ معترضین میں سے کسی ایک کا بھی نام نہیں لیا، لیکن ہم نے اس جملے کے جزء حدیث ثقلین ہونے کو ثابت کیا ہے، اور ابن جوزی کا جواب دیتے وقت ابن تیمیہ کے اس اعتراض کو غلط ثابت کیا ہے۔

اس کے علاوہ ابوعوانہ نے اس عبارت کو اپنی ''المسند الصحیح'' میں حدیث ثقلین کے ضمن میں بہ روایت زید بن ارقم نقل کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، اور ان کا اپنی ''صحیح'' میں نقل کرنا خود اس کی صحت کی دلیل ہے، اور چونکہ ان کی کتاب ''مستخرجات صحیح مسلم'' میں سے ہے اس لئے بھی اس حدیث کی صحت ثابت ہے، کیونکہ مستخرجین نے صرف صحیح احادیث کا اخراج کیا ہے، اور ''تدریب الراوی'' میں سیوطی کے بقول احادیث صحیحین کے علاوہ اور بھی حدیثوں کا مستخرجات میں پایا جانا ان کی صحت پر دلالت کرتا ہے۔

ابن الصلاح کہتے ہیں:

''صحیحین میں موجود حدیثوں کے علاوہ صحیح احادیث کو طالبان حدیث، مورد اعتماد اور مشہور ائمہ حدیث کی کتابوں سے حاصل کرتے ہیں جیسے ابوداؤد سجستانی، ابوعیسی ترمذی، ابوعبدالرحمٰن نسائی، ابوبکر ابن خزیمہ اور ابوالحسن دارقطنی وغیرہ کی کتابیں، جب کہ انہوں نے روایات کی صحت کی تصریح کی ہو، البتہ ابوداؤد، ترمذی اور نسائی وغیرہ کی کتابیں جن میں صحیح اور غیر صحیح حدیثوں کی جمع

آوری ہوئی ہے ان میں صرف حدیث کا ہونا کافی نہیں ہے، لیکن جن کتابوں کے مؤلفین متعہد ہوئے ہیں کہ وہ اپنی کتاب میں صرف صحیح روایتوں کو جمع کر رہے ہیں، تو اس صورت میں کتاب میں صرف حدیث کا وجود اس کی صحت کی علامت ہے جیسے ابو عوانہ اسفرائنی، ابو بکر اسماعیلی اور ابو بکر برقانی وغیرہ کی کتابیں، جن میں انہوں نے یا حذف شدہ روایتوں کی تکمیل کی ہے یا بہت سی ''صحیحین'' کی روایتوں کی شرح کی ہے، ان میں کی بہت سی حدیثیں ابو عبداللہ حمیدی کی کتاب ''الجمع بین الصحیحین'' میں موجود ہیں'' (۱)

نیز کہتے ہیں: ''ان دونوں صحیح کے مستخرجات سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ۱۔ اس حدیث کے اسناد عالی (عالی السند) ہیں۔ ۲۔ جو عبارت صحیح کے ضمن میں ہے وہ بھی صحیح ہے، کیونکہ یہ اضافی عبارت بھی اسی عالی السند سے نقل ہوئی ہے جو ''صحیح بخاری'' اور ''صحیح مسلم'' میں یا کسی ایک میں موجود ہے'' (۲)

عراقی لکھتے ہیں:

''صحیح روایتیں ان کتابوں سے بھی حاصل ہوتی ہیں، جو صرف صحیح روایتوں کی جمع آوری کے لئے تالیف کی گئی ہیں جیسے ''صحیح ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ'' ''صحیح ابو حاتم محمد بن حبان المسمی بالتقاسیم والانواع'' اور ابو عبداللہ حاکم کی ''المستدرک علی الصحیحین'' اسی طرح مستخرجات صحیحین میں جو اضافے پائے جاتے ہیں

۱۔ علوم الحدیث باشرح عراقی ص ۲۸۔۲۷ ۲۔ علوم الحدیث ص ۳۱

وہ بھی صحیح ہیں، جیسا کہ عنقریب بیان کریں گے''(۱)

ان عبارتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مستخرجات صحیح میں موجود اضافی عبارتیں بھی صحیح ہیں، لہذا چونکہ یہ عبارت ''یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں'' ابوعوانہ اسفرائنی کی کتاب میں موجود حدیث ثقلین میں ہے، لہذا حدیث کا یہ حصہ بھی بغیر کسی شک وشبہ کے صحیح ہے، اور صحیح مسلم میں موجود حدیث ثقلین کا جز ہے، اور چونکہ ابن تیمیہ نے ''صحیح مسلم'' میں موجود اصل حدیث ثقلین کو قبول کیا ہے، لہذا اس آخری جملے کو بھی وہ قبول کریں اور بجائے انکار کے اس کی صحت کا اعتراف کریں۔

اسی طرح امام المحدثین ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری نے بھی ''المستدرک علی الصحیحین'' میں جو حدیث ثقلین نقل کی ہے، اس میں بھی یہ جملہ موجود ہے ''انھما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض'' (یعنی یہ دونوں (قرآن اور اہلبیتؑ) کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں) اس کے بعد حاکم لکھتے ہیں: ''یہ حدیث ان شرائط کے مطابق صحیح ہے جنھیں مسلم اور بخاری نے صحت حدیث کیلئے بیان فرمائی ہیں''

عراقی کے کہنے کے مطابق ''المستدرک علی الصحیحین'' ان کتابوں میں ہے، جن میں احادیث صحیحین کے علاوہ بھی صحیح حدیثیں ہیں، اس بناء پر ہر منصف مزاج انسان کی نظر میں یہ عبارت ان احادیث کی طرح صحیح ہے، جس کی صحت پر شیخین کا اتفاق ہے خواہ یہ عبارت ان دونوں کتابوں میں موجود ہو یا نہ ہو، اور ''تدریب الراوی'' میں سیوطی نے محمد بن طاہر

۱۔ شرح الفیۃ الحدیث ج۱ص ۵۴

مقدسی سے نقل کیا ہے کہ جن حدیثوں کو ''شیخین'' کی شرائط کے مطابق نقل کیا جائے وہ قطعی الصدور ہیں، خواہ شیخین نے انہیں نقل نہ کیا ہو۔

ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حدیث ثقلین کے اس جملے'' انهما لن يفترقا حتی يردا علیّ الحوض '' کے بارے میں اگر ہم ادعائے تواتر کریں اور کہیں کہ یہ جملہ بھی حدیث ثقلین کا جز ہے، تو یہ خلاف واقع بات نہ ہوگی، اس لئے کہ استشہاد حضرت علیؑ والی روایت جس کو حافظ ابن عقدہ نے ''کتاب الموالاۃ'' میں اور حافظ سخاوی، علامہ سمہودی اور فاضل احمد بن فضل مکی نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے، سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جملے (یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے ......) کے ساتھ حدیث ثقلین کی سترہ صحابیوں نے روایت کی ہے اور حضرت علیؑ نے بھی اس کی تصدیق کی ہے، اور اتنے اصحاب کا کسی حدیث کی روایت کرنا اس کے تواتر ہی پر نہیں بلکہ تواتر سے بالاتر پر دلالت کرتا ہے، اس لئے کہ ابن حجر مکی نے ''صواعق محرقہ'' میں صلوۃ ابو بکر کی بحث میں آٹھ صحابیوں کے روایت کرنے کو ''خبر متواتر'' سے تعبیر کیا ہے، اور حافظ ابن حزم نے ''المحلی'' میں ''منع بیع ماء'' کی بحث میں صرف چار صحابیوں کے نقل روایت کو ''خبر متواتر'' کہا ہے (کیونکہ پانی بیچنے کی حرمت پر دلالت کرنے والی حدیث کی صرف چار صحابیوں نے روایت کی ہے اور ان ہی کی روایت کو ابن حزم نے متواتر کہا ہے) پس ''انهما لن يفترقا حتی يردا علیّ الحوض'' والی حدیث جس کی سترہ صحابیوں نے روایت کی ہے یقیناً متواتر ہے، اسی وجہ سے مقبلی نے ''ملحقات الابحاث المسددہ'' میں مذکور عبارت (انهما لن يفترقا ......) کے ساتھ

حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد اس بات کی تصریح کی ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کی یہ حدیث (ثقلین) متواتر ہے۔

ہشتم: ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ ''اس حدیث میں کتاب خدا کی پیروی کے سوا کسی اور چیز کی وصیت نہیں کی'' حقیقت سے کوسوں دور اور جھوٹ پر مبنی بات ہے، اس لئے کہ اہلسنت کے مشاہیر علماء اور اکابر محدثین نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ حضرتؐ نے کتاب خدا اور اہلبیتؑ دونوں کی پیروی کا حکم دیا ہے، ملاحظہ کیجئے سندھی کی ''دراسات اللبیب'' کی گزشتہ عبارتیں۔

نہم: ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ ''صحیح مسلم میں موجود حدیث کو اگر ہم قول پیغمبرؐ مانیں تو اس میں بھی صرف کتاب خدا کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے، اور اس بات کو حضرتؐ نے حجۃ الوداع سے پہلے بھی کہا ہے'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحیح مسلم، میں موجود حدیث ثقلین کی صحت پر یقین نہیں رکھتے ہیں، کیونکہ انہوں نے کہا ہے ''اگر اس کو پیغمبر نے کہا ہو'' جو ان کے حدیث پر شک کرنے کی نشاندہی کرتا ہے، ان کے تشکیک کی وجہ کتمان حق اور انکار حقائق تھا مگر ان کے کتمان حق سے کیا ہوتا ہے جب کہ ارشاد الٰہی ہے ''یریدون لیطفؤ نور الله بافواهھم والله متم نوره و لو کره الکافرون '' (یعنی یہ لوگ اپنے منہ سے پھونک مار کر خدا کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں حالانکہ خدا اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا، اگر چہ کفار برا ہی کیوں نہ مانیں، سورہ صف۔ آیت ۸)

اور ان کا یہ کہنا کہ ''یہ ایسا حکم تھا جس کے بارے میں حجۃ الوداع سے پہلے بھی سفارش کی

تھی،، گزشتہ روایات سے ثابت ہوگیا کہ آنحضرتؐ نے صرف کتاب خدا کی پیروی کا حکم نہیں دیا تھا، بلکہ عرفہ کے دن اور دوسرے مواقع پر فرمایا تھا کہ میری عترت کے ساتھ قرآن کی پیروی کرو، اور کیسے ہوسکتا ہے کہ حضرت صرف کتاب کی پیروی کا حکم دیں، جب کہ حضرت ہی کی حدیث سے ثابت ہے کہ حوض کوثر تک قرآن اور اہلبیت میں جدائی ممکن نہیں ہے؟

دہم: ابن تیمیہ کی یہ خیال بافی کہ ''آنحضرتؐ نے عترت کی پیروی کا حکم نہیں دیا تھا، ان کے بارے میں صرف اتنا کہا تھا: میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں،، درج ذیل جوابات ان کی باتوں کے غلط اور مہمل ہونے کے لئے کافی ہیں۔

۱۔ ان کی یہ بات کہ رسالتمابؐ نے اپنی عترت کی اتباع کا اصلاً حکم نہیں دیا، یا حدیث ثقلین میں اس کا تذکرہ نہیں کیا، اتنی بے تکی ہے جس کی توضیح کی ضرورت نہیں ہے، گزشتہ روایتیں یا صرف ''صحیح مسلم،، (کی تحریف شدہ) روایت ان کے شبہ کی بیخ کنی کے لئے کافی ہے. ان کی باتوں سے قطع نظر اگر ''صحیح مسلم،، میں حضرت کا صرف یہ فرمان ہوتا: ''انی تارك فيكم الثقلين ''اور کوئی جملہ نہ ہوتا تو یہی کتاب خدا سے تمسک کی طرح، اہلبیت کی پیروی پر بھی دلالت کرتا، اس کی تائید محققین کی ان باتوں سے ہوتی ہے جو ''ثقلین،، کی وجہ تسمیہ سے متعلق ہیں یعنی کتاب خدا اور اہلبیتؑ کو کیوں ''ثقلین،، سے تعبیر کیا، اور اس نامگذاری کی علت کیا ہے، ملاحظہ کیجئے درج ذیل علماء و محققین کے اقوال:

لسان العرب میں ابن منظور کے بقول ازھری نے ''تہذیب اللغۃ،، میں کہا ہے ''ثعلب کا بیان ہے کہ ان دونوں (قرآن اور اہلبیت) کو اس لئے ''ثقلین،، کہا کہ ان دونوں

کالینا اوران دونوں کے فرامین پرعمل کرنا ثقیل ہے''

ابن اثیر ''النہایۃ'' میں لکھتے ہیں: ''ان دونوں کو اس لئے ''ثقلین'' کہا کہ ان کالینا اور ان دونوں کے فرامین پرعمل کرنا سنگین ہے''

سخاوی ''استجلاب الغرف'' میں لکھتے ہیں: ''ان دونوں کی قدر ومنزلت بیان کرنے اور ان کی شان کی تجلیل کی خاطر ''ثقلین'' سے یاد کیا، کیونکہ ہر قیمتی شئی کو ''ثقل'' کہتے ہیں، اور '' ثقلین'' کی یہ بھی وجہ تسمیہ ہے کہ ان کالینا اوران دونوں کے فرامین پرعمل کرنا سنگین ہے، اسی معنی کی طرف یہ آیت '' انا سنلقی علیك قولاً ثقیلا '' (یعنی ہم عنقریب تم پر ایک بھاری حکم نازل کریں گے) دلالت کرتی ہے، یا اس لئے ''ثقلین'' کہتے ہیں کہ ان میں صرف تکالیف ہیں جو سنگین ہیں''

قاری ''المرقاۃ فی شرح المشکوۃ'' ج۵ص۵۹۳ پر لکھتے ہیں: ''شرح السنۃ میں ہے کہ انہیں اس لئے ''ثقلین'' سے یاد کیا کہ ان کالینا اوران دونوں کے فرامین پرعمل کرنا ثقیل ہے'' یہی وجہ تسمیہ دیگر علماء کی بھی کتابوں میں بیان ہوئی ہے۔

اس بناپر حضرت کی حدیث '' انی تارك فیکم الثقلین '' کے معنی یہ ہوں گے کہ میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جن کالینا اور جن کے فرامین پرعمل کرنا سنگین و دشوار ہے، پس یہ حدیث دونوں کے دامن سے وابستہ رہنے اوران کے فرامین پرعمل کرنے کی تصریح کرتی ہے، گویا پیغمبرؐ اسلام نے صرف اسی جملے میں عترت کی بھی پیروی کا حکم دیا ہے۔

۲۔ حضرت کا یہ فرمانا کہ '' میں تمھیں اہلبیتؑ کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں'' یہ

امت کوصرف تذکر نہیں تھا، بلکہ آپ عترت کی پیروی کا دستور دے رہے تھے، اسی لئے اس جملے کی تین بار تکرار کی، چنانچہ اکابر علمائے اہلسنت اسی کے قائل ہیں ملاحظہ کیجئے:

زرقانی ''شرح المواھب اللدنیہ'' میں حدیث مسلم کی شرح میں اس جملے کی تشریح میں لکھتے ہیں: ''حکیم ترمذی کہتے ہیں: رسولؐ خدا نے ان (اہلبیتؑ) کے ساتھ تمسک کرنے کی ترغیب وتشویق دلائی کیونکہ حکم دینا توان ہی کا حق ہے''

مولوی مبین ''وسیلۃ النجاۃ'' میں اس جملے کی شرح میں لکھتے ہیں: ''یعنی خدا سے خوف کھاؤ اور ان کے حقوق کی رعایت کرو اور ان کی محبت و اطاعت کو عملی جامہ پہناؤ اور جس طرح احکام کتاب خدا کا امتثال واجب ہے اسی طرح اہلبیت کے اوامر کی اطاعت اعضاء و جوارح سے اور ان کی محبت ومودت دل سے واجب ہے''

مولوی صدیق حسن خان قنوجی ''السراج الوھاج'' میں لکھتے ہیں: ''کتاب خدا کو لینے کا مطلب اس کی شب وروز تلاوت کرنا اور اس کے بتائے ہوئے حرام وحلال پر عمل کرنا اور اس کو تنہا نہیں چھوڑ نا ہے، اور اہلبیت کے متعلق یاد دہانی کا مطلب ان کی فضیلت کو پہچاننا ،ان کا حق المقدور احترام کرنا، ان کو آزار واذیت پہو چانے سے اجتناب کرنا اور جو چیزیں کتاب وسنت کے مطابق ہیں ان میں ان کی اقتداء کرنا ہے، خاص طور سے صالح علماء کے لئے اس لئے کہ یہی پارہ ءتن رسول اور مضغہ ء بتول ہیں، اور یہی دوستان خدا اور فرزندان رسول خداؐ ہیں''

قنوجی اسی کتاب میں لکھتے ہیں: ''اہلبیت پر تحریم زکواۃ کے سلسلے میں بحث کا یہ محل نہیں

ہے، ہمارا مقصود یہاں ان کی فضیلت بیان کرنی ہے، اور یہ کہ وہ تعظیم وتکریم میں کتاب خدا کے شریک اور ثقل ہونے میں اس کے سہیم ہیں نیز یہ کہ ان دونوں سے اس لئے وابستہ رہنا چاہئے کہ دونوں کبھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر پہونچیں''

محمد معین سندھی ''دراسات اللبیب'' میں کہتے ہیں: ''حضرتؐ نے جو یہ فرمایا کہ ''میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں،'' اور اس جملے کی تین بار تکرار فرمائی، یہ اس لئے کہ آپ اہلبیت سے تمسک کی نصیحت اور ان کے اقوال واعمال پر عدم توجہ سے روکنا چاہ رہے تھے''

۳۔حضرتؐ نے اپنے اہلبیت سے تمسک اور ان کی پیروی کا حکم غدیر سے بھی پہلے دیا، حجۃ الوداع سے بھی پہلے اور اس کے بعد بھی، لہذا جو حضرات یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ نے حجۃ الوداع سے پہلے اہلبیت کے ساتھ تمسک کرنے کا حکم نہیں دیا تھا (جیسا کہ ابن تیمیہ کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے) ان کا یہ خیال غلط ہے.

۴۔ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ'' حضرت کا اہلبیت کے بارے میں تذکر دینا اس بات کی مقتضی ہے کہ ان کے حقوق ادا کئے جائیں اور دست ظلم ان کی طرف دراز نہ کیے جائیں''

اس کا مطلب یہ ہے کہ اہلبیتؑ کی پیروی جس کا لوگوں کو حکم دیا گیا ہے ان کے حقوق میں داخل نہیں ہے اور ان کی مخالفت جس سے لوگوں کو منع کیا گیا ہے ان پر ظلم کے مترادف نہیں ہے جب کہ حقیقت میں یہی جور عظیم اور ظلم کبیر ہے۔

۵۔ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ'' اہلبیت کے حقوق کی رعایت اور ان پر ظلم کرنے سے

اجتناب کا حکم غدیر سے پہلے بھی آیا تھا، جس سے معلوم ہوتا ہے حضرت کے تذکر کا ربط اہلبیت کی امامت سے نہیں تھا'' غلط ہے، اس لئے کہ غدیر خم سے پہلے حقوق اہلبیتؑ کی ادائیگی اوران پر ظلم کرنے سے اجتناب کے حکم کا مطلب یہ نہیں کہ ''صحیح مسلم'' میں مذکورہ تذکر یا وہ احادیث جو ثقلین کے بارے میں نقل ہوئی ہیں، حضرت علیؑ اور دیگر اہلبیتؑ کی امامت سے متعلق نہیں ہیں، جیسا کہ ابن تیمیہ نے کہا ہے، اس لئے کہ غدیر سے پہلے اور اس کے بعد حضرت کا اہلبیتؑ کی اطاعت و پیروی کا حکم دینا ثابت ہے، لہذا ''صحیح مسلم'' میں اہلبیت کے متعلق واقعہء غدیر پر مشتمل حدیث کا مقصد حضرت علیؑ اور دیگر آئمہ طاہرین کی اطاعت و پیروی کرنا ہے اور یہ بتانا ہے کہ ان کی امامت، امت پر واجب ہے، اور یہ بات واضح اور روشن ہے۔

جاحظ کی نظر میں حدیث ثقلین افضلیت اہلبیتؑ کی دلیل ہے

جب ہم نے ابن تیمیہ کی باتوں کو غلط ثابت کر دیا، تو پھر کسی کی نظر میں حدیث ثقلین کے ثبوت اور اس کی صحت میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے، چہ جائیکہ بخاری، ابن جوزی اور ابن تیمیہ اس پر اشکال و اعتراض کریں، اور کس طرح کوئی مسلمان حدیث ثقلین کی سند کے بارے میں کچھ کہہ سکتا ہے، جب کہ اکابر علمائے اہلسنت نے بتمامہ اس کو نقل کیا ہے؟ اسی وجہ سے عمرو بن بحر جاحظ اپنی عناد ودشمنی کے باوجود ''رسالۃ مدح اھل البیت'' میں لکھتے ہیں:

''اگر خدا بنی ہاشم اور دیگر افراد میں مساوات رکھنا چاہتا تو پھر ذوی القربی کو ان سے جدا نہیں کرتا اور یہ نہیں کہتا و انذر عشیرتک الاقربین (یعنی اے

اجتناب کا حکم غدیر سے پہلے بھی آیا تھا، جس سے معلوم ہوتا ہے حضرت کے تذکر کا ربط اہلبیت کی امامت سے نہیں تھا'' غلط ہے، اس لئے کہ غدیر خم سے پہلے حقوق اہلبیتؑ کی ادائیگی اوران پرظلم کرنے سے اجتناب کے حکم کا مطلب یہ نہیں کہ ''صحیح مسلم'' میں مذکورہ تذکر یا وہ احادیث جو ثقلین کے بارے میں نقل ہوئی ہیں، حضرت علیؑ اور دیگر اہلبیتؑ کی امامت سے متعلق نہیں ہیں، جیسا کہ ابن تیمیہ نے کہا ہے، اس لئے کہ غدیر سے پہلے اور اس کے بعد حضرت کا اہلبیتؑ کی اطاعت و پیروی کا حکم دینا ثابت ہے، لہذا ''صحیح مسلم'' میں اہلبیت کے متعلق واقعہء غدیر پر مشتمل حدیث کا مقصد حضرت علیؑ اور دیگر آئمہ طاہرین کی اطاعت و پیروی کرنا ہے اور یہ بتانا ہے کہ ان کی امامت، امت پر واجب ہے، اور یہ بات واضح اور روشن ہے۔

جاحظ کی نظر میں حدیث ثقلین افضلیت اہلبیتؑ کی دلیل ہے

جب ہم نے ابن تیمیہ کی باتوں کو غلط ثابت کر دیا، تو پھر کسی کی نظر میں حدیث ثقلین کے ثبوت اوراس کی صحت میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہونی چاہیئے، چہ جائیکہ بخاری، ابن جوزی اور ابن تیمیہ اس پر اشکال واعتراض کریں، اور کس طرح کوئی مسلمان حدیث ثقلین کی سند کے بارے میں کچھ کہہ سکتا ہے، جب کہ اکابر علمائے اہلسنت نے بتمامہ اس کو نقل کیا ہے؟ اسی وجہ سے عمرو بن بحر جاحظ اپنی عناد و دشمنی کے باوجود ''رسالۃ مدح اھل البیت'' میں لکھتے ہیں:

''اگر خدا بنی ہاشم اور دیگر افراد میں مساوات رکھنا چاہتا تو پھر ذوی القربی کو ان سے جدا نہیں کرتا اور یہ نہیں کہتا و انذر عشیرتك الاقربین (یعنی اے

رسول تم اپنی قریبی رشتہ داروں کوعذاب خدا سے ڈراؤ شعراء/۱۴۲) اورنہیں کہتا و
انہ لذکرلك ولقومك (یعنی یہ قرآن تمھارے لئے اور تمھاری قوم کے لئے
نصیحت ہے.زخرف/۴۴) پس جب کسی چیز کو حضرت کی قوم سے مخصوص کر دیا کہ
جس میں دوسرے شریک نہیں ہیں ،تو جو اقرب ہوں گے ان کا مرتبہ بلند ہوگا،
اگر خدا ان اقرباء کو دوسروں کے مساوی رکھنا چاہتا تو پھر ان پر صدقہ حرام نہ کرتا،
کیونکہ اس نے ایسا صرف ان کے احترام میں کیا ہے، اسی وجہ سے جب عباس
نے آنحضرتؐ سے صدقات کی دیکھ بھال کرنے کی درخواست کی ،تو آپ نے
انکار کیا اور حاجیوں کو پانی پلانے کی ذمہ داری سپرد کی یہی وجہ ہے کہ علی نے منبر
پرلوگوں کوخطاب کرتے ہوئے فرمایا: ہمارے گھرانے کا کسی سے مقابلہ نہیں کیا جا
سکتا ہے، اور آپ نے صحیح فرمایا: اس لئے کہ کس طرح کوئی ان کے مقابلہ میں
آسکتا ہے جب کہ رسولؐ خدا ان میں سے ہیں، علی و فاطمہ کی پاکیزہ فردیں ان
میں کی ہیں، حسن وحسین اور دو شہید اسد اللہ حمزہ اور ذوالجناحین جعفر، سردار مکہ عبد
المطلب اور حاجیوں کے سقا عباس ان میں سے ہیں، جنھوں نے ان کی نصرت
کی وہ انصار ہوا اور جنھوں نے ان کی طرف ہجرت کی وہ مہاجر، صدیق وہ ہے جو
ان کی تصدیق کرے اور فاروق وہ ہے جو حق کو باطل سے جدا کرنے میں ان کو
کسوٹی قرار دے، حواری حقیقت میں ان کے حواری ہیں اور ذوالشہادتین وہ ہے
جو ان کے حق میں گواہی دے، خیر نہیں ہے مگر ان کے درمیان، ان کیلئے، ان سے

اوران کے ساتھ ،اورآنحضرتؐ نے فرمایا: میں تم میں اپنے دوخلیفے چھوڑے جاتا ہوں،ان میں سے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے،ایک کتاب خدا جوآسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت ،خداوند لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں''

آپ نے دیکھا کہ جاحظ نے اپنے تعصب وعناد کے باوجود حدیث ثقلین سے اہلبیتؑ کی فضیلت پر استدلال کیا ہے،تو پھر کوئی مسلمان کیا اس حدیث کی صحت میں شک کر سکتا ہے؟ یا حدیث کے اس جملے'' و انهما لن يفترقا حتى يردا عليّ الحوض '' کے بارے میں تردید کرسکتا ہے؟

'' زهر الآدب و ثمر الالباب ''میں ابواسحاق ابراہیم بن علی حصری قیروانی مالکی کے بقول جاحظ نے یہ بھی کہا ہے:

''عرب مثل بدن کے ہیں اور روح ان کی قریش ہیں اور قریش روح ہیں تو ان کا مغز بنی ہاشم ہیں، دین و دنیا بنی ہاشم کی وجہ سے ہے خود ہاشم زمین کا حسن اور دنیا کی زینت ہیں......(بہت ساری تعریف وتمجید کے بعد جاحظ کہتے ہیں) دوثقل (ثقلین)، دو پاکترین ، دو سبط ، دوشہید ، اسد اللہ ، ذو الجناحین ، ذوالقرنین ، مکہ اور حجاز کے آقا وسردار ،حجاج کو سیراب کرنے والے ،حلیم بطحاء، دریائے علم اور دانشوران بزرگ ان ہی میں سے ہیں، ان کی نصرت ومدد کرنے

والے انصار اور ان کی طرف، ہجرت کرنے والے مہاجر ہیں، جو ان کی تصدیق کرے وہ صدیق اور جو حق اور باطل میں فرق پیدا کرنے کے لئے ان کو کسوٹی قرار دے وہ فاروق ہے، ان کے حواری، حواری اور ان کے حق میں گواہی دینے والے ذوالشہادتین ہیں، خیر ان کے لئے، ان میں اور ان کے ساتھ ہے، اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ رسول رب العالمین، امام الاولین والآخرین، نجیب المرسلین ان میں سے ہیں کہ جنکی تصدیق اور ان کے آنے کی بشارت کے بغیر کسی نبی کی نبوت کامل نہ ہو سکی، اور اسی رسول کی رسالت شرق و غرب کا احصاء کیے ہوئے ہے، و اظهر ه الله على الدين كله ولو كره المشركين[۱]

گویا دشمنی اہلبیت میں بخاری، ابن جوزی اور ابن تیمیہ، جاحظ سے بھی آگے بڑھ گئے کیونکہ جاحظ تو حدیث ثقلین کو صحیح اور فضیلت اہلبیتؑ کی دلیل مانیں اور بخاری، ابن جوزی اور ابن تیمیہ اس کے وجود میں شک وشبہ ایجاد کریں!۔

۱۔ زہر الآداب مطبوع بر حاشیہ العقد الفرید ج۱ ص ۶۳،۶۲